جدید ترقی یافتہ شارجہ کے بانی حکمران کی سحر آفریں خود نوشت

بیانِ زندگی

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی حفظہ اللہ
(حاکم شارجہ، متحدہ عرب امارات)

www.KitaboSunnat.com

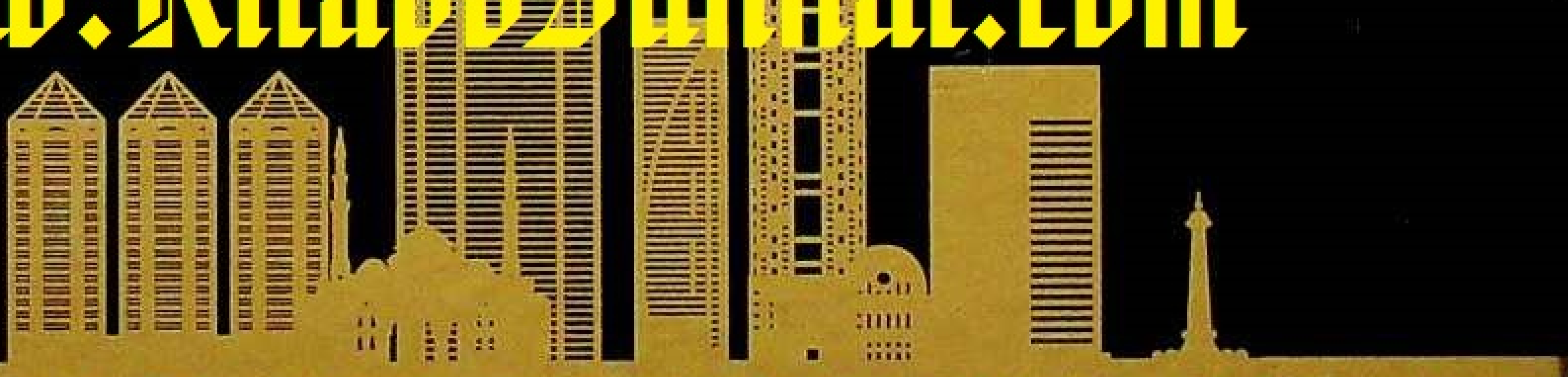

دار السلام
DARUSSALAM

الاثریہ فاؤنڈیشن
جہلم پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

جدید ترقی یافتہ شارجہ کے بانی حکمران کا سحر آفریں خود نوشت

بیانِ زندگی

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی حفظہ اللہ

(حاکمِ شارجہ، متحدہ عرب امارات)

www.kitabosunnat.com

دار السلام
DARUSSALAM

الناشر: الاثریہ فاؤنڈیشن
جہلم پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

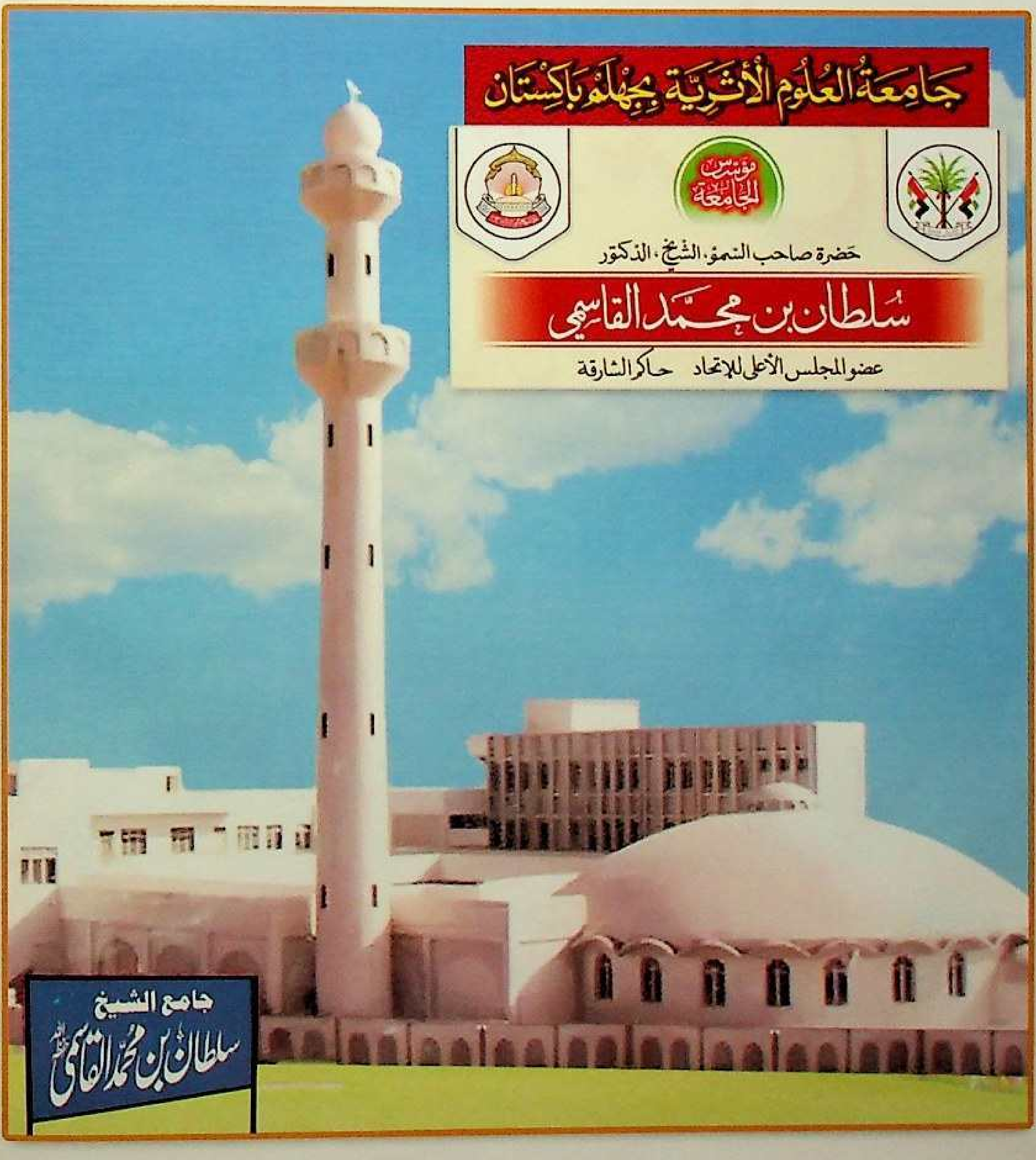

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جدید ترقی یافتہ شارجہ کے بانی حکمران کا سحر آفریں خودنوشت

بیانِ زندگی

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی حفظہ اللہ

(حاکمِ شارجہ، متحدہ عرب امارات)

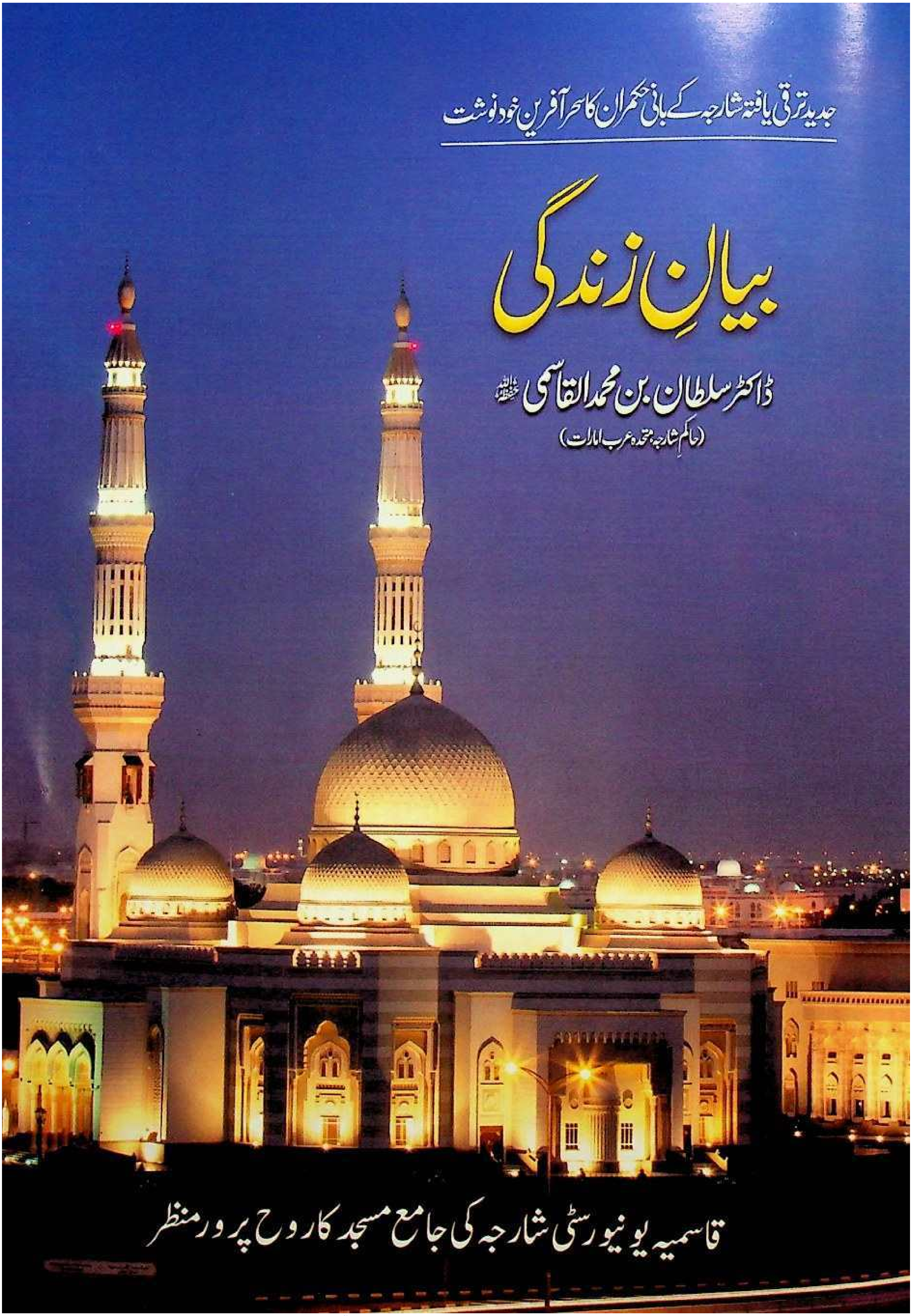

قاسمیہ یونیورسٹی شارجہ کی جامع مسجد کا روح پرور منظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دار السلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
DARUSSALAM

جملہ حقوق اشاعت برائے ناشر محفوظ ہیں

سعودی عرب

(ہیڈ آفس) پرنس عبدالعزیز بن جلاوی سٹریٹ پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب
فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659 www.darussalamksa.com
Email: darussalam@awalnet.net.sa info@darussalamksa.com

الریاض • العلیا فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 • الملز فون: 4735220 1 00966 فیکس: 4735221
• سویدی فون: 4286641 1 00966 • سویلم فون/فیکس: 2860422 1 00966
جدہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270 مدینہ منورہ فون: 8234446,8230038 4 00966 فیکس: 8151121 04
الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551 3 00966 خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 7 00966
ینبع البحر فون: 0500887341 فیکس: 8691551 قصیم (بریدہ) فون: 0503417156 فیکس: 3696124 6 00966

دیگر ممالک

امریکہ • نیویارک فون: 5925 625 718 001 • ہوسٹن: 0419 722 713 001 کینیڈا • نصیرالدین الخطیب فون: 4186619 416 001
لندن • دارالسلام انٹرنیشنل پبلیشرز لمیٹڈ فون: 77252246 20 0044 فرانس فون: 52928 480 01 0033 فیکس: 52997 480 01 0033
انڈیا • دارالسلام انڈیا فون: 45566249 44 0091 موبائل: 12041 98841 0091 سری لنکا • دارالکتاب فون: 358712 115 0094

شارجہ

مكتبة دارالسلام العالمية الاسلامية (ذ.م.م)
الشارقة، شارع الشيخ زايد مقابل محطة بترول ادنوك،
ميسلون ص.ب: ٤٦٩٥٩، الشارقة - ا.ع.م. هاتف: ٠٦-٥٦٣٢٦٢٣، فاكس ٣٢٦٢٤ ٠٦
E-mail: khalid@darussalamuae.com uaedarussalam@gmail.com
خالد محمود شاهين متحرك: ٠٥٠٤٩٨٩٩٦٥ / ٠٥٥٤٩٨٩٩٦٥

پاکستان

ہیڈ آفس ومرکزی شوروم (مین برانچ ①) 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 00 324 372 ,24 400 372 ,34 240 373 42 0092 فیکس: 72 540 373 042
www.darussalam.pk
برانچ ② اردو بازار: غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 54 200 371 42 0092 فیکس: 03 207 373 042
برانچ ③ ڈیفنس: Y بلاک، گول کمرشل مارکیٹ، دکان: 2 (گراؤنڈ فلور) ڈیفنس، لاہور فون: 10 926 356 42 0092
برانچ ④ گلبرگ: دکان نمبر 2، گراؤنڈ فلور، بگ سٹی پلازہ لبرٹی گول چکر گلبرگ III لاہور فون: 50 738 357 42 0092

کراچی برانچ ① مین طارق روڈ، ڈالمن مال سے (بہادر آباد کی طرف) دوسری گلی کراچی فون: 36 939 343 21 0092 فیکس: 37 939 343 21 0092
برانچ ② شاپ 2 گلشن ٹریڈ سنٹر (متصل MCB) گلشن چورنگی مین راشد منہاس روڈ گلشن اقبال بلاک 5 کراچی فون: 38 39 99 34 021

اسلام آباد F-8 مرکز، ایوب مارکیٹ، شادویز سنٹر فون: 13 15 228 51 0092 islamabad@darussalampk.com

ملتان نزد چونگی نمبر 9، بمقابل بوسن روڈ ملتان فون: 24 00 622 61 0092

فیصل آباد پاکستان شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد فون: 944 11 26 41 0092

الناشر: حافظ عبدالحمید عامر چیئرمین الاثریہ فاؤنڈیشن جہلم پاکستان
092 544 61 36 70 | 0092 544 61 36 84 | only WhatsApp 0092 321 540 70 72

33070

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عرض ناشر 30

حصہ اوّل مقدمہ 44

پہلا باب: بچپن کے دن 45

- امریکی کمانڈر کے ساتھ ناخوشگوار سفر 45
- ہمارا سادہ سا گھر 46
- زنجیر سے بندھے پاگل کا خوف 47
- میرے چچا کا چھوڑا ہوا گھر 48
- شارجہ کا قلعہ 49
- ہاتھ کٹا چور توپ لے بھاگا 50
- بی بی سی اور جرمن ریڈیو کی جنگی خبریں 50
- توبہ کا ستون 51
- شاہ سعود اور توپ کا حادثہ 53
- فلم بینوں کو کاٹتی چیچڑیاں 53

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب: الشیخ سلطان بن صقر القاسمی حاکمِ شارجہ 55
⊙ حاکمِ شارجہ اور قاضی شرع 55
⊙ شارجہ میں یوم عید 55
⊙ فلج فارم کے مزے 57
⊙ راس الخیمہ کا قضیہ 57
⊙ والد صاحب کا اہم مشن 59
⊙ قصہ میری حجامت کا 60
⊙ شیخ سلطان بن سالم شارجہ میں پناہ گزین 61
⊙ رات کا خطرناک سفر 62
⊙ شاہی خیمہ اور طوفان کی بپتا 63
⊙ راس الخیمہ میں انگریزوں پر فائرنگ 65
⊙ برطانوی فوج نے محاصرہ کرلیا 66
⊙ میرے والد کی شارجہ سے جلاوطنی 66
⊙ مدرسہ قاسمیہ میں داخلہ 67
⊙ میرے سکول ٹیچر 68
⊙ الشیخ سلطان بن صقر القاسمی کی بیماری 68
⊙ الشیخ سلطان کی بمبئی روانگی 70
تیسرا باب: میرے والد نائب حاکمِ شارجہ 72
⊙ ایک المناک حادثہ 72
⊙ شعم کی گرمیاں 73

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ میرا مدرسہ پختہ ہو گیا 74

⊙ بھارتی نقاش سے ایک سودا 76

⊙ ڈاکوؤں کا محاسبہ 76

⊙ الشیخ سلطان بن صقر القاسمی کی وفات 77

⊙ الشیخ محمد بن صقر القاسمی کی یک روزہ حکومت 77

⊙ مرحوم چچا کی تدفین 78

⊙ الشیخ صقر بن سلطان کا حاکم بننا 78

⊙ حکومتِ صقر کی برطانوی توثیق 80

⊙ میرا ختمِ قرآن 80

چوتھا باب: شارجہ میں تعلیمی ترقی 82

⊙ پہلا مرحلہ 1951-52ء کا تعلیمی سال 82

⊙ میری پانچویں جماعت میں ترقی 82

⊙ استاد فاضل کی اچانک وفات 83

⊙ سخت انگلش ٹیچر کی برطرفی 84

⊙ میرے والد کے زیرِ پرورش یتیم بچہ 86

⊙ دوسرا مرحلہ 1952-53ء کا تعلیمی سال 86

⊙ سارہ ہوسمین زچہ بچہ ہسپتال 87

⊙ تیسرا مرحلہ 1953-54ء کا تعلیمی سال 89

⊙ تالاب کا جن 89

⊙ چوتھا مرحلہ 1954-55ء کا تعلیمی سال 90

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ پانچواں مرحلہ 56-1955ء کا تعلیمی سال 91

⊙ اسکاؤٹس کیمپ کویت میں شارجہ اسکاؤٹس کی شرکت 91

⊙ طوفانِ باد و باران میں ہنگامی ڈیوٹی 93

⊙ خصوصی انگریزی درس گاہ 93

⊙ ڈی سلوا کا ختنہ اور ''قبولِ اسلام'' 94

⊙ ڈی سلوا کی جلاوطنی اور المناک موت 95

پانچواں باب: ہمارا سفرِ حج 97

⊙ بحرین تک بحری سفر 97

⊙ مکتبہ المؤید کے مالک سے دوستی 98

⊙ ظہران اور دمام میں 100

⊙ جدہ کی راہ میں فضائی حادثہ 100

⊙ دو طیاروں کا انوکھا سفر 102

⊙ مدینہ منورہ، شہر نبی ﷺ کا دیدار 102

⊙ مکہ مکرمہ میں طواف و سعی 103

⊙ کعبہ کے اندر نماز 104

⊙ منیٰ اور عرفات میں 105

⊙ دورانِ طواف ناخوشگوار حادثہ 105

چھٹا باب: مصر پر سہ ملکی حملہ 107

⊙ الشیخ سلطان اور برطانوی اڈے کی جاسوسی 107

⊙ پہلی کارروائی 109

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ دوسری کارروائی 110

⊙ تیسری کارروائی 110

⊙ چوتھی کارروائی 110

⊙ لمحوں کی تاخیر سے کام بگڑ گیا 111

⊙ بوقتِ فجر والد کی خاموش شاباش 112

ساتواں باب: شارجہ میں چند حادثات 114

⊙ مدرسین کی چھٹی 114

⊙ مڈل سکول کے امتحانات کویت میں 115

⊙ بحرین میں ٹیکہ لگوانے سے انکار 116

⊙ انگریزوں کا جاسوس 117

⊙ الشیخ صقر کے ہاتھ میں بندوق نہ چلی 117

⊙ ایک بلوچی کو ''سزائے موت'' 118

⊙ قطر میں چند ماہ 119

⊙ خلیج سے بھارت سونے کی سمگلنگ 120

⊙ والد صاحب کی بیماری 121

⊙ شارجہ کی آگ 122

⊙ شارجہ میں جنگی طیاروں کی ٹکر 122

آٹھواں باب: ایران کا سفر 123

⊙ لنجہ تک بحری جہاز میں 123

⊙ تیل بردار جہاز سے ٹکراؤ کا خطرہ 124

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ لنجہ سے شیراز تک 125

⊙ شارع عام پر سونے کی فیس 127

⊙ رئیس سعدی کے مہمان خانے میں 128

⊙ بلدیہ لار کا اخبار "علمدار" 128

⊙ تختِ جمشید کی سیر 130

⊙ شیراز سے اصفہان اور طہران 130

⊙ شاہِ ایران اور جمال ناصر کے حریف ثنا خوان 131

⊙ بحیرۂ قزوین کے ساحل پر 132

⊙ ایران روس سرحد پر لگے سپیکروں سے مخالفانہ پروپیگنڈہ 133

⊙ طہران میں اسرائیلی دفتر کا افتتاح 134

نواں باب: بعث پارٹی 135

⊙ شارجہ کلچرل کلب 135

⊙ بعث پارٹی کا ایک راز افشاء 136

⊙ میری تعلیمی وثقافتی سرگرمیاں 138

⊙ شویخ (کویت) میں سیکنڈری تعلیم 138

⊙ حزب البعث کی پراسرار سرگرمیاں 139

⊙ بعث پارٹی سے علیحدگی 140

⊙ عبدربہ صقر کو بعث پارٹی نے مروایا تھا 141

⊙ میری جان لینے کی مذموم کوشش 142

⊙ کویت سے ترکِ تعلیم 143

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دسواں باب: ٹیکنیکل سکول شارجہ کا استاد 145
⊙ حاضری رجسٹر بکری نے چبالیا 146
⊙ دارا بحری جہاز کا حادثہ 146
⊙ شارجہ میں تیل کی تلاش 147
⊙ میرے والد کی وفات 147
⊙ الشیخ صقر بن سلطان اور بھائیوں کا معاملہ 148
⊙ مصر، شام اور عراق میں سہ فریقی اتحاد 148
⊙ جمال ناصر کے حق میں مظاہرہ 149
⊙ دبئ میں مظاہرے 151
⊙ فٹ بال میچ اور پنڈلی کی چوٹ 152
⊙ ٹیکنیکل سکول سے استعفا اور دوبارہ پڑھائی 152
گیارھواں باب: شارجہ میں قومیت کا پھیلاؤ 154
⊙ انگریز، صہیونیوں کے ایجنٹ 154
⊙ عرب لیگ کا وفد امارات میں 155
⊙ برطانوی وزیر مملکت کی وارننگ 156
⊙ برطانوی وزیر کی حاکمِ شارجہ کو دھمکی 157
⊙ الشیخ صقر کی معزولی اور الشیخ خالد کی تقرری 159
بارھواں باب: یونیورسٹی کی تعلیم (حصہ اوّل) 163
⊙ زرعی کالج (قاہرہ) میں داخلہ 163
⊙ ماء ملکی 165

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ کسی کی بلا سبب ہنسی پر میری طلبی 167

⊙ جمیلہ اور بلیک بورڈ 168

⊙ عربی کلب، شارجہ 169

⊙ پہلے سوڈانیوں کو درست کرلو 169

⊙ جمہور محل اور شاہراہِ جمہوریہ کے ٹاکرے 170

⊙ عمان کا قومی مسئلہ بائی سائیکل 171

⊙ جون 1967ء کی جنگ 172

⊙ ناصر کا استعفا اور میرے شعری جذبات 172

⊙ صہیونی جارحیت پر امارات میں ردعمل 174

⊙ کراچی شہر کا وزٹ 175

⊙ مشرقی محلّہ (شارجہ میں) میں گھروں کا انہدام 176

⊙ سپرنٹنڈنٹ لاظوغلی جیل کے حکم سے 177

⊙ عبدالعزیز القاسمی خورفکان میں حاکم کا نائب 178

⊙ میں حاکم شارجہ کا نائب ہوگیا 180

⊙ ایک پاکستانی کا عجب گناہ 181

⊙ برٹش پولیٹیکل افسر کی شکرگزاری 182

⊙ حاکم شارجہ سے قاہرہ جانے کی اجازت طلبی 183

تیرھواں باب: یونیورسٹی کی تعلیم (دوسرا حصہ) 185

⊙ قرافہ اور مجری العیون (قاہرہ) 185

⊙ اے مصر! تجھ میں کتنے زیادہ مومن ہیں؟ 186

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ رابطہ طلبہ عُمان 187

⊙ ڈاکٹر رافت کی طرف سے کالا نشان 188

⊙ میں ''بلیک لسٹ'' ہوں 190

⊙ قلعہ شارجہ کا انہدام اور بحالی 191

⊙ یا شیخ مرحبا! 192

⊙ مرنجاں مرنج شخصیت 194

⊙ اسرائیلی جاسوس 194

⊙ تختِ شارجہ کا بم دھماکہ 197

چودھواں باب: وطن میں امریکی زرعی ماہر سے دوستانہ 199

⊙ اریزونا یونیورسٹی کے پروفیسر کی پیشکش 199

⊙ حاکم شارجہ کے دفتر کا مدیر 200

⊙ دولت متحدہ عرب امارات کی تاسیس 200

⊙ جزیرہ ابوموسیٰ کا معاملہ 201

⊙ جزیرہ ابوموسیٰ کا معاہدہ 203

⊙ آزاد حکومت (UAE) کا قیام 204

⊙ پریشانی کے دن 204

⊙ شیخ خالد کے محل پر حملہ 205

⊙ حاکم شارجہ الشیخ خالد کا قتل 207

⊙ میرا بطور حاکم انتخاب 207

⊙ الشیخ خالد بن محمد القاسمی کی تدفین 208

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ دوم : مقدمہ 210

پہلا باب: متحدہ عرب امارات کی حکومت 211

⊙ غموں کے دن 211

⊙ بہادر وزیر دفاع کا موقف 212

⊙ متحدہ امارات میں راس الخیمہ حکومت کا انضمام 212

⊙ شاہ ایران جزیرہ ابوموسیٰ میں 213

⊙ صدر مملکت کا دورہ امارات 214

⊙ الشیخ زاید کا سہ ملکی دورہ 215

⊙ متحدہ عرب امارات کا دورہ کرنے والا پہلا صدر 215

⊙ شیطانی افکار 216

⊙ ایک فتنہ 217

⊙ فائرنگ کا حادثہ 217

⊙ اتحاد کی مجلس اعلیٰ 218

⊙ شارجہ میں تیل کی دریافت 219

⊙ ہمارے ملک میں برطانوی سفیر 219

دوسرا باب: امریکہ اور مصر کے درمیان 221

⊙ الشیخ سلطان کی شادی 221

⊙ مصری صحافی سے ملاقات 221

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- سلطان قابوس کا دورہ متحدہ عرب امارات 222
- اہل وطن کی بہتری اور ارکان کی موافقت 222
- شعبہ تعلیم و تربیت 223
- شعبہ صحت 223
- شعبہ تعمیر مکانات (ہاؤسنگ) 223
- محکمہ تعمیرات عامہ (پبلک ورکس) 223
- شعبہ بجلی اور پانی 224
- شعبہ زراعت اور ماہی پروری 224
- شعبہ مواصلات 224
- کھیل اور نوجوانوں کا شعبہ 224
- محکمہ اطلاعات 224
- محکمہ داخلہ 224
- شعبہ دفاع 225
- خارجی سیاست 225
- امریکہ کا پہلا دورہ 225
- ایرانی سفیر کے عریاں جامِ مے نوشی 227
- امریکی جنرل سے عجب ملاقات 229
- ہوسٹن میں ڈنر کے ڈائس پر 230
- میری وجہ سے حصص میں تیزی 231
- بن بلائی پریس کانفرنس 232

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ شارجہ محل کے پودے اریزونا میں 233

⊙ لندن کا سفر 234

⊙ مصر کا پہلا سرکاری دورہ 236

⊙ مجبوری کا کام 238

⊙ اغوا شدہ جاپانی طیارہ دبئی ایئر پورٹ پر 239

⊙ ایک غلط فہمی 240

⊙ عربی تیل عربی خون سے قیمتی نہیں 240

⊙ اتحادی قومی مجلس کی افتتاحی نشست 241

تیسرا باب: شارجہ سے تیل کی برآمد کا آغاز 243

⊙ نیو یارک ٹائمز اور شارجہ میں تیل کی پیداوار 243

⊙ الشیخ زاید کا سفر شارجہ 245

⊙ شارجہ اور ام القیوین کے مابین اختلاف کا حل 246

⊙ ایران کا سرکاری دورہ 246

⊙ سفر ایران 247

⊙ الشیخ زاید اور شہریوں کے مطالبات 251

میں ''ساوک'' کے ہاتھوں میں تھا 252

⊙ شارجہ سے تیل کی برآمد کا آغاز 252

چوتھا باب: عرب اور یورپ کے دورے 255

⊙ کویت کا سرکاری دورہ 255

⊙ اٹلی کا سرکاری دورہ 256

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ فرانس کا سرکاری دورہ 256

⊙ امید جو ہم نے کھودی 257

⊙ تیونس کا سرکاری دورہ 258

⊙ عرب جمہوریہ مصر کا دوسرا سرکاری دورہ 259

⊙ صدر سادات سے ادھوری ملاقات 260

پانچواں باب: چند تاریخی فیصلے 263

⊙ اتحادی ڈھانچے کی مضبوطی کے بعض منصوبے 263

⊙ اتحادی ڈھانچے کی مضبوطی کے چند فیصلے 264

❁ صدر مملکت مبارکباد پیش کرتے ہیں 265

⊙ شارجہ کے جھنڈے کی جگہ اتحاد کا پرچم 266

⊙ شارجہ کا جھنڈا جو میں نے اتارا 266

⊙ دیگر متصل فیصلے 267

چھٹا باب: امریکی مسلمانوں اور صومالی مسلمانوں کے درمیان 268

⊙ صومالیہ کا سرکاری دورہ 268

⊙ مالی امداد بمقابلہ سوشلزم 270

⊙ سوڈان کا سرکاری دورہ 270

⊙ دورہ امریکہ کے لیے عزمِ سفر 271

⊙ قطر کا مختصر دورہ 272

⊙ ریاستہائے متحدہ امریکہ کا خصوصی دورہ 273

⊙ محمد علی کلے اور عالیجاہ محمد کی حقیقت 273

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- نیشن آف اسلام کا ''مسجد گرجا'' 274
- عالیجاہ کے پیروکاروں سے خطاب 274
- نیشن آف اسلام کا صحیح قبول اسلام 275
- گمراہ جم جونز کی خواہش ملاقات 276
- جونز ٹاؤن میں اجتماعی خودکشی 277
- سیاہ فام امریکی مسلم پر توجہ، گورنر ناراض 278
- نیویارک سے شارجہ واپسی 279
- جواہر کے ساتھ ملاقات اور شادی 279

ساتواں باب: ایام وحشت 281
- مسلح افواج ایک کمان کے تحت 281
- سب کا مقصد اتحاد ہے 282
- متحدہ عرب امارات کا حکومتی دستور 283
- اتحاد کی صدارت سے الشیخ زاید کا پیچھے ہٹنا 285

آٹھواں باب: حاکم شارجہ کے چند اہم ایام 289
- عرب افریقہ مجلس کا قیام 289
- متحدہ عرب امارات کا پانچواں قومی دن 290
- صدر ابراہیم الحمدی کا دورہ 291
- شارجہ میں مرکز دعوت اسلامیہ کا افتتاح 291
- یہ منصوبہ درج ذیل طریقے سے تکمیل کو پہنچا 291
- شارجہ کے اسکولز کے دورے 292

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ الشیخ محمد بن سلطان قاسمی کی وفات 295

⊙ صدر متحدہ قومی مجلس کا انتخاب 296

⊙ عرب جمہوریہ شام کا سرکاری دورہ 296

⊙ مملکت عربیہ سعودیہ کا دورہ 297

نواں باب: ہمارا دستور قرآن ہے! 298

دسواں باب: الشیخ زاید طہران میں 299

⊙ الشیخ زاید کے دورہ طہران کا پروگرام 299

⊙ یمن کا دورہ جو نہ ہو سکا 300

⊙ سوڈان کا دورہ 300

⊙ ایران کا دورہ 301

⊙ شامی وزیرِ خارجہ کا پُراسرار معاملہ 303

⊙ جس استقبال کا انتظار تھا 304

⊙ دوسرے حصے کا اختتام 307

تیسرا حصہ: تمہید 309

پہلا باب: ملکہ برطانیہ کی آمد 310

⊙ عرب شطرنج یونین کی جنرل کانگرس 310

⊙ شاہ ایران کی رخصتی 310

⊙ متحدہ عرب امارات کے لیے اقتصادی کانفرنس کا اجلاس 311

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ سابق امریکی صدر جیرالڈ فولڈ امارات میں 311

⊙ خورفکان شہر کا دورہ 313

⊙ ملکہ برطانیہ کا دورہ امارات 314

دوسرا باب: وحدت پر قومی اجماع 317

تیسرا باب: شارجہ کے معاملات میں مصروفیت 321

⊙ خورفکان بندرگاہ کا افتتاح 321

⊙ شارجہ انٹرنیشنل ایئر پورٹ 322

⊙ شارجہ سٹی برائے انسانی وسائل 322

⊙ الجزیرہ سیرگاہ کا افتتاح 323

⊙ خالد تھیٹر کا افتتاح 324

⊙ صنعتی زون کا قیام 324

⊙ مشرقی علاقے کا دورہ 324

ذرائع ابلاغ کے ساتھ ملاقاتیں 325

⊙ جرمن اور فرانسیسی چینلوں کو انٹرویو 326

⊙ شمالی امارات میں پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ 326

چوتھا باب: شارجہ میں تیل اور گیس کی پیداوار 328

⊙ بلدیاتی اداروں کی تاسیس 328

⊙ ادارہ ثقافت وارشاد 328

⊙ بعض قریبی رشتہ داروں کی وفات 329

⊙ شارجہ میں تیل اور گیس کی پیداوار 330

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ کویتی صحافی سے مکالمہ 330
پانچواں باب: ہند اور سندھ کے درمیان 332
⊙ جمہوریہ بھارت کا سرکاری دورہ 332
⊙ مسٹر گاندھی کی سمادھی اور نہرو میوزیم 333
⊙ الشیخ ابوالحسن ندوی سے ملاقات 334
⊙ شیخ عبداللہ سے ملاقات 334
⊙ جمہوریہ پاکستان کا سرکاری دورہ 335
⊙ ضیاء الحق کا تلخ جملہ 336
⊙ تربیلا ڈیم کا دورہ 337
⊙ قصہ جہلم کے دورے کا 338
⊙ زرعی یونیورسٹی (فیصل آباد) سے اعزازی ڈگری 339
⊙ زرعی یونیورسٹی میں ناصحانہ ہنگامی خطاب 340
⊙ لاہور کے تاریخی مقامات کی سیر 342
چھٹا باب: شارجہ میں منعقدہ کانفرنسیں، اجتماعات اور سیمینارز 344
⊙ عالمی تحریک کی دوسری علاقائی کانفرنس 344
1983ء کی ثقافتی سرگرمیاں 345
⊙ فائن آرٹس (فنون لطیفہ) کی دوسری سالانہ نمائش 345
⊙ شارجہ میں کتابوں کی دوسری نمائش 345
⊙ خلیج تعاون کونسل کا اجلاس 346
⊙ مسئلہ فلسطین پر انٹرنیشنل کانفرنس 347

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

⊙ عرب قوم سے امریکی قوم تک 348
⊙ شارجہ عدالتی کمپلیکس میں ججز کانفرنس 350
ساتواں باب: سرکاری اور نجی دورے 351
⊙ سوڈان کا نجی دورہ 351
⊙ عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ کا سفر 353
⊙ جمہوریہ کروشیا کا نجی دورہ 354
⊙ اخباری مکالمہ (انٹرویو) 355
⊙ سلطنت عمان کا سرکاری دورہ 356
⊙ مملکت بحرین کا سرکاری دورہ 358
آٹھواں باب: خلیج میں عربی ڈکیتی کا فسانہ 360
⊙ پہلا قومی فنون میلہ 360
تیسرا شارجہ کتاب میلہ 362
⊙ انسانی وسائل منظم کرنے کی دوسری خلیجی کانفرنس 363
⊙ شہری ایئر پورٹس کی عالمی یونین کی 24 ویں کانفرنس 364
⊙ پانچویں عرب تعاون کانفرنس 364
⊙ بچوں کی ثقافت کا پہلا میلہ 365
⊙ شارجہ ثقافتی ایام (دوسرا مرحلہ) 365
⊙ دوسرا قومی فنون میلہ 366
⊙ شارجہ ثقافتی مرکز 366
⊙ چوتھا شارجہ کتاب میلہ 366

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ حاکم شارجہ کی طرف سے استقبالات 367

❁ مطالعاتی دورے 368

⊙ خلیج میں عربی ڈکیتی کا فسانہ 368

نواں باب: ایک ملین شہداء کے وطن کی زیارت 373

⊙ جمہوریہ الجزائر کا سرکاری دورہ 373

⊙ الجزائری جہادِ آزادی کے لازوال مراحل 376

دسواں باب: امیر احمر (سرخ حکمران) 379

⊙ امارات اور چین کے مابین تعلقات 379

⊙ خلیج تعاون کونسل کے ممالک کا امید کیمپ 379

⊙ معذوروں کی دیکھ بھال کی اہمیت 380

⊙ سن رسیدہ افراد کی خبر گیری کے ادارے کا قیام 381

⊙ بچوں کی ثقافت کا دوسرا میلہ 381

⊙ شارجہ ڈراما ڈیز (تیسرا مرحلہ) 382

⊙ پانچواں شارجہ کتاب میلہ 382

⊙ لائق طلبہ کی حوصلہ افزائی 383

⊙ مائع گیس کے کارخانے کا مطالعاتی دورہ 383

⊙ نیو میکسیکو سٹی امریکہ میں اسلامی مرکز 384

⊙ امریکی سیاست کے تین محور 384

⊙ امیر احمر (سرخ سردار) کون؟ 385

⊙ انصاف پسند یہودی دانشور 385

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ قرآنی پارسلوں پر امریکی تشویش 387

گیارھواں باب: صنعاء سے خرطوم تک 388

⊙ عرب جمہوریہ یمن کا سرکاری دورہ 388

⊙ قدیم صنعاء کی سیر 389

⊙ آثارِ قدیمہ کا میوزیم (صنعاء) 390

⊙ قدیم وجدید مأرب ڈیم 391

⊙ خالد بن ولید زرہ 392

⊙ ٹیکسٹائل مل کی سیر 392

⊙ سوڈان کا دورہ 393

⊙ وزیراعظم صادق المہدی سے یادگار ملاقات 395

⊙ شارجہ ہال (خرطوم یونیورسٹی) میں تقریر 396

⊙ جنوبی سوڈان کے عیسائی لیڈروں کی دلداری 400

⊙ ناکام انقلاب اور بھائی سے حسن سلوک 401

چوتھا حصہ: مقدمہ 405

پہلا باب: شارجہ میں اہم سرگرمیاں 406

⊙ نابینا حضرات کے لیے ساتواں عرب کیمپ 406

⊙ چھٹا کتاب میلہ 406

⊙ پہلی سوشل کلچرل اسمبلی 407

⊙ انتظامی وفنی ترقی کی کونسل 407

⊙ سٹوڈنٹس لیڈر شپ کے لیے معاشرتی تیاری کیمپ 407

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ ہنگامی مشاہداتی دورے 408
⊙ چھٹی فٹ بال چیمپئن شپ 409
⊙ اقتصادی حالات 409
⊙ ساتواں شارجہ کتاب میلہ 410
⊙ شارجہ سے متحدہ عرب امارات ٹیلی وژن کا افتتاح 411
⊙ پانچواں چائلڈ کلچرل میلہ 412
⊙ الشیخ زاید کا دورہ شارجہ 412
1410ھ کی چند دیگر سرگرمیاں 413
⊙ عمرہ کی ادائیگی 413
⊙ سلطان قابوس کا دورۂ شارجہ 413
⊙ راشد ایوارڈ برائے علمی امتیاز 414
⊙ کویتی یادگاری تختی 414
دوسرا باب: جنگ کویت 415
⊙ کویت پر عراقی حملہ 415
⊙ صدام حسین کے مغالطے 416
⊙ فرزندان امارات جہاد اور دفاع کویت کا جھنڈا اٹھاتے ہیں 416
⊙ اہل کویت شارجہ میں 417
⊙ کویتی اعلیٰ شخصیات کی عزت افزائی 418
⊙ کویت کی آزادی 419
⊙ الودیعہ 420

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب: میرا دورۂ چین 421

⊙ بیجنگ: دنیا کے سب سے بڑے ملک کا دارالحکومت 422

⊙ تیان آن مین اور قصر شاہی 423

⊙ بیجنگ کے مسلمان 425

⊙ سنکیانگ: مسلم اکثریت کا علاقہ 426

⊙ شیان تاریخی ثقافتی شہر 427

چوتھا باب: متحدہ عرب امارات کا دستور 429

⊙ اتحادی وزراء کی کابینہ 429

⊙ اتحادی مجلس اعلیٰ 430

پانچواں باب: یونیورسٹیوں کا شہر 432

❁ سنگ بنیاد اور افتتاح 432

⊙ امریکی یونیورسٹی شارجہ 432

⊙ شارجہ یونیورسٹی 433

⊙ اعلیٰ ٹیکنالوجی کالجز 434

⊙ شارجہ اکیڈمی برائے پولیس ٹریننگ 435

⊙ تقریبات فراغت 435

چھٹا باب: 1998ء کے لیے شارجہ عرب کا ثقافتی مرکز 437

❁ شارجہ کے ثقافتی مراکز اور انجمنیں 437

⊙ آثار قدیمہ میوزیم 438

⊙ شارجہ آرٹس میوزیم 438

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- آرٹس ایریا (منطقہ فنون) 438
- صحرائی سیر گاہ (منتزہ صحرا) 438
- مجلس اعلیٰ برائے بچگان 439
- شارجہ سائنسی میوزیم 439
- اسلامی میوزیم 439
- مراکز اطفال 439
- شارجہ کا قلعہ (حصن الشارقہ) 440
- فنون لطیفہ 440

ثقافتی سرگرمیاں 440
- شارجہ آرٹس میلہ 440
- شارجہ کتاب میلہ 440
- عرب ثقافتی مرکز کے اعزاز میں تقریب 441
- شارجہ ایوارڈ برائے عرب ثقافت 441
- شارجہ یونیسکو پیرس میں 441
- عالم عرب انسٹی ٹیوٹ پیرس میں 443
- عرب وزرائے ثقافت کی شارجہ میں کانفرنس 443

ساتواں باب: ریاست شارجہ میں ادارہ جاتی نظام 445
- ریاست شارجہ کی مجلس منتظمہ 445
- ریاست شارجہ کی مجلس مشاورت 446
- خاندان کے لیے مجلس اعلیٰ 448

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ ریاست شارجہ میں بلدیاتی ادارے 448

آٹھواں باب: اندلس میں اسلام کی واپسی 450

⊙ الثغرہ کلچرل سوسائٹی، اندلس 450

⊙ الشیخ خالد القاسمی کی ہسپانوی تقریر 451

⊙ جامع مسجد غرناطہ 455

⊙ عریبک یورپین ہائی سکول (غرناطہ) میں 455

⊙ غرناطہ میں اسلامی ثقافتی وفکری مینار 456

⊙ اندلسی فن تعمیر کا شاہکار 458

⊙ عربی خون پر ہسپانویوں کا فخر 461

نواں باب: ڈگریاں اور میڈلز 463

⊙ ڈرہم یونیورسٹی سے جغرافیہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری 463

ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریاں 464

⊙ ایڈنبرا یونیورسٹی سکاٹ لینڈ سے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری 465

⊙ ساؤتھ بینک یونیورسٹی لندن سے قانون میں اعزازی ڈاکٹریٹ 466

⊙ میک ماسٹر یونیورسٹی کینیڈا سے قانون کی اعزازی ڈاکٹریٹ 466

ایوارڈز اور میڈلز 469

⊙ شاہ فیصل عالمی ایوارڈ 469

⊙ مصر کے دوسرے علم میلے میں اعزاز 473

⊙ جمہوریہ فرانس کا تمغہ برائے ادب وآرٹس 475

دسواں باب: سرکاری وبرادرانہ دورے 481

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙ سلطنت عمان کا سرکاری دورہ 481
⊙ عرب جمہوریہ مصر کا برادرانہ دورہ 483
⊙ مملکت قطر کا برادرانہ دورہ 488
گیارھواں باب: القرین میلہ 491
⊙ کویت میں ملاقاتیں اور زیارتیں 492
⊙ آزادی ٹاور کویت 492
⊙ عرب فنکاروں کی ایک رات 493
⊙ امیر کویت کے ساتھ ملاقات 494
⊙ کویتی پارلیمنٹ میں 495
⊙ تھیٹر کا تمغہ 495
⊙ کویتی ادارہ برائے سائنسی پیشرفت کا دورہ 496
⊙ کویتی شپ یارڈ کے وفد سے ملاقات 496
⊙ القرین ثقافتی میلہ 497
بارھواں باب: وطن اور امت کا مرحوم قائد 503
⊙ پورا متحدہ عرب امارات گم شدہ ہیرے کو رخصت کرتا ہے 503
⊙ عالمی سربراہ شیخ زاید کے جنازہ اور تدفین میں 504
⊙ ہائی کمان صدر مملکت کا جانشین منتخب کرتی ہے 505
⊙ الشیخ زاید کتاب ایوارڈ 506
⊙ ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی 509
⊙ مؤلف کی تصانیف 509

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین. أما بعد!

شارجہ کا اصل عربی نام ''الشارقۃ'' ہے مگر ہمارے ہاں انگریزی نام شارجہ (Sharjah) معروف ہے، اس کے حکمران ڈاکٹر الشیخ سلطان بن محمد القاسمی کی خودنوشت کا اردو ترجمہ و تلخیص پیش خدمت ہے۔ چونکہ ہمارے تعلق سے الشیخ کے دورۂ جہلم (1983ء) کی خصوصی اہمیت ہے، لہٰذا یہاں اس دورے کے متعلق بعض تفصیلات حوالۂ قلم کرنا مناسب سمجھتا ہوں:

ہمارے والد محترم حضرت مولانا حافظ عبدالغفور جہلمی رحمہ اللہ کا عرصے سے متحدہ عرب امارات میں آنا جانا تھا ایسے ہی ایک دورے میں وہ شارجہ گئے ہوئے تھے۔ شارجہ کے علاقے منطقۃ الزید کے قاضی القضاۃ کے عہدے پر فضیلۃ الشیخ علی صالح الحویتی رحمہ اللہ ایک سعودی صاحب علم متعین تھے۔ ان کے ساتھ والد مرحوم کے پہلے سے تعلقات تھے، انھوں نے والد صاحب کی حاکم شارجہ سے ملاقات کا اہتمام کیا۔

ملاقات کے دوران میں حاکم شارجہ نے والد صاحب سے کوئی منصوبہ پوچھا، تو انھوں نے جامعہ علوم اثریہ کا نقشہ پیش کر دیا جو کہ پہلے سے تیار کیا گیا تھا۔ انھوں نے پوچھا: اس کے لیے جگہ موجود ہے؟ والد صاحب نے فرمایا: ہاں، جگہ وقف شدہ ہے۔

والد محترم حضرت مولانا حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ کے ساتھ اس ملاقات کے نتیجے میں حاکم شارجہ ان سے بہت متاثر ہوئے اور انھوں نے اس منصوبے کی تکمیل کا ارادہ کر لیا۔ ملاقات کے اختتام پر والد صاحب نے انھیں دورۂ جہلم کی دعوت دی جو انھوں نے فوراً قبول کر لی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

اگلے سال والد صاحب پھر امارات جانے کے لیے تیار تھے، ان کے ہمراہ میرے برادر اکبر علامہ محمد مدنی رحمہ اللہ کو بھی جانا تھا۔ اس دورے کا پروگرام بن چکا تھا کہ روانگی سے دو روز قبل والد صاحب کی طبیعت اچانک شدید خراب ہوگئی، سر میں چکر سا محسوس ہوا جس سے وہ گھر میں ہی زمین پر گر گئے۔

غنودگی کی حالت میں وہ بار بار یہ کہتے رہے کہ یا اللہ ایک بندہ بھیج دے جو اس جامعہ کی عمارت مکمل کر دے! یا اللہ ایک بندہ بھیج دے! پیسہ پیسہ اکٹھا کر کے ہم سے یہ بننا مشکل ہے۔ یا اللہ ایک بندہ بھیج دے! بارگاہ الٰہی میں یہ دعا قبول ہوئی کہ یہ قبولیت کی کوئی خاص گھڑی تھی۔ ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ انھوں نے چیک اپ کیا، دوا تجویز کی اور والد محترم کو سفر سے روک دیا۔

والد بزرگوار نے مدنی صاحب کو حکم دیا کہ آپ پروگرام کے مطابق چلے جائیں، میں نہیں جا سکتا، چنانچہ مدنی صاحب سفر پر روانہ ہو گئے۔ اتفاق سے مدنی صاحب کا سپانسر ائیر پورٹ نہ پہنچ سکا۔ ان کے پاس امارات کے بعد کویت کا ویزہ بھی تھا۔ آٹھ دس گھنٹے کے انتظار کے بعد بھی جب سپانسر نہ آیا تو ائیر پورٹ کے عملے نے مدنی صاحب کو کویت بھیج دیا۔ ادھر چند دنوں کے بعد والد صاحب کی طبیعت بھی کچھ بحال ہوگئی، تو ٹکٹ او کے کروا کے وہ بھی امارات پہنچ گئے۔

الشیخ عبداللہ محمد سالم السلومی حفظہ اللہ کے پاس ان کا قیام تھا۔ مدنی صاحب کی غیر موجودگی کے باعث والد مرحوم نے کویت جانے کا فیصلہ کر لیا۔ الشیخ السلومی انھیں کویت روانہ کرنے کے لیے دبئی ائیر پورٹ لے جا رہے تھے۔ اس زمانے میں موبائل فون نہیں تھے، البتہ ایریل لگا کر ایک بڑا فون سیٹ گاڑی میں رکھا جاتا تھا، یہ فون سیٹ الشیخ سلومی نے بھی اپنی گاڑی پر لگوا رکھا تھا۔ اس پر گھنٹی بجی، الشیخ سلومی نے گاڑی ایک طرف کھڑی کی، تو قاضی علی صالح الحویتی بات کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا: میرے علم میں آیا ہے کہ الشیخ حافظ عبدالغفور آپ کے ساتھ ہیں، میں پندرہ دن سے انھیں ڈھونڈ رہا ہوں، پاکستان رابطہ کر کے بھی ان کے ساتھ بات نہیں ہوئی۔ مجھے اندازہ تھا کہ وہ آپ کے پاس آتے ہیں۔ میں نے آپ کے گھر رابطہ کیا تو انھوں نے بتایا کہ حافظ عبدالغفور صاحب کو آپ ائیر پورٹ چھوڑنے جا رہے ہیں، تو براہ کرم آپ انھیں ائیر پورٹ نہ لے جائیں بلکہ انھیں میرے پاس لائیں، کیونکہ حاکم شارجہ نے میری ذمہ داری لگائی ہے کہ میں حافظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالغفور صاحب کو ان سے ملواؤں۔

پھر قاضی علی صالح نے دیوان خاص میں رابطہ کیا، انھیں بتایا کہ حافظ صاحب یہاں ہیں، حاکم شارجہ نے فوراً بلوا لیا، بڑے تپاک سے ملے اور خوش آمدید کہا۔ مزید کہا کہ اچھا ہوا آپ کے ساتھ ملاقات ہو گئی۔ آپ نے مجھے دورۂ جہلم کی دعوت دی تھی، اب میرا سرکاری دورۂ پاکستان طے ہو گیا ہے۔ میں نے حکومت پاکستان کو اطلاع کر دی ہے کہ مجھے دورے کے پہلے دو دنوں میں جہلم بھی جانا ہے۔ میں مؤرخہ 15/16 اپریل جمعرات اور جمعہ کے دن آپ کو دوں گا۔ والد صاحب نے بڑی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: دورے کے انتظامات اور پروگرام کو حتمی شکل دینے کے لیے آپ ہمیں سرکاری لیٹر پیڈ پر لکھ دیں کہ ہمارے پاس جہلم کب آئیں گے۔ حاکم شارجہ نے لیٹر پیڈ منگوایا، اس دورہ کی تاریخ لکھوائی، مہر لگائی اور دستخط بھی کیے۔ یہ دورہ غالباً تین ماہ بعد کا تھا، لہٰذا والد صاحب نے وہاں سے فوراً واپسی کا ارادہ کر لیا تاکہ بہتر طریقے سے انتظامات کر سکیں اور مدنی صاحب کو پیغام دیا کہ وہ کویت سے سعودی عرب جائیں اور عمرہ کر کے پاکستان واپس آئیں۔ تاریخیں اپریل 1983ء کے دوسرے ہفتے کی جمعرات جمعہ کی تھیں۔

پاکستان واپس پہنچ کر والد محترم نے جمعیت اہل حدیث صوبہ پنجاب کی شوریٰ کا اجلاس بلایا کیونکہ آپ صوبہ پنجاب کے امیر تھے۔ شوریٰ کے مشورے سے اس موقع کے لیے جہلم میں دو روزہ صوبائی اہل حدیث کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ قائد اہل حدیث اور مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کو اطلاع دی گئی۔ انھوں نے اس پر نہایت خوشی کا اظہار کیا اور کئی قیمتی مشوروں سے نوازا، نیز راولپنڈی کے ایک ہوٹل میں پریس کانفرنس کر کے حاکمِ شارجہ کے دورے کا اعلان کیا۔

دو جماعتی صحافیوں کو جہلم بلوایا گیا، ایک مولانا قاضی محمد اسلم سیف رحمہ اللہ ناظم اعلیٰ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن اور دوسرے جناب محمد بشیر انصاری حفظہ اللہ مدیر اعلیٰ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' جو ان دنوں ہفت روزہ ''الاسلام'' کے مدیر اعلیٰ تھے۔ ان دونوں نے اشتہارات مرتب کیے اور پاکستان بھر میں علمائے کرام، شیوخ الحدیث اور عام ذمہ داران جمعیت کو خطوط لکھے اور انھیں کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی۔

والد محترم نے پورے پنجاب کا دورہ کر کے جہلم کانفرنس کے لیے لوگوں کو بھرپور دعوت دی۔ پورے صوبے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں چھوٹے بڑے اشتہارات، سٹیکرز اور بینرز لگوائے۔ پنجاب بھر سے قافلے پہنچنے کے لیے تیاری کرنے لگے۔ جلسے کے لیے ریلوے شیشہ گراؤنڈ جہلم کی جلسہ گاہ کی منظوری لی گئی، ضلعی انتظامیہ کے ذمہ داران اور پولیس افسران والد صاحب سے روٹ کا پوچھتے اور انتظامات پر مشورہ کرتے رہے۔

شہر بھر میں صفائی اور انتظامات کا شہرہ ہوا مگر تین دن پہلے سرکاری ذرائع سے پتہ چلا کہ حاکم شارجہ جہلم نہیں آرہے۔ ایک دن پہلے انتظامیہ کی طرف سے باقاعدہ اطلاع دے دی گئی کہ وہ نہیں آرہے۔ یہ خبر بڑی پریشان کن تھی، والد صاحب نے سمجھا کہ یہ دورہ حاکم شارجہ کی مرضی کے بغیر کینسل کیا گیا ہے، کیونکہ حکومت میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ کسی نے کوئی غلط خبر دی ہوگی جس پر دورۂ جہلم منسوخ کیا گیا ہے۔

15 اپریل 1983ء کو حاکم شارجہ سرکاری دورے پر اسلام آباد پہنچ گئے۔ والد صاحب نے مدنی صاحب کو ہمراہ لیا اور اپنی گاڑی میں اسلام آباد ایئر پورٹ پہنچ گئے، تاکہ وہ الشیخ ڈاکٹر سلطان کا استقبال کریں اور صورت احوال کی معلومات مل سکیں۔ جب اسلام آباد ایئر پورٹ پہنچے تو ان کے پاس VIP اجازت نامہ نہیں تھا، اس لیے وہ استقبال کے لیے اندر نہ جا سکے۔ جب ایئر پورٹ سے حاکم شارجہ کا قافلہ سرکاری گیسٹ ہاؤس کی طرف روانہ ہوا، تو قافلے کے پیچھے آخری پرائیویٹ گاڑی والد محترم کی تھی لیکن اس گاڑی کے لیے کوئی سٹیکر یا اجازت نامہ نہیں تھا، اس لیے وہاں بھی روک لیا گیا۔

والد محترم نے اہل حدیث کانفرنس کے اشتہار اور دعوت نامے پر حاکم شارجہ کے لیٹر پیڈ پر لکھے گئے وعدے کا عکس چھاپ دیا تھا تاکہ کسی کو شبہ نہ ہو۔ وہاں سیکیورٹی پر مامور ذمہ داران کو حاکم شارجہ کا لیٹر دکھا کر بتایا گیا کہ وہ ہماری ہی دعوت پر پاکستان آئے ہیں، تو انھوں نے ان کو کسی اور گیٹ پر چیف سیکیورٹی آفیسر کے پاس بھیج دیا۔

ان صاحب کے ساتھ تفصیلی بات ہوئی اور انھوں نے یقین کر لیا کہ والد صاحب کی بات درست ہے۔ تب انھوں نے ایک فون نمبر لکھ کر دیا کہ یہ گیسٹ ہاؤس میں حاکم شارجہ کے لیے خاص کیے گئے ٹیلی فون کا نمبر ہے، ان کے علاوہ کوئی رسیو نہیں کرے گا، اس پر رابطہ کر لیں۔ باہر کہیں PCO سے وہ نمبر ملایا گیا تو حاکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شارجہ نے کہا: حافظ صاحب! آپ کہاں ہیں؟ آپ ہمارے استقبال کے لیے نہیں آئے؟ فرمایا: ہم آئے ہیں لیکن ہمارے پاس اجازت نامہ نہیں تھا، اس لیے ہم آپ سے نہیں مل سکے۔

اس وقت صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق تھے اور حاکم شارجہ کے لیے بطور وزیر مہمان داری وفاقی وزیر زراعت میر ظفر اللہ جمالی کو مقرر کیا گیا تھا، جو بعد میں وزیر اعظم بھی بنے۔ حاکم شارجہ نے ان سے کہا کہ حافظ عبدالغفور صاحب کو میرے پاس بلایا جائے۔ وزیر مہمان داری نے گیٹ پر ہمارے ناموں اور گاڑی کے نمبر کی اطلاع دی۔ وہ فون کر کے واپس اسی گیٹ پر آئے تو انھیں خوش آمدید کہا گیا اور اندر ہال میں بھیج دیا گیا۔

گیسٹ ہاؤس میں ایک بڑا ہال تھا، یہ غیر ملکی فرمانرواؤں اور بادشاہوں کے استقبال کے لیے ایوانِ خاص تھا۔ حاکم شارجہ کے ساتھ وزیروں، مشیروں اور حکومتی ذمہ داران پر مشتمل چودہ رکنی وفد بھی تھا۔ حکومت پاکستان کے سیکرٹریز، چیف سیکرٹری، وزراء، بیوروکریٹ اور عرب ممالک کے سفارتکار اور سفارتی نمائندے بھی بڑی تعداد میں بیٹھے تھے۔ ابھی چائے کا دور چل رہا تھا۔ حاکم شارجہ نے کھڑے ہو کر والد مرحوم حضرت مولانا حافظ عبدالغفور صاحب اور علامہ محمد مدنی کا استقبال کیا۔

وہ کچھ دیر تک کھڑے ہو کر ان کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ اس وقت تک سب لوگ کھڑے رہے اور متاثر بھی ہوئے کہ یہ خاص قابل احترام بزرگ کون ہیں جن کے لیے حاکم شارجہ کھڑے ہیں۔ حاکم شارجہ نے ان دونوں کے لیے اپنے دائیں بائیں خاص نشستوں کا اہتمام کروایا اور سب لوگ بیٹھ گئے۔

والد صاحب نے خیریت دریافت کرنے کے بعد پوچھا: جہلم کے دورے میں منسوخی آپ کے علم میں ہے؟ کہا: ہاں۔ پوچھا: آپ کی مرضی سے منسوخ ہوا ہے؟ کہا: ہاں۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حکومت پاکستان کے ذمہ داران کئی دن بذریعہ ٹیلیکس رابطہ کرتے رہے۔ وہ کہتے تھے جہلم شہر گندا ہے، آپ کے شایان شان نہیں ہے، لہٰذا آپ یہ دورہ منسوخ کر دیں۔ ان کے بار بار اصرار پر بالآخر میں نے جہلم نہ جانے کا فیصلہ کیا۔

حاکم شارجہ نے والد صاحب کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھے تو پوچھا کہ آپ کیوں پریشان ہو گئے ہیں؟ والد صاحب نے کہا: ''میں سمجھتا تھا کہ یہ دورہ آپ کی مرضی کے بغیر منسوخ ہوا ہے، اب آپ سے یہ سن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر پریشان ہوں کہ یہ آپ کی مرضی سے منسوخ ہوا ہے۔''

حاکم نے کہا: ''آپ پریشان کیوں ہو گئے ہیں؟'' والد صاحب نے جواب دیا: ''لوگ کہیں گے حافظ عبدالغفور نے حاکم شارجہ کا نام غلط استعمال کیا تھا۔ میرے لیے یہ بڑی بدنامی کی بات ہے۔''

اس پر حاکم شارجہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ وہ سخت غصے میں آئے اور کہا: ہماری وجہ سے آپ کی بدنامی نہیں ہو سکتی۔ فوراً وزیر مہمان داری کو بلا کر پوچھا: ہمارا جو دورۂ جہلم منسوخ کیا گیا ہے، اس کے متعلق بتائیں، میں وہ دورہ کرنا چاہتا ہوں۔ وزیر مہمان داری نے کہا: آج رات صدر مملکت نے آپ کے اعزاز میں عشائیہ رکھا ہے، اس وقت بات کر لیں گے۔

حاکم شارجہ نے دوٹوک کہا: میں اس عشائیہ میں شرکت نہیں کروں گا۔

اس پر وزیر صاحب پریشان ہو گئے، انھوں نے فوراً صدر مملکت ضیاء الحق کے ساتھ بات کی تو انھوں نے کہا: آپ سے کس نے کہا تھا کہ جہلم کا دورہ منسوخ کریں؟ ان کو جہلم جانے دیں۔ اس کا مطلب ہے کہ دورۂ جہلم کی منسوخی میں ایسی سازش تھی جس سے صدر مملکت کو بھی لاعلم رکھا گیا۔

وزیر مہمان داری نے حاکم شارجہ سے کہا: آپ کا جہلم کا دورہ آپ کے حسب خواہش ہو گا، جب آپ حکم کریں گے، ہم آپ کو جہلم لے جائیں گے۔ اس پر حاکم شارجہ خوش ہوئے اور حافظ عبدالغفور صاحب کو کھڑے ہو کر مبارک دی۔ حاکم نے کہا: اگر یہ تسلیم نہ کرتے تو ہم سرکاری دورہ یہیں ختم کر کے خود آپ کے پاس جہلم پہنچ جاتے۔ یہ ارادہ میں پہلے ہی کر چکا تھا تاکہ میری وجہ سے آپ کی عزت پر حرف نہ آئے۔ مگر اس سب کے باوجود بیوروکریسی باز نہ آئی اور دورے کے معاملے میں لیت و لعل سے کام لیتی رہی تو حاکمِ شارجہ نے سرکاری دورہ قطعی طور پر منسوخ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ انھوں نے اپنے پروٹوکول افسر سے ذاتی جہاز واپس منگوانے اور کسی بھی فائیو اسٹار ہوٹل میں بکنگ کا کہہ دیا۔ جب پاکستانی حکام کو پتہ چلا تو انھوں نے اگلے دن آرمی ہیلی کاپٹر کا بندوبست کر کے حاکمِ شارجہ کو جہلم لے جانے کا فیصلہ کر لیا۔

19 اپریل 1983ء کو حاکم شارجہ جہلم آئے۔ انھیں اسلام آباد سے ہیلی کاپٹر میں لایا گیا۔ شہر بھر میں سرکاری طور پر ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ جگہ جگہ لوگوں اور سکولوں کے طلبہ نے ہاتھوں میں جھنڈیاں لہرا کر حاکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شارجہ کا گرمجوشی سے استقبال کیا۔ ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں۔ ان کے ہمراہ وزیر مہمان داری میر ظفر اللہ جمالی، کمشنر راولپنڈی ڈویژن محمد افضل کہوٹ اور دیگر حکام بھی تھے۔

جامعہ علوم اثریہ کی پہلی بلڈنگ جس کا ستمبر 1979ء میں امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل رحمہ اللہ نے سنگ بنیاد رکھا تھا۔ اس میں جہاں اب الجامعۃ الاثریہ للبنات ہے، حاکم شارجہ کی آمد پر ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی جس میں جہلم کے ڈپٹی کمشنر، ایس پی اور چیئرمین بلدیہ جہلم کے علاوہ دیگر معروف شخصیات نے شرکت کی۔ جامعہ کے ایک طالب علم کی تلاوت قرآن پاک کے بعد میں نے والد صاحب کی طرف سے عربی میں سپاس نامہ پیش کیا۔ اس تقریب کے اسٹیج سیکرٹری علامہ محمد مدنی تھے۔

حاکم شارجہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں نے اپنے بھائی حضرت مولانا حافظ عبدالغفور کی دعوت پر جہلم کا دورہ اپنی دلی خوشی سے کیا ہے۔ انھوں نے مجھے بتایا تھا کہ جامعہ کی ایک بلڈنگ موجود ہے جو مدرسۃ البنات ہوگی، اور نئی عمارت کا منصوبہ زیرغور ہے۔ میں نے اس تقریب سے پہلے جامعہ کا دورہ کیا ہے اور جیسے مجھے بتایا گیا تھا، میں نے اسے اس سے کہیں بہتر پایا ہے۔ اس وزٹ سے قبل میں نے جامعہ علوم اثریہ کا سنگ بنیاد رکھا ہے، میں اس کی تعمیر کے اخراجات ذاتی طور پر اٹھاؤں گا۔

اس دورے میں متحدہ عرب امارات کے سفیر بھی حاکم شارجہ کے ہمراہ تھے۔ حاکم شارجہ نے والد صاحب کو دورۂ شارجہ کی دعوت دی اور سفیر کو حکم دیا کہ ان کے اور محمد مدنی صاحب کے لیے سرکاری طور پر درجہ اوّل /VIP میں دورے کا انتظام کریں۔

جامعہ علوم اثریہ کی تعمیر کا منصوبہ اس وقت دو ڈھائی کروڑ تھا۔ حاکم شارجہ نے تعمیراتی کام کی ذمہ داری اپنے چیف انجینئر کے سپرد کی۔ اس نے اسلام آباد میں امارات کے سفارتخانے کے ذریعے ٹینڈر طلب کیے اور تعمیراتی کمپنی ٹیکنیکل ایسوسی ایٹ لاہور کو اس کا ٹھیکہ دے دیا۔ پروگریسو کمپنی (PC) نامی فرم کو نگرانی سونپ دی گئی۔ اس کمپنی نے تعمیر مکمل کر کے 1990ء میں چابیاں ہمارے حوالے کر دیں۔ اصل میں یہ بلڈنگ جامعہ اثریہ للبنات کے طور پر بنائی گئی لیکن اس کی عمارت کھلی اور بیرونی دیواریں چھوٹی تھیں، اس لیے حاکمِ شارجہ کے مشورے سے اسے طلبہ کے لیے مختص کر دیا گیا اور پہلی بلڈنگ طالبات کے لیے مخصوص کر دی گئی۔ جامعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

علوم اثریہ کی ڈھائی ایکڑ پر مشتمل یہ سہ منزلہ عمارت مکمل ہوئی تو اس میں دینی تعلیم کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پوری عمارت کے نیچے ایک بڑا تہہ خانہ ہے۔

جب شارجہ میں قاسمیہ یونیورسٹی حاکم شارجہ ڈاکٹر سلطان محمد القاسمی نے قائم کی تو انھوں نے اس میں جامعہ علوم اثریہ جہلم کے لیے ہر سال پانچ طلبہ کا کوٹہ مقرر کر دیا تھا۔ میں جب پانچ سال قبل شارجہ کے دورے پر تھا تو حاکم کے مشیر خصوصی خزانہ جناب عزیز الرحمٰن مجھ سے ملے اور جامعہ علوم اثریہ جہلم کے لیے یونیورسٹی میں حاکم شارجہ کی طرف سے سالانہ پانچ طلبہ کے داخلے کے کوٹے سے مطلع کیا، چنانچہ میں قاسمیہ یونیورسٹی جا کر رجسٹرار سے ملا۔ انھوں نے تپاک سے خوش آمدید کہا اور ہمارے کوٹے کی اطلاع دی۔ اس حوالے سے یونیورسٹی میں ایک دستاویز لکھی گئی جس پر طرفین کے دستخط ہوئے۔ ہمارے دس طلبہ پانچ پانچ کے بیجز میں وہاں گئے۔ اس کے بعد قاسمیہ یونیورسٹی متحدہ عرب امارات کی وزارت تربیت و تعلیم کے کنٹرول میں چلی گئی۔ اس کی شرائط داخلہ سخت ہونے کی وجہ سے کچھ رکاوٹ آ گئی کیونکہ وفاق المدارس پاکستان کی سند امارات کی وزارت تربیت و تعلیم کے ہاں منظور شدہ نہیں، البتہ جہلم کا کوٹہ موجود ہے۔

مرحوم عزیز الرحمٰن کا تعلق جہلم شہر سے ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور اپنی محنت اور دیانت و امانت سے اس بڑے منصب پر پہنچے۔ مجھ سے قبل علامہ محمد مدنی صاحب کے ساتھ بھی اچھے تعلقات تھے۔ میرے ساتھ ان کے گہرے مراسم تھے۔ ہماری ملاقات میں ہمیشہ دینی احکام و مسائل پر گفتگو ہوتی تھی۔ وہ عقیدۂ توحید میں بڑے پختہ ہو گئے۔ ہمارے ذریعے انھوں نے دریائے جہلم کے کنارے ایک بہت خوبصورت مسجد بنوائی جو اب بہت آباد ہے۔ اس مسجد میں سالانہ ساقیٔ کوثر کانفرنس میں وہ بصد شوق اپنے فرزند ارجمند جواد عزیز کے ہمراہ شرکت کرتے۔ جب پاکستان میں سیلاب آیا تو حاکم شارجہ نے عزیز الرحمٰن صاحب کے ذریعے ایک خطیر رقم سیلاب زدگان کے لیے بھیجی جس میں سے کچھ رقم جامعہ کے ذریعے تقسیم کروائی۔ ہم نے پنجاب بالخصوص جنوبی پنجاب اور خیبر پختونخوا کے سیلاب زدگان میں چنگ چی رکشا، چنگ چی لوڈر اور دیگر سامان ضرورت کے علاوہ نقدی بھی تقسیم کی۔ اس سلسلے میں تقریب اسلام آباد میں منعقد ہوئی جس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے قائدین اور دیگر اہم شخصیات نے شرکت کی، بالخصوص جناب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عزیز الرحمٰن اور ان کے بیٹے جواد عزیز صاحب بھی شرکت کے لیے شارجہ سے آئے تھے۔ عزیز الرحمٰن صاحب 7 فروری 2015ء کو اچانک ہارٹ اٹیک سے رحلت فرما گئے۔ ان کی نمازِ جنازہ اور تدفین میں حاکم شارجہ الشیخ ڈاکٹر سلطان القاسمی اور اعیانِ حکومت نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ عزیز الرحمٰن مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

الشیخ ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی بڑے زیرک، سمجھدار، دور اندیش، اور دین اور دنیا کے معاملات پر گہری نگاہ رکھنے والے ہیں۔ ان پر خوف خدا اور امت کی اصلاح کا جذبہ غالب ہے، نیز اپنے ہم وطنوں کے لیے خیر کا وافر جذبہ رکھتے ہیں۔ وہ فکر آخرت کرنے والے ہیں، اپنی رعایا پر کسی طرح کی زیادتی گوارا نہیں کرتے اور ملک وقوم کے لیے اسلامی روایات کے پاسدار ہیں۔ شارجہ میں مساجد نسبتاً زیادہ ہیں، وہ ہر اہم جگہ اور چوک میں بڑی خوبصورت مسجد بنواتے ہیں۔ ہر مسجد میں دو یا چار بڑے مینار بنتے ہیں، بہت بڑا گنبد تعمیر کیا جاتا ہے اور مساجد میں نمازیوں کو بہت زیادہ سہولیات دی جاتی ہیں۔ ہر مسجد میں مصلی النساء، یعنی عورتوں کے لیے نماز کی وسیع جگہ ضرور مختص کی جاتی ہے۔ مساجد کی صفائی، ستھرائی کا بہت زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔ مساجد میں امام مؤذن اور خطیب دینی لحاظ سے اچھے افراد متعین کیے جاتے ہیں۔ شارجہ میں شراب پر مکمل پابندی ہے۔ وہاں نائٹ کلب نہیں ہیں۔ کسی حد تک خواتین کے لیے پردے کی پابندی ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کے کئی ممالک میں ڈاکٹر سلطان نے مساجد اور مدارس بنوائے ہیں۔ انھوں نے کچھ عرصہ قبل برطانوی مقبوضہ جبرالٹر (جبل الطارق) میں ایک بہت بڑی خوبصورت مسجد تعمیر کروائی ہے۔

حاکم شارجہ کے والد مرحوم حضرت مولانا حافظ عبدالغفور صاحب اور پھر علامہ محمد مدنی صاحب کے ساتھ اچھے تعلقات تھے۔ ان دونوں کے بعد جب جامعہ کے رئیس ہونے کی ذمہ داری میرے ناتواں کندھوں پر آئی ہے، تو بھی ان کے ساتھ تعلقات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ انھیں علامہ محمد مدنی صاحب کی وفات اور میرے جانشین بننے کی اطلاع ملی تو انھوں نے خوابی خط میں علامہ محمد مدنی مرحوم کی خدمات کو سراہا اور تعزیت کی، نیز اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں جلد شارجہ میں آپ سے ملاقات چاہتا ہوں۔

اس پر میں اور برادر اصغر حافظ احمد حقیق شارجہ گئے۔ شارجہ میں کویتی مسجد معروف ہے۔ وہاں مولانا صادق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیالکوٹی کی معروف کتاب صلاۃ الرسول پر تعلیق بنام القول المقبول فی تخریج وتعلیق صلاۃ الرسول لکھنے والے فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالرؤف (سندھو کلاں والے) امام تھے۔ فضیلۃ الشیخ عبداللہ علی المحمود ایک بڑے عالم جن کی بہت بڑی لائبریری بھی ہے، وہ بڑے مہمان نواز اور کھلے دل کے تھے۔ برصغیر کے سلفی علماء اُن کے ہاں ہی ٹھہرتے تھے۔ اس بنا پر ان کے بیٹے جناب علی المحمود کی دیوان کی طرف سے ہمارے ساتھ رابطے کے لیے ڈیوٹی لگائی گئی تھی۔ انھوں نے مولانا عبدالرؤف سے کہا: ''حاکم شارجہ کے علم میں آیا ہے کہ جہلم سے ان کے تعلق والے شارجہ آئے ہوئے ہیں۔ وہ ان سے ملنا چاہتے ہیں، ان کا کوئی رابطہ نمبر دیں۔ مولانا عبدالرؤف صاحب نے ہمارا نمبر دیا تو ہمیں شیخ کی طرف سے کھانے کی دعوت ملی۔ انھوں نے حاکم شارجہ کے دیوان خاص میں ہماری آمد کی اطلاع کی اور پھر ہم حاکم شارجہ سے ملاقات کے لیے دیوان خاص پہنچ گئے۔

ظفر علی صاحب ہمارے مہربان دوست اور بھائیوں سے بڑھ کر ہیں اور علامہ مدنی رحمہ اللہ کے زمانے سے شارجہ میں ہمارے معاون اور میزبان ہیں، وہ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ حاکم شارجہ کی آمد سے چند لمحے قبل پروٹوکول آفیسر نے مجھے بتایا کہ ہال میں جو دو بڑی کرسیاں ہیں، ان میں سے ایک پر حاکم شارجہ بیٹھیں گے، اور دوسری آپ کے لیے ہے۔ دائیں طرف حافظ احمد حقیق، جبکہ بائیں جانب ظفر علی بیٹھیں گے۔

ملاقات کے آغاز میں حاکم شارجہ نے علامہ مدنی رحمہ اللہ کا ذکر کیا، ان کی خدمات اور کاوشوں کو سراہا اور جامعہ کے احوال پوچھے، پھر اپنے دورۂ جہلم کا ذکر کرنے لگے، پھر وہ بات دہرائی جو وہ اکثر کہتے ہیں: جھلم وسخان ولکن قلوبھم طیبہ ''جہلم گندا ہے لیکن ان کے دل پاک ہیں۔'' یہ اصل میں کسی حکومتی کارندے کی بات کا ردعمل تھا، جس نے انھیں 1983ء میں دورۂ جہلم سے روکنے کی علت یہ بیان کی تھی کہ جہلم گندا شہر ہے۔ یہ بات انھوں نے میرے ساتھ بعد کی کئی ملاقاتوں میں بھی دہرائی بلکہ کئی دفعہ احباب مجلس کے سامنے میرا تعارف ہی اس واقعے کے حوالے سے کراتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں میرا شارجہ جانا ہوا۔ وہاں ایک پروگرام کے بعد ہال سے نکلے۔ الشیخ راہداری کے قریب ہی کھڑے تھے، وہاں بہت سے لوگ ان کے ساتھ تھے۔ مجھے دیکھتے ہی آگے بڑھ کے ملے، کہنے لگے: آپ کو جہلم کا واقعہ یاد ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ سب لوگوں کے سامنے جہلم کا واقعہ بیان کرنے لگے۔ اس میں والد صاحب کا ذکر بھی کافی تفصیل سے کیا۔ اس کے بعد ایک آفیسر کی ڈیوٹی لگائی، اس نے میرا سیل نمبر لیا اور اگلے دن میری حاکم شارجہ کے ساتھ ون ٹو ون ملاقات کرائی، اس ملاقات میں بھی سفر جہلم کا ذکر ہوتا رہا۔ سال میں ایک یا بسا اوقات دو دفعہ میری ان کے ساتھ ملاقات ہو جاتی ہے۔ وہ بڑی محبت اور پیار کے ساتھ پیش آتے ہیں، بزرگوں کے زمانے والی ہماری باہمی محبت اور احترام اب تک قائم ہیں، الحمد للہ۔

شارجہ کے حاکم، متحدہ عرب امارات کی مجلس اعلیٰ، یعنی ہائی کمان کے رکن جناب ڈاکٹر الشیخ سلطان بن محمد القاسمی نے اپنی خودنوشت کیا مرتب کی ہے، گویا موتی پرو دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محترم ڈاکٹر صاحب کو مضبوط یادداشت بخشی ہے، جس کی روشنی میں وہ کمال کی منظر کشی کرتے ہیں۔ چھوٹی عمر کا شارجہ، اس کی گلیاں، بازار، قلعہ، رولہ درخت، گھر، صحن، باڑ، بچپن کے اساتذہ، ساتھی، سب کے اُحوال ڈاکٹر صاحب بہت عمدگی سے کھولتے ہیں، پھر بیان میں سال، مہینے، تاریخ اور دنوں تک کا ذکر کرتے ہیں۔

زندگی میں ایک مشکل وقت آیا تو الشیخ سلطان القاسمی چند روز کے لیے کراچی آ گئے۔ وہاں کی سب سے ضروری بات مسجد کی تلاش، نماز کی ادائیگی اور نمازیوں کے متعلق باتیں ہیں، یہی ایک مومن کی شان ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ پریشان ہوتے تو نماز کی طرف جلدی کرتے اور فرماتے: ”بلال! اذان کہو اور ہمیں نماز کے ذریعے راحت پہنچاؤ!“ الشیخ محترم نے جامع مسجد غرناطہ تعمیر کرائی اور اس میں سب سے پہلے تحیۃ المسجد نماز کی دو رکعتیں پڑھیں۔

اسلام اور عرب کا دفاع بھی موصوف کی زندگی کا مشن اور جد و جہد کا بنیادی مرکز ہے۔ عرب کی عزت اور اسلام کی سربلندی کی کاوشوں کے ضمن میں مسئلہ فلسطین کے ساتھ جناب شیخ کی دلچسپی قابل ذکر ہے۔ فلسطینی بچوں کے قتل اور ان پر ہونے والے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے کئی دفعہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ الشیخ ابو الحسن علی ندوی، الشیخ ابن باز، مفتی زغرب (کروشیا) اور الشیخ حافظ عبد الغفور جہلمی رحمہم اللہ سے ملاقات کی خودخواہش اور ان کی تکریم واعزاز شیخ کے دل میں کبار اہل اسلام کی عظمت کی دلیل ہے۔

ڈاکٹر سلطان نے شروع ہی سے تعلیم پر کامل توجہ رکھی۔ وہ بچپن میں اپنا جیب خرچ جمع کرتے اور خط میں

www.kitabosunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

روپے ڈال کر بحرین سے کتابیں منگواتے تھے۔ مکتبہ المؤید (بحرین) کے ساتھ ان کے لڑکپن کی حیرت انگیز یادیں وابستہ ہیں۔ شاہ فیصل عالمی ایوارڈ برائے خدمت اسلام 1422ھ/2001ء کے لیے انھیں بہت سے افراد اور تنظیموں نے نامزد کیا تھا۔ اس سے پہلے اور بعد میں انھیں جتنے بھی ایوارڈ، اعزازات، انعامات اور تمغے ملے، سب ان کی عمدہ علمی خدمات اور اعلیٰ صلاحیتوں کے اعتراف میں تھے۔

ڈاکٹر موصوف صرف شارجہ، امارات، عرب یا اسلام کے لیڈر ہی نظر نہیں آتے بلکہ وہ جہاں گیر اور عالم گیر شخصیت ہیں۔ اس میں دراصل ان کے وسیع علم، وافر معلومات اور دنیا بھر کی شخصیتوں کے ساتھ تعامل کی وسعت کارفرما ہے۔ عالمی معلومات سے موصوف کی جہاں دانی اور دور اندیشی واضح ہوتی ہے اور یہی صفات ان کی عالمی کامیابیوں کی بنیاد ہیں۔

حاکم شارجہ کی خودنوشت کے چار حصے ہیں: پہلے حصے کا نام سرد الذات ہے جو ڈاکٹر سلطان کی پیدائش 1939ء سے لے کر ان کے بھائی حاکم شارجہ خالد بن سلطان القاسمی کی شہادت (جنوری 1972) تک کے احوال پر مشتمل ہے، بعد والے تین حصوں کا نام حدیث الذاکرۃ ہے۔ ان میں سے پہلا حصہ 2 دسمبر 1971ء سے، یعنی متحدہ عرب امارات کے یوم تاسیس سے شروع ہو کر 19 مارچ 1979ء کو ختم ہوتا ہے۔ دوسرا حصہ 25 جون 1987ء پر مکمل ہوتا ہے۔

حدیث الذاکرۃ کا تیسرا حصہ 2 مارچ 2004ء کو جناب الشیخ زاید کے انتقال پر ختم ہوا ہے۔ اس کے بعد دو صفحات 2010ء میں الشیخ زاید علمی ایوارڈ کے لیے ڈاکٹر سلطان کی نامزدگی کی تقریب سے متعلق ہیں۔

اس کتاب کی عربی بڑی شاندار ہے۔ ربط اپنی مثال آپ ہے۔ درمیان میں جہاں ضروری ہوا، معترضہ جملے بھی آئے ہیں۔ اس میں اشعار اور نظمیں بہت عمدہ ہیں۔ نثر کی طرح نظم میں بھی ڈاکٹر سلطان کا دل امت کے درد میں دھڑکتا ہے اور وہ اصلاح کے لیے کوشاں نظر آتے ہیں۔

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی حفظہ اللہ کی شخصیت ہمہ جہت ہے۔ حاکم، قاضی، منصف، مصنف، ادیب، خطیب، شاعر، صحافی، کھلاڑی، معلم، ماہر تعلیم، جغرافیہ دان، تاریخ دان، قانون دان، جہاں دانی و جہانگیری کے خوگر، خالص عربی نوکِ زبان، مخلص و دردمند حکمران، سچا مسلمان، خیر خواہ انسان ...... وہ بلا مبالغہ نابغۂ عصر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب کے مترجم عزیزم حافظ محمد اسلم شاہدروی ہمارے جامعہ ہی کے فیض یافتہ ہیں۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ جامعہ علوم اثریہ میں پڑھاتے بھی رہے۔ تصنیف و تالیف سے ان کا گہرا تعلق ہے۔ دو درجن بھر کتب کے تراجم ان کے قلم سے منظر عام پر آئے ہیں جن میں فقہ السنۃ، مشکوٰۃ المصابیح اور اغاثۃ اللھفان خاص طور پر قابل ذکر ہیں، گزشتہ دنوں تفسیر فتح القدیر پارہ 29 اور 30 کے تراجم پر مشتمل ان کی دو الگ الگ کتب بھی شائع ہو چکی ہیں۔ ماہنامہ ''حرمین'' جہلم اور ''تنظیم اہل حدیث'' لاہور کی مجلس ادارت کے رکن ہیں۔ ہم ان کی اس علمی اور ادبی خدمت پر صمیم قلب سے اعتراف اور خوشی محسوس کرتے ہیں۔

آخر میں، میں معروف صحافی، محقق، ادیب، ماہرِ تاریخ و جغرافیہ اور ماہرِ لسانیات (اردو، عربی، فارسی اور انگریزی) جناب محسن فارانی کا ممنونِ احسان ہوں کہ انھوں نے جہاں حاکم شارجہ کی خودنوشت کے بعض مقامات کا ترجمہ کیا، وہیں ترجمہ شدہ مسودے کی تہذیب و تصحیح کا فریضہ ادا کر کے اس کی صحت و سلاست میں گرانقدر اضافہ کیا ہے، نیز متن میں جابجا نئے ذیلی عنوان دے کر کتاب کی دلچسپی بڑھا دی ہے۔ محسن فارانی صاحب کتاب و سنت کی اشاعت کے عالمی ادارے ''دارالسلام'' (لاہور) کے شعبۂ تحقیق و تالیف سے وابستہ ہیں اور دینی و تاریخی موضوعات پر دارالسلام کی تیارہ کردہ اُردو اور انگریزی میں اٹلسیں ان کی گراں بہا کاوشوں کا حاصل ہیں۔ انھوں نے زیرنظر خودنوشت ''بیانِ زندگی'' میں توضیحی حواشی لکھے ہیں جو متن کا سیاق وسباق اور تاریخی پس منظر سمجھنے میں بے حد مفید ہیں۔

دارالسلام کے سینئر ریسرچ سکالر مولانا عثمان منیب صاحب اور جناب قاری طارق جاوید عارفی صاحب حفظہما اللہ نے پروف خوانی کی ذمہ داری خوش اسلوبی سے نبھائی۔ محمد رمضان شاؔد نے کمپوزنگ اور عبدالرافع نے ڈیزائننگ کے ذریعے اس کے حسن کو چار چاند لگائے۔ جبکہ دارالسلام انٹرنیشنل کے مینجنگ ڈائریکٹر مولانا عبدالمالک مجاہد اور قرآن پرنٹنگ کمپلیکس (دارالسلام) کے منتظم حافظ عبدالعظیم اسد حفظہ اللہ کی خصوصی توجہ اور کاوش سے یہ گرانقدر علمی و ادبی خودنوشت زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی ہے۔ رب کریم سے دعا ہے کہ وہ ان سب کرمفرماؤں کو جزائے خیر عطا فرمائے!

حاکم شارجہ جناب ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی حفظہ اللہ کی خودنوشت کے ملخص ترجمے کی اشاعت ہمارے دیرینہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باہمی تعلقات اور دوستی کا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے مرحومین کی مغفرت فرمائے، ہمارے موجودین کی حفاظت فرمائے، جامعہ علوم اثریہ کی خدمت اور ترقی کے لیے ہمیں اپنی توفیق سے نوازتا رہے اور اس جامعہ کے معاونین خصوصاً ڈاکٹر سلطان القاسمی کو اللہ دونوں جہانوں میں جزائے خیر عطا فرمائے! آمین

خیر اندیش

حافظ عبدالحمید عامر بن حافظ عبدالغفور

رئیس جامعہ علوم اثریہ جہلم پاکستان

19 محرم الحرام 1441ھ / 19 ستمبر 2019

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ اوّل

مقدمہ

میں نے یہ کتاب اس لیے لکھی ہے کہ اس میں اپنی قوم اور ملک کی انتیس برس پر محیط تاریخ، رائج اور متداول اسلوب میں بیان کروں۔

میں نے اس میں سطحی اور غیر متعلق باتیں چھوڑ دی ہیں اور اس کا نام سرد الذّات (بیانِ زندگی) رکھا ہے۔

سرد کا مطلب اچھے طریقے سے بیان کرنا ہے، جبکہ الذات کے معنی ہیں شخصیت یا شخصی حالات جو بتائے جانے اور قارئین کے علم میں لائے جانے کے قابل ہوں۔

میں نے ایسے لوگوں کے زیادہ تر حالات و واقعات چھوڑ دیے ہیں، جو دنیا سے رخصت ہو چکے، کیونکہ ان کے ذکر سے ایسے معاملات منظرِ عام پر آنے کا خدشہ ہوتا ہے، جن پر اللہ نے پردہ ڈال دیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

«اذکروا محاسن موتاکم»

''اپنے مرنے والوں کی اچھائیاں ذکر کیا کرو۔'' (ضعیف: جامع الترمذي، حديث: 172)

اللہ تعالیٰ انھیں اور ہم سب کو بخش دے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

بچپن کے دن

میری پیدائش 14 جمادی الاولیٰ 1358ھ بمطابق 2 جولائی 1939ء بروز ہفتہ ہوئی۔ میری عمر پانچ برس کی تھی جب میں دنیا کے حالات سوچنے سمجھنے کے قابل ہوا۔ 1944ء کا موسم بہار تھا اور دوسری عالمی جنگ جاری تھی۔ میں شارجہ ائیر پورٹ کے قریب برطانوی فوجی اڈے سے جنگی جہازوں کی آمدورفت اور سازوسامان کی نقل وحمل کو اکثر دلچسپی سے دیکھا کرتا تھا۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنی افواج فلسطین میں لدّ،[1] عراق میں حبانیہ اور بحرین اور شارجہ میں تربیتی نقطہ نظر سے تعینات کرے تاکہ وہاں سے انھیں شمالی افریقہ بھیجا جائے۔ 1944ء کے شروع میں امریکی مسلح افواج کے انجینئرز کی ایک ٹیم شارجہ پہنچی۔ وہ شارجہ کی برطانوی چھاؤنی کے مشرق میں امریکی فوج کے لیے ایک تربیتی سنٹر بنانے میں مصروف ہو گئے۔

امریکی کمانڈر کے ساتھ ناخوشگوار سفر

مئی 1944ء کے اوائل میں امریکی افواج شارجہ آن اُتریں۔ میرے والد صاحب اپنے حقیقی بھائی حاکم شارجہ کے نائب تھے۔ اس حیثیت سے وہ امریکی افواج کے کمانڈر کے ساتھ ایک خیر سگالی دورے پر نکلے کیونکہ حاکم شارجہ سلطان بن صقر القاسمی (میرے چچا) ہندوستان گئے ہوئے تھے۔ میری اس کمانڈر کے ساتھ عرصہ بعد نیو یارک (امریکہ) میں 1974ء میں دوبارہ ملاقات ہوئی۔ ہم شارجہ میں ایک کھلی فوجی گاڑی میں

[1] لدّ (Lydda) اسرائیل کے زیرِ قبضہ علاقے کا اہم شہر ہے جو تل ابیب اور بیت المقدس (یروشلم) کے درمیان ہے۔ حدیث میں اس کا ذکر ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے لُدّ کے دروازے پر دجال کو قتل کریں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوار ہو کر نکلے تھے جو خشکی اور پانی دونوں پر چل سکتی تھی۔ میں امریکی کمانڈر اور اپنے والد صاحب کے درمیان بیٹھا تھا۔ میرا حقیقی بڑا بھائی خالد، میرا دوست عمران بن تریم اور ایک امریکی فوجی بھی اس گاڑی کی پچھلی نشست پر بیٹھے تھے۔ ہم سمندر کنارے نکل گئے۔ آگے جا کر گاڑی اس طرح کھاڑی کے پانی میں داخل ہو گئی جیسے کوئی کشتی ہو۔ پھر ہم نے ریتلا پشتہ برالشوش پار کیا جو کھاڑی کو کھلے سمندر سے الگ کرتا ہے۔ آگے پھر سمندر آیا تو گاڑی دوبارہ کشتی بن گئی۔ یہاں سمندر کی موجوں میں سخت تلاطم تھا۔ کشتی کبھی لہر کے ساتھ اوپر اٹھتی اور کبھی نیچے اُترتی، جس سے میرا جی متلانے لگا اور میں نے قے کر دی جو ساری کمانڈر کے کپڑوں پر پڑ گئی۔ وہ ناراض ہوا اور اس نے فوراً کشتی گاڑی کا سٹیئرنگ موڑا اور پھر سمندری سفر ختم کر کے ہم شارجہ واپس آ گئے۔

8 ستمبر 1944ء کو لیہ بستی (شارجہ) کے قریب ایک جنگی طیارہ سمندر میں گر گیا۔ وہ برطانوی افواج کا طیارہ تھا، اس نے شارجہ ایئر پورٹ سے اڑان بھری تھی۔ وہ محوِ پرواز ہوا ہی چاہتا تھا کہ پرواز ناکام ہو گئی اور وہ سمندر میں گر گیا۔ جہاز کے پائلٹ، عملے اور اس پر سوار افراد کو بحریہ نے بچا لیا۔ میں اپنے بھائی خالد کے ساتھ سمندر کنارے گیا۔ پانی کی موجیں طیارہ گرنے کی جگہ کے قریب رنگین سیپیاں کنارے کی طرف پھینک رہی تھیں۔ میرا بھائی وہ سیپیاں اکٹھی کر کے مجھے دینے لگا جو ہم ساتھ لے آئے۔

ہمارا سادہ سا گھر

ہم جس گھر میں سکونت پذیر تھے، وہ میرے چچا الشیخ سلطان بن صقر القاسمی کے گھر سے متصل تھا جو کہ ان کی اہلیہ، یعنی میری چچی لطیفہ بنت سعید کے لیے خاص طور پر بنایا گیا تھا۔ دونوں گھروں کے مابین کھجور کی شاخوں کی ایک باڑ تھی، جبکہ دونوں گھروں کا بیرونی گیٹ یا پھاٹک مشترک تھا۔ مجھے اپنے چچا اور ان کی اہلیہ کی وہاں موجودگی اچھی طرح یاد نہیں اور نہ ہی ان کی دو بیٹیوں عزہ اور علیا کی وفات یاد پڑتی ہے۔

ہاں مجھے وہ بڑا سوراخ یاد ہے جو ہم نے کھجور کی شاخوں کی باڑ کے درمیان بنا لیا تھا۔ میں اور میرے چچا زاد، مجھ سے بڑا عبداللہ اور مجھ سے چھوٹا سعود، ایک گھر سے دوسرے گھر آتے جاتے رہتے تھے۔ مجھے اس سوراخ سے دوسری طرف جھانک کر خوف آتا تھا کبھی کبھی مجھے اس سوراخ سے اس خبیث جن کے دو پاؤں نظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آتے جو دھوبی گھاٹ سے میرے چچا کی بیٹیوں کے کمرے کی طرف انھیں قتل کرنے کے لیے جا رہا ہوتا۔ جلد میرے چچا نے وہ گھر چھوڑ دیا اور اس کے ساتھ خالی پلاٹ میں عجلت سے کھجور کی شاخوں سے ایک نیا گھر بنانے کا حکم دیا۔

میرے والد کے متعلقین بہت تھے۔ اہل خانہ، ہمسائے، خادم، غلام، وغیرہ۔ مہمان بھی اکثر آتے رہتے تھے۔ دو مجلسیں تو روزانہ لگتی تھیں، ایک بڑی مجلس عام لوگوں کے لیے اور ایک چھوٹی مجلس خاص لوگوں کے لیے۔ کوئی دن ایسا نہ ہوتا جب ہمارے گھر ولیمے کی طرح دیگیں نہ پکتی ہوں۔ گھر کے تینوں دروازوں سے کھانے کے بھرے برتن نکلتے ہی رہتے تھے۔ دوسری عالمی جنگ کے سبب غربت اور بیکاری کے مارے ہوئے بھوکے لوگ بڑی تعداد میں کھانا ہمارے گھر سے کھاتے تھے۔

زنجیر سے بندھے پاگل کا خوف

ہمارے گھر کا مغربی دروازہ ایک چھوٹے میدان کی طرف کھلتا تھا جس کے اردگرد میرے چچوں کے گھر تھے۔ ایک چھوٹا گھر ابن رکاض کے بیٹوں ابراہیم اور علی کا تھا۔ اس گھر کے پیچھے ایک چھوٹا سا میدان تھا۔ اس میدان کے قریب ایک مکان تھا جس کی دیواریں خستہ ہو چکی تھیں اور اس میں ایک بڑا سٹور تھا۔ سٹور کا دروازہ ہمیشہ میدان کی طرف کھلا رہتا۔ اسے بیت الدویش کہا جاتا تھا۔ میرے چچا ماجد نے اس میں ایک پاگل نوجوان کو آہنی زنجیر سے باندھ رکھا تھا جو ایک چٹان میں نصب تھی۔ جب اس پاگل نوجوان کو کسی شخص کے سٹور کے قریب سے گزرنے کی آہٹ محسوس ہوتی تو وہ دروازے سے نکلنے کی کوشش میں چیخنے لگتا۔ وہ ہر راہگیر کے گزرنے پر خیال کرتا کہ وہ آزاد ہونے والا ہے مگر اس کی زنجیر اسے سٹور کے دروازے سے باہر نکلنے سے روک دیتی۔ اس میدان میں سے راستہ مسجد اور بازار کی طرف جاتا تھا۔

اسی جانب امام مسجد فارس بن عبدالرحمٰن کا گھر تھا۔ ان کا تعلق نجد سے تھا اور وہ اپنے گھر میں لڑکوں کو پڑھاتے تھے۔ امام مسجد کا گھر ہمارے خاندانی گھروں کے قریب ہی تھا مگر میں اس خوف سے وہاں نہیں پہنچ پاتا تھا کہ وہ پاگل نوجوان چھوٹ کر مجھے پکڑ لے گا۔ پھر ایک رات پاگل اچانک غائب ہو گیا تو بیت الدویش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی دیواروں کی مرمت کر کے اسے میرے چچا کے گھر میں شامل کر لیا گیا۔ لوگ پرسکون ہو گئے اور امام مسجد فارس کے ہاں لڑکوں کا جانا آنا جاری رہا۔

میں چھوٹا تھا اور پارہ عمّ کی تعلیم حاصل کرتا تھا۔ بڑے لڑکے اور لڑکیاں ایک کے بعد دوسرا قرآن ختم کرتے رہتے تھے۔ وہ حفظ نہیں کرتے تھے بلکہ اچھی قراءت میں پورا قرآن پڑھتے اور پارہ عمّ حفظ کرتے تھے۔

جو بچہ قرآن ختم کرتا، مدرّس یا مدرّسہ کی طرف سے اس کے لیے تقریب کا اہتمام ہوتا۔ لڑکا ہوتا تو صاف یا نئے کپڑے پہنتا۔ شیوخ اور امراء کے بچے غترہ اور عقال پہننے کے علاوہ سونے کا خنجر بھی لٹکاتے۔ بچہ اپنے ہم جولیوں کے ساتھ ہوتا۔ مدرس یا اس کا نائب دعا کو دہراتا اور بچے اس کے پیچھے بڑی اونچی آواز میں آمین کہتے۔ مدرس یا اس کا نائب ایک گھر سے دوسرے گھر عطیات بھی جمع کرتے جاتے تھے۔

رہیں شیوخ اور امیروں کی بچیاں تو وہ تکمیل قرآن پاک پر اپنے سر اور سینے پر سونے کے زیورات سجاتی اور اپنے ہاتھوں کو مہندی سے رنگتی تھیں۔

ہمارے گھر کا مشرقی دروازہ ایک میدان کی طرف کھلتا تھا۔ اس طرف بچوں کے لیے بہت آسانی تھی کہ وہ رات دیر تک یہاں کھیلتے رہتے تھے۔

میرے چچا کا چھوڑا ہوا گھر:

ہمارے اور ہمارے چچا کے چھوڑے ہوئے گھر کے درمیان جو باڑ تھی، وہ زمین پر گر گئی تھی۔ وہ اس قابل نہیں تھی کہ دوبارہ کھڑی کی جائے، چنانچہ میرے والد نے حکم دیا کہ اسے ختم کر دیا جائے۔

کئی سال کے بعد طے ہوا کہ اس گھر کے بڑے کمرے کے دروازے کو جو ہمارے گھر کی جانب تھا، کھول دیا جائے اور ہمارے گھر کا جو بڑا دروازہ اس طرف کھلتا تھا، اسے بند کر دیا جائے۔

یہ کمرہ جو اصل میں سٹور کا کام دے رہا تھا، میری حقیقی بہن ناعمہ کی آیا جمیعہ کو رہائش کے لیے دے دیا گیا۔ اس کے ساتھ ایک اور کمرہ تھا، وہاں گائے اور بکریوں کے لیے چارہ رکھا جاتا تھا۔ اینڈنگی نامی ایک حبشی میرے والد کا آزاد کردہ غلام اس سٹور کا ذمہ دار تھا۔ وہ لمبے قد کا افریقی آدمی تھا، کئی دفعہ مجھے اپنے کندھوں پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اٹھائے پھرتا تھا۔

جمیعہ بیمار ہوئی اور اس کا علاج نہ ہو سکا تو وہ اسی کمرے میں وفات پا گئی۔ میں اینڈنگی کی جانب دوڑا اور اسے ڈھونڈ ھنے لگا تو وہ بھی حیوانات کے چارے والے ملحقہ کمرے میں گھاس کے ڈھیر پر مردہ پایا گیا۔

اسی عرصے میں عید بن خصیف نے، جو میرے والد کے ماتحت ایک عسکری کمانڈر رہا تھا، مریم نامی عورت سے شادی کی اور ہمارے گھر کے مشرقی دروازے کی طرف میدان کے سامنے کھجور کی شاخوں کی چھت سے گھر بنایا۔ اس کے گھر کی چار دیواری ہمارے چچا کے چھوڑے ہوئے گھر سے متصل تھی، یعنی اس دھوبی گھاٹ کی جانب جہاں ہمارے خیال میں جن رہتا تھا۔

شارجہ کا قلعہ:

یہ قلعہ ہمارے گھر کے جنوب میں واقع تھا۔ اس کے اور ہمارے گھر کے مابین ایک شارع عام تھی جو بازار کی طرف جا نکلتی تھی۔ اس سڑک کی طرف ہمارے ڈرائنگ روم کی کھڑکیاں کھلتی تھیں۔ یہاں سے ٹرک گزرتے تھے جو سامان سے لدے ہوتے تھے۔

کسی شخص کو ایک سپاہی بندوق اٹھائے قلعہ کی طرف لے جا رہا ہے۔ کوئی واپس آ رہا ہے تو اس کی مریل سی آواز سنائی دیتی ہے۔ کوئی اکڑتا اور فخر کی چال چلتا ہوا قلعہ کی جانب جا رہا ہے۔ اس نے اپنی وضع قطع بنا سنوار رکھی ہے۔ وہ سوچ رہا ہے کہ میں حاکم کے سامنے کیا کیا بات کروں گا؟ کوئی مسکراتا ہوا واپس آ رہا ہے کہ اسے عطیہ مل گیا اور کوئی پریشان حال ہے کہ وہ خالی ہاتھ لوٹا ہے۔ ہم صبح شام ان لوگوں کو گزرتے دیکھتے رہتے۔

شارجہ کا قلعہ مربع شکل کا تھا، اس کے چار کونے تھے۔ جنوب مشرقی کونا ''الغرفہ'' کہلاتا تھا جہاں خصوصی مجلس لگتی تھی۔ اس سے ملا ہوا مربع شکل کا برج ''المشرف'' تھا جس میں محافظ سپاہی موجود ہوتے۔ شمال مغرب میں دائروی شکل کا برج تھا۔ اس میں بھی حفاظتی دستہ ہوتا تھا۔ چوتھی جانب ضخیم برج ''المحلوسہ'' تھا۔ اس کی بالائی منزل پر بھی محافظ دستہ تعینات تھا جبکہ نچلے حصے میں ڈراؤنا سا جیل خانہ تھا۔ قلعے کے مین گیٹ پر نوکدار سلاخیں لگی تھیں جن کے سرے پر چمکدار کانسی کے گولے سجے ہوئے تھے۔ مین گیٹ اور ضخیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برج کے درمیان اس کے سائے میں لکڑی کی ایک بہت بڑی کرسی تھی جس کی نشست بھی لکڑی کی تھی اور اس کے دونوں جانب لکڑی ہی کی سیڑھیاں تھیں۔ وہیں چوبی پہیوں پر ایک بڑی توپ رکھی ہوئی تھی جسے ''رقاص'' کہا جاتا تھا۔ ایک چھوٹی توپ بھی لکڑی کے پہیوں پر موجود تھی۔

ہاتھ کٹا چور توپ لے بھاگا:

بڑے پھاٹک سے الٹے ہاتھ مجرموں کو بند کرنے کے لیے جیل خانہ تھا۔ اس کی کھڑکی صحن کی طرف کھلتی تھی۔ ادھر قیدی اپنے رشتہ داروں سے گفتگو کر لیتا تھا۔ قید خانے کی چھت اور کھڑکی کے درمیان ایک ہوادار روشن دان تھا۔ قید خانے کا دروازہ داخلی ہال ''الاصباح'' میں کھلتا تھا جو مین گیٹ سے متصل تھا۔ یہاں سخت پہرہ تھا۔ قید خانے میں ایک ملزم بند تھا۔ گزشتہ چوریوں کے الزام میں اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا۔ ایک رات اس نے کانسی کی چھوٹی توپ چرانے کی ٹھانی۔ ایک ہاتھ والے شخص کے لیے اسے چرانا مشکل تھا مگر وہ دبلا پتلا آدمی اس توپ کو اٹھا کر روشن دان کے راستے نکلا اور قید خانے سے بھاگ گیا۔ سپاہیوں نے اس کا پیچھا کیا اور جھاڑیوں میں چھپے اس چور کو جا پکڑا۔ اس وقت بھی اس نے توپ مضبوطی سے پکڑ رکھی تھی۔

جیل خانے کے ساتھ ایک سٹور تھا، جس کا نگران حاکم کا آزاد کردہ غلام ابن کلبان نامی شخص تھا۔ وہ کوئلہ، مٹی کا تیل اور بعض اشیائے خوردنی شاہی گھروں تک پہنچاتا تھا۔ سٹور کے ساتھ کاریں کھڑی کرنے کی پارکنگ تھی اور اس کے آگے گھوڑوں کے اصطبل تھے۔

ان کمروں کے اوپر ایک کمرہ تھا جہاں حاکم بیٹھتا تھا۔ اس کے سامنے کھلی چھت تھی۔ جب شام ہوتی تو حاکم کے بھائی اور ان کے بیٹے رات کے کھانے کے لیے یہاں اکٹھے ہوتے، پھر قلعہ شارجہ کے سامنے میدان میں لوگ اکیلے دکیلے اور گروہ در گروہ جمع ہونا شروع ہو جاتے تاکہ وہ عالمی جنگ کی خبریں سن سکیں۔

بی بی سی اور جرمن ریڈیو کی جنگی خبریں:

یہ 1945ء میں جنگِ عظیم دوم کے آخری مراحل تھے۔ قلعے کی بالائی منزل کے ایک کمرے کی کھڑکی سے ریڈیو کی آواز ان تک پہنچتی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آدھے لوگ اتحادیوں کے حامی تھے، آدھے محوریوں [1] کے۔ جرمن ریڈیو کی خبریں تیز زبان والے عراقی براڈ کاسٹر یونس بحری کی آواز میں نشر ہوتیں جو اتحادیوں کے حامیوں کو غصہ دلاتیں۔ برطانوی ریڈیو (BBC) سے شرق اوسط کے لیے شامی براڈ کاسٹر منیر شما کی آواز میں خبریں نشر ہوتیں جو محوریوں کے حامیوں کو غصہ دلاتی تھیں۔ قلعے کے بیرونی میدان کی طرف کھلنے والی کھڑکیوں سے ہم دونوں فریقوں کے درمیان بحث و تکرار کا منظر دیکھا کرتے تھے۔

توبہ کا ستون

قلعے کا اگلا حصہ ایک بڑی عمارت پر مشتمل تھا۔ نصف عمارت مکمل تھی اور اس میں کھڑکیاں بھی تھیں جبکہ باقی نصف پر محض چھت ڈالی گئی تھی، لہٰذا اسے صرف ''ساباط'' کہا جاتا تھا۔ ساباط کے شمال میں نہانے کے لیے کنواں تھا جبکہ جنوبی جانب اونٹوں کا باڑا تھا۔ قلعے اور ساباط کے درمیان ایک ضخیم ستون (مستول) گڑا ہوا تھا جس کا بالائی حصہ کونلے کی طرح تھا۔ خطبۃ التوبہ نامی اس ستون کے ساتھ مجرموں، قانون توڑنے والوں اور چوروں کو باندھا جاتا تھا۔ جب کوئی چور یا مجرم یہاں باندھا جاتا تو ہم بچے اس کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے۔ جب اسے کوڑے مارے جاتے تو ہم اس کے متعلق تبصرہ کرتے رہتے تھے۔

کسی بچے نے کہا: ''اس ستون کے اوپر والے حصے کو آگ لگائی جاتی ہے جو نیچے بندھے چور تک پہنچتی ہے تو وہ فوراً اقبالِ جرم کر لیتا ہے۔'' میں نے کہا: ''ہم روزانہ یہاں مجرموں کو سزا ملتی دیکھتے ہیں۔ ہم نے تو یہاں آگ لگی نہیں دیکھی۔ جب سے ہم نے ہوش سنبھالا ہے ستون کا بالائی حصہ ایسا ہی ہے۔'' میں نے والد صاحب سے پوچھا تو انھوں نے یہ قصہ سنایا: ''میرے والد الشیخ صقر بن خالد القاسمی جب حاکمِ شارجہ تھے تو یہاں ایک سیاہی مائل اندھا شخص تھا جسے ''باسیدوہ'' کہا جاتا تھا۔ وہ محلّہ ''آلِ علی'' میں رہتا تھا۔ ایک روز جب جنوب کی طوفانی ہوا ''سہیلی'' چل رہی تھی، وہ اپنی چھڑی لیے مچھلی بازار کی طرف نکلا تاکہ ماہی گیروں سے

[1] دوسری جنگ عظیم (1939-45ء) میں برطانیہ، فرانس، روس، امریکہ وغیرہ کو اتحادی طاقتیں (Allied Powers) کہا جاتا تھا جبکہ ان کے مقابلے میں جرمنی، اٹلی اور جاپان محوری طاقتیں (Axis Powers) کہلاتے تھے۔ انھیں محوری اس لیے کہا گیا کہ ان کی قسمت محور (Axis) کے گردگردش کی طرح فتح سے شکست میں بدل گئی تھی۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مچھلی حاصل کر سکے۔ جب وہ اپنے کھجور کی چھڑیوں اور بوریوں سے بنے جھونپڑے میں پہنچا تو اس نے مچھلیاں بھوننے کے لیے آگ جلائی۔ آگ کے شعلوں نے جھونپڑے کو لپیٹ میں لے لیا اور باسیدوہ اس میں جل کر مر گیا۔

پھر جھونپڑے کی آگ کھجور کی چھڑیوں سے بنے دیگر گھروں تک پھیل گئی اور وہ جل کر بھسم ہو گئے۔ بھیڑ بکریاں اور گائیں باڑوں میں جل کر کوئلہ ہو گئیں۔ پھر تیز ہوا کے ساتھ آگ سمندری کھاڑی (خور الشارقہ) کی طرف بڑھی جہاں ساحل کے قریب سمندر سے موتی نکالنے والوں کی کشتی ''غالب'' نامی لنگر انداز تھی جس کا مالک ابن مذکور تھا۔ آگ کا ایک شعلہ کشتی کی طرف لپکا اور اس کے مستول کے بالائی سرے نے آگ پکڑ لی۔ شیخ صقر بن خالد کو پتہ چلا تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر السیف روڈ کی طرف سے وہاں پہنچے اور حکم دیا کہ کشتی کے رسے کاٹ دو اور بچا ہوا مستول سمندر میں پھینک دو تاکہ پانی سے آگ بجھ جائے۔ پھر حکم دیا کہ مستول کا بچا ہوا حصہ قلعے کے دالان میں منتقل کر کے زمین میں گاڑ دو تاکہ چور اور مجرم اس کے ساتھ باندھے جائیں۔ یوں اس مستول (ستون) کو خطبۃ التوبۃ (توبہ کا لکڑ) کہا جانے لگا۔''

کل کشتی کے مستول کے اس حصے کے ساتھ موتی نکالنے والے وہ غوطہ خور باندھے جاتے تھے جنھیں سمندر کی گہرائی میں جانے سے ڈر لگتا تھا کہ کہیں قرش (وہیل) مچھلیاں انھیں اپنا لقمہ نہ بنالیں جو ماہی گیروں پر حملہ آور ہوتی تھیں یا انھیں دم گھٹنے کا خوف لاحق ہوتا تھا، اس لیے وہ بیمار ہونے کا عذر تراشتے تھے۔ جب غوطہ خور سمندر میں اترتے تو بزدل ساتھیوں کو سمندر کی گہرائی میں بلاؤں کی موجودگی کے ڈراؤنے خواب دکھائی دینے لگتے تھے یا پانی کے دباؤ کی شدت سے ان کے کانوں کے پردے بجنے لگتے تھے۔ تب ان کے کانوں کے نیچے داغ لگا دیے جاتے تھے۔ آج اسی مستول کے ساتھ ملزم باندھے جاتے تھے تاکہ ان سے گناہوں کا اعتراف کرایا جا سکے۔

خطبۃ التوبہ کے جنوبی جانب کچھ قدیم طرز کی توپیں پڑی تھیں۔ ان کے پہلوؤں کو سہارا دے کر ان کی نالیں کھجور کے تنوں پر ٹکائی ہوئی تھیں۔ وہ اب بالکل استعمال نہیں ہوتی تھیں۔

جو توپ کسی مہمان کے اعزاز میں سلامی دینے کے لیے یا عید کے اعلان کے لیے چلائی جاتی تھی، وہ چھوٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی اوراس کے پہیے لکڑی کے تھے۔

شاہ سعود اور توپ کا حادثہ

ایک دفعہ شارجہ کے مہمان امیر سعود بن عبدالعزیز آل سعود بنے۔ وہ ہندوستان جارہے تھے۔ انھیں شارجہ ائیر پورٹ پر ٹھہر کر گزرنا تھا، چنانچہ حاکم شارجہ الشیخ سلطان بن صقر القاسمی نے انھیں قہوہ نوش فرمانے کی دعوت دی۔ اس کے لیے قلعہ شارجہ میں ایک خصوصی نشست رکھی گئی۔

سپاہیوں کو حکم دیا گیا کہ جب مہمان قلعہ کے پھاٹک پر اپنی کار سے اتریں تو ساری توپیں اکٹھی چلائی جائیں۔ فوجی کمانڈر نے کوشش کی کہ چھوٹی توپ جو قلعہ کے دروازے کے پاس موجود تھی، دروازے سے دور لے جائی جائے۔ لیکن وہ چھوٹی توپ کئی سپاہیوں کے زور لگانے پر بھی اپنی جگہ سے نہ ہل سکی۔ ہمیں بھی سپاہیوں نے مدد کے لیے بلایا۔

ہم بچوں کی ایک ٹولی بھی معزز مہمان کے استقبال کے لیے قلعے کے دروازے کے پاس موجود تھی۔ الشیخ راشد بن حمد الشامسی گورنر شہر حماسہ کے حقیقی بھائی الشیخ محمد بن حمد الشامسی بھی میرے والد کے پاس بطور مہمان ٹھہرے ہوئے تھے، وہ اور ان کے حاس اور جمیع نامی دو مصاحب بھی استقبال کے لیے ہمارے ساتھ کھڑے تھے۔ ہم سب نے مل کر زور لگایا لیکن وہ توپ نہ ہل سکی۔

اس موقع پر ایک سپاہی کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ پرانی توپوں میں سے ایک چلائے گا۔ وہ اس میں بارود بھرنے لگا۔ جب مہمان کی آمد قریب ہوئی، اس نے ہمیں توپ سے دور ہٹ جانے کے لیے کہا۔ مہمان کی آمد پر اس نے بارود کو آگ لگائی۔ اس کے کئی ٹکڑے اڑے اور وہاں دھواں پھیل گیا۔ ناگہاں جمیع زمین پر گر پڑا ملا۔ اسے بارود کا ایک ٹکڑا لگا تھا جس سے اس کے ایک رخسار کا گوشت اڑ گیا اور اس کے دانت نظر آنے لگے۔

فلم بینوں کو کاٹتی چیچڑیاں

اونٹوں کے باڑے میں جو ساباط کے جنوب میں تھا، انگریز ہفتہ میں ایک بار سینما دکھانے کا اہتمام کرتے۔ وہ دوسری عالمی جنگ میں صرف اپنی کامیابی کی فلم دکھاتے، اپنی ناکامی نہیں دکھاتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلم بینی کے دوران اونٹوں سے گرنے والی چیچڑیاں اور ان سے بڑے کیڑے حملہ آور ہوتے اور فلم دیکھنے والوں کو کاٹتے۔ وہ اپنی ٹانگیں اور پاؤں ملتے رہتے جبکہ چیچڑیاں اور کیڑے ان کا خون چوستے رہتے تھے۔

قلعہ کے جنوبی جانب اصطبل تھے۔ ہماری گھڑسواری کی تربیت کے لیے سعید الخیل نامی شخص نگران مقرر کیا گیا تھا۔ ایک دن میرے چچا زاد بھائی اپنے گھوڑے صحرا کی طرف لے جانے لگے جو مجھ سے بڑے تھے تو میں نے سعید الخیل سے کہا کہ میں بھی ان کے ساتھ گھوڑی پر نکلوں گا۔

سعید الخیل اس روز ہمیں صحرا کے بجائے شارقہ کی سڑکوں پر بازار تک ایک چکر لگوانے لے گیا۔ جب ہم مغربی مچھلی بازار پہنچے، وہاں عورتیں ایک لائن میں سبزیاں رکھ کر فروخت کر رہی تھیں۔ میری گھوڑی عورتوں کے قریب پہنچی تو وہ اسے دیکھ کر ڈر گئیں اور سبزیاں چھوڑ کر پیچھے کھسک گئیں۔ وہاں پیاز، ٹماٹر، مولیاں، تربوز، خربوزے وغیرہ سب کچھ تھا۔ میری گھوڑی شوق سے ان پر منہ مارنے لگی، وہ ہٹائے نہ ہٹتی تھی۔

سعید الخیل نے بہت کوشش کی کہ میری گھوڑی دوسرے گھوڑوں کے ساتھ جا ملے اور سبزیاں چھوڑ دے لیکن خود اس کا گھوڑا بھی سبزیوں کا صفایا کرنے میں مگن ہو گیا۔

بازار میں لوگوں کا شور اٹھا۔ وہ ہاتھوں کے اشاروں سے گھوڑوں کو بھگانے لگے۔ اس پر گھوڑے بدک کر بازار میں دوڑنے لگے مگر اللہ کی مہربانی سے کسی شخص کو نقصان نہ پہنچا۔

لوگوں نے الشیخ سلطان بن صقر القاسمی سے شکایت کی تو انھوں نے ہم سب کو ڈانٹا اور جن کا نقصان ہوا تھا انھیں معاوضہ دیا۔ پھر یہ بھی حکم صادر کیا کہ شارجہ کے بازاروں اور گلیوں میں کوئی شخص گھوڑا لے کر داخل نہیں ہو گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

الشیخ سلطان بن صقر القاسمی حاکمِ شارجہ

حاکمِ شارجہ اور قاضیٔ شرع

الشیخ سلطان بن صقر القاسمی شارجہ کے حاکم تھے، ان کے حقیقی بھائی میرے والد الشیخ محمد بن صقر القاسمی ان کے نائب تھے۔ ان کے ایک اور بھائی الشیخ ماجد بن صقر القاسمی عرصۃ الفحم (کوئلوں کا میدان) نامی بازار میں بیٹھ کر لوگوں کی شکایات سنتے اور ان کا ازالہ کرتے یا انھیں شہر کے قاضی جسے الشرع کہا جاتا تھا، تک پہنچاتے۔ ان دنوں قاضی کی ذمہ داری الشیخ سیف بن محمد بن مجلّا دنبھا رہے تھے۔ قاضی کی مجلس میں بھیڑ لگی رہتی تھی۔ وہ اپنی تجاویز الشیخ سلطان بن صقر القاسمی کو بھیجتے تاکہ وہ فیصلے پر مہر لگائیں یا نافذ کرنے کا حکم دیں۔ حاکم کے وزیر السیّد ابراہیم بن محمد المدفع تھے۔ ان کا کام دوسروں کے ساتھ رسمی تعلقات قائم رکھنا اور مراسلات نگاری تھا۔

شارجہ میں یوم عید:

لوگ عید کے چاند کے منتظر ہوتے۔ غروب شمس اور نماز مغرب کے بعد نگاہیں اوپر اٹھ جاتیں۔ اس پرسکون ماحول میں توپ کی آواز گونجتی جو اس بات کا اعلان ہوتی کہ صبح عید ہے۔

پھر لوگوں کا بازاروں میں جمگھٹا لگ جاتا۔ بعض عید کی چیزیں خرید رہے ہیں، بعض کی تیاری نامکمل رہ گئی ہے، وہ پوری کر رہے ہیں۔ کوئی عید کا لباس خریدنے آرہا ہے، کوئی المحسّن (خوبصورت بنا دینے والے) یعنی حلاق (نائی) کی دکان پر اپنی باری کا منتظر ہے۔ کسی کو تیمور حلوائی سے فوالہ بنانے کی چیزیں خریدنی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ مہمانوں کے لیے ایک خاص مٹھائی بنائی جاتی تھی۔ اس میں السی کا تیل ڈالا جاتا تھا جسے ''ہردہ'' کہتے ہیں۔ تیمور حلوائی کی دکان کے سامنے چکی تھی۔ اس کے گرد ایک گدھا گھومتا تھا جس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوتی تھی۔ وہ اس کا چکر کاٹتے رکتا نہیں تھا، گھومتا ہی رہتا تھا۔ اسے حمار الہردہ کہا جاتا تھا۔ وہ ایک مثال بن گیا تھا، یعنی اگر آپ کسی شخص سے کہتے کہ اس مزدور پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو! تو وہ کہتا: پریشان مت ہوں، یہ ہردہ کا گدھا ہے۔[1]

بروز عید صبح لوگ زیب و زینت کے ساتھ نکلتے۔ پہلے عید گاہ جاتے۔ عید گاہ شہر سے ڈیڑھ کلومیٹر باہر تھی۔ وہاں سیمنٹ سے تین سیڑھیوں کا منبر[2] بنا ہوا تھا۔ عیدوں اور جمعہ کے خطیب الشیخ سیف بن محمد بن مجلّاد تھے۔ ان کی آواز بہت بلند تھی۔ مرد اور بچے اگلی صفوں میں ہوتے جن میں سب سے آگے الشیخ سلطان بن صقر القاسمی ہوتے۔ ان کے ساتھ ان کے بھائی، بیٹے، قریبی لوگ اور شہر کے معززین ہوتے۔ عورتیں پچھلی صفوں میں اور بہت کم تعداد میں ہوتی تھیں۔

لوگ نماز عید سے فارغ ہوتے تو شہر کی طرف لوٹ آتے۔ جب قلعے کا ایک محافظ سفید کپڑوں میں ملبوس لوگوں کو واپس آتے دیکھتا تو وہ توپ چلانے کا حکم دیتا۔ جس جس تک اس کی آواز پہنچتی، وہ پورے یقین کے ساتھ کہتا: آج شارجہ میں ''عید'' ہے۔

عید کی مبارک باد دینے کے لیے لوگ قلعہ میں الشیخ سلطان بن صقر القاسمی کے پاس گروہ در گروہ آتے۔ ان میں فوجی اور سپاہی بھی ہوتے۔ طیاروں کے سکیورٹی گارڈ خاص طور پر آتے جو اصل میں عمانی تھے۔ انھیں ائیر پورٹ کے قریب مناخ نامی جگہ پر رہائش دی گئی تھی۔ ان کے کمانڈر کا نام ناصر زیدی تھا۔ وہ قلعہ کے صحن میں پہنچتے تو ترانے پڑھتے اور رقص کرتے۔ ان میں سے دو آدمی ہاتھوں میں تلواریں اور ڈھالیں لے کر سامنے آتے اور جنگ کا منظر پیش کرتے جس کے آخر میں ایک آدمی دوسرے کو زخمی کر کے گرا لیتا ہے اور اسے اپنی تلوار سے ذبح کرنے لگتا ہے تو وہ یکایک اپنے قدموں پر اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ بچے ارد گرد حلقہ بنا کر کھڑے

[1] اسے کولھو کے بیل سے بھی تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ (مترجم)
[2] عید گاہ میں منبر لے جانا یا بنانا جائز نہیں ہے۔ (مترجم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہتے۔ جب یہ ڈرامہ ختم ہو جاتا، بچے گلیوں میں نکل جاتے، پھر ایک گھر سے دوسرے گھر جاتے اور عیدی طلب کرتے۔ یہ اس روز بچوں کو دی جانے والی معمولی نقدی ہوتی تھی۔

عید کی شام بڑے درخت ''رولہ'' کے نیچے بچے اور بڑے اکٹھے ہوتے جس کا گھنا سایہ تھا۔ اس کی بڑی شاخوں کے ساتھ جھولے بندھے ہوتے اور لڑکیاں جھولا جھولتیں، اس درخت کے نیچے مٹھائیاں اور دیگر اشیاء بھی فروخت کی جاتی تھیں۔

حاکم شارجہ بروز عید بڑی کرسی پر بیٹھتے۔ ان کے گرد ان کے اقرباء بیٹھتے تاکہ وہ لوگوں سے عید کی مبارک باد وصول کریں۔

جمعہ کے دن الشیخ سلطان اپنے گھر یا قلعہ سے نکلتے، جامع مسجد میں جاتے۔ ان کے ساتھ وزراء اور اقرباء بھی ہوتے۔ ان کے آگے ایک سپاہی حفاظت کے طور پر بندوق اٹھائے چلتا تھا۔ خود حاکم ایک سنہری تلوار الٹی لٹکا کر چلتے تھے جسے الکتارہ (کٹار) کہا جاتا تھا۔

فلج فارم کے مزے:

میرے چچا الشیخ سلطان بن صقر القاسمی نے برج خزام کے مشرق میں الفلج کے مقام پر ایک بڑا فارم تیار کیا، وہاں ایک آرام گاہ بھی بنائی۔ فارم میں دو ٹیوب ویل لگائے گئے جن پر پانی کے دو بڑے ٹینک بنائے گئے تھے۔ ان سے دو بڑے حوضوں میں پانی گرتا تھا۔ مغربی حوض نہانے کے لیے مخصوص تھا۔ اس پر ایک چھپر تھا جسے چنبیلی کے پھولوں نے ڈھانپ رکھا تھا جو نہانے والوں پر گرتے تھے۔ میرے چچا الشیخ سلطان کی عادت تھی کہ وہ اپنے بھائیوں اور خاندان کے تمام بچوں کو بارہا فارم پر لے جاتے۔ سب بھائی ان کی مخصوص گاڑی میں بیٹھتے اور خاندان کے بچے ایک اور بڑی گاڑی پر سوار ہو کر جاتے تھے۔ اس سفر کی ہمیں بہت خوشی ہوتی اور ہم آتے اور جاتے ہوئے ترانے پڑھا کرتے تھے۔

راس الخیمہ کا قضیہ:

ماہ فروری 1948ء کے پہلے ہفتے کی صبح، میں اور میری حقیقی بہن نائمہ جو عمر میں مجھ سے چھوٹی تھی، علاقہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نخیل اور راس الخیمہ شہر کے درمیان گزرنے والی شاہراہ کے قریب، خزان کے سنہری ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر بیٹھے تھے۔ صبح فجر کے وقت بارش ہوئی تھی جس سے ریت گیلی ہوگئی تھی، ہم اس ریت سے گھر بنا رہے تھے، ساتھ ہی ہم نے خوشنما جنگلی پھول چن رکھے تھے۔ ان مختلف رنگ کے پھولوں سے ہم اپنے گھر سجا رہے تھے۔ پرسکون ماحول میں خنک نسیم صبح کے جھونکے ہمارے چہروں سے ٹکراتے تھے۔ مشرق کی جانب ہماری نگاہ ہموار ریتلی زمین پر پڑتی جہاں کیکر کے درخت بکثرت تھے۔ درختوں کا سلسلہ شمال کی جانب پھیلے ہوئے بلند پہاڑوں کے دامن تک چلا گیا تھا۔ میدان کے مغربی جانب چھوٹی چھوٹی بستیوں کا دلفریب منظر تھا جنھیں العقد الاخضر کہا جاتا تھا۔ یہاں کھجور کے اونچے اونچے درخت تھے۔ شمال میں راس الخیمہ کی کھاڑی (خور) نظر آتی تھی جس کے دونوں جانب راس الخیمہ شہر آباد ہے۔ کھاڑی جنوب میں الخزان کے ریت کے ٹیلوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ مشرق میں معیریض کا قصبہ ہے۔

ہمارے جنوب میں الشیخ سلطان بن سالم القاسمی کا قلعہ تھا، وہاں سے دو بندوقیں تنی ہوئی نظر آ رہی تھیں، جو راس الخیمہ سے نکلنے والے ایک شخص کو نشانہ بنانا چاہتی تھیں۔ قلعے کی بلندی سے ایک اونچی آواز سنائی دی

''رک جا...... رک جا!''

راس الخیمہ کی جانب سے ایک شخص آ رہا تھا جس کے ہمراہ چار عورتیں تھیں۔ وہ اسی ٹیلے پر چڑھ رہے تھے جہاں ہم بیٹھے تھے۔ آنے والا شخص چیخا...... اس کی آواز رندھی ہوئی اور شکل ڈراؤنی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا:

''اے موت سے بھاگنے والے! تو موت کو اپنے آگے پا رہا ہے۔''

قلعے کے برج سے آواز آئی: ''سکون...... سکون......'' (یہ آنے والے کا نام تھا۔) تجھے امان ہے!''

سکون بولا: ''آہ اے صقر، آہ اے خالد!''

سکون شیخہ عائشہ بنت صقر القاسمی کا ملازم تھا جو کہ حاکمِ راس الخیمہ شیخ سلطان بن سالم القاسمی کے بیٹوں صقر اور خالد کی والدہ تھیں۔ وہ عورتیں ہمارے گھر کی طرف چلی گئیں۔ انھوں نے راس الخیمہ میں شیخ صقر بن محمد القاسمی کے ہاتھوں برپا ہونے والے انقلاب کا بتایا جو شیخ سلطان بن سالم القاسمی کے بھتیجے تھے۔ صقر اور خالد راس الخیمہ سے بھاگ گئے تھے اور انھیں ان دونوں کا کچھ پتہ نہیں تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والد صاحب کا اہم مشن

میں گھر کے باہر موٹر کی آمد کا انتظار کر رہا تھا جس میں والد صاحب صبح سویرے ڈرائیور عبداللہ بندری کے ساتھ نکل گئے تھے۔ وہ لوٹے تو ان کے ساتھ گاڑی میں دو نوجوان بھی تھے۔ یہ صقر اور خالد تھے جو والد صاحب کی بہن عائشہ بنت صقر القاسمی کے بیٹے تھے۔ ان کے ساتھ میرے والد کے ملٹری سیکرٹری عید بن نصیف بھی تھے۔

والد صاحب نے انھیں بیٹھک میں چھوڑا اور مجھے ساتھ لیے گھر کے اندر آئے، پھر انھوں نے رات کا واقعہ بیان کیا: ''جب مجھے خبر ملی کہ الشیخ صقر بن محمد بن سالم القاسمی نے راس الخیمہ پر قبضہ کر لیا ہے اور صقر اور خالد وہیں راس الخیمہ میں ہیں تو میں فوراً انھیں چھڑانے کے لیے چل پڑا۔''

والد صاحب نے بتایا کہ میں شیخ حمید بن محمد القاسمی کے گھر پہنچا تو وہاں خالد بن سلطان پناہ لیے ہوئے تھا۔ صقر کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ موٹر سائیکل پر صبح سویرے راس الخیمہ سے بھاگ گیا تھا۔

میں نے کہا کہ میں نے صبح سویرے ایک موٹر سائیکل ٹیلے کے نیچے سڑک پر تیزی سے راس الخیمہ شہر کی جانب جاتے دیکھی تھی۔

والد صاحب نے کہا: ''ہاں، اس نے ''خت'' نامی قصبے میں اپنے بعض دوستوں کے ہاں پناہ لی تھی۔ میں اسی موٹر سائیکل کے گزرنے کے بارے میں پوچھتے ہوئے اس کی جائے قیام پر پہنچ گیا۔''

ہمارے مکان کی بیٹھک میں صقر اور خالد کے موجود ہونے کی خبر پھیلی تو ان کی والدہ کی سہیلیاں آہ و زاری کرتی ہوئی اکٹھی ہوگئیں اور بیٹھک میں جا کر صقر اور خالد کے ہاتھ چومنے لگیں۔

اب والد صاحب نے انھیں ان کی والدہ کے پاس شارجہ پہنچانے کا عزم کیا تو میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ ہم ظہر کے بعد کھانا کھا کر چلے اور عصر کے وقت شارجہ پہنچ گئے۔ گاڑی ہمارے گھر کے سامنے جا رکی۔ وہیں سامنے ہی میری چچی کے گھر کا دروازہ تھا جو میرے والد کی دوسری بیوی تھیں۔ والد صاحب نے ڈرائیور عبداللہ بندری کو حکم دیا کہ ان کے بھانجوں کو ان کی ماں کے پاس چھوڑ آئے جہاں وہ مقیم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قصہ میری حجامت کا

والد صاحب مجھے ملٹری سیکرٹری اور ایک عمانی مہمان کو گھر کے ملاقاتی کمرے میں لے گئے جو گاڑی میں ہمارے ساتھ ہی آیا تھا۔ گھر کھلا تھا اور اس کے اندر کوئی نہیں تھا۔ والد صاحب نے کہا: سالمین اندر ہی ہوگا۔ سالمین بن سویلم کا تعلق عمان کے شہر نخل سے تھا۔ وہ غلام تھا، والد صاحب نے اسے خرید کر آزاد کر دیا تھا، لیکن اس نے ہمارے ساتھ ہی رہنا پسند کیا تھا۔

والد صاحب نے آواز دی ......"سالمین ......سالمین!"

میں نے بھی آواز دی ......"سالمین......سالمین!"

سالمین ایک پاؤں زمین پر رکھتے ہوئے اور دوسرے کو گھسیٹتے ہوئے آیا کیونکہ بچپن ہی میں فالج سے اس کا پاؤں شل ہو گیا تھا۔ والد صاحب نے کہا: "سالمین! پانی گرم کرو جس سے سلطان نہائے گا۔" پھر ملٹری سیکرٹری عید بن خصیف سے کہا کہ حجام عیسیٰ نماکوہ کی دکان پر جاؤ، اسے بلا لاؤ۔

والد صاحب مجھے اپنے ساتھ میری چچی کے گھر لے گئے جہاں میری بہنیں اور چھوٹا بھائی حمید تھے۔ وہاں انھوں نے غسل کیا اور اپنا لباس تبدیل کیا، پھر ہم مجلس (بیٹھک) میں آ گئے۔ والد صاحب نے صابن کا ایک ٹکڑا اور تولیہ پکڑ رکھا تھا۔ انھوں نے مجلس کی کھڑکی میں سے دیکھا کہ حلاق عیسیٰ نماکوہ اپنا حجامت کا تھیلا اٹھائے تیز تیز آ رہا ہے۔ وہ زیادہ تیز چل نہیں سکتا تھا اور گھڑی کے پینڈولم کی طرح جھولتا آ رہا تھا۔ اس کی ٹانگوں میں ٹیڑھا پن تھا۔

والد صاحب: "عیسیٰ! تم نے بہت دیر کر دی۔"

عیسیٰ نماکوہ: "الشیخ محمد، السلام علیکم، میں ایک شخص کا سر مونڈ رہا تھا۔ میں نے اس کے آدھے بال اتار دیے تھے تو اسے کیسے چھوڑتا؟"

والد صاحب: "سلطان کا سر مونڈ دو۔"

نماکوہ نے اپنا سامان زمین پر رکھا، ایک کپڑا میرے جسم پر لپیٹ دیا اور قینچی سے میرے بال کاٹنے لگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے اپنے بالوں کی لٹیں دونوں کن پٹیوں پر لٹکا رکھی تھی۔ وہ بال کاٹتا گیا اور میں حسرت سے کٹتے، گرتے بالوں کو دیکھتا رہا۔

میں رونے لگا کہ میرے دوست کیا کہیں گے۔ ان کے سر پر بال ہوں گے اور میں گنجا ہوں گا۔

والد صاحب: ''عیسیٰ! تم نے بچے کا سر زخمی کر دیا ہے؟''

عیسیٰ نما کوہ میں نے استرا استعمال نہیں کیا...... میں تو صرف قینچی کے ساتھ بال کاٹ رہا ہوں۔

نما کوہ نے میرے بال کاٹے، کئی زخم بھی لگائے۔ سالمین اٹھا اور اس نے مجھے گرم پانی سے نہلایا۔ میرے والد صاحب کہتے رہے: ''اس کے بدن پر صابن لگاؤ۔'' پھر والد صاحب نے مجھے پکڑا، میرا جسم خشک کیا، مجھے نئے کپڑے پہنائے اور میں نے سبز رومال اپنے سر پر لپیٹ لیا۔

شیخ سلطان بن سالم شارجہ میں پناہ گزین

مغرب کی نماز کے بعد ہم قلعے میں گئے۔ میرے چچا شیخ سلطان بن صقر القاسمی اپنے دفتر میں موجود تھے۔ میں نے اپنے چچا کی ناک پر بوسہ دیا جیسے والد صاحب نے مجھے ہدایت کی تھی۔ چچا جان نے مجھے سینے سے لگایا اور پاس بٹھا لیا۔ راس الخیمہ میں جو واقعہ پیش آیا تھا، والد صاحب نے انھیں اس کی تفصیل بتائی۔ اس دوران میں ایک سپاہی نے آ کر اطلاع دی کہ حاکم راس الخیمہ شیخ سلطان بن سالم القاسمی قلعے کے دروازے پر آ پہنچے ہیں۔ چچا جان نے کہا کہ انھیں اندر لے آؤ۔ وہ ان کے استقبال کے لیے آگے بڑھے۔ ان کے ساتھ ان کے بیٹے صقر اور خالد بھی تھے۔ شیخ سلطان بن سالم القاسمی نے چچا جان اور والد صاحب سے درخواست کی کہ انھیں راس الخیمہ کی حکومت واپس دلانے کے لیے کارروائی کریں۔ میں نے شیخ سلطان بن سالم کو چند ہفتے پہلے بھی دیکھا تھا جب میں اپنے والد کے ہمراہ راس الخیمہ گیا تھا۔ تب بدویوں نے خرّان میں جمع ہو کر میرے والد کے سامنے احتجاج کیا تھا۔ انھوں نے بتایا تھا کہ شیخ سلطان بن سالم نے منطقۃ الجری میں قدیم درخت ''غاف'' کٹوانے شروع کیے ہیں، خصوصاً ان درختوں کے نوخیز اشجار جو کویتی دُخانی جہاز ''الابوام'' کے دنبالے کے لیے استعمال کیے گئے تھے جبکہ کویت کے مسافر بردار بحری جہاز اب بادبانوں کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بجائے انجنوں سے چلنے لگے تھے۔ میں نے خود دو اونٹ دیکھے جن پر درختوں کے بڑے تنے لاد کر باندھے گئے تھے۔

تب شیخ سلطان بن سالم نے میرے والد کے سمجھانے پر کان نہیں دھرے تھے۔ والد صاحب نے خزان واپس آ کر شیخ سلطان کے انکار سے آگاہ کر دیا تھا۔ اب شیخ سلطان بن سالم نے حصن شارقہ میں میرے چچا شیخ سلطان بن صقر کو بتایا کہ ان کی بہن شیخہ فاطمہ حصن راس الخیمہ میں موجود تھیں جب شیخ صقر بن محمد القاسمی قلعے میں داخل ہوئے۔ وہ گراؤنڈ فلور پر تھیں۔ وہ قلعے میں داخل ہونے والے بدویوں کو دیکھ کر چیخ اٹھی تھیں جنھوں نے غداری کی تھی۔ شیخ سلطان بن سالم چاہتے تھے کہ ان کی بہن کو قلعے سے نکال کر شارقہ (شارجہ) لایا جائے اور راس الخیمہ کی حکمرانی کا مسئلہ حل کیا جائے۔

شیخ سلطان بن صقر القاسمی نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ خود راس الخیمہ جا کر شیخ صقر بن محمد القاسمی سے ملیں گے جبکہ میرے والد نے وعدہ کیا کہ وہ شیخ حمید بن محمد القاسمی کو خط لکھ کر ان سے مطالبہ کریں گے کہ وہ اپنی پھوپھی شیخہ فاطمہ بنت سالم کو قلعے سے نکلوانے اور انھیں شارجہ بھیجنے کا بندوبست کریں۔ حاکمِ شارجہ شیخ سلطان بن صقر نے کہا کہ ان کی موٹر راس الخیمہ جانے کو تیار ہے۔ والد صاحب مطلوبہ خط لکھنے بیٹھ گئے۔ انھوں نے خط شیخ سلطان بن صقر کے ملٹری سیکرٹری "رامس" کے حوالے کیا کہ اسے شیخ حمید بن محمد القاسمی کو پہنچا دے۔ والد صاحب نے مجھے بلا کر کہا کہ ان کے ساتھ چلے جاؤ، یہ تمھیں منطقہ خزان میں اتار دیں گے اور تم اپنی والدہ کے پاس چلے جانا۔

رات کا خطرناک سفر

میں گاڑی کی اگلی نشست پر بیٹھ گیا۔ گاڑی کے ڈرائیور کا نام عقاب تھا۔ رامس گاڑی کی پچھلی نشست پر بیٹھا تھا۔ گاڑی کا پچھلا حصہ کھلا تھا جس میں برتن بھی رکھے ہوئے تھے۔ جب ہم شارجہ سے چلے تو رات کا اول وقت تھا۔ راستے میں رامس نے مجھ سے کہا کہ میں پچھلے حصے میں چلا جاؤں تاکہ وہ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ سکے۔ اس نے مجھے پیچھے بٹھا دیا اور خود ڈرائیور کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ میں جلد سو گیا۔ مجھے گہری نیند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئی ہوئی تھی کہ راُمس نے مجھ سے کہا: اترو۔ ہم تمھارے گھر کے قریب سے گزر رہے ہیں۔ ڈرائیور جس کا نام عقاب تھا، اس نے مجھ سے کہا: وہ گاڑی دیکھ رہے ہو، تمھارے گھر کی طرف جا رہی ہے۔ اس کی لائٹ کے پیچھے پیچھے چلتے جاؤ تو گھر پہنچ جاؤ گے!

انھوں نے مجھے اُتار دیا۔ میں کچھ سوچ بھی نہ سکا تھا، وہ مجھے مین روڈ پر چھوڑ کر چلے گئے۔ اتنے میں اس گاڑی کی لائٹ غائب ہوگئی جس کے پیچھے مجھے جانا تھا۔ رات اندھیری تھی۔ ربیع الاول کے آخری دن تھے۔ میرے اور میرے گھر کے درمیان ایک کلومیٹر کا فاصلہ تھا۔ راستے میں صرف ہمارے ماموں سالم بن خمیس سویدی کا گھر تھا۔ وہ اصل میں میرے والد کے ماموں تھے، لیکن ہم بھی انھیں ماموں کہتے تھے۔ راہ میں دو دیگر چھوٹے گھر بھی تھے جو بنو ضاوی کی معزز خواتین شقروہ اور حمروہ کے تھے۔

یہ سب گھر قلعے کے قریب ٹیلے کی چوٹی پر تھے۔ میں نیچے تھا، مجھے اس چوٹی پر چڑھنا تھا۔ میرے قریب بھیڑیے چیخ رہے تھے، مجھ پر خوف طاری تھا۔ کچھ دن پہلے ایک بھیڑیا شقروہ کی بکریوں کے باڑے میں داخل ہوگیا اور ایک بچہ اٹھا کر لے گیا تھا۔ میں ڈر رہا تھا کہ میرا حشر اس بکری کے بچے کی طرح نہ ہو۔

میں اپنی پوری قوت سے دوڑنے لگا۔ کئی دفعہ پاؤں نے ٹھوکر کھائی۔ گھر کے قریب پہنچ کر میں نے آواز دی۔ والدہ صاحبہ نے دروازہ کھولا۔ حیرت سے پوچھا: تم کیسے یہاں پہنچے؟ میں نے گاڑی کی آواز تو نہیں سنی!

میں نے کہا: انھوں نے مجھے شارع عام پر اتار دیا تھا، میں وہاں سے پیدل چل کر آیا ہوں۔

میری والدہ کہنے لگیں: میرے اللہ! ساری راہ میں بھیڑیے ہیں۔ اگلے دن میں گھر سے نہ نکلا تاکہ میرے دوست میرے مونڈے ہوئے سر کو نہ دیکھ لیں۔

شاہی خیمہ اور طوفان کی بپتا

1948ء کے مارچ کے پہلے ہفتے میں والد صاحب نے نئے حاکم راس الخیمہ الشیخ صقر بن محمد القاسمی کے حقیقی بھائی الشیخ حمید بن محمد القاسمی سے ملاقات طے کر لی۔ جب ہم وہاں پہنچے، بہت سخت آندھی چلی، چنانچہ ہم نے راس الخیمہ ہی میں شب باشی کا فیصلہ کر لیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈرائیور عبداللہ بندری اور عسکری رابطہ کار (ملٹری سیکرٹری) عید بن خصیف باہر سو گئے۔ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ گھر کے اندر الشیخ حمید کے کمرے میں ہی سو گیا۔ صبح جب اس کمرے کا دروازہ کھلا تو میں نے دیکھا کہ گھر کا صحن پانی کا تالاب بنا ہوا ہے۔ آندھی سے شہر کے اکثر گھر جو کھجور کی شاخوں سے بنے تھے زمین بوس ہو گئے تھے۔ یہ تباہی رات کے سمندری طوفان نے مچائی تھی۔

طوفان نے کنویں پاٹ دیے تھے اور ریت کے ٹیلوں کو سمندر کی لہریں بہا لے گئی تھیں اور اب ساحل پر ریت کے ستون سے بن گئے تھے۔ متلاطم سمندر کی لہروں نے خود راس الخیمہ کے کنارے گھر صفحۂ ہستی سے مٹا دیے تھے۔ والد صاحب منطقہ خرّان میں گھر والوں کے متعلق فکر مند تھے، چنانچہ ہم گاڑی پر سوار ہو کر اس طرف نکلے تو ہمیں اپنا گھر سلامت نظر نہ آیا جو چند خیموں پر مشتمل تھا۔ وہاں میرا بھائی خالد اور نوکر چاکر ہمارے استقبال کو بڑھے۔ ان کے چہروں پر بشاشت دیکھ کر والد صاحب نے الحمد للہ کہا۔ ہم سب قلعے کی طرف چل دیے۔ خالد نے والد صاحب سے رات کا ماجرا یوں بیان کیا:

''ہم بڑے خیمے میں سو رہے تھے...... میری والدہ، دونوں بہنیں شیخہ اور ناعمہ، چھوٹا بھائی عبداللہ اور میں۔ طوفانی ہوا چلی تو بڑے خیمے کی طنابیں اکھڑ گئیں اور خیمے کے صرف دو وسطی عمود کھڑے رہے۔ جب خیمہ کھل گیا تو میں اور بہن شیخہ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں قلعے کی طرف چل پڑے۔ جب بجلی چمکی تو ہم نے دیکھا کہ چھوٹا بھائی عبداللہ صحرا میں بھٹک رہا تھا۔ ہم اسے اٹھا کر قلعے کی طرف لے آئے۔ جب ہم قلعے میں داخل ہوئے تو ہمیں والدہ اور بہن ناعمہ کی فکر ہوئی۔ میں نے ماموں سالم کو بتایا تو وہ میرے ہمراہ ان کی تلاش میں نکلے۔ خیمہ زمین پر گرا پڑا تھا۔ ہم نے اسے ٹٹولا اور ان کو پکارا تو نیچے سے ان کی آوازیں آئیں ایک طرف سے خیمہ اٹھا کر ان تک پہنچے تو والدہ صاحبہ نے عبداللہ کے بارے میں پوچھا۔ میں نے بتایا کہ عبداللہ ہمارے ساتھ قلعے میں ہے۔

والدہ نے کہا: ''ہم خیمے کے نیچے عبداللہ کو ڈھونڈ رہی تھیں جبکہ خیمہ بھیگ کر بوجھل ہو گیا تھا۔ اسی کوشش میں خیمہ ہمارے اوپر آ پڑا۔'' ''اے محمد! یہاں تو مصیبت آ پڑی۔'' والد صاحب بولے: ''ان شاء اللہ، خیر ہو گی۔''

والدہ بتا رہی تھیں: ''جب ہم، تمھاری ممانی اور ان کے بچے قلعے میں سو رہے تھے، تو قلعے کی سیڑھیوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راستے سے کیچڑ بھرا پانی اندر آ گیا۔ اس کی سطح بلند ہوتی گئی حتی کہ ہم کیچڑ کے سمندر میں غرق ہونے کو تھے۔"

والد صاحب نے کہا: "ہم شارجہ چلتے ہیں۔ اپنے کپڑے اکٹھے کرلو۔ گاڑی میں بیٹھو اور باقی چیزیں یہیں چھوڑ دو۔ نوکر انھیں لے آئیں گے۔" پھر ہم نے گاڑی میں سوار ہو کر شارجہ کا رخ کیا۔ اس خوبصورت ماحول سے جدائی ہمارے دلوں میں آج بھی کھٹکتی ہے۔

راس الخیمہ میں انگریزوں پر فائرنگ

جب انگریزوں نے شیخ صقر بن محمد القاسمی کو راس الخیمہ کا نیا حاکم تسلیم کرلیا تو سلطان بن سالم القاسمی کا غم و غصہ انگریزوں کے خلاف بھڑک اٹھا اور وہ اپنے رابطے قائم کرنے لگے۔ اس پر شارجہ کے برطانوی پولیٹیکل ایجنٹ نے انھیں دھمکی دی کہ وہ ان سرگرمیوں سے باز رہیں جن سے امن و امان درہم برہم ہو، نیز ان سے مطالبہ کیا کہ وہ زیرِ حفاظت ساحلی ریاستوں سے دور اقامت اختیار کرلیں۔[1]

انگریزوں کو یقین ہو گیا کہ شیخ سلطان بن سالم مشکل آدمی ہے۔ اس سے بعید نہیں کہ مستقبل میں لوگوں کو بغاوت پر اکسائے، چنانچہ 23 جولائی 1948ء کو انھیں دوسری بار برطانوی قونصل خانے میں طلب کیا گیا جہاں بحرین میں تعینات ڈپٹی پولیٹیکل ایجنٹ مسٹر پیلی نے ان سے ملاقات کی۔ وہ برطانوی جنگی جہاز "المتور" پر بحرین سے شارجہ پہنچے تھے۔ دورانِ ملاقات شیخ سلطان نے عذر معذرت سے کام لینا چاہا مگر مسٹر پیلی نے اسے ٹھکرا دیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے ساتھ بحرین چلیں۔ جب وہ قونصل خانے سے باہر نکلے تو پیلی نے انھیں گیٹ پر کھڑی گاڑی میں بیٹھنے کو کہا لیکن شیخ سلطان نے انکار کر دیا اور پیچھے ہٹنے لگے۔ اس پر مسٹر پیلی نے وہاں کھڑے اپنے فوجیوں کو حکم دیا کہ شیخ سلطان بن سالم کو گرفتار کرلیں۔ لیکن شیخ سلطان نے جلدی سے اپنا پستول نکالا اور بھاگتے ہوئے فائرنگ کرنے لگے۔ گولیاں مسٹر پیلی اور پولیٹیکل آفیسر کے قریب سے گزر گئیں۔ پولیٹکل آفیسر نے چیخ کر اپنے سپاہیوں سے کہا کہ "اس پر فائر کرو!" انھوں نے فائر کیے مگر شیخ سلطان نو دو گیارہ ہو گئے تھے۔

[1] برطانوی سامراج نے انیسویں صدی عیسوی میں متحدہ عرب امارات کی ریاستوں سے نام نہاد امن معاہدے (Truce) کر کے انھیں اپنی زیرِ حفاظت ریاستیں (Trucial States) قرار دے کر غلامی کے شکنجے میں کس رکھا تھا۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ سلطان بن سالم نے برطانوی قونصلیٹ اور ہمارے گھروں کے درمیان ایک کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا۔ وہ ایک سڑک سے دوسری سڑک پر بھاگتے ہوئے ہمارے گھر پہنچ گئے اور میرے والد سے ملے۔ انھوں نے شیخ سلطان کو بالائی منزل کے ایک کمرے میں پہنچا دیا جس کا دروازہ زنان خانے کی طرف تھا۔ ظہر کا وقت تھا جب شیخ سلطان کو کھانا پیش کیا گیا۔ وہ میرے والد سے کہہ رہے تھے کہ ان کے شارجہ سے نکلنے کا بندوبست کیا جائے۔

برطانوی فوج نے محاصرہ کرلیا

چند منٹ گزرے تھے کہ ہمارے گھر کے گرد موٹر گاڑیوں کا شور اٹھا۔ والد صاحب نے کھڑکی سے دیکھا کہ برطانوی فوجیوں نے مغربی جانب سے گھر کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ انھوں نے بلند آواز سے اپنے سپاہیوں اور خدام کو اسلحہ سنبھالنے اور دروازے بند کرنے کا حکم دیا۔ نوکروں نے بتایا کہ برطانوی سپاہی مشرقی دروازے کا بھی محاصرہ کیے ہوئے ہیں جو قلعے کے صحن کی طرف کھلتا تھا۔ لیکن شمال میں ایک چھوٹا دروازہ بھی تھا جو بوابة المطبخ کہلاتا تھا اور ایک چھوٹے میدان میں کھلتا تھا۔ ادھر ہمارے ہمسایوں کے گھر تھے: مریم بنت سعداللہ، سالم ذراع، راشد الغزال۔ وہاں تنگ گلیاں تھیں جن میں سے صرف ایک شخص گزر سکتا تھا۔ والد صاحب نے شیخ سلطان کو اس دروازے سے باہر نکال دیا۔

میں نے کھڑکی سے دیکھا برطانوی فوجیوں نے اپنی بندوقوں کی نالیاں ہمارے گھر کے مغربی دروازے کی طرف سیدھی کی ہوئی تھیں۔ جب سورج غروب ہو گیا تو ایک فوجی گاڑی سٹارٹ ہوئی اور اس کے پیچھے دوسری۔ گاڑیاں چلی گئیں تو ان کے پیچھے ریت کے چھوٹے چھوٹے ڈھیر رہ گئے۔

میرے والد کی شارجہ سے جلاوطنی

چند روز بعد میرے والد چاشت کے وقت گھر میں داخل ہوئے اور انھوں نے میری والدہ سے کہا کہ ایک سوٹ کیس نکالیں اور اس میں ان کے کپڑے پیک کر دیں۔ والدہ صاحبہ نے پوچھا کہ سفر پر جا رہے ہیں تو انھوں نے بتایا کہ انگریز مصر ہیں کہ وہ شیخ سلطان بن سالم کے بدلے میں مجھے بحرین لے جائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسٹر پیلی شارجہ میں اجنبی نہیں تھے۔ وہ ڈیڑھ سال پہلے شارجہ میں برطانیہ کے پولیٹیکل آفیسر رہے تھے اور میرے والد شیخ محمد بن صقر القاسمی کو خوب جانتے تھے۔ والد صاحب نے 1931ء میں شارجہ میں ملٹری ائیرپورٹ بنانے کی مخالفت کی تھی کیونکہ وہ یہاں صرف سول ائیرپورٹ کے خواہاں تھے۔

اب انگریزوں نے حاکم شارجہ سلطان بن صقر القاسمی سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے بھائی شیخ محمد بن صقر القاسمی کی بحرین جلاوطنی قبول کریں اور وہاں انھیں کسی قسم کی مدد اور غیر ضروری مواد خصوصاً سفر کی سہولت بہم نہ پہنچائیں۔ میرے والد نے اپنے بھائی کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ ان کے بڑے بیٹے خالد اور دوست عمران بن تریم ساتھ گئے۔ میرے والد بحرین میں چند ہفتے شیخ سلمان بن حمد الخلیفہ کے مہمان رہے۔ اس کے بعد وہ اور ان کے ساتھی شارجہ واپس آ گئے۔

مدرسہ قاسمیہ میں داخلہ:

1948ء کے ماہ ستمبر میں مدرسۃ الاصلاح القاسمیہ میں تعطیلات کے بعد پڑھائی شروع ہوئی۔ نئے داخل ہونے والوں میں میں بھی تھا۔ مجھے پہلی کلاس میں داخلہ ملا، میری عمر اس وقت نو برس اور دو ماہ تھی جبکہ میں راس الخیمہ کے علاقے خزان میں دو سال کی سردیاں گزار چکا تھا۔ والد صاحب بحرین میں تھے، میں اکیلا ہی مدرسہ میں گیا۔ مدرسہ کی عمارت کھجور کی شاخوں سے بنی تھی، اوپر پٹ سن کی بوریاں بچھائی گئی تھیں اور بارش سے بچنے کے لیے ان پر تارکول بھی ڈالا گیا تھا۔ طلبہ کلاس روم میں فرش پر بیٹھتے تھے سوائے پانچویں جماعت کے۔ پانچویں کے طلبہ بنچوں پر بیٹھتے تھے جو مدرسہ تیمیہ، العرصہ (منطقۃ السوق) سے لائے گئے تھے۔

ایک دن میں نے تیمیہ سکول کے طلبہ کو دیکھا جب میں العرصہ کے پرہجوم بازار سے گزر رہا تھا۔ بازار کے وسط میں پھل منڈی تھی۔ طلبہ کی قطار بازار میں دور تک چلی گئی تھی۔ میں ان کے پیچھے گیا۔ وہ چوکڑیاں مار کر اس طرح بیٹھ گئے جیسے سمندر کے کنارے مرغابیاں ہوں۔ وہ ایک دوسرے سے دور دور بیٹھے تھے۔ اس کے بعد میں نے جانا جیسے وہ خلا میں غوطے لگا رہے ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے سکول ٹیچر

مدرسۃ الاصلاح القاسمیہ اصل میں میرے چچا الشیخ سلطان بن صقر القاسمی کا گھر تھا۔ جب وہ دوسرے گھر میں منتقل ہو گئے تو یہاں مدرسہ بنانے کا حکم دے دیا۔ دو سال قبل اس میں کچھ کلاسوں کا اضافہ کیا گیا تھا، کیونکہ مدرسہ تیمیہ میں باوجود ضرورت کے توسیع کی گنجائش نہیں تھی۔ پہلے سال میرے استاد الشیخ فاضل تھے۔ اچھے آدمی تھے۔ وہ ثوب اور صدری (واسکٹ) پہنتے اور سر پر کپڑا (عصابہ) باندھتے تھے۔ ان کا سارا لباس صاف سفید تھا۔ وہ دبئی سے شارجہ الشیخ سعید بن بطی المکتوم کے ہمراہ آئے تھے، الشیخ فاضل کا خط خوبصورت تھا۔ میں نے پہلی مرتبہ انھی کے ہاتھ سے لکھنا سیکھا تھا۔ کتابت پتھر کی کالی تختیوں (سلیٹوں) پر ہوتی تھی۔ قلم (سلیٹی) بھی پتھر کا تقریباً سفید رنگ کا ہوتا تھا۔ کئی رنگ کی پنسلیں بھی استعمال ہوتی تھیں۔ مدرسہ قاسمیہ میں داخل ہونے سے قبل ہی میں نے قرآن پاک الشیخ فارس بن عبدالرحمن سے پڑھ لیا تھا۔

مدرسہ الاصلاح القاسمیہ کے ہیڈ ماسٹر الاستاذ محمد بن علی المحمود تھے۔ وہ نظم ونسق کے معاملے میں بہت سخت واقع ہوئے تھے۔

بہار کا موسم آنے اور پھر کچھ درجہ حرارت بڑھنے پر ہم نے دیکھا کہ مزدور کلاسوں کے آگے کھجور کے پتوں سے سائبان بنانے لگے ہیں۔ انھوں نے لکڑی کے ستون کھڑے کر کے کھلے کلاس روم بنا دیے۔ ان میں قرآن کی اجتماعی قراءت یا نغمات یا اساتذہ کے سبق پڑھانے کی آوازیں گونجتی تھیں۔

الشیخ سلطان بن صقر القاسمی کی بیماری:

لوگوں کو معلوم نہیں تھا کہ الشیخ سلطان بیمار ہیں، نہ ان پر مرض کی علامات ظاہر ہوئی تھیں۔ میں نے یہ چیز موسم بہار 1949ء میں دیکھی، جب ان کی مجلس میں ایک صندوق والا بلایا گیا۔ یہ شخص شارجہ آیا تو اپنی پشت پر ایک صندوق اٹھائے ہوئے تھا جس کے چار پائے تھے۔ وہ صندوق کے چار پائے زمین پر رکھتا، لوگوں سے پیسے لے کر کہتا کہ ایک ایک کر کے صندوق کے سوراخ میں دیکھو۔ وہ چابی گھماتا اور صندوق کے اندر تصویریں ہلنے لگتیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس آدمی کی خبر لوگوں میں پھیل گئی کہ یہ جادو کرتا ہے۔ شہر کے کئی معززین نے اس کا معاملہ حاکم شارجہ الشیخ سلطان بن صقر القاسمی کے سامنے پیش کیا۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ اسے شارجہ سے نکال دیا جائے۔ حاکم نے ایک سپاہی بھیج کر اسے بلایا۔ وہ حاکم کے پاس ان کی زوجہ الشیخہ میرہ بنت محمد کے گھر آیا۔ میں بھی ان کے بیٹوں کے ساتھ معززین شہر کے ہمراہ موجود تھا، جنھوں نے شکایت کی تھی۔ وہ شخص اپنا صندوق پشت پر اٹھا کر لایا۔

حاکم نے پوچھا: تم کس علاقے سے آئے ہو؟

کہا: عراق سے۔

پوچھا: اس صندوق میں کیا دکھاتے ہو؟

کہا: یہ بچوں کا کھیل ہے۔

حاکم نے مجھ سے کہا: سلطان! صندوق میں دیکھو اور پھر ہمیں بتاؤ اس میں کیا ہے؟

اس نے صندوق ایسی جگہ پر رکھا جہاں باہر سے تھوڑی روشنی آتی تھی۔ وہ ہاتھ سے چابی ہلانے لگا۔ صندوق کے اندر تصویریں ہلنے لگیں۔ میں صندوق کے سوراخ سے انھیں دیکھتا رہا۔ صندوق والا ہر تصویر کی جو میں دیکھتا گیا تشریح کرتا گیا۔

اس نے کہا: ''یہ بڑا ریچھ ہے جو گندم کھاتا ہے اور جو صرف چکھتا ہے۔''

اس نے عنترہ بن شداد کے اسی طرح اوصاف بیان کیے جس طرح ابوزید ہلالی کے۔

تصویریں ختم ہونے پر چچا جان نے مجھ سے کہا: سلطان! جو کچھ تم نے دیکھا ہے وہ بیان کرو۔ میری عمر دس برس نہیں ہوئی تھی مگر میں نے حاکم اور معززین شہر کے سامنے بڑے اعتماد کے ساتھ وہ سب کچھ بیان کر دیا جو دیکھا تھا۔ چچا الشیخ سلطان نے فیصلہ کیا کہ اس شخص کو کچھ پیسے دے کر شارجہ سے نکال دیا جائے۔

ایک روز اپنی چچی شیخہ لطیفہ بنت سعید کے گھر میں کھانے سے پہلے میں نے اندازہ لگایا کہ چچا شیخ سلطان بن صقر القاسمی بیمار ہیں۔ ان کے بیٹے خالد نے سوئی ابال کر انھیں انجیکشن لگایا تھا۔ میں دسترخوان پر چچا جان کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ انھوں نے چاولوں پر چینی ڈالی تھی۔ مجھے وہ چاول اچھے نہ لگے جن پر چینی کے دانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑے تھے۔ مجھے گھی میں تلے ہوئے آلو اچھے لگے۔ میں نے وہ پہلی بار چکھے۔

مئی 1949ء کے شروع میں خالد بن الشیخ سلطان کی شادی میری حقیقی بہن شیخہ بنت محمد القاسمی کے ساتھ انجام پائی۔ اس دن ہمیں بہت خوشی تھی۔ میں چچا الشیخ سلطان کے گھر سے نکلا، جسے بیت غربی کہا جاتا تھا۔ وہ الشیخہ میرہ خالد کی والدہ کا گھر تھا۔ چچا گھر کے باہر چبوترے پر بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی آواز دی: سلطان!......سلطان!

میں ان کے پاس گیا۔ انھوں نے اپنا ہاتھ پھیلا کر مجھے اپنے قریب بٹھایا، اپنی چادر مجھ پر لپیٹی اور بوسہ دیا۔ ان کے کپڑوں سے پھولوں کی خوشبو آرہی تھی۔ ان کے ایک ہم نشین نے سوال کے انداز میں کہا: الشیخ سلطان! یہ کس کا بیٹا ہے؟ الشیخ سلطان نے کہا: ''یہ میرے بھائی محمد کا بیٹا ہے، اس کا نام میں نے اپنے نام پر رکھا ہے۔''

پھر چچا جان نے اپنی جیب سے ایک معدنی سکہ نکالا، اسے میرے ہاتھ پر رکھا اور پوچھا: تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟

میں نے کہا: ''یہ ایک روپیہ ہے۔''

انھوں نے روپیہ میرے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا: ''یہ تم سے گم نہیں ہونا چاہیے، نہ کوئی تم سے لے۔'' [1]

میں نے اپنا دُبلا پتلا جسم ان سے چھڑایا اور اپنے گھر کی طرف بھاگ گیا۔ اگلے ہی روز سب خوشیاں ماند پڑ گئیں۔ لوگوں کے چہروں پر غم جھلکنے لگا۔ صبح ہی لوگوں میں خبر پھیل گئی کہ سلطان بیمار ہو گئے ہیں۔

الشیخ سلطان کی بمبئی روانگی

ان کی بیماری گزشتہ رات ہی شدید ہوئی تھی۔ درد ان کے پیٹ کے نچلے حصے میں تھا۔ عمان کے ساحل سے ڈاکٹر ڈی جی ماکولی (DG Mecaully) کو بلایا گیا، وہ رائل ایئر فورس کے فوجیوں کے علاج کے لیے تعینات تھا۔

ڈاکٹر ماکولی ہر روز چیک کرتا رہا لیکن بخار چڑھتا ہی گیا، بیماری مسلسل بڑھتی گئی۔ ڈاکٹر ماکولی نے مشورہ

[1] یہ شاید آئندہ سلطان کو حاکم بنانے کا اشارہ بھی تھا۔ مترجم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا کہ سلطان کو بھارت کے شہر بمبئی پہنچا دیا جائے، کیونکہ اسی حالت میں کئی دن گزر چکے تھے۔

میرے والد صاحب، ان کے بھائی اور الشیخ سلطان بن صقر کے بیٹے ان کو بھارت کے سفر کے لیے شارجہ ائیرپورٹ چھوڑنے گئے۔ الشیخ سلطان کے ہمراہ ان کے بیٹے محمد، سالم اور عبداللہ، نیز ان کے ماموں سالم بن خمیس السویدی بھی گئے۔ ائیرپورٹ کا احاطہ لوگوں کے رش سے بھر گیا جو انھیں چھوڑنے آئے تھے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔ ان کے غم زدہ سینوں سے دعائیں نکل رہی تھیں۔ میرے والد صاحب تو رو رو کر ہلکان ہو رہے تھے اور انھوں نے جہاز کے اڑان بھرنے سے قبل اپنے حقیقی بھائی کے ساتھ طویل معانقہ کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

میرے والد: نائب حاکمِ شارجہ

ایک المناک حادثہ:

مئی 1949ء میں چچا جان الشیخ سلطان بن صقر القاسمی کے بمبئی (ہندوستان) علاج کی غرض سے چلے جانے کے بعد میرے والد ریاست شارجہ میں ان کے نائب بنائے گئے۔ اس دوران میں ایک حادثہ پیش آیا۔ شارجہ کے قاضی الشیخ سیف بن محلّاد کے بیٹے عبدالعزیز اس حادثے کا شکار ہوئے۔ ہم قبہ کھیل رہے تھے۔ یہ کھیل بیس بال کی طرح کا ہے۔ ''قبہ'' سے مراد گیند ہے۔ یہ جگہ عید گاہ اور ٹیکسی سٹینڈ کی جانب تھی۔ اچانک ٹیکسی سٹینڈ کی طرف سے ٹکر کی آواز آئی، لوگ اکٹھے ہونے لگے۔ میں بھی وہاں پہنچا۔ مردوں کے درمیان کشادگی دیکھ کر میں آگے بڑھا۔ ناگہاں دیکھا کہ ایک شخص کی دونوں ٹانگیں کچلی گئی ہیں اور وہ اللہ پکارتے ہوئے اپنے بچوں کا ذکر کر رہا ہے۔

زخمی کو اٹھا کر جلدی سے شارجہ ائیر پورٹ کے پاس انگریزوں کے ہسپتال لے جایا گیا۔ الشیخ سلطان بن صقر کے بیٹے خالد کے ہاتھ میں ایک بندوق تھی۔ اس نے کار میں بیٹھ کر حادثہ کرنے والی کار کا پیچھا کیا۔ حیرۃ کے مقام پر وہ کار ریت میں دھنسی کھڑی تھی جبکہ یونس نامی اس کا ڈرائیور عورتوں کو کار میں چھوڑ کر کہیں فرار ہو گیا تھا۔ عبدالعزیز کو لے جانے والی گاڑی بھی واپس آ گئی، کیونکہ وہ ہسپتال کے راستے ہی میں دم توڑ گیا تھا۔

کہتے ہیں کہ عبدالعزیز غزالی کی کتاب کے مندرجات پڑھتے ہوئے خود ہی اس گاڑی کے آگے آ گیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعم کی گرمیاں:

1949ء کے موسم گرما میں والد صاحب ہمیں گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے کے لیے شعم چھوڑ آئے، خود شارجہ واپس آ گئے کیونکہ وہ اپنے برادر کی جگہ نائب حاکم شارجہ تھے۔

شعم راس الخیمہ ریاست کے ماتحت آخری اور چھوٹا سا شہر ہے جو سمندر کنارے ایک تنگ ریتلی پٹی پر آباد ہے۔ یہ تنگ ساحلی میدان سنگریزوں سے پٹا پڑا ہے جہاں کہیں کہیں کیکر کے درخت ہیں۔ اس کے بعد اونچے پہاڑ ہیں جن پر مختلف اقسام کے لیکن نہایت عمدہ انجیر اگتے ہیں۔ ایک کا رنگ سفید ہے اور اس کا حجم بڑا ہے۔ پھٹنے پر اس میں سے شہد کا سا مادہ نکلتا ہے۔ ایک چھوٹے حجم کا انجیر سرخ و سیاہ رنگ کا اور لذیذ ہے جس کا نام سقب ہے۔ یہاں بندق (ہیزل نٹ) کی ایک قسم بھی اگتی ہے جس کا نام ''میز'' ہے۔

شہر کی جنوبی جانب پہاڑی سلسلے سے الگ تھلگ ایک پہاڑ ہے جو مصری اہرام کی شکل کا ہے۔ اس کی چوٹی پر ایک منہدم شدہ عمارت ہے، لہٰذا اسے ''صنم'' کہا جاتا ہے۔

شعم کا پانی میٹھا اور وافر ہے۔ یہ ساحل سمندر کے ان کنووں کا پانی ہے جن کا نام ''بدایہ'' ہے جو ''بدی'' کی جمع ہے۔ ہمارا گھر کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا، ساحل سمندر پر انتہائی جنوب میں تھا۔ بستی کا آخری گھر یہاں سے ایک سو میٹر دور ہو گا جو کہ قاضی شارجہ الشیخ سیف بن محمد مجلّاد کا گھر تھا۔ اکیلے شیخ سیف ہی شعم میں گرمیاں گزارنے نہیں آتے تھے بلکہ شعم میں اکثر گرمیاں گزارنے والے شارجہ کے رہنے والے ہی ہوتے تھے۔

بستی کے سامنے ریت کا بہت بڑا ٹیلا تھا۔ میں ننگے پاؤں اس پر چڑھ جاتا تھا۔ اوپر پہنچ کر دیکھنے سے یہ بستی کھجور کے درختوں کی اوٹ میں چھوٹی سی آبادی محسوس ہوتی تھی۔

یہاں پرندے خصوصاً کوے ایک دائرے کی شکل میں گھوما کرتے تھے۔ ہمارا روزانہ کا کھیل سمندر میں نہانا اور ریت میں دبی سیپیاں ڈھونڈنا تھا۔

ایک دن سمندر کی موجیں زوروں پر تھیں، ہم سمندر میں نہا نہ سکے اور موجوں پر خالی ڈبے تیر رہے تھے۔ جب موج ہماری طرف بڑھتی تو ہم دوڑ کر ڈبے پکڑ لیتے۔ لڑکے بھی تھے اور لڑکیاں بھی۔ الشیخ سیف بن محمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجلّاد کی لڑکی العوم کھیل میں ہی سمندری موج کی زد میں آ گئی۔ لڑکی اپنا ڈبا پکڑ نہ سکی کیونکہ موج زوروں پر تھی۔ لڑکی نے اس کا پیچھا کیا تو وہ اسے بہا کر دور لے گئی۔ اس کا بھائی ناصر پیچھے گیا لیکن وہ بھی پھنس گیا۔ دونوں کنارے سے دور ہوتے گئے۔ ہمیں موجوں کے درمیان کالا کپڑا کبھی پانی کے اوپر اور کبھی پانی میں چھپتا دکھائی دیا۔

لڑکے اور لڑکیاں چیخنے لگے۔ قریبی گھروں سے لوگ نکل آئے۔ الشیخ سیف بن محمد بن مجلّاد بھی آ گئے۔ وہ سمندر کنارے چھڑی کے سہارے کھڑے اللہ سے دعا کر رہے تھے کہ ان کی بیٹی بچ جائے۔

اچانک ایک مضبوط پٹھوں والا جوان سمندر میں کودا اور لہروں کو چیرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اس کا نام حمود تھا، وہ شعم کا رہائشی تھا اور الشیخ سیف بن محمد بن مجلّاد کے پاس کام کرتا تھا۔ ہم دور سے دیکھ رہے تھے کہ اس نے دونوں کو پکڑ لیا ہے اور تیز موجوں کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ کنارے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ وہ قریب آیا تو اس نے دونوں کو اپنی کمر پر اٹھایا ہوا تھا۔ اس پر سمندر کنارے موجود لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

میرا مدرسہ پختہ ہو گیا:

گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے کے بعد ہم شارجہ واپس آ گئے۔ مدرسۃ الاصلاح القاسمیہ تعلیمی سال 1949-1950ء کے لیے کھل گیا۔ اکثر طلبہ اور تمام اساتذہ پہنچ گئے۔ مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر استاذ محمد بن علی المحمود نہ آئے کیونکہ وہ تدریس کے لیے قطر منتقل ہو گئے تھے۔ ان کی جگہ استاذ مبارک بن سیف الناخی آ گئے۔ مجھے دوسری کلاس میں داخلہ مل گیا۔

1950ء کے ماہِ جون میں، جب مدرسۃ الاصلاح القاسمیہ میں چھٹیاں ہو گئی تھیں، کچھ ایسی خبریں آئیں کہ الشیخ سلطان بن صقر القاسمی کا عمل جراحی مکمل ہو گیا ہے اور وہ رمضان 1369ھ کے اختتام پر (بمطابق جولائی 1950ء) بھارت سے واپس آ رہے ہیں۔

والد صاحب نے راس الخیمہ کے قصبہ ''الغب'' میں سالم بن سلطان بن سالم القاسمی کا فارم اور مکان اور فارم سے متصل مکانات خرید لیے تھے۔ یہ راس الخیمہ میں 1948ء کے انقلاب کے وقت اپنے والد کا نائب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاکم تھا۔ یہ ایک کشتی میں بھاگ کر شارجہ آ گیا اور یہیں رہتا تھا۔

1950ء کی گرمیوں میں ہم اس فارم پر چلے گئے۔ والد صاحب چند روز بعد واپس آ گئے کیونکہ وہ اپنے بھائی کی جگہ حاکم شارجہ تھے، نیز انھیں بھارت سے واپس آنے والے اپنے بھائی کے استقبال کی تیاری بھی کرنی تھی، لیکن وہ واپس نہ آ سکے۔

راس الخیمہ میں گرمی کا عرصہ گزارنے کے بعد ہم شارجہ واپس آئے۔ ہم نے دیکھا کہ مدرسۃ الاصلاح القاسمیہ کھجور کی شاخوں کے بجائے پتھر اور چونے سے بنی عمارت میں تبدیل ہو گیا تھا۔ یہ اسماعیل البریمی کے گھر میں بنایا گیا تھا جو کہ شارجہ میں ملکی دواؤں کا بڑا تاجر تھا۔ اسماعیل البریمی شارجہ کے رجسٹر پیدائش کا انچارج بھی تھا۔ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا، لوگ زچہ و بچہ کے متعلق اشیاء خریدنے کے لیے اس کے پاس جاتے تو وہ بچے کا نام اور تاریخ پیدائش لکھ لیتا تھا۔ چچا جان الشیخ سلطان بن صقر القاسمی نے اسماعیل البریمی سے وہ مکان خریدا تھا تاکہ وہ کھجور کی شاخوں والے مدرسے کی جگہ لے لے جس کی چھت بارش کے موقع پر چھلنی کی طرح ٹپکتی تھی۔

نئے مدرسہ میں طلبہ کی کلاسوں کے لیے پانچ کمرے تھے۔ طالبات کے لیے ایک کلاس روم کھجور کی شاخوں کی چھت سے ہی بنایا گیا تھا۔ جبکہ ایک کمرہ دفتر کے لیے تھا۔ اس دوران میں مدرسہ میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

مدرسہ کا نام مدرسۃ الاصلاح القاسمیہ سے بدل کر المدرسۃ القاسمیہ رکھ دیا گیا۔ طالبات کے لیے ایک کلاس بنائی گئی۔ ایک مکتبہ بنایا گیا جس میں کچھ کتابیں تھیں۔ پانچویں کلاس کے طلبہ مدرسہ سے فارغ ہو گئے اور ان کی جگہ چوتھی کلاس کے کامیاب طلبہ نے لے لی۔ پہلی کلاس میں نئے طلبہ کو داخل کیا گیا۔ میں دوسری کلاس میں کامیابی کے بعد تیسری کلاس میں پہنچ گیا۔

ہیڈ ماسٹر مبارک بن سیف الناخی اس تعلیمی سال میں نہ آئے۔ ہمیں بتایا گیا کہ وہ بھی تدریس کے لیے قطر منتقل ہو گئے ہیں اور استاذ احمد بن محمد ابورحیمہ مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر بن گئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھارتی نقاش سے ایک سودا

1950ء کے آخر میں مجھے ایک بھارتی نقاش ملا۔ وہ شارجہ کے بازار میں ایک تاجر کے پاس آیا تھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے بی اے کیا ہوا ہے۔ مجھے اس کا مطلب معلوم نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ میں ایک نقاش (Painter) ہوں۔ اگر تم مجھے بھارت کا بحری ٹکٹ خرید دو تو میں تمھیں جہاں چاہو کچھ نقش و نگار بنادوں گا۔میں اسے والد صاحب کے پاس لے آیا اور اس کا مدعا بیان کیا۔ وہ مان گئے اور مجھے رنگ فروش کے نام ایک رقعہ لکھ دیا۔ ہم اس سے رنگ اور برش لے آئے۔ اس نے اوپر والے کمرے کی دیواروں پر نقش و نگار بنائے، میں بھی اس کے ساتھ تعاون کرتا رہا۔ اس کی نقاشی سے کمرے کی خوبصورتی اور رونق بہت بڑھ گئی۔ جب والد صاحب نے وہ نقش و نگار دیکھے تو اس نقاش سے مالی تعاون کیا تاکہ وہ اپنے ملک لوٹ سکے۔

ڈاکوؤں کا محاسبہ:

والد صاحب اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں شارجہ کے امن و امان کے ذمہ دار تھے۔ اس دوران ڈاکوؤں کے حملے بڑھنے لگے۔ آخری حملہ شارجہ سے دو میل دور ہوا تھا۔ افواہیں پھیل گئیں کہ اردن میں تعینات عرب لیجن کا ایک برطانوی کمانڈر ہینکن ٹورِون یہاں آ پہنچا ہے۔ یہ افواہ بھی نکلی کہ انگریز جلد مقامی افراد پر مشتمل ایک فوجی یونٹ قائم کرنے والے ہیں۔ اس پر والد صاحب کی یہ خواہش پختہ ہوگئی کہ انھیں برطانوی رائل ایئرفورس کے کیمپ جا کر وہاں مقیم برطانوی فوجی دستے کا مشاہدہ کرنا چاہیے لیکن انھیں ہینکن ٹورِون سے ملاقات کرنے کا موقع نہ دیا گیا۔ میرے والد نے شارجہ کے برطانوی قونصل خانے میں پولیٹیکل آفیسر پی ڈی سٹوبرٹ کی دعوت پر ضیافتِ ظہرانہ میں شرکت کی۔ ان کی کوشش تھی کہ وہ برطانوی فوجی لام بندی اور عربی فوجی لباس میں ایک برطانوی شخص کی آمد کے بارے میں معلومات حاصل کرسکیں۔ والد صاحب فرمایا کرتے تھے: جب تک خلیج کے ساحل پر حکومت برطانیہ کے مفادات ہیں، اس وقت تک ڈاکوؤں کا مسئلہ پوری طرح حل ہونا مشکل ہے۔

صحرا میں چلنے والی کاروں کو لوٹنے والوں یا بچے اٹھا کر غلام بنا کر بیچنے والوں میں سے ایک شخص کو والد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب نے پکڑا تھا۔ اسے جیل میں سخت سزا دی جاتی تھی۔ میں بھی والد صاحب کے ساتھ ایک مرتبہ جیل گیا۔ اسے گندی اور اندھیری جگہ رکھا گیا تھا۔ وہ ڈاکو کہہ رہا تھا: الشیخ محمد! مجھے قتل کر دو لیکن سخت سزا نہ دو۔ والد صاحب نے کہا: میں تمھیں دوسروں کے لیے عبرت بنانا چاہتا ہوں۔ پھر انھوں نے حکم دیا کہ اسے رہا کر کے اس کی قوم کی طرف بھیج دیا جائے۔ وہ بہت کمزور ہو چکا تھا۔ کمزوری کی شدّت سے وہ کار پر سوار نہ ہو سکا اور اسے سپاہیوں نے اٹھا کر کار میں ڈالا۔

الشیخ سلطان بن صقر القاسمی کی وفات

1951ء کے شروع میں بمبئی کے ڈاکٹروں نے الشیخ سلطان بن صقر القاسمی کو علاج کے لیے لندن جانے کا مشورہ دیا۔ انھیں پیشاب کی نالیوں اور مثانے میں تکلیف تھی۔ ڈاکٹروں نے اپنا علاج پانچ مرتبہ آزمایا لیکن اچھا نتیجہ نہ نکلا تھا۔ یہاں علاج اٹھارہ مہینے جاری رہا تھا اور اب ان کا مشورہ تھا کہ لندن میں ماہر ڈاکٹروں سے رجوع کیا جائے۔

8 فروری 1951ء بروز جمعرات الشیخ سلطان بن صقر القاسمی نے بمبئی چھوڑ دیا اور بھارت کی انٹرنیشنل ایئر لائنز کی پرواز پر عازم لندن ہوئے۔ ان کے دونوں بیٹے خالد اور محمود نیز طبی مشیر ڈاکٹر کے ایم مسانی (K.M.Masani) بھی ان کے ساتھ لندن گئے۔ لندن کے ہیتھرو ایئر پورٹ سے انھیں لندن کلینک لے جایا گیا۔ ایک ماہ کے علاج کے بعد الشیخ کی طبیعت سنبھلنے لگی۔ اس کی خبریں شارجہ آنے پر افراد خاندان اور شارجہ کے عوام خوشی محسوس کرنے لگے۔

لیکن پھر 23 مارچ 1951ء کو الشیخ سلطان بن صقر القاسمی لندن کلینک میں دوران علاج وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ! یہ بات طے کر لی گئی کہ ان کی تدفین شارجہ میں ہوگی۔

الشیخ محمد بن صقر القاسمی کی یک روزہ حکومت:

میرے والد الشیخ محمد بن صقر القاسمی اپنے بھائی کی بغرض علاج بھارت اور برطانیہ روانگی کے بعد مسلسل دو برس تک ان کی جگہ حاکم شارجہ رہے۔ وہ ان کے نائب تھے اور امن و امان کے مسائل پہلے سے ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذے تھے۔

الشیخ سلطان کی وفات کے اگلے روز 24 مارچ کو شہر کے حکام اور معززین نے الشیخ محمد سے ملاقات کی۔ 25 مارچ کو والد صاحب نے متعدد حکام اور شیوخ کو خط لکھے جن میں یہ اطلاع دی کہ میں اپنے حقیقی بھائی کی جگہ حاکم شارجہ بن گیا ہوں۔

لیکن 26 مارچ 1951ء کی شام الشیخ صقر بن سلطان القاسمی نے برطانوی حکومت کے شارجہ میں نمایندے اے جے ولٹن سے ملاقات کی اور اپنے والد مرحوم کی جگہ حاکم بننے کی خواہش ظاہر کی۔ یوں جانشینی کا معاملہ اختلاف کی نذر ہو گیا۔

مرحوم چچا کی تدفین:

الشیخ سلطان بن صقر القاسمی مرحوم کو لندن میں ہی اسلامی طریقے کے مطابق نہلایا اور کفنایا گیا، پھر ان کا جسد خاکی ایک خصوصی طیارے پر 2 اپریل 1951ء کو شارجہ پہنچا۔ میت کا تابوت جامع مسجد پہنچایا گیا جہاں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ بڑی تعداد میں لوگ شریکِ جنازہ ہوئے۔ انھیں جبیل کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ لحد میں میت کو میرے والد صاحب نے اتارا۔

الشیخ صقر بن سلطان کا حاکم بننا:

الشیخ سلطان مرحوم کی جانشینی کے حوالے سے کئی اجلاس ہوئے۔ لوگ میرے والد صاحب کو بطور حاکم قبول کر چکے تھے، لیکن الشیخ صقر بن سلطان کی سفارتی کوششیں بھی جاری تھیں۔ قاسمی خاندان دو حصوں میں بٹ گیا تھا۔ شیخ صقر بن سلطان القاسمی اور ان کے بھائی حصن (قلعے) میں ڈیرہ جمائے ہوئے تھے جبکہ میرے والد شیخ محمد بن صقر القاسمی اور ان کے بھائی ہمارے گھر میں جمع تھے۔ برطانوی قونصلیٹ کے پولیٹکل آفیسر ولٹن کی خواہش پر حاکم راس الخیمہ شیخ صقر کے والد شیخ محمد بن سالم القاسمی قلعے اور میرے والد اور چچا (شیخ ماجد بن صقر القاسمی) کے گھروں کے مابین آتے جاتے مصالحتی کوششیں کرتے رہے۔ شیخ صقر بن سلطان کے چچا اور میرے والد کے بھائی شیخ ماجد، شیخ حمید اور شیخ راشد اور شیخ خالد بن خالد القاسمی سب میرے والد کے طرفدار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ شارجہ میں سات روز بڑے اعصاب شکن تھے۔ 12 اپریل کو میرے چچا اور شیخ خالد بن خالد مسٹر ولٹن سے ملے تو اس نے تمام قاسمی خاندان کو برطانوی قونصل خانے میں اجتماعی ملاقات کی دعوت دی، چنانچہ اگلے روز سب قونصل خانے میں جمع ہوئے، سوائے دونوں مدعیانِ حکومت کے، وہاں سب کی رائے تھی کہ حکمران وہ بنے جو اپنی اہلیت ثابت کر سکے۔ پھر 15 اپریل کو شیخ صقر بن سلطان شہر کے کئی سرکردہ افراد کو برطانوی قونصل خانے میں لے گئے اور ان کی آمد کو اپنے دعوے کے ثبوت کے طور پر پیش کیا۔ یہ سلسلہ اگلے روز بھی جاری رہا۔ اس پر میرے والد شیخ محمد کی پریشانی بجا تھی۔ وہ ایک رات برطانوی معاون سیاسی مشیر السید علی البستانی کے گھر گئے اور اسے شیخ صقر کی دست برداری کی صورت میں ان کے مفادات پر گفتگو کرنے اور اسے ثالثی کے لیے کہا مگر علی البستانی نے خود ان کی دست برداری کی تجویز پیش کر دی، چنانچہ اگلے روز 17 اپریل 1951ء کو میرے والد صاحب نے معززین شہر اور اپنے بھائیوں کے ہمراہ الشیخ صقر بن سلطان سے ملاقات کی اور حاکم شارجہ کے عہدہ سے از خود استعفا دے دیا۔

میرے والد نے بعد میں مجھے بتایا کہ ''میں نے اپنے بھائیوں کو بلا کر کہا کہ اپنے ہتھیار یہیں چھوڑ کر میرے ساتھ شیخ صقر بن سلطان القاسمی کے پاس چلو۔ ہم قلعے کے دروازے پر پہنچے جو بند تھا۔ جب محافظوں نے ہمیں غیر مسلح دیکھا تو دروازہ کھول دیا۔ سامنے شیخ صقر کھڑے تھے۔ وہ بلند آواز سے عمی (چچا جان) کہہ کر آگے بڑھے اور میرے بوسے لینے لگے۔ تب پتہ چلا کہ علی البستانی نے انھیں میری دست برداری سے پیشگی آگاہ کر دیا تھا۔''

میرے والد نے ان سے کہا: ''یہ ملک قوت سے واپس لیا گیا ہے۔ یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ اس پر انگریز حکومت کریں۔ میں تمھیں اس کی حکومت سونپتا ہوں۔ تمھیں جو چیلنج درپیش ہوں مجھے بتائیں، میں اور تمھارے چچا ان سے عہدہ برا ہوں گے۔''

اس پر صقر بن سلطان کھڑے ہو گئے اور میرے اور اپنے چچوں کے بوسے لینے لگے۔ ہم نے انھیں حکومت سنبھالنے کی مبارکباد دی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومتِ صقر کی برطانوی توثیق

21 مئی 1951ء کی صبح ہم مدرسہ قاسمیہ سے نکلے اور قلعے کے امامیہ میدان کا رخ کیا۔ہم نے شارجہ کا پرچم اٹھا رکھا تھا۔سب سے آگے استاذ احمد محمد ابورحیمہ اور دیگر مدرسین تھے۔ قلعے کے مین گیٹ کے سامنے ایک خیمہ نصب تھا۔ہیڈ ماسٹر ابورحیمہ نے ہمیں شرقاً غرباً قطار میں کھڑے کیا۔ جب شارجہ میں تعینات رائل ایئر فورس کے سپاہی اور لیویز کے مسلح جوان آ گئے تو انگریزوں کی طرف سے الشیخ صقر بن سلطان القاسمی کو حاکمِ شارجہ تسلیم کرنے کی تقریب شروع ہوئی۔ میدان کے تین اطراف میں رائل ایئرفورس اور لیویز کے سپاہی کھڑے تھے۔ حکام اور یورپی افراد نے شامیانے کے نیچے اپنی نشستیں سنبھالیں جن میں خلیج میں برٹش پولیٹیکل ریذیڈنٹ اوراس کے ہمراہی شامل تھے۔ شیخ صقر قلعے سے نکل کر کھجور کی شاخوں کی محرابوں سے گزر کر آئے تو انھیں سلامی پیش کی گئی اور انھوں نے گارڈ آف آنر کا معاینہ کیا۔ پھر پولیٹیکل ریذیڈنٹ نے الشیخ صقر بن سلطان القاسمی کوسلام کیا اورسب اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ پولیٹیکل ریذیڈنٹ ان کے دائیں طرف بیٹھے تھے۔انھوں نے اپنی تقریر میں الشیخ صقر بن سلطان القاسمی کے اپنے والد کے جانشین حکمران ہونے کا برطانوی حکومت کی طرف سے اعتراف کیا۔ پھر الشیخ صقر نے خطاب کیا جس میں ان معاہدوں کی پابندی کا عہد کیا جو حکومت برطانیہ اور ان کے والد کے مابین طے پائے تھے۔ میرے والد صاحب نے اس تقریب میں شرکت نہ کی۔ وہ قلعے میں الشیخ ستر کی مجلس میں بھی نہ گئے۔اس کی وجہ وہ واقعہ تھا جب ایک شخص نے میرے والد کے سامنے آ کر اپنی شکایت پیش کی : حاکم شارجہ الشیخ صقر نے اسے ڈانٹ کر کہا کہ ''میں الشیخ ہوں، وہ نہیں۔ ادھر آ ؤ۔''

میرا ختمِ قرآن

1951ء کی گرمیوں میں ہم چھٹیاں گزارنے کے لیے راس الخیمہ کے علاقے الغب میں چلے گئے۔ انھی دنوں میں نے استاذ فاضل کی شاگردی میں قرآن مجید ختم کیا تھا۔ختم قرآن کا مطلب صحیح طریقے سے مکمل تلاوت تھا، پورا حفظ مقصود نہیں تھا۔ اس وقت یہ رواج تھا کہ جو قرآن مجید ختم کرتا وہ اساتذہ اور طلبہ کو کھانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھاتا تھا۔

راس الخیمہ میں الغب کے مقام پر ہی میری حقیقی بہن شیخہ بنت محمد کی شادی کی تکمیل ہوئی، جو چچا جان کی بیماری اور وفات کے سبب سے تاخیر کا شکار ہو رہی تھی، کیونکہ دلھا، ہمارا چچا زاد خالد اس دوران اپنے والد صاحب کے ساتھ بھارت اور برطانیہ میں رہا تھا۔ والد صاحب نے چھٹیوں کے پورے ایام ہمارے ساتھ الغب، راس الخیمہ میں گزارے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب

شارجہ میں تعلیمی ترقی

اس عرصے کے دوران شارجہ میں میرا تعلیمی سلسلہ پانچ مراحل پر مشتمل تھا۔

پہلا مرحلہ: 52-1951ء کا تعلیمی سال:

ہم گرمیوں کی چھٹیاں راس الخیمہ میں گزار کر شارجہ واپس آئے تو 1951ء کا ماہ ستمبر تھا۔ ہم مدرسہ قاسمیہ گئے۔ اب میں چوتھی کلاس میں پہنچ گیا تھا۔ استاذ فاضل کی جگہ میرے استاذ عبداللہ القیوانی مقرر ہوئے۔ مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر احمد بن محمد ابو رحیمہ تھے۔ چوتھی کلاس میں ہم نے چند دن پڑھا تھا کہ استاذ ابو رحیمہ ایک دبلے پتلے نوجوان کو اپنے ہمراہ لائے اور کہا کہ یہ استاذ نصر طائی ہیں، انھیں چوتھی اور پانچویں کلاس میں انگریزی پڑھانے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ چونکہ پانچویں میں طلبہ کی تعداد کم ہے اور چوتھی میں زیادہ، لہٰذا یہ یہاں سے چند طلبہ کو پانچویں میں لے جائیں گے۔

میری پانچویں جماعت میں ترقی

استاذ نصر ایک ایک طالب علم کا انٹرویو کرنے لگے۔ میری باری آئی تو مجھے تختہ سیاہ کے سامنے کھڑا کر کے یہ شعر لکھوایا ؎

إذا المرء لم یدنس من اللوم عرضه فكل رداء یرتدیه جمیل

’’جب آدمی کی عزت برے کاموں سے آلودہ نہ ہوئی ہو تو جو لباس بھی وہ پہنے گا، خوبصورت لگے گا۔‘‘

زبانی انٹرویو مکمل ہوا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب اور انگریزی کے استاد چوتھی کلاس سے باہر نکلے تو مجھ اکیلے کو ہی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے پانچویں کے لیے منتخب کیا۔ پانچویں کلاس کے سب طلبہ عمر میں مجھ سے بڑے تھے۔ انھوں نے مجھ سے قبل حساب کی وہ مشقیں جو تجارت کے متعلق تھیں، کر لی تھیں۔ اس کلاس کے استاد ابو رحیمہ نے محمد حبیب یوسف نامی طالب علم کی ذمہ داری لگائی کہ وہ مجھے حساب سمجھا دے۔ اس نے میرے متعلق اپنی ذمہ داری اچھے طریقے سے نبھائی۔

انگریزی کے استاذ نصر طائی طلبہ کے معاملات میں بہت ہی سخت تھے۔ میرے علاوہ ان کا معاملہ کسی کے ساتھ بھی اچھا نہ تھا۔ وہ طلبہ کو سزا بہت دیتے تھے۔ ان دنوں کتابیں بہت کم میسر تھیں، لہٰذا طلبہ کو مل کر پڑھنے کی تلقین کی جاتی تھی۔

1951ء کے ماہ نومبر کی ایک صبح امیر کویت الشیخ عبداللہ سالم الصباح شارجہ تشریف لائے۔ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی کے ساتھ قلعے میں نشست ہوئی۔ استاد ابو رحیمہ نے الشیخ عبداللہ سالم الصباح کے اعزاز میں چند تہنیتی کلمات کہنے کے لیے ایک طالب علم تریم بن عمران کو تیار کیا۔ اس سپاس نامے میں شارجہ میں کتب اور مدرسین کی کمی کی طرف معمولی اشارہ بھی تھا۔ الشیخ عبداللہ السالم الصباح جب قلعے کے مین گیٹ سے نکلے، ان کی نگاہ پانچویں کلاس کے طلبہ پر پڑی، جن کے سامنے استاد احمد ابو رحیمہ کھڑے تھے۔ کار پر سوار ہونے سے پہلے الشیخ ہماری طرف آئے۔ ان کے ساتھ کویت کے رئیس المعارف (وزیر تعلیم) الشیخ عبداللہ الجابر الصباح بھی تھے۔ امیرِ کویت نے استاد ابو رحیمہ سے کہا: استاد صاحب! ہم نے آپ کی درخواست الشیخ عبداللہ الجابر الصباح کے سپرد کر دی ہے۔

اس طرح یہ دن سعادت کے ساتھ شروع ہوا۔ طلبہ اور اساتذہ خوش ہو گئے۔ انھوں نے کویت سے آئندہ آنے والی اشیاء سے امیدیں باندھ لیں۔ ہمارے سکول میں کتابیں مصر سے براستہ بھارت آتی تھیں۔ مصر سے آنے والے بحری جہازوں کو شارجہ پہنچنے میں کئی ہفتے لگ جاتے تھے۔

استاد فاضل کی اچانک وفات

1951ء کے ماہ دسمبر کی ایک صبح طلبہ اپنی کلاسوں میں بیٹھ چکے تھے کہ ہیڈ ماسٹر اور ہماری کلاس کے استاذ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد ابو رحیمہ کو اطلاع دی گئی کہ تیسری کلاس کے استاذ فاضل موجود نہیں ہیں۔ استاذ ابو رحیمہ نے ہم سے پوچھا: تم میں سے استاذ فاضل کے گھر کا کسے علم ہے؟ میں نے کہا: مجھے...... کیونکہ وہ ہمارے گھر کے قریب رہتے ہیں۔ انھوں نے کہا: جاؤ اور معلوم کرو کہ وہ آج سکول کیوں نہیں آئے؟ میں نے کہا: انھوں نے نماز فجر تو ہمارے ساتھ پڑھی تھی۔ میں سکول سے نکلا اور استاذ فاضل کے گھر پہنچا۔ ایسے لگتا تھا کہ ان کا دروازہ بند ہے لیکن میں نے اندر کو دھکیلا تو دروازہ کھل گیا۔ گھر میں بس ایک ہی کمرہ تھا اور اس کا دروازہ بھی کھلا تھا۔ استاذ پاؤں آگے کی طرف پھیلائے دیوار کے سہارے بیٹھے تھے۔ آنکھیں کھلی تھیں اور مجھے دیکھ رہے تھے۔

میں نے کہا: استاذ فاضل ......استاذ فاضل۔ لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔ میں نے ایک پاؤں پکڑ کر ہلایا تو حرکت بالکل نہیں تھی۔ میرے منہ سے نکلا: فوت ہوگئے ......استاذ فاضل فوت ہو گئے۔ میں زار و قطار روتا ہوا مدرسہ کی طرف دوڑا اور یہی کہتا رہا کہ استاذ فاضل فوت ہو گئے۔ جب میں استاذ احمد ابو رحیمہ کے سامنے پہنچا تو بھی میں نے یہی کہا: استاذ فاضل فوت ہو گئے۔

ہیڈ ماسٹر صاحب پریشانی میں اٹھے، سب اساتذہ کو بلایا اور استاذ فاضل کے گھر پہنچے۔ انھیں غسل اور کفن دیا اور مدرسہ قاسمیہ کے سامنے والی مسجد البدو میں ان کی میت پہنچائی۔ طلبہ، اساتذہ اور عوام کی بڑی تعداد نے ظہر کی نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھی، پھر انھیں دفن کے لیے لے جایا گیا اور باقی دن کے اسباق سے طلبہ کو چھٹی دے دی گئی۔

1952ء کے ماہ مارچ میں شارجہ کے مدرسہ قاسمیہ میں کویت سے ایک مطالعاتی وفد، کویت کے معروف تاجر یوسف الفلیج کی قیادت میں آیا۔ ان کا مقصد سکول کا تعلیمی معیار اور طلبہ کی تعداد معلوم کرنا تھا۔ اس وفد کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔ مجھے استاذ نصر طائی نے ان کے حق میں انگریزی تقریر لکھ کر دی۔ جب میں نے تقریر کی تو حاضرین بہت متعجب ہوئے۔

سخت انگلش ٹیچر کی برطرفی

اپریل 1952ء میں انگریزی کے استاذ نصر طائی کو ملازمت سے فارغ کر دیا گیا کیونکہ وہ طلبہ پر بہت سختی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔ کبھی لڑکے کے دونوں پاؤں اُوپر اٹھا کر ان کے تلووں پر چوبی ڈنڈا ''فلقہ'' مارتے یا دونوں ہاتھوں پر مرجانی پتھر رکھ کر اٹھواتے جبکہ وہ پاؤں کے پنجوں کے بل بیٹھا ہوتا۔ کبھی پتھر کی لکھائی والی تختی (سلیٹ) اس کے سینے پر لٹکاتے اور دوسری سلیٹ کمر پر لٹکا دیتے اور ان دونوں پر لکھتے: میں سست ہوں، مجھے دیکھو اور ہنسو۔ کوئی طالبعلم مزید کوتاہی کرتا تو سلیٹ پر لکھتے: میں گدھا ہوں، مجھے دیکھو اور ہنسو۔ یوں طالب علم کے گلے میں اور پشت پر سلیٹیں لٹکا کر اسے سکول کا چکر لگوایا جاتا اور اس کی خوب ہنسی اڑائی جاتی۔

انگریزی کے پیریڈ میں انھوں نے عربی میں گفتگو منع کی ہوئی تھی۔ صرف انگریزی میں بات کی اجازت تھی۔ جو عربی کا لفظ بول بیٹھتا، اسے لکڑی کا ایک گول ٹکڑا ''خشبہ'' تھما دیا جاتا اور وہ دو آنے سکول فنڈ میں جمع کراتا۔ جونہی طالبعلم عربی کا لفظ بولتا، دوسرے طلبہ فوراً انگریزی میں پکار اٹھتے: اسے خشبہ دو...... جو جرمانے کی نشانی تھی۔ وہ دو آنے جرمانہ جمع کرواتا، پھر اس کی جان چھوٹتی۔ سولہ (16) آنے کا ایک روپیہ ہوتا تھا۔ دو میں سے ایک آنہ پہلے جرمانے والے طالب علم کو لوٹایا جاتا جبکہ ایک آنہ فنڈ میں جمع کر دیا جاتا۔

چونکہ یہاں پہلی مرتبہ انگریزی پڑھائی جارہی تھی، اس لیے بولنے کی مشکل کا حل طلبہ نے اشاروں سے نکال لیا، اسے لغت اشارہ کہا جانے لگا۔ ایک دن استاذ نصر طائی نے کسی عربی لفظ کا انگریزی مطلب پوچھا۔ سب طلبہ خاموش رہے۔ آخری لائن میں ایک طالب علم نے اشارہ کیا۔ وہ انگشت شہادت سے بار بار اشارہ کر رہا تھا۔ کوئی اور ہاتھ بھی نہ اٹھا تھا۔ سب طلبہ اس کی طرف دیکھنے لگے۔ اس نے انگشت شہادت سینے پر رکھی، مطلب کہ میں۔ پھر انگشت شہادت اور درمیان کی انگلی دونوں ذرا نیچے رکھیں اور انھیں ہلانے لگا، مطلب یہ کہ میں جاؤں؟ پھر انگشت شہادت پر انگوٹھا رکھا اور پیٹ کے نیچے اسے آگے پیچھے ہلانے لگا، مطلب یہ کہ میں پیشاب کے لیے جانا چاہتا ہوں۔ اس کے ان اشاروں پر طلبہ ہنس پڑے۔ ایک نے کہا: انگریزی میں ہنسو۔ اسے یہ کہنے پر ہی جرمانہ پڑ گیا۔

استاذ نصر طائی نے ایک دن چوتھی کلاس میں سعود بن سلطان القاسمی کو سزا دی۔ اس کے ہاتھوں پر ڈنڈے مارے۔ اس نے استاذ کی شکایت اپنے بھائی حاکم شارجہ سے کر دی۔ استاذ کے اور بھی معاملات دیکھ کر حاکم نے انھیں سکول سے اور شارجہ سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے والد کے زیرِ پرورش یتیم بچہ

تعلیمی سال کے اختتام میں کچھ ہفتے باقی تھے۔ برطانوی قونصل خانہ شارجہ کے معاون سیاسی افسر بک ماسٹر نے بقیہ عرصہ کے لیے انگریزی تدریس کی ذمہ داری اٹھائی۔ وہ رات کو پڑھانے آتے تھے، لیکن پابندی نہ کر سکے تو ان کی جگہ سال کے آخر، یعنی مئی 1952ء کے اختتام پر یہ ذمہ داری جاسم بن محمد بن جاسم نے ادا کی، پھر سکول چھٹیوں کی وجہ سے بند ہو گیا۔

ہم نے گرمیوں کی چھٹیاں راس الخیمہ کے علاقے الغبّ میں گزاریں۔ مطر فیروز بھی ریاض سے وہاں آ کر ہمارے ساتھ مل گیا تھا، جو وہاں کسی ادارے میں فقہ پڑھا کرتا تھا۔

مطر فیروز ایک یتیم بچہ تھا۔ 1935ء کے اواخر میں جب شارجہ اور امارات کے باقی علاقوں میں چیچک کی وبا پھیلی، اس کے متاثرین کے لیے مجر میں ایک سینٹر قائم کیا گیا، جس کا نام چیچک مرکز رکھا گیا۔ اس بچے کو جس کی نظر ختم ہو گئی تھی، وہاں بھیجنے کا فیصلہ ہوا۔ میرے والد صاحب نے کہا: اس بچے کی نظر ختم ہو گئی ہے، چیچک مرکز میں اس کا خیال کون رکھے گا؟ میں اسے اپنے گھر میں رکھ کر اس کا علاج کراؤں گا۔ ہر چند میری والدہ اس پر راضی نہ تھیں، والد صاحب اس کا علاج کرانے لگے۔ چیچک سے وہ شفا پا گیا۔ میری حقیقی بہن شیخہ کی ذمہ داری ہو گئی کہ وہ عالم دین فارس کے مدرسہ میں اسے لے کر جائے گی اور واپس لائے گی۔ اس نے قرآن پاک مکمل حفظ کر لیا، پھر والد صاحب نے اسے اسلامی تعلیم کی تکمیل کے لیے الریاض بھیج دیا تھا۔

الغبّ میں مطر کھجور کی شاخوں سے بنے ایک کمرے میں رہتا تھا۔ میری عادت ہو گئی تھی کہ میں بہت صبح اس کا ہاتھ پکڑ کر دور تک لے جاتا تھا۔ کبھی وہ چلتا اور کبھی دوڑتا تھا۔ میں اس کی آنکھیں تھا، جن سے وہ دیکھتا تھا۔ وہ سیرت نبویہ کے واقعات اور احادیث مبارکہ مجھے سنایا کرتا تھا، کبھی ترنّم کے ساتھ کوئی شعر بھی پڑھتا۔ یہ سب حکمت اور امثال پر مبنی باتیں ہوتی تھیں۔

دوسرا مرحلہ: 53-1952ء کا تعلیمی سال:

جب میں مدرسہ قاسمیہ شارجہ پہنچا، وہاں کئی چیزیں بدل چکی تھیں: استاذ احمد بن محمد ابو رحیمہ ہیڈ ماسٹر اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری چھوڑ کر سعودی عرب چلے گئے۔ بعض طلبہ عمان، برطانیہ، کویت اور بحرین چلے گئے، کچھ یہیں رہ گئے۔ استاذ احمد بن محمد ابو رحیمہ کے حقیقی بھائی علی بن محمد ابو رحیمہ تھے جو ہماری کلاس میں سب سے بڑے تھے۔ انھوں نے پانچویں کلاس کی تدریس کی ذمہ داری لے لی۔ ان کے شاگرد چوتھی سے ترقی پا کر آئے تھے۔ میں بھی چوتھی سے پانچویں میں ترقی پانے والوں میں تھا۔

استاذ علی بن محمد ابو رحیمہ نے مدرسہ قاسمیہ میں ایک ڈرامائی کہانی لکھی جس کا نام ''حطاب اور سلطان کی بیٹی'' تھا، اور اسے ڈرامائی تشکیل دی۔

مدرسہ قاسمیہ کی عمارت الشیخ سلطان بن صقر القاسمی نے اسماعیل بریمی سے خریدی تھی۔ الشیخ کی وفات کے بعد یہ مکان ان کی بیوہ میرہ بنت محمد السویدی کے حصے میں آ گیا، چنانچہ وہ اس مکان کا مطالبہ کرنے لگیں۔ محلّہ الشیوخ میں محمد بن علی ابن کامل کا ایک بڑا مکان ان کی بیٹی کی وفات کے بعد خالی پڑا تھا۔ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی نے وہ مکان خرید لیا اور مدرسہ قاسمیہ ابن کامل کے گھر منتقل ہو گیا۔ گھر کے شمالی حصے میں طالبات کا مدرسہ بنایا گیا اور درمیان میں کھجور کی شاخوں کی باڑ کھڑی کر دی گئی۔

بحرین سے استاذ اسماعیل کو بلوا کر ہیڈ ماسٹر مقرر کیا گیا۔ استاذ اسماعیل نے سکول کے بڑے طلبہ کو نیکریں پہنائیں اور شام کو شارجہ کی گلیوں میں دوڑ اور جسمانی ورزش کرانے لگے۔ اہلِ شارجہ نے اس پر اعتراض کیا اور بعض نے اپنے بچے سکول سے ہٹانے کی دھمکی دے دی، بعض اسے شوق سے دیکھتے تھے۔ بالآخر طلبہ کی عدم حاضری سے شام کی ورزش ختم ہو گئی اور جسمانی ورزش کو مدرسہ کے اندر اوقات کار تک محدود کر دیا گیا۔

سارہ ہوسمین زچہ بچہ ہسپتال

1953ء کے شروع میں عمان سے دو عورتیں سارہ ہوسمین اور مریم خاتون شارجہ آئیں۔ سارہ بڑی تھی، اس کا ایک پاؤں لکڑی کا تھا۔ یہ عمان میں موجود امریکی مشن سے تعلق رکھتی تھیں۔ انھوں نے میرے والد صاحب سے بیت السرکال نامی عمارت کرائے پر لی اور اسے سارہ ہوسمین زچہ بچہ ہسپتال کا نام دیا۔ شارجہ کے اکثر بچے اور بچیاں یہیں پیدا ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب گرمیوں میں سکول بند ہو گیا تو گرمیاں گزارنے کے لیے والد صاحب حسب عادت ہمیں الغب، راس الخیمہ لے گئے۔ ہمیں اطلاع ملی کہ شارجہ کا موسم خراب ہے، وہاں بخار کی وبا پھیلی ہوئی ہے، اس لیے والد صاحب نے احتیاطاً الغب میں پہلے سے زیادہ عرصہ گزارنے کا فیصلہ کیا۔ اکثر لوگوں کو معلوم نہیں تھا، لیکن میرے والد صاحب جانتے تھے کہ اس وبا کا سبب اس عرصے میں ایک خاص مچھر کا پھیلنا ہے۔

الغب میں ہم نے نوروز کا میلہ بھی دیکھا تھا۔

''نوروز'' کے معنی ہیں: سال یا موسم کے اختتام پر نیا دن۔ اس سے پہلے کھجور خشک ہونے کے لیے پکی زمین کے احاطے میں پھیلائی ہوتی ہے، اسے اکٹھا کر کے چھانٹا جاتا ہے اور اسے جس جگہ دھوپ لگوائی جاتی ہے، اسے ''مسطاح'' کہا جاتا ہے۔ چند روز بعد اسے کھجور کے پتوں کی ٹوکریوں میں بھرا جاتا ہے۔ چھوٹی ٹوکری کو جراب اور بڑی کو جلہ کہا جاتا ہے۔ پھر کھجور کی ٹوکریاں ایک تاریک کمرے میں رکھ کر دروازہ سختی سے بند کر دیا جاتا ہے تاکہ کیڑے مکوڑے اور چوہے داخل نہ ہو سکیں۔

ٹوکریاں ایک دوسری کے اوپر رکھی جاتی ہیں۔ ان کے درمیان ''مجاز'' ہوتا ہے۔ دباؤ اور حرارت سے کھجور کی نمی نچڑ کر مجار میں چلی جاتی ہے۔ پھر کھجور مٹی کے مرتبانوں میں بھر کر زمین میں دبا دی جاتی ہے۔ اس کام کے بعد نخلستان کے کاشتکار نوروز، یعنی اختتام موسم کا جشن مناتے ہیں۔

نوروز کا آغاز بیلوں کی سینگوں کی لڑائی سے ہوتا تھا جو کنواں چلانے کے لیے رکھے جاتے تھے۔ اس میں برابر کے بیل لڑتے تھے۔ لوگ دور و نزدیک سے یہ مقابلہ دیکھنے آتے جو اس وقت تک جاری رہتا جب تک ایک بیل ہار نہ جاتا۔ میرا بھائی صقر ہمارے فارم سے ایک قوی الجثہ بیل لایا تھا جس کے کمان جیسے سینگ آری سے نیزے کی انی کے مانند تیکھے کر رکھے تھے جبکہ نوروز میں یہ ممنوع تھا۔ اس کے مقابلے میں سیف الرمس اپنا جوان بیل لایا تھا جس کے سینگ چھوٹے تھے۔ دونوں بیلوں میں سینگوں کی لڑائی شروع ہوئی۔ صقر کے بیل نے اپنے تیز سینگ سے حریف کی کنپٹی اور گردن زخمی کر دی، پھر سیف کے بیل نے اس کے پیٹ میں سینگ گھونپ کر اسے زمین پر گرا دیا۔ وہ مسلسل اسے سینگوں کا نشانہ بناتا رہا۔ اب صقر کا بیل اٹھ کر بھاگ نکلا۔ سیف کے بیل نے اس کا پیچھا کیا حتیٰ کہ صقر کا بیل ہمارے فارم میں داخل ہو گیا۔ سیف کے بیل نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا پیچھا نہ چھوڑا اور دونوں میں رات ہونے تک لڑائی جاری رہی۔

تیسرا مرحلہ: 54-1953ء کا تعلیمی سال:

1953ء کے ستمبر کے شروع میں جب ہم مدرسہ قاسمیہ (ابن کامل کے گھر) واپس آئے تو اس کو دائرہ معارف (وزارت تعلیم) کویت کے ساتھ منسلک کردیا گیا تھا۔

ستمبر 1953ء کے شروع میں ہی کویت سے دو مبعوث استاد آئے۔ ایک مصطفیٰ طٰہٰ بطور ہیڈ ماسٹر اور دوسرے احمد قاسم البوريني مدرّس۔ ہیڈ ماسٹر اور اساتذہ کلاسوں کی نئی ترتیب کے لیے طلبہ کے انٹرویو کرنے لگے، جس کے نتیجے میں پہلی سے چوتھی تک کلاسیں بن گئیں اور پہلی دفعہ مدرسہ (سکول) کی فٹ بال ٹیم بھی بنائی گئی۔

طالبات کے مدرسے میں بھی ہیڈ ماسٹر صاحب پڑھاتے تھے۔ ان کے ساتھ ایک مقامی معلّمہ قرآن کریم پڑھایا کرتی تھیں۔

تالاب کا جن

الغب فارم کے دورانِ قیام میرے والد کے ملٹری سیکرٹری سیف الدح نے مسعود نامی اہلکار کو حکم دیا کہ وہ فارم میں کھجور کے درختوں پر بندوق سے گولیاں چلائے۔ والد صاحب نے جب مسعود سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ سیف نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ والد صاحب نے پوچھا کہ تم کس پر فائر کرتے رہے۔ مسعود نے جواب دیا: ''شراع پر جو فارم میں سے گزر رہا تھا۔ والد صاحب نے پوچھا: کیا تم نے اسے دیکھا؟ مسعود کا جواب تھا: نہیں، لیکن سیف نے مجھے یہ خبر دی تھی۔

مجھے اور میرے بھائیوں، صقر اور عبدالعزیز کو یقین ہوگیا کہ یہ سیف الدح کی ہمیں ڈرانے کی چال ہے تاکہ وہ رات کو گرنے والے بادام نمازِ فجر کے بعد اکٹھے کر سکے۔ ہم نے طے کیا کہ سیف حوض پر نہانے جائے تو ہم اس سے پہلے ہی وہاں جا چھپتے ہیں، چنانچہ میں اور عبدالعزیز کھجور کے درختوں کے پیچھے چھپ گئے جبکہ صقر نے تالاب میں غوطہ لگا دیا۔ اس کا صرف سر پانی کے اوپر تھا۔ پھر سیف آ پہنچا جبکہ ابھی اندھیرا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ تالاب میں اترا تو صقر نے اس کی ٹانگ پکڑ لی۔ سیف نے چیخ کر باہر نکلنے کی کوشش کی مگر اس کی ٹانگ جو صقر کی گرفت میں تھی، وہ اس نے نیچے کو کھینچی۔ سیف نے زور لگا کر ٹانگ چھڑائی اور ننگا بھاگ نکلا۔

صبح سیف ہمارے والد کے ساتھ ناشتے کے دستر خوان پر بیٹھا تو اس نے رات کا حادثہ بیان کرتے ہوئے کہا: اس بلا کی انگلیاں آری کی طرح تیز تھیں۔ میں نے اسے ایک ضرب لگائی تو وہ بلا بھاگ کر مجھ سے دور چلی گئی۔ سیف کے پہلو میں صقر بیٹھا تھا۔ اس کے پاس سیف کے کپڑوں کی گٹھری تھی جسے وہ رات چھوڑ بھاگا تھا۔ صقر نے اسے ایک دھول رسید کی اور سر کے اشارے سے بتایا کہ اپنے پیچھے دیکھے۔ پھر جب اس نے اپنے کپڑے دیکھے تو اس کی بولتی بند ہوگئی۔ ادھر خبر پھیل گئی کہ شیخ محمد بن صقر کے فارم میں ایک جن ہے۔ اکثر لوگوں کو اس وقت یقین ہو گیا جب میں شارجہ سے دو ڈراؤنی شکل والے ماسک لے آیا۔ میں ایک ماسک چہرے پر لگا کر اس محراب دار پل کے نیچے راہگیروں کو ڈرانے لگا جس پر سے پانی منتقل ہوتا تھا۔ بعض لوگ ڈر کر بھاگ جاتے اور بعض چاقو نکال کر میری طرف بڑھتے تو میں بھاگ نکلتا۔

ایک دن ایک شخص اپنی گدھی پر لیموں بیچتا ادھر آ نکلا۔ اس کے ساتھ اس کا لڑکا بھی تھا۔ جب لیموں فروش کچھ لیموں ہمارے گھر کے اندر خادمہ کو دینے گیا تو میں اور میرے دوست راشد بن سلطان مخاوی نے لیموں کا بورا اتارا اور گدھی پر سوار ہو گئے۔ ہم دونوں نے ماسک پہن رکھے تھے۔ میں آگے بیٹھا تھا اور راشد پیچھے۔ اس نے پیچھے کو منہ کر کے گدھی کی دم پکڑ رکھی تھی۔ ہم قصبہ الغب کے قریب حارہ شرقیہ میں چلے گئے۔ وہاں عورتیں اپنے بچوں کو اٹھائے چیخنے لگیں اور لڑکے ہمارا پیچھا کرنے لگے۔ ہمارے پیچھے گرد و غبار اٹھ رہا تھا اور چیخیں بلند ہو رہی تھیں۔

چوتھا مرحلہ: 55-1954ء کا تعلیمی سال:

ستمبر 1954ء کے آغاز میں ہی استاذ محمد ذیاب موسیٰ مدرسہ قاسمیہ، شارجہ میں مدرس بن کر آئے۔ انھوں نے اسکاؤٹس کے لیے وردی اور ضروری اشیاء کا بندوبست کیا۔ ان کی رہنمائی میں شارجہ بلکہ امارات میں پہلی اسکاؤٹس ٹیم بنائی گئی اور اس کا پہلا کپتان سلطان بن محمد القاسمی (مجھے) بنایا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

33070

جنوری 1955ء کے شروع میں نوجوانوں کی کیڈٹ ٹیم بنائی گئی جس کے نگران استاذ احمد قاسم البورینی تھے اور اس کا پہلا کپتان سلطان بن صقر القاسمی کو بنایا گیا جو حاکم شارجہ کا بیٹا تھا۔

اس تعلیمی سال کے آغاز پر ہی مدرسہ قاسمیہ کی فٹ بال ٹیم بھی بن گئی۔ طلبہ کے مدرسہ سے متصل طالبات کے مدرسہ میں لڑکیوں کو پڑھانے کے لیے شریفہ نامی معلّمہ بھی آ گئی۔

شارجہ شہر اور برطانوی فوجی اڈے کے درمیان مدرسہ قاسمیہ کی نئی عمارت بن گئی تو مدرسہ وہاں منتقل ہو گیا، چنانچہ تعلیمی سال 55-1954ء کے اختتام پر بیت ابن کامل کو طالبات کے مدرسہ کے لیے مخصوص کر دیا گیا۔ میں نے گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران، جون 1955ء میں، اپنے خاندان کے ہمراہ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب کا سفر کیا، جس کی تفصیل اگلے حصے میں آ رہی ہے۔

پانچواں مرحلہ: 56-1955ء کا تعلیمی سال:

استاذ محمد ذیاب موسیٰ مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر بن گئے۔ مصر سے استاذ عبدالرحیم اور استاذ غریب عبدالصالحین مبعوث ہو کر آئے، نیز بحرین اور کویت چلے جانے والے ہمارے سابق ساتھی بھی پھر مدرسہ قاسمیہ میں آ گئے۔ ان میں محمد بن حمد شامسی، تریم بن عمران، عبداللہ بن عمران اور سعید عبید الشاعر شامل تھے۔

اسکاؤٹس کیمپ کویت میں شارجہ اسکاؤٹس کی شرکت:

1956ء کے شروع میں اسکاؤٹس کے نگران اور مدرسہ قاسمیہ کے ہیڈ ماسٹر محمد ذیاب موسیٰ نے کویت کے علاقے الفنطیس میں منعقد ہونے والے دسویں اسکاؤٹس کیمپ میں شارجہ اسکاؤٹس ٹیم کی شرکت کا فیصلہ کیا۔ یہ ''پہلی سکاؤٹ جمبوری'' تھی جو 15 مارچ 1956ء کو منعقد ہو رہی تھی۔ گروپ کمانڈر مجھے بنایا گیا۔ ٹیم کے کپتان سعود بن سلطان القاسمی تھے اور مانیٹر بھی سعود بن سلطان القاسمی۔ معاون مانیٹر سالم بن عبداللہ بن مزروع اور بیاۃ محمد الحریز تھے۔ پانچواں رکن سکاؤٹ حمید بن ناصر العویس تھا۔

ٹیم کے لیے وردیاں، جوتے اور جرابیں خریدنے کی ذمہ داری بھی مجھ پر عائد ہوئی۔ میں ٹیم کے ساتھیوں کے ہمراہ بازار گیا اور سب چیزیں خرید کر لایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

12 مارچ 1956ء کو استاذ محمد ذیاب موسیٰ نے ہمیں شارجہ ایئر پورٹ پہنچایا۔ سب کے پاسپورٹ، ضروری سامان اور نقد رقم بھی میرے حوالے کی۔ خلیج ایئرویز پر سوار ہو کر ہم بحرین پہنچے۔ وہاں سے ظہر کے بعد ہم کویت ایئر پورٹ پر جا اُترے جہاں وزارت تعلیم کے ایک افسر اور سالم بن عبداللہ المحمود نے ہمارا استقبال کیا جو کویت میں زیرِ تعلیم تھے۔ کاروں کے ذریعے ہمیں بیت شرق پہنچایا گیا۔

13 مارچ 1956ء کو ہم نے سالم بن عبداللہ المحمود کی معیت میں کویت کی سیر کی اور اہم مقامات دیکھے، جن میں فصیل شہر کے دروازے اور دیگر خاص مقامات شامل تھے۔ اگلے دن ہم اپنی وردیاں پہن کر موٹر کار میں الفنیطیس پہنچے۔ وہاں ایک بڑا گیٹ تھا جس پر ''دسواں اسکاؤٹس کیمپ، پہلی جمبوری'' لکھا تھا۔ ساتھ ہی سولہ ٹیموں کے نام درج تھے جن میں شارجہ سکاؤٹس کی ٹیم کا نام بھی تھا۔

کیمپ کا افتتاح 15 مارچ 1956ء کو ہوا۔ وہاں استاذ قاسم البوريني بھی پہنچے ہوئے تھے۔ وہ مدرسة الفحيحيل کے اسکاؤٹس کے نگران تھے۔ ہمارا اور ان کا کیمپ ایک ہی تھا۔

اس روز عصر کے بعد رئیس المعارف الکویت (وزیرِ تعلیم) الشیخ عبداللہ الجابر الصباح تشریف لائے۔ وہ ایک بڑے سائبان کے نیچے مزین کرسی پر بیٹھے تھے۔ تمام اسکاؤٹس ٹیمیں قطار در قطار ان کے سامنے سے گزریں۔ اس کے بعد وزیرِ تعلیم کے سامنے نصف دائرہ اور نصف دائرے کے باہر ٹیموں کے بیٹھنے کو لکیریں کھینچی گئیں۔ اسکاؤٹس اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے اور تقریب کا آغاز ہوا۔ استاذ عبدالعزیز حسین (ڈائریکٹر تعلیم) نے افتتاحی کلمات کہے۔ اس کے فوراً بعد اسٹیج سیکرٹری نے اعلان کیا کہ شارجہ اسکاؤٹس کی طرف سے اظہار خیال کے لیے سلطان بن محمد القاسمی آئیں گے۔

میں اٹھا اور فی البدیہ چند کلمات کہے، جن میں حاکم کویت جناب الشیخ عبداللہ السالم الصباح، وزیرِ تعلیم الشیخ عبداللہ الجابر الصباح اور ڈائریکٹر ایجوکیشن (کویت) استاذ عبدالعزیز حسین کا اس بات پر شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے ہمیں کتب، اساتذہ اور سکول کے لیے کئی ضروریات فراہم کی ہیں۔ میں نے اپنی بات کا اختتام اس مشہور مثال پر کیا: ''جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا، میں اس کا غلام ہوں...... جس نے مجھے کئی حروف کئی سال پڑھائے، اس کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟'' میری گفتگو کے اختتام پر الشیخ عبداللہ الجابر الصباح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے مجھے آواز دے کر بلایا اور اپنے پاس بٹھایا اور الشیخ صقر بن سلطان القاسمی حاکم شارجہ کا حال احوال پوچھا۔

تقریروں کے بعد ہر ٹیم نے اپنی مہارت کا مظاہرہ کیا۔ جب شارجہ کی ٹیم کی باری آئی تو بیات بن محمد الحریز آگے بڑھا۔ اس نے انوکھی مہارت دکھائی۔ وہ دونوں پاؤں اپنی گردن پر رکھ کر ہاتھوں کے بل چلنے لگا۔ الشیخ عبداللہ الجابر اپنی نشست سے اٹھ کر بیات کے پاس آئے اور اسے شاباش دی۔ پھر انھوں نے کیمپ کا دورہ کیا اور ہمارے کیمپ میں بھی تشریف لائے۔ سکاؤٹ کیمپ کے ڈائریکٹران کے ہمراہ تھے۔

رات کو شعر و شاعری اور لوک رقص کی تفریحی محفل منعقد ہوئی۔

طوفانِ باد و باران میں ہنگامی ڈیوٹی

پھر ایک رات کویت میں آندھی چلی اور ساتھ موسلا دھار بارش ہوئی۔ میں ایمرجنسی گروپ کی ڈیوٹی دے رہا تھا۔ میں نے زوردار آواز سنی تو ہنگامی گروہ کے ساتھ سرعت سے ادھر کا رخ کیا۔ ہمارے پاس رسیاں اور کھودنے کاٹنے کے اوزار تھے۔ کئی خیمے گر گئے تھے جن کے ستون (بانس) اور کھونٹے مضبوطی سے نہیں گاڑے گئے تھے۔ یہ غالباً سکاؤٹوں کی لاپروائی کا نتیجہ تھا۔ فنطیس کی مٹی بھی سخت تھی۔

میں نے گینتی کی تین ضربیں لگائی تو چھوٹا سا گڑھا ہی بن پایا۔ رات بھی شدید تاریک تھی۔ ایک بار تو میں گینتی سمیت گڑھے میں گر پڑا۔ کویتی سکاؤٹ سالم بن عبداللہ محمود کے ہاتھ کی انگلیاں کچلی گئیں۔ بہرحال اس رات ہمیں خیمے گاڑنے میں بے پناہ دشواری ہوئی۔

اس کیمپ میں ہماری کارکردگی بہت اچھی رہی اور اندرون و بیرون شارجہ ہماری محنت اور مہارت کو بہت سراہا گیا۔

خصوصی انگریزی درس گاہ:

1954ء اور 1955ء کے تعلیمی سال کے دوران مجھے پتہ چلا کہ عبدالرحمٰن المدفع کے مکان کے بالا خانے پر ایک بھارتی شخص نے انگریزی سکھانے کے لیے خصوصی درس گاہ بنائی ہے۔ ایک شام میں وہاں پہنچا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کا نام ڈی، ایس، ڈی سلوا ہے، وہ شارجہ کے مرکز انسداد ٹڈی دل میں صبح کے وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطلوبہ رپورٹیں لکھتا ہے، اور شام کو یہاں انگریزی پڑھاتا ہے۔ میں نے بھی وہاں انگلش سیکھنی شروع کر دی۔ میرے اس سپیشل سکول میں داخلے کے بعد اور طلبہ بھی آنے لگے۔ پڑھنے والوں کی تعداد بڑھتی گئی اور ایک کمرہ ناکافی ہو گیا تو ہم نے عیسیٰ بن عبید النابوذۃ کا مکان کرائے پر لے لیا، جس میں متعدد کمرے تھے۔ ہم تجارتی کمپنیوں کے لیے خطوط اور اس کے دیے ہوئے عنوانات کی رپورٹیں لکھنا سیکھتے جبکہ ڈی سلوا نے کئی ٹائپ رائٹر خرید لیے تھے جن پر ہم ٹائپنگ کرتے تھے۔

ڈی سلوا کا ختنہ اور "قبولِ اسلام"

صبح ہم مدرسہ قاسمیہ میں پڑھتے، ظہر کے بعد اس درس گاہ میں جاتے اور عصر کی اذان سنتے ہی نمازِ عصر کے لیے نکل پڑتے۔ ڈی سلوا نے ایک دن ہم سے پوچھا: تم ایک خاص وقت پر مدرسہ سے کیوں نکل جاتے ہو؟ میں نے کہا: نماز کے لیے۔ اس نے پوچھا نماز کیا ہے؟ میں نے بتایا تو اس نے کہا: مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو! میں نے کہا: تم عیسائی ہو، مسلمان نہیں ہو۔ وہ چپ ہو گیا۔ ایک دن اکیلے میں اس نے مجھ سے اسلام کے بارے میں پوچھا تو میں نے اسلام کی تشریح کی۔ چند روز بعد اس نے کہا: میں اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا: اس کے لیے ختنہ ضروری ہے۔ وہ بولا: مجھے یہ منظور ہے۔

میں نے علی دوفلاہ نامی حلاق (حجام) سے اس کے ختنے کے لیے وقت طے کر لیا۔ نماز مغرب کے بعد میں اور میرا ہمسایہ خلیفہ بن محمد الحضری حجام کو ساتھ لیے مدرسہ ڈی سلوا آئے۔ میں نے محمد الحضری کو ساری بات بتا دی تھی۔ ہم نے ڈی سلوا کا دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ کھل گیا۔ ہم ڈی سلوا کے کمرے میں داخل ہوئے۔ وہ سامنے کھڑا تھا۔ حجام نے پوچھا: بچہ کدھر ہے؟ میں نے کہا: بچہ نہیں، بڑا آدمی ہے۔ ڈی سلوا لمبا آدمی تھا، دوفلاہ حجام چھوٹے قد کا معمر شخص تھا، وہ اس معاملے میں ہچکچا تا تھا، تاہم میں نے اور میرے ساتھی نے تعاون کیا اور ڈی سلوا کا ہم نے ختنہ کرا دیا۔

بالآخر ڈی سلوا نے اسلام قبول کر لیا، وہ مجھ سے نماز سیکھنے لگا اور قرآن پڑھنے لگا۔ ایک دن وہ مجھ سے کہنے لگا: میں مسجد میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں؟ میں نے اسے عربی لباس پہنایا اور جمعہ کے دن مسجد لے گیا۔ ہم نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے اونچی آواز میں نماز پڑھی تا کہ وہ میری پیروی کرے۔ پھر ہم تیسری صف میں بیٹھ گئے۔خطیب صاحب نے خطبہ دیا، جماعت کھڑی ہو گئی۔ جب ہم نے رکوع کیا اور اس نے مجھ سے کچھ نہ سنا تو انگریزی میں بولا: اونچی آواز سے پڑھو۔ میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب ہم قومہ میں کھڑے ہوئے، اس نے مجھ سے پھر انگریزی میں کہا: اونچی آواز سے پڑھو۔ میں نے اسے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ پہلے سجدے میں اس نے کئی مرتبہ کہا: اونچی آواز سے پڑھو۔ جب ہم دوسجدوں کے درمیان بیٹھے، وہ میرے آگے بیٹھ گیا اور مجھے کندھوں سے پکڑ کر چیخنے لگا کہ ہم نے یہ طریقہ طے نہیں کیا تھا۔ میں اپنی ہنسی پر قابو نہ رکھ سکا۔ دوسرے سجدے میں، میں سجدہ کرنے والوں کی صفوں کو پھلانگتا ہوا باہر نکل گیا۔ ڈی سلوا پیچھے سے نمازیوں کی صفوں کے درمیان کھڑا آوازیں دے رہا تھا: ٹھہرو! ٹھہرو!

یہ پہلی اور آخری نماز تھی جو ڈی سلوا نے پڑھی۔ پھر کہاں کی نماز!؟

ڈی سلوا کی جلاوطنی اور المناک موت

سال کے اختتام پر ڈی سلوا کی درسگاہ کے لیے ٹائپ رائٹر خریدنے کا فیصلہ ہوا۔ وہ اپنی ملازمت سے سبکدوش ہو گیا تھا، اب مستقل یہ کام کرنا چاہتا تھا۔ یہ درسگاہ محمد بن حمد الشامسی کے گھر کے قریب تھی۔ یہ صاحب بحرین سے واپس آئے تھے اور تعلیمی سال 56-1955ء میں تدریس کے لیے مدرسہ قاسمیہ سے منسلک ہو رہے تھے۔

پڑھنے والوں سے ٹائپ رائٹروں کے لیے پیسے جمع کیے گئے۔محمد الشامسی نے رقم جمع کی۔ وہ ایک دن ڈی سلوا کے ساتھ سامان خریدنے دبئی چلا گیا۔ دبئی کے بازار میں رش کی وجہ سے دونوں الگ الگ ہو گئے اور ایک دوسرے کو دوبارہ نہ مل سکے۔

میں نماز مغرب کے بعد ڈی سلوا کی درس گاہ میں گیا اور ٹائپ رائٹر پر مشق کرنے لگا۔

جس طالبعلم نے ٹائپ رائٹر میرے لیے خالی کیا تھا، وہ جانے لگا تو میں نے کہا: ''ڈی سلوا نشے میں ہے، لہٰذا مجھے اکیلا چھوڑ کر نہ جاؤ۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: ''تم نے کیسے جانا؟''

میں نے کہا: ''میں پانی پینے گیا تھا تو کمرے میں اسے ایک اور شخص کے ساتھ شراب پیتے پایا تھا۔''

ایک رات جب ٹائپ رائٹرز پر مشق جاری تھی، کرسیاں اور چیزیں درس گاہ کے صحن میں دھری ہوئی تھی کہ اچانک محمد الشامسی پہنچ گیا۔ جب ڈی سلوا نے اسے دیکھا تو دونوں میں تکرار شروع ہو گئی۔ بہت دیر تک دونوں اونچی آوازوں میں جھگڑتے رہے۔ اہل محلّہ پریشان ہو گئے۔ ان میں سے عمیر بن عبداللہ الفلاسی نے حاکم شارجہ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی تک ساری بات پہنچا دی۔

چند منٹ ہی گزرے کہ ڈی سلوا کی درسگاہ کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ میں نے آگے بڑھ کے دروازہ کھولا تو حاکم شارجہ کے دو سپاہی ڈی سلوا کی شہر بدری کا فرمان لے کر باہر کھڑے تھے۔

میں نے ان دونوں کو یقین دلایا کہ میں صبح ان کو بھیج دوں گا۔

اگلے دن صبح کرائے پر ایک گاڑی لی گئی، ڈی سلوا نے اس میں اپنا سامان رکھا اور وہ دبئی چلا گیا۔

کئی ہفتوں کے بعد دبئی سے درج ذیل خبر آئی:

ایک عمارت کی تیسری منزل سے ایک شخص گر کر مر گیا ہے۔ اس کا نام ڈی، ایس، ڈی سلوا بتایا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچواں باب

ہمارا سفرِ حج

15 نومبر 1954ء کو میرے والد صاحب نے اپنی بیٹی میری حقیقی بہن شیخہ بنت محمد القاسمی سے ملنے کے لیے دمام (السعودیہ) جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ اپنے شوہر خالد بن سلطان القاسمی کے ساتھ وہاں رہتی تھی، کیونکہ خالد اور اس کے بھائی الشیخ صقر بن سلطان القاسمی کے مابین کچھ اختلاف ہو گیا تھا۔ والد صاحب نے میری والدہ، میری دادی، میرے بڑے بھائی خالد، چھوٹی بہن ناعمہ، چھوٹے بھائی عبداللہ اور مجھے بھی اپنے ہمراہ لے لیا۔ میری دادی کا آزاد کردہ غلام مبارک بھی ہمارے ساتھ تھا۔ والد صاحب نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ ہم دمام میں جب ان سے مل لیں گے تو وہ ہمیں حج کے لیے بھجیں گے۔

بحرین تک بحری سفر:

جون 1955ء کے آخر میں برٹش انڈین شپنگ کمپنی کے جہاز پر ہم شارجہ سے بحرین کے لیے سوار ہوئے۔ یہ جہاز اتنا بڑا تھا کہ وہ گویا ایک بستی تھا۔ اس سے تازہ بھارتی پھلوں کی خوشبو آتی تھی۔ جب وہ شارجہ پہنچا تو اس سے مختلف قسم کے کھانے پکنے کی خوشبوئیں بھی اڑتی تھیں جو مسافروں میں کھانے کی اشتہا پیدا کرتی تھیں۔ اس جہاز پر دو طرح کے مسافر تھے۔ یا تو ائیر کنڈیشن کمرے والے تھے جن کا کرایہ زیادہ تھا یا جہاز کے عرشے پر سونے والے جو بہت سستا تھا۔ ہم اس رات ائیر کنڈیشن کمرے میں سو گئے، کیونکہ باہر کا موسم بہت ہی گرم تھا، حتی کہ ہم اگلے دن بحرین پہنچ گئے۔

بحرین میں ہم حاکم بحرین الشیخ سلمان بن حمد آل خلیفہ کے مہمان بنے۔ انھوں نے ہمیں محمد نور ہوٹل میں ٹھہرایا جو سبز منڈی کے قریب تھا۔ صبح سودے بیچنے والوں کی بہت آوازیں آ رہی تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ المؤید کے مالک سے دوستی

میں نے والد صاحب سے بازار جانے کی اجازت لی، انھوں نے کہا: دیر مت کرنا کیونکہ الشیخ سلمان بن حمد آل خلیفہ سے ملاقات کے لیے گاڑی آنے والی ہے۔ میں جب باہر نکلا تو المؤید کتب خانے کا پوچھنے لگا۔ وہ مجھے مل گیا: میں نے اسے کتابوں سے بھرا ہوا پایا، جو زمین سے لے کر چھت تک تہ بہ تہ لگائی گئی تھیں۔ میں کتابیں دیکھنے میں مشغول تھا اور کرسی پر بیٹھے شخص پر نگاہ نہ ڈال سکا، جس کے سامنے ایک ٹیبل پڑا تھا۔ اس نے کہا: لڑکے! تم کیا تلاش کر رہے ہو؟ میں نے اس کی جانب دیکھا۔ وہ بڑی عمر کا بزرگ تھا۔ میں نے کہا: آپ ہی المؤید ہیں؟ کہا: ہاں۔ میں نے کہا: میں شارجہ سے آپ کا دوست سلطان القاسمی ہوں۔ اس نے کہا: شارجہ سے تم میرے ساتھ خط کتابت کرتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ پوچھا: تمھاری عمر کتنی ہے؟ میں نے کہا: سولہ سال۔ اس نے کہا: جو کتب تم خریدو گے اور جو میں تمھیں تحفہ دوں گا، ان کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا: پڑھوں گا۔

میں نے المؤید کو کتاب کے ساتھ اپنے تعلق کا ایک واقعہ بھی بتایا کہ جب میرے چچا الشیخ سلطان بن صقر القاسمی لندن میں وفات پا گئے اور ان کی میت شارجہ پہنچنے میں ایک ہفتہ لگ گیا تو میرا بھائی عبدالعزیز، چچا زاد بھائی اور دیگر لڑکے بعض کھیلوں میں مشغول رہ کر وقت کاٹ رہے تھے جبکہ میں ابن الفقید سالم بن سلطان القاسمی کے والد کی لائبریری سے کتب لے کر پڑھتا رہا جو کتب میرے چچا نے پڑھی تھیں۔ ان کے نام اور عناوین میں یاد کرتا تھا، مثلاً شاعر احمد شوقی کی شوقیات، جواہر الادب اور جاحظ کی کتاب الحیوان جس کے شروع میں چچا جان نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا کہ یہ کتاب پڑھی نہ جائے، چنانچہ میں نے اس میں سے کوئی چیز نہ پڑھی۔ میں بعض خطوط پر مکتبہ المؤید کا نام پڑھا کرتا تھا۔

المؤید نے یہاں مجھ سے سوال کیا کہ مرحوم الشیخ سلطان بن صقر کے ساتھ تمھاری کیا قرابت داری ہے؟ میں نے کہا: وہ میرے چچا ہیں۔ اس نے اپنا سر ہلایا گویا کہہ رہا تھا اب کوئی اجنبیت نہیں۔ پھر میں نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: مجھے جو سکے ملتے تھے، میں انھیں نوٹوں میں تبدیل کرواتا تھا، پھر انھیں خط میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈال کر آپ کو کتب کی خرید کے لیے بھیجتا تھا، جن کے عنوان مجھے یاد تھے مثلاً شوقیات، جواہر الادب اور جاحظ کی کتاب الحیوان جسے پڑھ کر میں نے اندازہ لگایا کہ چھوٹی عمر والے کے لیے اسے پڑھنا مناسب نہیں۔ میں نے آپ کے مکتبہ سے عنترۃ بن شداد کی کتاب، ابوزید الھلالی کی کتاب، جواہر الادب اور الف لیلۃ ولیلۃ وغیرہ خریدی ہیں۔ میں کتابیں پڑھ کر اپنے بعض ہمسایوں کے گھروں میں اور اپنے دوستوں کو ان کی بعض حکایات سناتا تھا۔

المؤید نے کہا: کتب خانہ تمھارے اختیار میں ہے۔ جو کتب چاہو لے لو اور انھیں میری طرف سے تحفہ سمجھو۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا: اب میں جلدی میں ہوں کیونکہ میں والد صاحب کے ساتھ الشیخ سلمان کی ملاقات کو جا رہا ہوں، یہاں پھر آؤں گا۔

ہم الشیخ سلمان کی مجلس میں چلے گئے۔ وہاں بہت مہمان تھے۔ جب والد صاحب الشیخ سلمان کے قریب پہنچے تو وہ خوشی سے اٹھ کر ملے۔ میرے والد، میرے بھائی اور مجھ کو الشیخ کے قریب جگہ دی گئی۔

الشیخ سلمان کی مجلس میں چہل پہل رہی۔ کوئی آتے ہوئے سلام کہہ رہا ہے، کوئی نکلتے ہوئے الوداعی کلمات کہہ رہا ہے۔ اونچی آواز میں لوگ بولتے جسے سب سنتے تھے اور الشیخ بھی اسی طرح ہر ایک کو جواب دیتے تھے، حتی کہ جب کچھ سکون ہوا تو انھوں نے اپنی کرسی سے لے کر دور دروازے تک بیٹھے ہر شخص سے حال احوال پوچھا۔

اسی روز شام کو میں المؤید کے کتب خانہ پر دوبارہ گیا، وہاں بہت ہی رش تھا۔ المؤید نے مجھے ایک کرسی پر بٹھایا اور میرے لیے ایک کپ چائے منگوائی، پھر مجھے کئی ایک کتابیں پیش کیں۔ میں نے ان کے تحفے پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ انھیں آپ اپنے پاس ہی رکھیے! میں فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد پھر بحرین آؤں گا۔

اگلے دن عصر کے وقت والد صاحب ہمیں الشیخ سلمان کو الوداع کہنے الرفاع لے گئے۔ یہ دار الحکومت منامہ سے دور ہے۔ ان کے دو بیٹوں عیسیٰ اور خلیفہ نے ہمارا استقبال کیا۔ وہ دونوں گھوڑوں پر سوار تھے، ہمیں دیکھتے ہی گھوڑوں سے اترے اور ہمارے ساتھ کرسیوں پر بیٹھ گئے، پھر ان کے والد صاحب بھی تشریف لے آئے اور میرے والد صاحب کے ساتھ لمبی گفتگو ہوئی جس کا مقصود ہم نہیں جانتے تھے۔ ان دونوں کی دوستی 1948ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے چلی آ رہی تھی جب میرے والد صاحب کو انگریز نے شہر بدر کر کے بحرین بھیج دیا تھا۔ تب الشیخ سلمان نے اصرار کیا تھا کہ الشیخ محمد بن صقر القاسمی میرے مہمان بن کر رہیں گے۔ الشیخ سلمان نے ہمارے استقبال کی طرح اچھے انداز میں ہمیں رخصت کیا۔

ظہران اور دمام میں:

بحرین پہنچنے کے چوتھے دن عصر کے وقت ہم جہاز پر سوار ہوئے، جس نے ہمیں سعودی عرب کے ظہران ائیر پورٹ پر اتارا، جہاں ہماری بہن کے شوہر الشیخ خالد بن سلطان القاسمی نے ہمارا استقبال کیا۔ وہ ہمیں الدمام کے مہمان خانے میں لے گئے۔ ظہران سے دمام تک پختہ سڑک ہے، جس کی مغربی جانب سفید ریت بچھی ہے، جس میں جھاؤ کے بڑے بڑے پودے ہیں۔ جب ہم دمام پہنچے تو ہمارے سامنے سنہری ملائم ریت تھی جسے عدامہ کہا جاتا ہے۔ الشیخ خالد بن سلطان کا گھر اور مہمان خانہ وہیں تھا۔

اگلے دن ہم دمام شہر دیکھنے کو نکلے۔ والد صاحب صوبہ شرقیہ کے گورنر الامیر سعود بن جلوی کی ملاقات کے لیے گئے۔ گورنر کی مجلس میں خاموشی اور سکون طاری تھا۔ معمولی آواز یا کسی چیز کی آہٹ ہی سنائی دیتی تھی۔ گورنر صاحب بھاری جسم والے، پگڑی باندھے، اپنی نشست پر براجمان تھے۔ ان کا زیادہ تر چہرہ ان کی داڑھی نے ڈھانپ رکھا تھا۔ ہم زیادہ دیر نہ بیٹھے اور گورنر کے بھائی الامیر سعد بن جلوی کے ساتھ باہر نکل آئے۔ وہ بہت خوش مزاج آدمی تھا۔

دمام کے قیام کے دوران میں، میں نے اپنے استاذ احمد بن محمد ابو رحیمہ سے بھی ملاقات کی۔ وہ دمام میں کام کرتے تھے۔ کچھ دن دمام میں گزارنے کے بعد حکومت سعودیہ کی طرف سے فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے ہمارا سفری پروگرام مرتب کر دیا گیا۔ ہم سعودی حکومت کے مہمان تھے۔

جدہ کی راہ میں فضائی حادثہ:

میرے والد صاحب کے علاوہ ہم سب صبح ظہران ائیر پورٹ سے سعودی ائیر لائنز کی پرواز پر سوار ہو کر جدہ کے لیے روزانہ ہوئے۔ ان جہازوں کے صرف دو انجن ہوتے تھے۔ جہاز نے زیادہ مسافت بسلامت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طے کر لی۔ جب ایک چوتھائی سفر باقی رہ گیا تو ایک انجن بند ہو گیا اور طیارہ ایک انجن کے ساتھ چلنے لگا۔ وہ دائیں بائیں جھک رہا تھا، کبھی چکر کاٹتا اور کبھی نیچے کو گرتا۔ اتنے میں فضائی میزبان نے سامنے آ کر کہا: بیلٹ باندھ لیں۔ اس کے بعد اس نے بتایا: ''دوسرا انجن بھی گرم ہو گیا ہے۔ کلمۂ شہادت پڑھیں، طیارہ زمین پر گرنے والا ہے۔''

ہم نے دیکھا کہ ایک پائلٹ نے میزبان کی قمیص پیچھے سے کھینچی تاکہ وہ کاک پٹ میں داخل ہو جائے اور پھر دروازہ بند کر لیا۔ سب لوگ بیلٹ باندھنے اور کلمہ شہادت پڑھنے لگے، کئی فرش پر الٹیاں کرنے لگے۔ اتنے میں دوسرا انجن بھی بند ہو گیا۔ طیارہ اب زمین کی طرف گرنے لگا۔ پہاڑ قریب آنے لگے۔ طیارے کی کھڑکیوں سے پہاڑوں کے ساتھ نیچے ہموار زمین نظر آ رہی تھی۔ طیارہ زمین سے ٹکرایا، گھوم کر اٹھا۔ پھر دوبارہ ٹکرایا اور چکر کھا کر رک گیا۔ تب میزبان نے کاک پٹ کا دروازہ کھولا اور سلامت سلامت کہا۔

طیارے میں سے ایک پائلٹ اور فضائی میزبان (ایئر ہوسٹ) باہر آئے اور ان کے ساتھ میں بھی اتر آیا۔ ہم پہاڑوں کے وسط میں ایک راستے پر اترے تھے، چنانچہ جلد وہاں ایک سرخ موٹر کار آ پہنچی جو آدھی ٹرانسپورٹ گاڑی تھی اور پانی کے کنستر لے جا رہی تھی۔ پائلٹ نے اس کے ڈرائیور سے پوچھا: ''کہاں سے آئے ہو؟'' ڈرائیور نے جواب دیا: ''میں المویہ سے آیا ہوں۔ الظلم کی کان کے لیے پانی لے جا رہا ہوں اور الذہب کی کان کے لیے بھی۔''

فضائی میزبان نے اس سے پانی مانگا کیونکہ طیارے میں پانی ضائع ہو گیا تھا۔

موٹر کار کے کنستر کا پانی گرم تھا جبکہ ہوا کا درجہ حرارت بھی بلند تھا کیونکہ دوپہر ہو رہی تھی۔ طیارے سے کھانے کو کچھ نہ ملا سوائے تھوڑے سے نمکین پنیر اور کچھ ڈبل روٹی کے۔ دوسرا پائلٹ اس طیارے سے رابطہ کرنے لگا جو ریاض ایئرپورٹ سے اڑنے والا تھا۔ اب ہمیں راستے کی اس جگہ کو ہموار کرنا تھا جسے ندیوں نے کاٹ ڈالا تھا۔ دریں اثنا دیگر مرد طیارے سے نکل آئے اور فضائی میزبان طیارے سے ربڑ کی فرشی چٹائی اتار لایا۔ ہم نے اس پر پتھر رکھے اور پھر اس جگہ کی طرف کھینچنے لگے جسے چیف پائلٹ ہموار کرنا چاہتا تھا۔ راستہ ہموار کرنے میں ہمیں کئی گھنٹے لگے۔ پھر ایک پائلٹ کے مطالبے پر ہم نے اپنے سر کے سفید غترے جمع کیے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھوٹے چھوٹے پتھروں کے گرد لپیٹنے لگے اور انھیں دونوں طرف سیدھ میں رکھتے گئے۔ اس طرح ایک طرح کے ہوائی اڈے کے نشانات بن گئے۔

دو طیاروں کا انوکھا سفر:

اور پھر ریاض سے آنے والا طیارہ اس فضائی پٹی پر صحیح سلامت آن اترا۔ اس کا دروازہ کھلا اور اس کے فضائی میزبان نے کہا: ہم شاہی مہمانوں کے لیے سات سیٹیں لے کر آئے ہیں۔ ہم چھ افراد اس میں سوار ہو گئے لیکن ہمارے خادم مبارک کے لیے سیٹ نہ بن سکی۔ میزبان نے سواریوں کی لسٹ نکالی تو پتہ چلا کہ ایک شخص جو پچھلے طیارے میں بھی ہمارے قریب بیٹھا تھا، اس نے ایک سیٹ سنبھالی ہوئی تھی۔ میزبان نے اسے اترنے کو کہا۔ اس نے سیفٹی بیلٹ باندھ کر اس پر اپنے دونوں ہاتھ مضبوطی سے رکھے ہوئے تھے، وہ بولا: اگر تم مجھے قتل بھی کر دو تو میں یہ سیٹ نہیں چھوڑوں گا۔'' میرے بھائی خالد نے کہا: خادم مبارک کو پچھلے جہاز میں ہی چھوڑ دیتے ہیں، وہ بعد میں آ جائے گا۔ وہ مسافر جو پچھلے جہاز میں بھی ہمارے ساتھ تھا، جب اس کے پنکھے کو دیکھتا تھا تو دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ ڈھانک کر رونے لگتا تھا، مگر اس جہاز میں وہ پنکھے کو دیکھ کر مسکراتا تھا جس کی تیز رفتار گردش اس کی نگاہ میں نہیں تھی۔

ہم جدہ ائیر پورٹ پر اترے، وہاں سے فندق بساتین پہنچے، اس ہوٹل کے قریب میٹھے پانی کی تقسیم کا مرکز الکنداسہ تھا۔ جدہ ساحل سمندر پر واقع ایک خوبصورت شہر ہے، اس کے بازار چھپتے ہوئے اور بلند و بالا عمارتیں خوش منظر ہیں۔ یہاں کے گورنر کو ''قائم مقام جدّہ'' کہا جاتا تھا۔ ہم نے ساحل سمندر پر واقع اس کے دفتر میں اس کے ساتھ ملاقات کی تھی۔

مدینہ منورہ، شہر نبی ﷺ کا دیدار:

حکومت سعودیہ نے ہمارے لیے دو گاڑیاں کرائے پر لی تھیں۔ بڑی گاڑی کو عبدالرحمٰن ڈرائیور چلا رہا تھا، وہ بہت موٹا اور وزنی شخص تھا۔ گاڑی اسی کی طرف جھکی محسوس ہوتی تھی۔ دوسری میں ہمارا خادم مبارک اور ہمارے بیگ تھے۔ ہم تین دن جدہ میں ٹھہر کر ساحلی سڑک کے ذریعے جدہ سے مدینہ کی طرف نماز ظہر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد روانہ ہوئے۔

غروب آفتاب کے وقت بحیرہ احمر کے کنارے ہم رابغ نامی بستی میں ٹھہرے۔ وہاں سڑک پر ہی ایک ہوٹل تھا جہاں روسٹ مچھلی اور تازہ روٹی دستیاب تھی۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھ کے ہم نے سفر جاری رکھا تاکہ آدھی رات تک ہم مدینہ منورہ پہنچ جائیں۔ آخر کار ہم حرم نبوی شریف کے قریب بازار کی جانب فندق التیسیر میں جا ٹھہرے۔ اگلے دن ہم نے مسجد نبوی کی زیارت کی، دو رکعت نماز پڑھی، پھر اللہ کے رسول حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ کی قبر کی زیارت کی، وہاں ہم نے درود شریف پڑھا۔ میرا بھائی دعا میں رونے لگا اور اس نے ہمیں بھی رلا دیا۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے بھی سلام پڑھا۔

اس روز عصر کے بعد ہم قبرستان بقیع دیکھنے گئے، جہاں کئی صحابہ اور تابعین کی قبریں ہیں۔ ہم نے ان سب پر سلام پڑھا۔

اندھیرا ہونے سے پہلے میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے کئی روشن فانوس بانس سے لٹکا رکھے تھے جسے وہ کندھے پر اٹھائے ہوئے تھا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس کے سرے پر کنڈی تھی۔ وہ مخصوص مقامات پر رکتا اور چھڑی کی مدد سے ایک فانوس اتار کر سڑک کے ساتھ دیوار کے بالائی حصے پر نصب آہنی سلاخ سے لٹکا دیتا۔ یوں لمحوں میں شہر کے بازار اور سڑکیں مسجد نبوی تک روشن ہوتی چلی گئیں۔

اگلے دن ہم نے مدینہ منورہ کی زیارات کا قصد کیا اور احد پہاڑ کی زیارت کی۔ وہاں شہدائے احد پر ہم نے سلام پڑھا۔ اس روز شام کو ہم نے مدینہ کے بازاروں کا چکر لگایا۔

مکہ مکرمہ میں طواف وسعی:

تیسرے دن کی صبح ہم مکہ جانے کے لیے میقات اہل مدینہ، یعنی ذی الحلیفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ سڑک پکی نہیں تھی، پتھر پڑے ہوئے تھے، اس لیے گاڑی آہستہ چل رہی تھی۔ ہم نے ذی الحلیفہ پہنچ کر عمرے کا احرام باندھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ہم طواف اور سعی کریں گے، پھر احرام کھول دیں گے۔ ہم اللہ اکبر کہتے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لبیک کا ورد کرتے رات مکہ میں داخل ہوئے اور جاتے ہی طواف اور سعی کی۔ اس کے بعد کسی نے سر منڈایا اور کسی نے بال کٹوائے۔ پھر ہمیں گاڑیاں مکہ کے جرول محلے میں لے گئیں۔ وہاں بھی ہم حکومت سعودیہ کے مہمان بن کر فندق التیسیر میں ٹھہرے۔ ہوٹل میں ہم نے احرام کھول دیے۔ صبح میں نے باورچی کا پتہ کیا، وہ محمود نامی ایک مصری تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ شاہ فاروق کا باورچی رہ چکا ہے۔ اس نے سکیورٹی افسر عبدالرحمٰن سے ملاقات کرائی جس کا دفتر مکتبہ بوشناق سے ملحق صفا کی طرف تھا اور سعی کے دوران میری اس پر نظر پڑی تھی۔ میرا مقصد یہ تھا کہ وہ کتب خانے کے مالک سے میرا تعارف کرادے کہ میں کبھی کبھی ان کے ہاں کتب کی ورق گردانی کروں گا۔

کوئی خاص کتاب میرے ذہن میں نہیں تھی۔ میں نے بھائی خالد سے اجازت لی اور عبدالرحمٰن کے ساتھ مکتبہ بوشناق جا پہنچا۔ کتب خانے کے مالک نے تعارف کے بعد ہمیں اچھے طریقے سے خوش آمدید کہا۔ مکتبہ بوشناق سعی کی جگہ کے ساتھ پہلی منزل پر صفا پہاڑی کے قریب واقع تھا۔

صحنِ حرم میں حنبلی، حنفی، مالکی اور شافعی چاروں مذاہب کے علماء بیٹھے تھے اور اپنے متعلقین کو مسائل دین سمجھاتے تھے۔ شافعی عالم کا مقام بئرِ زمزم کے اوپر تھا جبکہ دیگر علماء کے مقامات صحنِ حرم میں سائبانوں کے نیچے تھے۔

کعبہ کے اندر نماز:

ہم مکہ میں دس دن سے زیادہ ٹھہرے رہے۔ اس دوران ایک دفعہ کعبہ کا دروازہ حجاج کرام کے لیے کھولا گیا۔ کعبہ کی چھت کے ساتھ ایک رسی بندھی تھی، اسے پکڑ کر دروازے کی طرف چڑھا جاتا تھا۔ میں اوپر چڑھ گیا، قریب پہنچا تھا کہ ایک شخص کے میرا غترہ کھینچنے سے میں نیچے آگرا۔ میں نے غترہ گلے میں لپیٹ رکھا تھا اور اس نے اسے رسی سمجھا تھا۔ اللہ نے مجھے بچایا کہ میں طواف کرنے والوں کے پاؤں تلے نہ کچلا گیا۔ اس رسی کے ذریعے میں پھر اوپر پہنچا اور خانہ کعبہ کے اندر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ کعبہ کے اندر لکڑی کے دو ستون تھے ایک جانب فانوس لٹک رہا تھا۔ اوپر چھت میں سورج کی روشنی کے لیے ایک سوراخ تھا۔ میں نے کعبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اندر چاروں کونوں میں دو دو رکعت نماز پڑھی۔

منیٰ اور عرفات میں:

آٹھ ذی الحجہ جسے یوم ترویہ کہا جاتا ہے، یہ جمعرات کا دن 1374 ہجری بمطابق 28 جولائی 1955ء تھا۔ ہم نے حج کی نیت سے احرام باندھا۔ طواف اور سعی کے بعد ہم منیٰ گئے، وہاں رات گزاری۔ اگلے دن یوم عرفہ اور جمعہ تھا۔ ہم عرفات میں ٹھہر کر دعائیں کرتے رہے، حتی کہ جب سورج غروب ہوگیا، سب مزدلفہ کی طرف لوٹ گئے۔ وہاں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کیں۔ وہاں سے جمرات کی رمی کے لیے ہم نے کنکریاں اٹھائیں، پھر ہم سو گئے۔ یوم النحر کی صبح فجر کے بعد ہم منیٰ گئے، ہم نے جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔ میں، بھائی خالد اور خادم مبارک نحر کی جگہ گئے۔ وہاں خالد صاحب نے ایک بڑا بیل خریدلیا جس کی قربانی سات افراد کی طرف سے ہوتی ہے اور ہم سات ہی تھے۔

دورانِ طواف ناخوشگوار حادثہ:

ہم نے سر منڈائے، عورتوں نے بال کٹوائے۔ ہم نے احرام کھولے اور نئے کپڑے پہن لیے، پھر مکہ گئے۔ وہاں ہم نے طواف افاضہ کر کے سعی کی۔ میری دادی طواف افاضہ اور سعی میں ہمارے ساتھ نہ تھی، وہ بیمار تھی۔ اسے بھی اس شام کو طواف کرنا لازم تھا۔ دو بندوں نے ایک چھوٹی چارپائی اپنے سر پر اٹھائی اور ان دونوں نے اسے طواف کرا دیا۔ پھر سعی کی باری آئی تو ہم نے اس کے لیے سائیکل والی کرسی کرائے پر لے لی۔ میں نے کرسی والے سے کہا: یہ میں چلاؤں گا، اس نے بات مان لی۔ دو چکر پورے ہوئے تھے کہ چند لڑکوں نے دیکھا یہ ہماری مزدوری میں دخل دیتا ہے۔ میرا لباس بھی نفیس حجازی تھا۔ انھوں نے مجھے مارنا شروع کر دیا۔ سائیکل میرے ہاتھ سے چھوٹی اور مروہ کی طرف ڈھلان پر لڑھک گئی۔ میری دادی ''سلطان......سلطان'' پکارتی رہی۔

میں سعی کے درمیان حد فاصل فٹ پاتھ کے ساتھ جڑا بیٹھا تھا۔ وہ لڑکے مجھے مار رہے تھے حتی کہ افریقی حاجیوں کا ایک جتھا آیا جنھوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ ہوئے تھے۔ انھوں نے مجھے ان سے چھڑایا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن پھر وہ مجھے پاؤں سے ٹھوکریں مارنے لگے۔ خاصے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ انھوں نے مجھے اٹھایا جبکہ میں ہل نہیں سکتا تھا۔ میں دادی......دادی......پکارنے لگا۔

ہم نے ایام تشریق جو کہ تین دن ہوتے ہیں، منیٰ میں گزارے۔ ہم جمرات کو کنکریاں مارتے رہے۔ وہاں سے مکہ پہنچے اور طواف وداع کیا۔ اس کے بعد جدّہ ایئر پورٹ پہنچے جہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز ہم ظہران آن اُترے۔ دمّام میں ہم دو دن رکے۔ وہاں سے دو گاڑیاں لیں، جن پر ہم عجیر کے راستے سے قطر پہنچے۔ قطر میں ہم نے الشیخ علی بن عبداللہ آل ثانی سے ملاقات کی۔ وہاں سے جہاز نے ہمیں شارجہ ایئر پورٹ پہنچا دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹا باب

مصر پر سہ ملکی حملہ

29 اکتوبر 1956ء کو برطانیہ، فرانس اور ان دونوں کے لے پالک اور پروردہ اسرائیل نے مصر پر حملہ کر دیا اور مقطم نزد قاہرہ میں صوت العرب ریڈیو سٹیشن پر بمباری کی، چنانچہ دمشق سے ہمیں ریڈیائی خبریں ملیں۔ حملہ کرنے والوں پر لعن طعن جاری تھی اور مصر کی مدد کے لیے آوازیں اٹھ رہی تھیں۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ جارحیت کرنے والوں کو میں کیسے نقصان پہنچا سکتا ہوں، گو وہ ایک سوئی کے برابر ہو؟

الشیخ سلطان اور برطانوی اڈے کی جاسوسی:

یکم نومبر 1956ء کو میں نے گاڑی میں برطانوی عسکری ہیڈ کوارٹر شارجہ کا رُخ کیا۔ چونکہ میں فٹ بال ٹیم اور اسکاؤٹس میں بھی شامل تھا، مجھے سب برطانوی افسر و سپاہی جانتے اور میری گاڑی پہچانتے تھے، لہٰذا میرے لیے کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ موٹر ورکشاپ کے مستری عبدالرحمٰن دامونی کو بلایا جو کرکٹر ہونے کے ناتے میرا دوست تھا۔ وہ آیا تو میں اسے پرے لے گیا، میرے ہاتھ میں انگریزی ٹائپ شدہ کچھ کاغذات تھے۔ میں نے بعض پھینک دیے جو تیز ہوا میں بکھر گئے۔ ان پر کھلاڑیوں کے نام اور اگلے میچ کی دعوت تھی۔ میں لپک کر اوراق پکڑنے لگا۔ دامونی مجھے ٹینک یارڈ کے دروازے پر کھڑے انگریز فوجی کے پاس لے گیا۔ وہ مجھ سے ایک کاغذ لے کر پڑھنے لگا۔ پھر بولا: بہت خوب! میں نے ایک ورق بیرونی دیوار سے اٹکا دیا اور اس سے پوچھا کہ کیا خاردار تاروں کی باڑ میں بجلی دوڑائی جاتی ہے۔ اس نے کہا: نہیں، حتی کہ رات کو بھی نہیں۔

2 نومبر 1956ء کو میں برطانوی اڈے کی ٹیم کے ساتھ فٹ بال میچ طے کرنے کے بہانے گیا اور کئی سکیورٹی امور ملاحظہ کیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مین گیٹ کے ایک جانب جنگی طیاروں کا سروس سنٹر تھا۔ وہاں ایک گاڑی کھڑی تھی جس کے پیچھے موٹے انگریزی حروف میں درج تھا کہ ''میرے پیچھے آؤ۔'' گاڑی چل پڑی تو میں اس کے پیچھے ہولیا حتی کہ میں رن وے پر سے گزر کر سٹور تک پہنچ گیا۔ وہاں گاڑی روک کر میں نے سٹور کا جائزہ لیا۔ اس پر انگریز گارڈ نے ناراض ہوکر پوچھا: تم میرے پیچھے کیوں آئے؟ میں نے اس کی گاڑی کی تختی کی طرف اشارہ کر کے کہا: تم نے ہی تو ایسا کرنے کو کہا تھا۔

وہ ہنس کر بولا: ''یہ تو جنگی طیارے کے پائلٹ کے لیے اشارہ ہے کہ میں اس کی رہنمائی کروں کہ وہ طیارہ کہاں کھڑا کرے۔'' پھر اس نے میرے آنے کا مقصد پوچھا تو میں نے بیس کمانڈر کو میچ کی دعوت دینے کا مقصد بیان کیا۔ اس نے کہا: تم سلطان ہو؟ میرے ہاں کہنے پر وہ بولا: ''ہاں، اب میرے پیچھے آؤ۔''

ڈپو آدھا زمین کے اندر تھا اور آدھا ڈیڑھ میٹر باہر۔ اس کی دیواروں میں شیشے کے روشن دان تھے جبکہ سٹور کے باہر دیوار نہیں تھی۔ اس رات میں نے گھر سے اس عمارت تک 4 کلومیٹر کا سفر طے کیا تھا یہ جاننے کے لیے کہ کیا رات کو ڈپو کی نگرانی کی جاتی ہے یا نہیں۔ چاند غائب ہو گیا تھا اور ابھی رات تھی۔ میرے کپڑے سیاہی مائل تھے اور راستے میں جابجا رمرام اور حمص کے درخت تھے۔ میں نے 300 میٹر کی مسافت طے کی تھی۔ پھر میں پیٹ کے بل رینگ کے عمارت کے قریب گیا وہاں سخت پہرہ تھا اور ایک کار کھڑی تھی۔ میں رینگتا ہوا اسی طرح لوٹ آیا جس طرح آگے گیا تھا۔

3 نومبر 1956ء کو میں اس نیت سے گیا کہ رات کے وقت جنگی طیاروں کے گرد سکیورٹی اور پہرے داری کا نظام چیک کرسکوں، اس میں بھی مجھے بہت کامیابی ملی۔ میں نے نوٹ کیا کہ رات آٹھ بجے ملازمین کی ڈیوٹیاں بدلتی ہیں۔ سکیورٹی برطانوی فوجیوں پر مشتمل ہے۔ ہر ایک کے پاس صرف ایک رائفل ہے جس کے آگے سنگین لگی ہوتی ہے۔ وہ ڈیوٹی چھوڑ کر کنٹین میں بیئر خریدنے چلے جاتے ہیں اور پھر واپس آکر قطار میں پڑے ڈرموں پر بیٹھ کر شراب نوشی کرتے ہیں۔

4 نومبر کو ظہر کے بعد میں ٹیلی فون اور وائرلیس کی بلڈنگ کی طرف گیا جو برطانوی اڈے اور شارجہ شہر کے درمیان تھی۔ یہ جگہ بڑی اہمیت کی حامل تھی۔ یہیں سے برطانوی اڈے کے عالمی مواصلاتی روابط جاری رہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ طیاروں کی فضائی نگرانی بھی یہیں سے ہوتی تھی۔ وہاں صدیقی نامی ایک ہندوستانی انجینئر ہماری فٹ بال ٹیم کا کھلاڑی تھا، میں اس سے ملنے کے بہانے گیا۔ میں نے اپنے دوست سے کہا تو اس نے مجھے ساری عمارت دکھادی۔ میں نے یہاں ایک مناسب مقام نشان زد کرلیا۔

5 نومبر 1956ء کو عصر کے بعد میں فلج کے علاقے میں گیا، وہاں سے برطانوی فوجی مرکز کے لیے پانی کی سپلائی لائن گزرتی تھی، جو دراصل زیر زمین تھی، لیکن ہواؤں کی شدت سے پائپ کا کچھ حصہ باہر نکلا ہوا تھا۔ میں اسے صحرا میں کئی بار دیکھ چکا تھا۔ اب پھر دیکھنے گیا کہ آیا وہ پائپ اسی طرح کھلا ہے؟ میں نے اسے کھلا ہوا پایا۔

6 نومبر 1956ء کو نماز عشاء کے بعد میں مریجہ گیا۔ یہ شارجہ کا ایک محلّہ ہے۔ یہاں الشیخ سلطان بن صقر القاسمی مرحوم کی اولاد کی ایک عمارت گرے میکنزی تھی، جو پہلے برٹش انڈیا شپنگ لائن کے دفتر کے طور پر مستعمل تھی۔ اب برطانوی فوجی دستے ''لیویز'' کے انگریز فوجی کمانڈر نے یہ عمارت کرایہ پر لی تھی۔ البریمی کے علاقے پر انگریز کمانڈر نے حملہ کر کے قبضہ کرلیا تھا۔ یہاں کے سعودی نمایندے اور شیوخ کو سعودی عرب کی طرف نکال دیا تھا اور نمایندے کی گاڑی پر قبضہ کرلیا تھا۔ وہ کار عمارت کے سامنے کھڑی تھی۔ یہاں صرف ایک پہرے دار تھا جس کا نام ابن مظلوم تھا۔ یہ جگہ بھی مناسب تھی۔

ساری جاسوسی مکمل کرنے کے بعد میں نے کارروائیاں کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

پہلی کارروائی:

7 نومبر 1956ء کو مغرب کے بعد میں گھر سے نکلا، دو بااعتماد ساتھی محمد بن سلطان اور حمد المناعی ہمراہ تھے۔ ہم نے پارکنگ میں کھڑی گاڑی کی ٹینکی سے ایک خالی گیلن میں پٹرول ڈالا اور وائرلیس اور ٹیلی فون کی بلڈنگ کا رخ کیا۔ پہرے داروں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ہم نے لکڑی کے عقبی گیٹ پر تیل پھینکا اور آگ لگا دی۔ شعلے بلند ہوئے جو عمارت کی تارکول کی چھت تک جا پہنچے اور پوری عمارت آگ کی لپیٹ میں آ گئی۔ گارڈ شور مچانے لگے۔ ہم کھجور کی شاخوں کے خالی گھروں کی آڑ میں، جو کہ صرف گرمیوں میں کام آتے تھے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہر کی طرف دوڑ آئے جبکہ عمارت جل کر خاک ہوگئی۔

دوسری کارروائی:

8 نومبر 1956ء کو رات آگ لگنے کی بات شہر بھر میں مشہور ہوگئی۔ہم نے کہیں سے ایک لوہے کی آری لی۔ مغرب کے بعد ہم صحرا کی طرف نکلے، جہاں آندھیوں کی شدت سے باہر نکلے ہوئے پانی کی سپلائی لائن کا آہنی پائپ نظر آرہا تھا۔ہم نے وہاں سے پائپ کاٹ دیا۔ یہ بات شہر میں فوری طور پر معلوم نہ ہوسکی،کیونکہ یہ مقام شہر سے دور تھا۔

تیسری کارروائی:

9 نومبر 1956ء کو حمد المنائی نے بتایا کہ محمد بن سلطان آج مصروف ہے۔تیسرے ساتھی کے طور پر وہ اپنے اعتماد کے شخص علی بن خادم کو بلا لایا۔ہم نے نصف گیلن پٹرول ساتھ لیا۔میرے پاس ایک بانس تھا جس کے سرے پر چیتھڑا لپٹا ہوا تھا۔ہم انگریز کمانڈر کے مریجہ والے کرائے کے مکان کی طرف گئے۔کمانڈر کی گاڑی کھلے گیٹ کے اندر کھڑی تھی۔میں نے گیلن کا پٹرول گاڑی کی ٹینکی کے نیچے انڈیل دیا، پھر بانس سے لپٹے تیل آلود چیتھڑے کو آگ لگا کر اسے گاڑی کے نیچے پھینکا تو آگ بھڑک اٹھی۔گارڈ ابن مظلوم کے سمندر کا پانی لانے تک گاڑی جل کر خاک ہوگئی اور ڈھانچا رہ گیا۔آگ بھڑکتے ہی ہم جبیل کی طرف بھاگ آئے تھے۔

چوتھی کارروائی:

میں ایک بڑا کام کرنا چاہتا تھا،اس کے لیے ہم نے بڑی مہارت کے ساتھ تیاری کی کہ تین برطانوی جنگی طیاروں کو آگ لگا دی جائے، شاید یہی طیارے پورٹ سعید، مصر کے مظلوم بچوں اور عورتوں پر ظلم ڈھا رہے تھے،اس کے لیے ہم نے بہت اچھا پلان بنایا تھا۔

مغرب کے بعد میں، حمد المنائی اور محمد بن سلطان برطانوی اڈے پر جا پہنچے۔ہمارے پاس پٹرول کا گیلن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا جسے اوپر سے کاٹ کر ڈول کی شکل دی گئی تھی۔ اس کے اندر طویل رسی تھی جس پر چیتھڑے لپیٹے گئے تھے اور آگے ایک پتھر باندھا گیا تھا۔ ہم شارجہ سے فوجی اڈے کو جانے والی سڑک کے ساتھ جھاڑیوں میں چھپ رہے جب تک کہ کوئی راہگیر نظر آتا تھا یا کسی گاڑی کی روشنیاں۔ میں نے آگے جا کر جائزہ لیا اور پھر ساتھیوں کو آ کر بتایا کہ وہاں دو برطانوی فوجی ہیں جو ہوٹل کے گیٹ پر کھڑے بیئر پی رہے ہیں۔ ان کے پاس سنگین لگی رائفلیں ہیں۔ وہ کچھ وقت وہاں مصروف رہیں گے، پھر وہ جنگی طیاروں کے ہینگروں پر حفاظتی فرائض سنبھالیں گے۔ ان کے لوٹنے سے پہلے ہم اپنا کام کر چکیں گے۔ تب محمد بن سلطان پر خوف غالب آ گیا اور اس نے کہا: میں تمھارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ میں نے پوچھا: کیوں؟ وہ بولا: آپ کہتے ہیں ان کے پاس رائفلیں اور سنگینیں ہیں جبکہ آپ کے پاس چھری تک نہیں۔ میں نے کہا: میرے پاس ایمان ہے جو بندوقوں اور سنگینوں سے زیادہ طاقتور ہے۔ میں نے اسے جانے کی اجازت دے دی مگر حمد المناعی میرے ساتھ ثابت قدم رہا۔

ہم نے کچھ دیر انتظار کیا حتی کہ محمد بن سلطان شارجہ شہر پہنچ گیا۔ ہم گیلن اور رسی اٹھا کر آگے بڑھے اور روشنی کے کھمبے کے نیچے جا پہنچے۔ تینوں جنگی طیاروں پر روشنی پڑ رہی تھی جبکہ کھمبے کے نیچے اندھیرا تھا۔ ہمارے سامنے وسطی طیارہ تھا۔ میں نے گیلن سے رسی نکال کر حمد سے کہا: ”جب میں طیارے کے نیچے پہنچوں تو رسی کا پتھر والا سرا میری طرف پھینک دینا۔“ میں رینگ کر وسطی طیارے تک گیا۔ تب حمد نے منہ سے سیٹی کی سی آواز نکالی۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ انگلی سے جنوب کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ ادھر مجھے چار فوجی ٹانگیں دکھائی دیں۔ ان کے دھڑ نظر نہیں آ رہے تھے، بس گھٹنوں سے نیچے ٹانگیں دکھائی دے رہی تھیں۔ میں نے اپنے دھان پان جسم کو طیارے کے پہیے کے ساتھ لگا لیا اور اس کا حصہ بن گیا۔ میرے کپڑے بھی خاکستری رنگ کے تھے۔

لمحوں کی تاخیر سے کام بگڑ گیا:

فوجی پہلے اور وسطی طیارے کے درمیان سے گزر گئے جبکہ میں وہاں دم سادھے چھپا ہوا تھا۔ ان میں سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک نے کہا: سگریٹ دو۔ دوسرا بولا: یہاں نہیں۔ طیارے سے پرے چل کر۔

وہ چند میٹر دور گئے تو ایک دوسرے کے سگریٹ سلگانے کی کوشش کرنے لگے جبکہ ہوا بجھا دیتی تھی۔ جب ایک فوجی دوسرے کے قریب ہوا تو میں ایک طرف دھرے ڈرموں کے سائے میں رینگنے لگا حتی کہ حمد کے پاس پہنچ گیا۔ بس لمحوں کی تاخیر سے کام بگڑ گیا تھا اور اس کا سبب محمد بن سلطان بنا تھا۔ ہم نے کچھ دیر انتظار کیا کہ فوجی شراب نوشی کے لیے کنٹین کی طرف جائیں تو دوبارہ کوشش کریں۔ اور جب ہم دوبارہ ہینگروں کی طرف گئے تو کئی فوجی اور جنگی گاڑیاں اس جگہ آ پہنچی تھیں جہاں حمد پٹرول کا گیلن چھوڑ آیا تھا۔ ہم فوراً صحرا کی طرف کھسک لیے اور اڈے کی باؤنڈری کے ساتھ دوڑتے گئے۔ فوجی گاڑیوں کی لائٹیں ہم پر پڑیں مگر اتنے میں ہم صحرا میں غائب ہو گئے تھے۔ انھوں نے ہماری تلاش میں گاڑیاں دوڑائیں لیکن ہم صحرا میں چھپتے چھپاتے شمال کی جانب سے شہر میں داخل ہوئے جبکہ ہم گئے جنوب سے تھے۔

بوقتِ فجر والد کی خاموش شاباش:

نماز فجر سے کچھ دیر پہلے میں گھر پہنچا، مجھے نیند نہیں آرہی تھی۔ والد صاحب، میری والدہ اور بہن بھائی سب سو رہے تھے۔ جب والدہ صاحبہ نے والد صاحب کو نماز کے لیے اٹھایا تو کہنے لگیں: کتنے دن ہو گئے ہیں یہ لڑکا فجر کے قریب گھر آتا ہے۔ والد صاحب نے کہا: میں اس سے بات نہیں کرسکتا۔ والدہ نے کہا: آپ اپنے بیٹے سے بات نہیں کرسکتے؟

والد صاحب دوسرے کمرے سے وضو کر کے آئے۔ مجھے آواز دی، سلطان ......سلطان...... میں نے کہا: جی ہاں۔ کہا: اٹھو وضو کرو، نماز کے لیے مسجد چلیں۔ میں اٹھا۔ والد صاحب کمرے اور غسل خانے کے درمیانی دروازے میں کھڑے تھے۔ میں نے ایک طرف تھوڑی جگہ دیکھی اور اس میں سے گزرنا چاہا تو والد صاحب نے مجھے میرے دونوں کندھوں سے پکڑا۔ وہ نظریں جما کر مجھے دیکھ رہے تھے۔ ان کی آنکھیں گویا سوال کر رہی تھیں: یہ کارروائیاں تم کر رہے ہو؟ میں نے اثبات میں سر ہلایا کہ جی ہاں۔

والد صاحب نے مجھے سینے سے لگایا اور مجھے بوسہ دینے لگے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والدہ صاحبہ نے بوسے کی آواز سنی تو بولیں: آپ بھی عجیب ہیں۔ بچے کو ڈانٹتے نہیں بلکہ اسے بوسہ دے رہے ہیں۔

والد صاحب نے کہا: مریم! اس لڑکے نے وہ کام کیا ہے جو میں نہیں کر سکتا۔

وہ نظریں جمائے مجھے دیکھ ہی رہے تھے، کہ اذان فجر کے لیے مؤذن کی آواز آئی: اللہ اکبر۔ اللہ اکبر!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتواں باب

شارجہ میں چند حادثات

شارجہ میں زندگی کی سرگرمیاں پر امن تھیں۔ صبح مزدور اور ملازمین اپنے گھروں سے نکلتے اور ایئر پورٹ یا برطانوی اڈے پر کام کرنے چلے جاتے۔ اس کے بعد طلبہ اپنے گھروں سے مدرسہ قاسمیہ پہنچتے جو ایئر پورٹ اور شارجہ شہر کے درمیان تھا۔ لڑکیاں پڑھنے کے لیے شہر کے وسط میں اپنے مدرسے جایا کرتی تھیں۔

1957ء اور 1959ء کی مدت کے دوران شہر شارجہ میں کئی واقعات پیش آئے۔ ہم ذیل میں ان میں سے بعض کا ذکر کرتے ہیں:

مدرسین کی چھٹی:

57-1956ء کے تعلیمی سال کے آخر میں مدرسہ دبئی کے ہیڈ ماسٹر استاذ ہاشم عمارہ کو انگریزوں کے مطالبے پر دبئی سے نکال دیا گیا۔ جہاں وہ کویتی وزارت تعلیم کی طرف سے تعینات تھے۔ استاذ فائز ابو النعاج کو شارجہ کے مدرسہ قاسمیہ سے نکلنا پڑا۔ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی نے کوشش کی کہ وہ شارجہ میں ہی رہیں، کیونکہ وہ ان کے بیٹے کو ٹیوشن پڑھاتے تھے۔ مدرسہ قاسمیہ کو بھی خاصا نقصان پہنچا کہ استاذ محمد ذیاب موسیٰ کو انگریزوں کی طرف سے تعلیمی سال 58-1957ء کے آغاز پر شارجہ آنے سے روک دیا گیا، حتی کہ مدرسہ میں کوئی ہیڈ ماسٹر نہ تھا۔ کویت کے دبئی آفس نے درخواست کی کہ مدرسہ کے نئے ہیڈ ماسٹر کے آنے تک کسی استاذ کو نائب مقرر کر دیا جائے۔ استاذ محمد ذیاب موسیٰ مدرسہ قاسمیہ آنے کے بعد صدر مدرس ہونے کے علاوہ کھیل و ثقافت کی سرگرمیوں کے انچارج بھی تھے۔ ان کی ثقافتی سرگرمیوں میں جسمانی تربیت کے سالانہ مظاہرے کے علاوہ فلسطینی شاعر محمود غنیم کا ایک ڈراما ''المروءة المقنعة'' پیش کرنا بھی شامل تھا، جس میں میں نے بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ لیا۔ اس موقع پر امارات کے شیوخ اور بڑی تعداد میں لوگ موجود تھے جنھوں نے اس سے پہلے عید کے دنوں ہی میں ٹکٹ خرید لیے تھے۔ ٹکٹوں کی فروخت سے بتیس ہزار روپیہ اکٹھا کیا گیا، جس سے مدرسہ قاسمیہ (شارجہ) میں اضافی کلاس روم تعمیر کیے گئے۔

مڈل سکول کے امتحانات کویت میں:

58-1957ء کے تعلیمی سال کے اختتام سے پہلے، جبکہ ہم مڈل کی چوتھی کلاس میں تھے، مدرسہ قاسمیہ (شارجہ) کے مڈل کا امتحان کویت میں منعقد ہوا۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا امتحان تھا جو کویت میں لیا گیا تھا۔

کویت کی وزارت تعلیم نے ہمیں براستہ بحرین کویت لے جانے کے لیے ایک خصوصی طیارہ کرائے پر لیا۔ گروپ کے سربراہ استاذ جاسم بن سیف مدفع اور ان کے معاون استاذ صدقی ذیاب موسیٰ تھے۔ ہم تیرہ طلبہ تھے۔

جب ہم کویت ایئر پورٹ پر پہنچے، ایک پاسپورٹ آفیسر ہمارے پاسپورٹ بار بار الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ وہ پاسپورٹ دوسرے، تیسرے اور چوتھے افسر کو دکھاتا، وہ سب دیکھ دیکھ کر ہنستے جاتے تھے۔ ان میں سے ایک نے مہریں لگا کر ہمیں پاسپورٹ واپس کیے اور ہنستے ہوئے کہا: سب ایک ہی دن پیدا ہوئے۔

ہم جواب نہ دے سکے، نہ ہمیں اس کی بات کا مقصد سمجھ آسکا۔ پاسپورٹوں کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ مصر کے مبعوث استاذ غریب عبدالصالحین نے ہمارے پاسپورٹ بنوائے تھے اور ہم سب کی تاریخ پیدائش یکم جنوری 1942ء لکھ دی تھی۔ یہ بات ہنسی کا باعث بنی ہوئی تھی۔ ہم کویت میں ثانوی سکول (الشویخ) کے ہاؤس نمبر 21 میں ٹھہرائے گئے۔ امتحانات شروع ہونے سے پہلے میں نے استاذ صدقی ذیاب موسیٰ سے ان کے بھائی محمد ذیاب موسیٰ کا پتہ معلوم کیا۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ وہ مدرسہ ابی حنیفہ (کویت) میں پڑھاتے ہیں۔ میں نے کرائے پر ٹیکسی لی جس نے مجھے کویت شہر سے باہر مدرسہ ابی حنیفہ پہنچا دیا اور میں نے اپنے استاذ محمد ذیاب موسیٰ سے ملاقات کی۔

میں نے ان سے پوچھا: ''آپ کو کس بات نے آمادہ کیا تھا کہ آپ نے مجھے بلا کر 1956ء کے واقعات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں خبردار کیا؟'' انھوں نے جواب دیا کہ ''جو استاد تمھیں پڑھاتے تھے، انھوں نے مجھے انتباہ کیا تھا کہ سلطان القاسمی نفسیاتی کیفیت سے گزر رہا ہے۔ وہ پہلے کی طرح سکول نہیں آتا۔ انھوں نے تمھارے متعلق مزید کہا تھا کہ جب وہ کلاس روم میں پڑھاتے ہیں تو تمھاری نگاہیں استاد کا پیچھا کرتی ہیں جبکہ وہ کمرے میں ادھر اُدھر اور پیچھے جاتا ہے۔ جہاں تک اس دن کا تعلق ہے، تم بالکل خالی الذہن تھے۔''

امتحانات کے بعد وزارت تعلیم کی ایک بس میں ہم الاحمدی شہر دیکھنے کے لیے گئے، کیونکہ یہ ایک ماڈل شہر اور پٹرولیم کی صنعت کا مرکز تھا۔

بحرین میں ٹیکہ لگوانے سے انکار:

الخلیج ایئرویز کے خصوصی طیارے پر ہم کویت سے شارجہ روانہ ہوئے۔ اس طیارے کو بحرین سے ایندھن بھرنا تھا۔ ہم تو صرف یہاں سے گزرنے والے تھے۔ جب ہمارا طیارہ بحرین پہنچا تو وزارت صحت کا ایک ملازم طیارے میں داخل ہوا۔ اس نے ہم سے میڈیکل کارڈ طلب کیے۔ ہم نے تلاش کیے تو پتہ چلا کہ ہمارا نمایندہ انھیں کویت میں بھول آیا ہے۔

ملازم نے کہا: سب کو ٹیکہ لگے گا۔ میں نے کہا: ہمیں بحرین میں کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ اس نے کہا: تمھارے پاس میڈیکل سرٹیفکیٹ ہونے ضروری تھے۔

ہم نے پاسپورٹ دکھائے کہ یہ کویت میں داخل ہونے کی مہر ہے اور یہ نکلنے کی۔

اس نے کہا: مجھے اس سے غرض نہیں۔

میں نے اپنا بازو کھول کر کہا: ''دیکھو، ٹیکے کا نشان مٹا نہیں۔'' وہ بولا: ''یہ تو کلائی کا زخم ہے۔''

میرے کہنے پر سب نے بازو دکھائے کہ ہمیں کویت میں ٹیکے لگ چکے ہیں۔ اس نے کہا: یہاں بھی لگیں گے، اس کے بغیر جہاز چل ہی نہیں سکتا۔ ہم سے کہا گیا کہ طیارے سے اُتر کر ایئرپورٹ کی عمارت میں پہنچیں۔ ہم وہاں انتظار کر رہے تھے کہ وہی ملازم آیا۔ میں نے پوچھا ٹیکہ لگانے والا ڈاکٹر کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں ہی ہوں۔ میں نے کہا: آپ ہمیں وہیں ٹیکے لگا دیتے۔ اس نے کہا: ٹیکے یہاں فریج میں پڑے تھے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

محکمہ صحت کا ڈاکٹر ٹیکے لگانے لگا حتی کہ سب کو ٹیکے لگ گئے اور اکیلا میں باقی رہ گیا۔ میں نے کہا: میں نے قسم کھائی تھی کہ میں مر جاؤں گا، ٹیکہ نہیں لگواؤں گا۔ کیا تم پسند کرو گے کہ میں اس وجہ سے مر جاؤں؟

وہ بولا: ''نہیں نہیں، میں کیوں پسند کروں گا؟''

میں نے کہا: ''مجھے نشتر دو اور میں تمھاری نگرانی میں خود ہی اپنے بازو پر ٹیکہ لگا لیتا ہوں۔''

اس نے کہا: ''ٹھیک ہے۔'' اور یوں میں نے خود ٹیکہ لگا لیا۔

انگریزوں کا جاسوس

1958ء کے اواخر میں شہر شارجہ میں کتے بہت پھیل گئے۔ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی نے ان سے چھٹکارے کا حکم دے دیا۔ ایک سپاہی کتے مارا کرتا تھا۔ ایک روز وہ ایک کتیا کو مارنے لگا جو گندگی میں لتھڑی ہوئی تھی۔ نوجوان مشاہدہ کرنے کو جمع ہو گئے تھے۔ وہاں ایک شخص تھا جو ہمارے جیسا لباس پہنتا اور ہمارے اندر گھسا ہوا تھا۔ جب کوئی اس سے بات کرتا تو وہ اپنے کان کی طرف اشارہ کرتا کہ وہ سن نہیں سکتا۔ اس کے منہ سے صرف یہی الفاظ نکلتے تھے: ''ہوب...... آ ي...... ہوب''

جب سپاہی نے کتیا کا نشانہ لیا اور بندوق کی ''ٹک'' کی آواز آئی تو ''ہوب آ ي ہوب'' پکار اٹھا: ''کذبث (کَبَث)'' یعنی ''گھوڑا دب گیا۔''

نوجوان اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے پکڑنے دوڑے مگر وہ بھاگ نکلا اور شارجہ سے فرار ہو گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ انگریز کا جاسوس تھا۔

الشیخ صقر کے ہاتھ میں بندوق نہ چلی:

وہاں ایک آدمی کا نام سید عبداللہ تھا، وہ اپنے آپ کو بلوچ سردار کہلواتا تھا۔ وہ شارجہ میں رہتا تھا۔ سید عبداللہ ان بلوچ لوگوں میں سے تھا جنھوں نے بیس (20) سال پہلے ایران میں رضا شاہ کے خلاف تحریک چلائی تھی۔ وہ دوسرے کئی لوگوں کے ہمراہ ایران سے بھاگا اور شارجہ میں اس نے ٹھکانہ بنا لیا تھا۔ اس کے پاس یہاں کا پاسپورٹ تھا۔ وہ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی حاکم شارجہ کے خادموں میں سے تھا۔ وہ کئی برسوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے اسے ماہانہ دوسو (200) روپے دیا کرتے تھے۔

9 دسمبر 1958ء کو ایک بلوچی اور اس کی بیوی کے مابین جھگڑا ہو گیا۔ بلوچی کو الشیخ صقر کے سامنے پیش کیا گیا۔ الشیخ صقر نے کہا: یہ معاملہ شارجہ کے قاضی الشیخ سیف کے سامنے رکھا جائے۔ الشیخ سیف سے گزارش کی گئی کہ اس آدمی اور اس کی بیوی کے مابین پورا پورا انصاف کیا جائے۔ جب یہ بات سید عبداللہ نے سنی، اس نے یہ معاملہ الشیخ سیف کے سامنے پیش کرنے کی اجازت دینے سے انکار کیا۔

11 دسمبر جمعرات کی شام سید عبداللہ خود الشیخ صقر کے پاس مجلس عام میں پہنچا اور کہنے لگا: بلوچ آپ کی رعایا ہیں، ان کے اختلافات میں فیصلے کا حق صرف آپ کو حاصل ہے۔

الشیخ صقر سید عبداللہ کے دلائل سن کر تنگ آ گئے، اسے خاموش رہنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی اسے دربار سے نکالنے کا حکم جاری کر دیا۔ سید عبداللہ نے پستول نکالا اور اسے الشیخ صقر پر تان لیا۔ دربار میں پچھلی طرف ایک مصری استاذ محمد ابوالمعاطی بیٹھا تھا، اس نے پیچھے سے سید عبداللہ سے پستول چھین لیا اور اسے دھکا دے کر گرا دیا۔

الشیخ صقر نے ایک ملازم سے بندوق پکڑ لی۔ گولی چلائی مگر نہ چلی۔ دوبارہ چلائی تو پھر نہ چلی۔ الشیخ صقر کے سپاہیوں نے سید عبداللہ کو بہت مارا اور پھر اسے جیل میں بند کر دیا۔

الشیخ صقر نے دھمکی دی کہ وہ سید عبداللہ کو ایرانی حکومت کے حوالے کر دیں گے کیونکہ وہ انھیں مطلوب تھا، لیکن انھی دنوں عمان کے ساحل الباطنہ کے بلوچ سردار مرزا برکت شارجہ آئے۔ انھوں نے کہا: میں سید عبداللہ کو عمان لے جاتا ہوں اور الشیخ صقر کو عہد دیا کہ یہ آئندہ کبھی شارجہ نہیں آئے گا۔

ایک بلوچی کو ”سزائے موت“

دسمبر 1958ء کے اواخر میں بلوچوں کے محلّے میں کھجور کی شاخوں میں آگ لگنے سے ایک خیمہ جل گیا اور گھر والی جل کر مر گئی۔ اس کے خاوند پر جلانے کا الزام لگایا گیا۔ معاملہ قاضی کے پاس گیا۔ قاضی نے اس شخص کو گولی سے مار ڈالنے کا حکم دے دیا۔ بلوچ سردار سید عبداللہ اب شارجہ میں نہیں تھا۔ کوئی اور بندہ بھی نہ تھا جو اس کا دفاع کر سکے۔ اسے شہر سے باہر رولہ نامی بڑے درخت کے نیچے لے جایا گیا، جہاں عید وغیرہ کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خوشی پر لوگ اکٹھے ہوتے تھے تاکہ اسے وہاں سزائے موت دی جائے۔

دوسرے لوگوں کی طرح میں بھی گھر سے نکلا۔ لوگ رولہ درخت کی طرف دوڑے جا رہے تھے۔ ہمارے گھر میں جھاڑو لگانے والی ایک بلوچی عورت رو رہی تھی، کہنے لگی: تم کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: اس بندے کی موت دیکھنے۔ وہ بولی: نہ جاؤ۔ میں نے کہا: کیوں؟ کہنے لگی: یہ ظلم ہے۔ میں نے کہا: کیسے؟ وہ بولی: میں اس جل مرنے والی عورت کی ہمسائی ہوں۔ ہمارے خیموں کے درمیان باڑ بھی نہیں ہے۔ اس کا خاوند گھر میں نہیں تھا۔ وہ کھانا پکا رہی تھی کہ خیمے کو آگ لگ گئی اور وہ جل کر مرگئی۔ میں نے کہا: تیرے پاس اس کا کوئی گواہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں! سارے محلے والوں نے یہ منظر دیکھا ہے۔

ابھی وہ اپنی بات پوری نہ کر پائی تھی کہ میں دوڑا اور رولہ درخت کے نیچے پہنچا۔ اس بلوچی کے ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوئے تھے۔ اہلِ شارجہ اس کی موت کا منظر دیکھنے کے لیے قطار بنائے کھڑے تھے۔ سزائے موت پر عمل درآمد کے لیے سالم الباطنی نامی شخص مامور تھا، وہ بندوق بھر رہا تھا۔ میں اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا: بندوق نہ چلاؤ۔ یہ شخص بے گناہ ہے۔ میرے پاس گواہ موجود ہیں۔ میں نے بندوق کی نالی پکڑ لی۔ اس کا رخ میرے سینے کی طرف تھا۔ سالم الباطنی نے سپاہیوں سے کہا: اسے پکڑو، بندوق بھری ہوئی ہے۔ انھوں نے مجھے پکڑ لیا۔ بندوق کی نالی میرے ہاتھوں سے پھسل گئی۔

اتنے میں سالم الباطنی نے بلوچی پر گولی چلا دی۔ میں نے کہا: چھوڑ دو، چھوڑ دو۔ میں نے کوشش کی مگر سپاہیوں سے خود کو نہ چھڑا سکا۔ بلوچی گر پڑا۔ میں اس کی طرف لپکا کہ شاید اسے ہسپتال پہنچا سکوں۔ جب میں نے اس کا سر اٹھایا تو وہ اس دنیا کی زندگی چھوڑ چکا تھا، لیکن اس کی دونوں آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ مجھے دیکھ رہی تھیں اور شاید کہہ رہی تھیں: تمھارا شکریہ۔

قطر میں چند ماہ:

1957ء میں میری حقیقی بہن نامعہ کی شادی حاکم قطر کے بیٹے الشیخ محمد بن علی آل ثانی کے ساتھ ہو گئی۔ نامعہ کی کم سنی کے باعث میری والدہ بھی ساتھ ہی قطر چلی گئیں، گھر کی رونق ماند پڑ گئی۔ ایک سال بعد جون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1958ء میں ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا، تو میں اپنی والدہ اور بہن سے ملنے قطر گیا۔ وہاں میں چند ماہ رہا۔ اس دوران قطر کے شہر، بستیاں اور سمندر کے کنارے دیکھے۔ تین سال پہلے بھی میں قطر آیا تھا لیکن اب خاصی تبدیلیاں آ گئی تھیں۔ ایک دن میں دوحہ کی بندرگاہ گیا، جہاں لکڑی کے جہازوں سے سامان اتارا اور لادا جاتا تھا۔ یہاں پورے خلیجی علاقے، بھارت، پاکستان اور مشرقی افریقہ کی بندرگاہوں سے سامان پہنچتا تھا۔

وہاں بڑی گاڑیاں پتھر بھر بھر کر لا رہی تھیں۔ میں نے پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ دوحہ کی بندرگاہ کے توسیعی کام کا آغاز ہو رہا ہے۔ قطر میں پہاڑ نہیں تھے، یہ گاڑیاں پتھر کہاں سے لاتی تھیں؟ اس سوال کے جواب کے لیے میں نے گاڑی ایک ٹرک کے پیچھے لگا دی۔ دوحہ شہر کے جنوب میں کئی کلومیٹر کے فاصلے پر پتھریلا علاقہ تھا جس پر ہواؤں نے پہلے ریت بچھا رکھی تھی۔

خلیج سے بھارت سونے کی سمگلنگ

جولائی 1958ء کے شروع میں، میں نے بذریعہ طیارہ شارجہ واپسی کا فیصلہ کیا۔ شارجہ آنے والا طیارہ راستے میں ابوظبی ایئر پورٹ پر اُترا۔ ایئر پورٹ کا رن وے اور پسنجر لاؤنج چند ماہ پہلے شور زمین کی بھرائی سے تیار کیے گئے تھے۔ طیارہ رن وے کے آخر میں بھرائی کی زمین سے باہر نکل گیا، اس کے اگلے پہیے نرم شور زمین میں دھنس گئے اور اس کے بازو زمین سے آ لگے۔ پسنجر لاؤنج سے ایک گاڑی تیزی سے آئی۔ جب صورت حال کا پتہ چلا تو ایک فور وہیل گاڑی آ پہنچی۔ اس کا ڈرائیور نیچے اُترا جس کا نام ماشاء اللہ تھا۔ وہ شارجہ کا باشندہ تھا اور یہاں کام کرتا تھا۔ اس نے طیارے کے پہیے کے گرد زمین کھود کر اس کے راڈ سے ایک آہنی رسہ باندھا اور طیارے کو کھینچا جانے لگا مگر وہ نہ ہلا۔ تب ابوظبی ایئر پورٹ کی انتظامیہ نے بحرین سے دوسرا طیارہ منگوانے کا فیصلہ کیا تاکہ ہمیں شارجہ لے جایا جائے۔

ہم ماشاء اللہ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئے جبکہ ہم شارجہ کے مسافر صرف دو تھے: ابراہیم بن نصار اور میں۔ ہمیں سمندر کے کنارے ایک جگہ لے جایا گیا جس کی عمارت کھجور کی شاخوں کی تھی۔ ہم نے وہاں کھانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تناول کیا۔ پھر ہم نے ابوظبی کے اہم مقامات دیکھے۔ ان میں ایک حصن ابوظبی تھا جو سفید رنگ کی عمارت تھی اور اس کے کونوں پر برج سر بلند تھے۔ وہ شہر سے کچھ فاصلے پر واقع تھا۔ میں نے ماشاء اللہ سے پوچھا: ''کیا بحرین سے آنے والا طیارہ صرف میرے اور ابراہیم کے لیے ہے؟'' اس نے کہا: ''بحرین سے آنے والا طیارہ سونے کی بڑی مقدار کو منتقل کرنے کے لیے آ رہا ہے جو کہ تمھارے طیارے میں موجود ہے۔ اسی لیے اس کا ایک پہیہ شور زمین میں دھنس گیا۔'' سونے کا کارگو بحرین سے شارجہ منتقل کیا جاتا تھا اور پھر اسے بھارت سمگل کر دیا جاتا تھا۔

والد صاحب کی بیماری:

نئے تعلیمی سال کے آغاز اور میرے سکول جانے سے پہلے ایک رات میرے والد صاحب غسل خانے میں گر گئے، جس سے ان کی ران کی ہڈی آدھ سے ٹوٹ گئی۔ انھوں نے مجھے آواز دی۔ میں انھیں گاڑی میں دبئی کے المکتوم ہسپتال لے گیا۔ ہمارے قریبی اور رشتہ دار خبر گیری کے لیے دبئی آتے رہے۔ میرے بھائی خالد نے اس بارے میں ڈاکٹروں سے مشورہ کیا تو طے یہ پایا کہ انھیں علاج کے لیے قطر لے جایا جائے۔

میں اور خالد والد صاحب کے ساتھ جہاز پر قطر گئے۔ میں قطر میں زیادہ دیر رک نہ سکا اور اپنی پڑھائی کے لیے شارجہ واپس چلا آیا۔ قطر میں بھی ٹانگ کا علاج درست نہ ہو سکا تو میرے والد صاحب کو بیروت بھیجا گیا جہاں بربیر ہسپتال میں ان کی ہڈی میں سریا ڈالا گیا۔ یہ کام 1959ء کے شروع میں کامیابی سے ہوا تھا۔ ایک ماہ ہی گزرا ہو گا کہ والد صاحب اپنے پاؤں پر چلنے لگے۔

4 فروری 1959ء کی صبح میرے والد صاحب کو دماغی فالج ہوا۔ میں نے حاکم شارجہ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی کو تار بھیجا۔ وہ اپنے چچا کی خبر گیری کے لیے فوراً بیروت پہنچ گئے۔

لبنان میں قطری حکومت کے سفیر نے برطانوی سفارتخانے کے ذریعے، برطانیہ سے بڑا سرجن منگوانے کی درخواست کی تاکہ جلدی سے سرجری ہو۔

5 فروری 1959ء کو برطانوی ائیر لائنز کا طیارہ بیروت پہنچا، اس پر گائز ہسپتال کے انگریز ڈاکٹر مرے فاکنر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے ہمراہ ڈاکٹر ہملٹن کو لے کر آئے۔ اس سے ایک سال پہلے اس طرح کا آپریشن حمید فرنجیہ کا ہوا تھا۔

ڈاکٹر فاکنر کے پہنچتے ہی عمل سرجری شروع ہو گیا، جس سے ان کی یادداشت لوٹ آئی، لیکن ایک بازو اور ایک ٹانگ میں معمولی فالج باقی رہا۔

مارچ 1959ء میں وہ شارجہ واپس آئے لیکن صاحب فراش ہی رہے۔

شارجہ کی آگ:

مارچ 1959ء کی ایک دو پہر جنوب کی جانب سے شدید آندھی چلی جسے ''سہیلی'' کہا جاتا ہے۔ سید عبداللہ بلوچی جسے چند ماہ قبل شارجہ سے نکال کر مسقط عمان بھیجا گیا تھا، اس کے ساتھیوں کے محلے سے، جو شاہ ایران کے مخالفوں کا محلہ تھا، آگ بھڑک اٹھی۔ آگ ایک گھر سے دوسرے گھر تک پھیلتی چلی گئی۔ آگ کی چنگاڑیاں اڑ کر دوسری چھتوں تک پہنچیں۔ اس محلے کے اکثر گھروں کی چھتیں کھجور کی شاخوں کی تھیں، چنانچہ وہ سب گھر جل گئے اور ان کا کچھ بھی نہ بچ سکا۔

آگ لگنے سے دو دن بعد شارجہ ایئر پورٹ پر کئی ایرانی جہاز خیمے اور بستر لے کر آئے۔ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی کو ایک لاکھ روپیہ بھی ایرانی حکومت کی طرف سے پیش کیا گیا تاکہ آگ کے متاثرین کی زندگی دوبارہ بحال ہو سکے۔

شارجہ میں جنگی طیاروں کی ٹکر:

10 مارچ 1959ء کو ہم اپنے سکول کی کلاس میں پڑھ رہے تھے کہ اچانک زور دار دھماکہ ہوا جس سے کمرے کی دیواریں ہل گئیں۔ طلبہ باہر نکل آئے تاکہ دیکھیں کیا واقعہ پیش آیا ہے۔ پتہ یہ چلا کہ ہنٹر نامی برطانوی جنگی طیارہ شارجہ ایئر پورٹ سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا ہے۔ یہ مقام ہمارے مدرسہ سے چند سو میٹر کے فاصلے پر تھا۔

شارجہ ایئر پورٹ پر یہی اکیلا طیارہ تباہ نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد 5 جولائی 1959ء کو کینبرا نامی برطانوی جنگی طیارہ بھی گر کر تباہ ہو گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آٹھواں باب

ایران کا سفر

ہمارے گھر کے قریب ایک گھر میں ایک ایرانی ڈاکٹر جعفر نامی رہائش پذیر ہوا۔ اس نے شارجہ میں اپنا کلینک بھی کھول لیا۔ ڈاکٹر جعفر کا چھوٹا بھائی اس سے ملنے آیا، اس کے ساتھ میرا تعارف ہوگیا۔ کچھ ملاقاتوں کے بعد اس نے مجھے سفرِ ایران کی دعوت دی اور کہا کہ میں بھی تمھارے ساتھ جاؤں گا۔

میں نے اپنے دوستوں تریم بن عمران، عبداللہ بن عمران، محمد بن حمد شامسی اور یعقوب بن یوسف دوخی کے سامنے معاملہ رکھا، انھوں نے بھی اس سفر میں ساتھ جانے پر آمادگی ظاہر کی۔

میں نے اپنے والد صاحب کو بتایا۔ وہ صاحب فراش تھے۔ میں نے درخواست کی کہ وہ جنرل رحمانی کو خط لکھ دیں، جو میرے والد صاحب کے طہران میں علاج کے دوران ایرانی حکومت کی طرف سے ان کے ساتھ مامور تھا، تاکہ رحمانی ہمارے لیے انتظام کرے۔ ڈاکٹر جعفر نے فارسی میں خط لکھ دیا اور والد صاحب نے اس پر مہر لگا دی۔

ہم نے زمزم اینڈ سنز کی موٹر بوٹ "دلنش" شارجہ سے لنجہ تک جانے کے لیے کرائے پر لے لی۔ لنجہ فارس (ایران) کے ساحل پر واقع ہے۔

لنجہ تک بحری جہاز میں:

جولائی 1959ء کے آخر میں ہم شارجہ سے بعد نماز مغرب اس موٹر بوٹ پر ڈاکٹر جعفر کے بھائی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اس کا کپتان ایک بڑی عمر کا آدمی خلفان نامی تھا اور اس کے ساتھ موٹر بوٹ کے پتوار کو کنٹرول کرنے کے لیے ایک نوجوان معاون عبادوہ نام کا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موٹر بوٹ سمندر کا سینہ چیرتے ہوئے جارہی تھی۔ تریم بن عمران جمال عبدالناصر کی محبت میں سرشار تھا اور ڈاکٹر جعفر ایرانی کا بھائی شاہ ایران کی محبت کا دم بھرتا تھا، دونوں کے مابین گفتگو نے بحث مباحثہ کی شکل اختیار کرلی۔ ایک نے میرا دایاں بازو اور دوسرے نے بایاں بازو پکڑ رکھا تھا۔ میں ان دونوں کے درمیان فارسی اور عربی کا مترجم تھا اور کئی باتیں چھوڑ دیتا تھا جو ان میں سے کسی ایک کو غصہ دلا سکتی تھیں۔ بعض الفاظ کا فارسی ترجمہ میں نہیں جانتا تھا جو میرے زیرِاستعمال فارسی زبان کی ڈکشنری میں نہیں تھیں، مثلاً ''غیر جانبدار ممالک'' (دُوَل عدمِ الانحیاز) کی اصطلاح، ایسے موقع پر میں چپ رہتا۔ آخر کار میں نے ان دونوں کے جھگڑے سے خود کو نکالا اور موٹر بوٹ کی اگلی جانب جا کر کھڑا ہوگیا۔ وہاں انجن چلانے والا عبادوہ اپنے کام میں مشغول تھا، وہ مجھے سمندر کے خطرات بتانے لگا۔

تیل بردار جہاز سے ٹکراؤ کا خطرہ

اس دوران اچانک ایک دیو قامت تیل بردار جہاز، جو تیل کی عالمی منڈیوں کی جانب رواں دواں تھا، ہمارے قریب پہنچ گیا تھا۔ کپتان ابراہیم زمزم نے عبادوہ کو چیخ کر آواز دی کہ سپیڈ بڑھا دو، چنانچہ عبادوہ انجن کے کمرے کی طرف لپکا۔ ابراہیم زمزم کشتی کے پتوار کو بائیں طرف موڑنے لگا۔

عبادوہ نے انجن پورا تیز کردیا۔ سب سوئے ہوئے تھے۔ پتوار پر مامور خلفان بھی خوابیدہ تھا۔ ہماری کشتی تیل بردار جہاز کی نسبت بہت ہی چھوٹی تھی۔ جب کشتی اس کے برابر سے گزری تو کشتی کا اگلا حصہ اوپر اٹھ گیا اور پچھلا حصہ بہت نیچے ہوگیا، جیسے وہ سمندر میں ڈوبنے لگی ہو۔ تیل بردار جہاز کے انجنوں سے آوازیں آرہی تھیں۔ عبادوہ کہنے لگا: مجھے لگتا ہے کہ تیل بردار جہاز رُک جائے گا، میں نے کہا: اس اندھیرے میں؟ اس نے کہا: ہاں!

ہماری کشتی انتہائی تیزی کے ساتھ اس سے آگے نکل گئی جبکہ جہاز رُک گیا تھا۔ پھر ہماری کشتی گھوم کر جہاز کے دائیں طرف چلی گئی اور کپتان کے حکم پر عبادوہ نے اس کا انجن بند کردیا۔

میں نے ابراہیم سے پوچھا کہ ''جہاز رک کیوں گیا تھا؟''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا جواب تھا: ''تا کہ میں کشتی کے بہاؤ کو کنٹرول کر سکوں۔''

میں نے کہا: اگر جہاز آگے جاتا اور ہم آرام سے پیچھے پیچھے چلتے تو کیا بہتر نہیں تھا؟ اس نے کہا: پھر تو ہم بہت مشکل میں پھنس جاتے۔ میں نے کہا: کیوں؟ اس نے بتایا کہ وہ اپنے پیچھے ایسی بڑی بڑی موجیں چھوڑتا، جس سے ہماری کشتی سمندر کی گہرائیوں میں پہنچ جاتی۔

اب ہماری کشتی دوبارہ حرکت میں آئی اور چلتی گئی حتی کہ ایک جگہ وہ رُک گئی اور عبادوہ نے لنگر ڈالنا شروع کیا۔

میں نے کہا: ''ہم سمندر کے بیچ میں ہیں!''

عبادوہ بولا: ''ہم لنجہ کے سامنے ہیں۔''

لنگر ڈال دیا گیا تھا، میں منتظر تھا کہ لنجہ کا کیا منظر سامنے آتا ہے...... دور سے اذان کی آواز آرہی تھی...... اللہ اکبر...... اللہ اکبر...... مرغوں کی آوازیں بھی برابر سنائی دینے لگیں۔ سمندر کنارے اندھیرے میں مکان شمالاً جنوباً پھیلے نظر آرہے تھے۔ وہ ہمارے پیچھے سے طلوع فجر کے ساتھ سنہرے ہونے لگے۔ سورج کے چمکنے اور بلند ہونے کے ساتھ سفید چمکدار گھر روایتی خوبصورت شکلوں میں واضح ہونے لگے، جنھیں ماضی کی صدیوں میں ہمارے بزرگوں نے تعمیر کیا تھا۔

جب ہم سمندر کنارے اترے، ہم نے احمد بن عبداللہ سعدی کو اپنے استقبال کے لیے موجود پایا۔ اسے میرے والد کی طرف سے تار پہنچا تھا۔ اس نے سعدی فیملی کے سردار کے مہمان خانے میں ہمیں ٹھہرایا۔ ان دنوں لنجہ میں ہوٹل نہیں تھے۔ رئیس سعدی کے تعلقات بہت وسیع تھے۔ اس کے ہاں مسافر بکثرت ٹھہرتے تھے، جبکہ وہ کئی بحری تجارتی جہازوں کا ایجنٹ تھا۔

لنجہ سے شیراز تک:

رئیس سعدی کی فیملی بہت اچھی تھی۔ انھوں نے ہمیں کئی دن تک اپنا مہمان بنا کر رکھا جبکہ لنجہ اور شیراز کے درمیان فضائی سروس معطل ہوگئی تھی جس نے ہمیں وہاں پہنچانا تھا۔ مجبوراً ہمیں شیراز جانے کے لیے کار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرائے پر لینا پڑی۔

ہم نے لنجہ کے حاکم سے اس کے دفتر میں ملاقات کی۔ اس نے ہمیں ایک رقعہ دیا جس میں راستے کی تمام چیک پوسٹوں کو ہمارے متعلق نرمی کی ہدایات تھیں۔

گاڑی کا اگلا حصہ بند اور پچھلا کھلا تھا۔ ڈاکٹر جعفر کے بھائی نے پیچھے سمگل شدہ اشیاء سے بھرے دو بڑے صندوق اور ہمارے کپڑوں کے اٹیچی کیس رکھ دیے اور انھیں غالیچوں اور دری سے ڈھانپ دیا تاکہ کسٹم ڈیوٹی سے بچ سکے۔ گاڑی کا مالک اور ڈرائیور مرزوق تھا، جو ہمارے دوست یعقوب بن یوسف دوخی کے والد کے ہاں کاروں کی ورکشاپ (شارجہ) میں کام کرتا تھا۔ ہم لنجہ سے شیراز کے لیے عصر کے بعد روانہ ہوئے اور ساحل سے دور اور پہاڑوں کے قریب ہوتے گئے۔ دور سے ہم راس بستانہ اور شناص کی بستیوں کو دیکھتے ہوئے جا رہے تھے، پھر ہموار علاقہ آیا جہاں کچھ بڑے چھوٹے درخت تھے۔

اچانک کچھ سپاہیوں نے گاڑی کا راستہ روکا۔ پھر درختوں کی طرف سے ایک کمزور جسم کا آدمی پینٹ شرٹ میں سامنے آیا، لگتا تھا کہ وہ افسر ہے۔ وہ لوگ تفتیش پر مامور تھے۔ ان سے ڈاکٹر جعفر کے بھائی نے کہا: ہمارے پاس ہم سے تفتیش نہ کرنے کے متعلق حاکم لنجہ کا رقعہ ہے۔

افسر نے کہا: حاکم لنجہ کے احکامات وہاں چلتے ہیں، یہاں نہیں۔ افسر نے ہماری گاڑی کی تلاشی لینی شروع کی۔ ایک ہاتھ میں حاکم لنجہ کا خط پکڑا اور دوسرے گندے ہاتھ سے ہمارے بیگ کھولنے لگا۔ ڈاکٹر جعفر کے بھائی نے کہا: میں بھی شیراز کی داخلی پولیس کا افسر ہوں۔ وہ افسر بولا: تم شکل سے افسر نہیں لگتے۔ مجھے قلم دو۔

ڈاکٹر جعفر کے بھائی نے قلم دیتے ہوئے کہا: میرا قلم گندا نہ کرنا۔ اس پر افسر طیش میں آ گیا۔ اس نے سپاہیوں کو بلا لیا جنھوں نے گاڑی کو گھیر لیا۔ جھگڑا ہونے کو تھا کہ ڈاکٹر جعفر کے بھائی نے بیگ سے اپنے کاغذات نکال کر افسر کو دکھائے۔ ان کاغذات کو دیکھتے ہی وہ افسر زمین پر گویا گر گیا۔ وہ جھکتے ہوئے بار بار کہتا رہا: شیخ! میں نے جو کچھ کیا، اس پر معافی چاہتا ہوں۔

پھر وہ سپاہیوں سے مخاطب ہوا: لائن بناؤ اور سیلوٹ کرو! سپاہیوں نے سیلوٹ کے لیے بندوقیں اٹھائیں، وہ بھی اپنا ہاتھ اٹھا کر سیلوٹ کر رہا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں گاڑی کے پچھلے حصے میں بیٹھنے لگا تو تریم بن عمران نے کہا: پیچھے نہ بیٹھو! ڈرائیور کے ساتھ آگے بیٹھو! میں نے کہا: اگلا حصہ بہت گرم ہے۔ تریم نے کہا: کچھ دیر آگے بیٹھو، پھر پیچھے چلے آنا۔ میں ڈرائیور مرزوق کے ساتھ بیٹھا، دایاں ہاتھ اور سر باہر نکال کر افسر کے سلیوٹ کا جواب دے رہا تھا جو کار کے پہیوں سے اٹھنے والے غبار میں چھپتا جا رہا تھا۔ گاڑی پہاڑی سلسلے میں اونچے نیچے راستے پر لڑکھڑاتی چلی جا رہی تھی۔ تاریکی چھا گئی تھی اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ہماری کل دنیا وہ گاڑی اور اس کے آگے چند میٹر تک جانے والی لائٹ تھی۔

شارع عام پر سونے کی فیس

میدانی علاقے میں داخل ہو کر اچانک گاڑی رکی۔ مرزوق نے کہا: یہ مغوہ ہے، یہ میرا علاقہ ہے۔ بعض قضائے حاجت کے لیے نکلے، بعض نے زمین پر کپڑا بچھایا اور لیٹ گئے۔ کچھ دیر تک مرزوق کھانا اور پانی لے آیا۔ کھانے کے بعد میں نے مرزوق سے کہا: مغوہ کے بزرگ الشیخ سلطان بن احمد المرزوقی کا قلعہ مجھے دکھاؤ۔ ہم نے وہ عظیم الشان قلعہ دیکھا۔ اس کی دو منزلیں تھیں۔ اس کا صدر دروازہ ایک دالان میں کھلتا تھا جس کے دونوں طرف نشست گاہیں تھیں۔

ہم گاڑی پر سوار ہوئے۔ کچھ چلے ہوں گے کہ تھکاوٹ کی شدت سے ہم میں سے ہر ایک پر گہری نیند غالب آ گئی۔ پھر مرزوق کی آواز پر جاگ اٹھے۔ وہ کہہ رہا تھا: یہ کوخرد شہر ہے۔ میں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اپنے دائیں اور بائیں اینٹوں کے بنے مکان دیکھے۔ گاڑی اس شہر کی گلیوں سے گزر رہی تھی۔ پھر دوسری مرتبہ ہم مرزوق کی آواز پر جاگے۔ وہ کہہ رہا تھا: یہ بستک شہر ہے، یہاں تم سو لو۔ ہم زمین پر کپڑے بچھا کر سو گئے۔ ہمیں کچھ معلوم نہ تھا کہ ہمارے ارد گرد کیا ہے۔ صبح سورج کی کرنوں سے ہم بیدار ہوئے۔ سامنے ایک دکان پر ایک شخص روٹیاں پکا رہا تھا۔ ہم نے اس سے روٹیاں اور فرائی انڈے لیے۔ دکان والے کو پیسے دیے، لیکن اس کا ہاتھ پھر بھی آگے بڑھا ہوا تھا۔ ہم نے کہا: اور کیا؟ اس نے کہا: شارع عام پر رات سونے کی فیس ادا کرو۔ یہ میری طرف سے نہیں بلکہ یہ میونسپلٹی نے مقرر کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رئیس سعدی کے مہمان خانے میں

جب ہم ہرمود شہر سے گزرے، سورج نصف النہار پر تھا۔ یہ شہر سڑک سے دوسو (200) میٹر دور تھا، ہم نے وہاں گاڑی کھڑی کر کے ایک دکان سے روٹی اور جما ہوا دہی خریدا۔ وہاں ہرمود شہر کا ایک جوان آیا۔ وہ مجھے جانتا تھا۔ اس نے گھر آنے کی دعوت دی۔ میں نے معذرت کی۔ اس نے بہت اصرار کیا...... پھر وہ دوڑ کر گھر گیا اور ایک زندہ بکرا لا کر مجھے پیش کیا۔ میں نے پھر معذرت کی اور اس کرم فرمائی پر اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس دن عصر کے وقت ہم لار شہر کے ٹیکسی سٹینڈ پر پہنچے۔ وہاں ہم نے رئیس سعدی کے رشتے دار کا گھر معلوم کیا۔ اس کا نام یوسف بلوکی تھا۔ وہ ہمارے انتظار میں تھا۔ علیک سلیک کے بعد اس نے کہا: ہمیں لنجہ سے جو تار ملا، اس کے مطابق آپ کو ظہر تک پہنچنا تھا۔ آپ کچھ لیٹ ہو گئے ہیں۔

یوسف بلوکی نے ہمیں رئیس سعدی کے مہمان خانے پہنچا دیا۔ وہ ٹھنڈا کمرہ تھا۔ اس میں سارا دن اے سی چلتا رہا۔ اس کی دیواروں کے ساتھ تکیے لگے تھے۔ بیڈ بھی پڑے تھے۔ ہم ان پر لیٹ گئے۔ فوراً ہمیں نیند آ گئی۔

بے خبری میں میرے پاؤں کھانے کے برتنوں سے ٹکرا گئے۔ میں بیدار ہو گیا۔ وہاں انواع واقسام کے کھانوں کے برتن سجے ہوئے تھے۔ مٹھائیاں، پھل اور گوشت کی کئی اقسام تھیں۔ میں نے ساتھیوں کو بھی جگایا، پھر میں یوسف کو ڈھونڈھنے لگا۔ وہ آ گیا اور بولا: یہ آپ کا دوپہر کا کھانا ہے، تناول فرمائیں!

ہم نے کھانا کھایا، چائے پی اور اس سے اجازت لی۔ میرے ساتھی گاڑی پر سوار ہونے لگے جبکہ میں اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے چند لمحے کھڑا رہا۔

بلدیہ لار کا اخبار ''علمدار''

اتنے میں ایک طویل قامت خاتون ہماری طرف آئی اور کہنے لگی: ''گاڑی کار پارکنگ میں لے چلو۔ تم سے پوچھ گچھ ہو گی۔ یہ گاڑی میں کون لوگ ہیں؟''

یوسف نے کہا: ''یہ شارجہ کے شیوخ کے بیٹے ہیں۔ رئیس سعدی کے مہمان ہیں۔ اور تمھارے ہاتھ میں یہ کیا ہے؟''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاتون بولی: ''یہ تازہ خبریں ہیں۔'' پھر کہنے لگی: ''بچی کھچی خبریں تم بھی سن لو۔ فلاں کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے اور فلاں نے پچاس ہزار میں بیچا ہے...... وغیرہ وغیرہ۔''

وہ چلی گئی تو میں نے یوسف سے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''اس کا نام ''علمدار'' ہے اور یہ بلدیہ لار کا روزانہ کا اخبار ہے۔''

اس دن غروب آفتاب سے قبل ہماری گاڑی لار شہر سے نکل گئی۔ کچھ دیر پہاڑی علاقے میں چلنے کے بعد گاڑی ایک چیک پوائنٹ پر رکی۔ ڈاکٹر جعفر کے بھائی نے ضروری کاغذات لیے اور انھیں دکھاتے ہوئے کہا: معزز لوگ، شارجہ کے شیوخ کے بیٹے اور حکومت کے مہمان ہیں۔ پھر اس نے جنرل رحمانی کے نام میرے والد صاحب کا خط بھی دکھایا۔ خط پڑھنے کے بعد انھوں نے ہمیں سلیوٹ کیا۔ ہم وہاں سے آگے نکل گئے۔

ایک تنگ پہاڑی موڑ پر پہنچ کر صورتحال یہ تھی کہ گاڑی کو دھکا لگایا جاتا یا پیچھے پتھر رکھے جاتے کہ وہ لڑھک نہ جائے۔ کبھی ہم روکو...... روکو...... کہتے اور کبھی کہتے پیچھے آنے دو...... دوپہر کے وقت ہم جہرم نامی شہر پہنچے۔ اس کے باغات پھلوں سے لدے ہوئے تھے، ان کے درمیان پبلک گارڈن تھا۔ اس کے بیچ میں پررونق مقام پر ایک ہوٹل تھا۔ ہم نے کھانے کا آرڈر دیا اور انھوں نے بھنا ہوا گوشت اور لذیذ کھانے ہمیں پیش کیے۔

کسی شخص سے پوچھا گیا: باورچیوں کو ماہر کس چیز نے بنایا؟ اس نے کہا: بھوک نے۔

جہرم اور شیراز کے مابین علی آباد نامی علاقہ تھا۔ یہاں تربوز اور خربوزے بہت تھے۔ وہ شارع عام پر فروخت کیے جا رہے تھے۔

رات کے آغاز میں ہم شیراز شہر کے باہر پہنچ گئے۔ ایک چیک پوسٹ پر ہمیں روکا گیا۔ ہم گاڑی سے اتر گئے، سوائے ایک بچے کے جو جہرم سے ہمارے ساتھ سوار ہوا تھا۔ ڈاکٹر جعفر کے بھائی نے اتر کر سپاہیوں کو تفصیلات دیں اور اپنے ماموں سے رابطہ قائم کیا۔ شیراز میں اس کے ماموں سکیورٹی افسر تھے۔ انھوں نے حکم دیا کہ گاڑی کو محافظوں کے ہمراہ سکیورٹی ہیڈ کوارٹر بھیج دیا جائے۔

سکیورٹی ہیڈ کوارٹر میں ڈاکٹر جعفر کے ماموں نے ہمارا استقبال کیا اور ہمیں اجازت دی کہ ہم گاڑی کے سامان سمیت شیراز میں داخل ہو سکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تختِ جمشید کی سیر

ڈاکٹر جعفر کے بھائی نے ہمیں فندق متواضع (ہوٹل) کے دروازے پر اتارا اور خود اپنے بیگ گھر پہنچانے چلا گیا۔ ہم شیراز میں تین دن رہے اور شہر کے مشہور مقامات کی سیر کی۔ ہم شیراز سے ساٹھ (60) کلومیٹر دور تخت جمشید بھی دیکھنے گئے۔ وہاں ہم نے پانچویں صدی قبل مسیح کے آثار دیکھے۔ ان کھنڈروں میں نہایت بلند و بالا ستون تھے۔ یہ اس علاقے کی قدیم ترین ہخامنشی سلطنت کا صدر مقام تھا جسے پرسی پولس بھی کہا جاتا ہے۔[1] یہاں تراشیدہ چٹانوں کی ایک عمارت پر کندہ تھا: ''ہخامنشی بادشاہ کو اس کی رعایا تحفے پیش کر رہی ہے۔'' میں دل میں سوچ رہا تھا: ابتدائی تاریخ کے اس دور میں ہمارا بھی کہیں نشان ہے؟ اچانک پتھروں پر بنے ایک تصویری خاکے پر نگاہ ٹھہری، جس میں ایک عربی آدمی اپنا اونٹ چلائے جا رہا تھا۔

شیراز سے اصفہان اور طہران:

چوتھے دن ہم نے شیراز سے طہران جانے کے لیے گاڑی کرائے پر لی۔ راستے میں ہم نے اصفہان کی سیر کی۔ دریائے اصفہان کے کنارے ایک ہوٹل پر ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ یہاں ہم نے ایک قدیم ترین پل دیکھا، اس پل کی عمر چارسو (400) سال تھی اور یہ تینتیس (33) محرابوں سے مل کر بنا تھا۔

طہران میں ہمارا ہوٹل پارلیمنٹ کے احاطے کے سامنے تھا۔ اگلے دن ہم نے سید شاہینی سے ملاقات کی۔

[1] تخت جمشید (Pasargadae) کو یونانیوں نے پرسی پولس (شہرِ فارس) کا نام دیا تھا جو پارسہ گرد (Pasargadae) سے ماخوذ ہے۔ یہ شیراز سے 70 کلومیٹر شمال مشرق میں ہے۔ یہاں ہخامنشی بادشاہ سائرس اعظم (کوروش کبیر یا ذوالقرنین) کا مقبرہ اور سنگی تمثال ہے۔ سکندر اعظم نے 330 ق م میں پرسی پولس کو تباہ کر دیا تھا۔ اسی کے کچھ عرصہ بعد پرسی پولس سے 40 کلومیٹر شمال میں نیا شہر اصطخر کے نام سے آباد ہوا اور اس کے لیے پرسی پولس کے کھنڈروں کے پتھر استعمال کیے گئے۔ عیلامی مٹی کتبے کے مطابق پارسہ گرد پہلوی نام پاتھرا گاڈا (Pathragada) یا باترا کا تاس (Batrakatas) سے ماخوذ ہے۔ ساسانی بادشاہ اردشیر اول کا دادا ساسان اصطخر میں اناہید (زیرہ) دیوی کے آتش کدے کا نگران تھا۔ ساسانی بادشاہ دشمن مقتولین اور مسیحی ''شہدا'' کے سر اصطخر کی دیواروں سے لٹکایا کرتے تھے۔ یہاں دارا اول نے 512 ق م میں مرودشت میں کوہِ رحمت پر تختِ جمشید تعمیر کیا۔ عربی لفظ فردوس، یونانی Paradaisa اور انگریزی Paradise پارسہ گرد ہی سے ماخوذ ہیں۔

(Atlas of the Islamic Conquests, Darussalam, P, 175-176)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید شاہینی ایک ایرانی آدمی ہے لیکن وہ عربی بہت روانی سے بولتا ہے۔ وہ سید ابراہیم المدفع کا دوست ہے جو کہ حاکم شارجہ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی کے وزیر ہیں۔ سید شاہینی نے جنرل رحمانی کے ساتھ ہماری ملاقات طے کرائی، اسے میں نے اپنے والد صاحب کا خط دیا۔

شاہِ ایران اور جمال ناصر کے حریف ثنا خوان

سید شاہینی روزانہ ہمیں ملتا تھا۔ اس کے اور تریم بن عمران کے مابین گفتگو چلتی رہتی تھی۔ تریم بن عمران جمال عبدالناصر کا شیدائی اور سید شاہینی شاہ ایران کی محبت میں غرق تھا۔ ہم نے ایک روز طہران کی رصدگاہ دیکھی۔ جب شاہینی ہم سے ملنے آیا تو اس نے ہم سے پوچھا: ''کیا آپ نے طہران کی رصدگاہ دیکھی؟'' تریم بن عمران نے جھٹ جواب دیا: ''فی الحال، رصدگاہ حلوان دیکھی ہے!''

شاہینی نے میری طرف مڑ کر پوچھا: ''رصدگاہ حلوان کہاں ہے؟'' میں نے کہا: ''مصر میں۔'' شاہینی بولا: ''میرا بھی یہی خیال تھا۔''

شاہ ایران نے قوم سے خطاب کیا تو شاہینی ہمارے پاس آیا اور اس نے پوچھا: ''کیا تم نے شاہ کا خطاب سنا؟'' تریم نے جواب دیا: ''ان دنوں عبدالناصر کا خطاب سننے والا ہوتا ہے۔ شاہ کے خطاب میں چار باتیں ہوتی ہیں جبکہ عبدالناصر کا خطاب 40 گھنٹے جاری رہتا ہے۔'' شاہینی بولا: کلام الملوک ملوک الکلام (بادشاہوں کی باتیں کلام کی بادشاہ ہوتی ہیں۔)

شاہینی بہت کنجوس تھا۔ ایک روز اس نے طہران کے باہر ایک ہوٹل میں دوپہر کے کھانے کی دعوت دی۔ کھانے کا بل خاصا زیادہ تھا۔ وہ ہم نے اپنے سفری بجٹ سے ادا کر دیا جو ختم ہونے کو تھا۔ اگلی شام السید شاہینی آیا اور اس نے بتایا کہ میں نے طہران کے سب سے اعلیٰ ہوٹل میں آپ کے لیے عشائیے کا آرڈر دے دیا ہے۔ ہمارا بجٹ محمد شامسی کے پاس تھا، اس نے کہا: ''سلطان اور میں تو نہیں جا سکتے کیونکہ ہمیں سینما جانا ہے۔'' تریم بولا: ''سلطان اور محمد سینما دیکھنے جائیں گے۔ میں اور بھائی عبداللہ اور یعقوب تمھارے ساتھ چلیں گے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس مرغن ضیافت سے واپس آ کر انھوں نے یہ کہانی سنائی۔ تریم نے کہا: ''ہم نے مہنگے کھانے منگوائے۔ جب بل چکانے کا وقت آیا تو میں نے کہا کہ میں واش روم جا رہا ہوں۔ وہاں سے میں نے عبداللہ کو ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلا لیا۔ پھر یعقوب کو اشارہ کیا تو وہ بھی میرے پاس پہنچ گیا۔ ہم نے طویل انتظار کیا اور واش روموں کے پیچھے سے السید شاہینی کو دیکھتے رہے۔ وہ اپنی نظر کی خرابی کے ساتھ ہمیں ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ دریں اثنا ہوٹل گاہکوں سے خالی ہو گیا اور ہوٹل والے شاہینی کے سر ہوئے حتیٰ کہ اس نے بل ادا کر دیا۔''

تریم کے بقول جب وہ عبداللہ اور یعقوب کے ساتھ میز پر واپس آیا تو اس نے تالی بجا کر کہا: ''حساب!''

السید شاہینی روکھے منہ سے بولا: ''وہ میں نے چکا دیا۔''

جنرل رحمانی سے ہماری ملاقات ہوئی۔ اس نے ہمیں بتایا کہ عنقریب ایک جہاز شارجہ جا رہا ہے تاکہ ام القیوین کے شیخ کو طہران لے آئے جسے شاہ ایران نے دعوت دی ہے۔ تم اس طیارے پر شارجہ جا سکتے ہو۔

تریم نے کہا: ''سلطان ریل گاڑی پر سفر کرنا چاہتا ہے، لہٰذا ہم نے طے کیا ہے کہ ہم ریل گاڑی پر خرم شہر تک سفر کریں گے، پھر برٹش انڈین شپنگ لائن سے شارجہ جائیں گے۔ جنرل رحمانی نے کہا: ہم پروگرام اس طرح مرتب کرتے ہیں کہ تم لوگ بحیرۂ قزوین تک ریل گاڑی میں سفر کرو، وہاں چند روز گھومو پھرو، پھر طیارے پر شارجہ چلے جانا۔

بحیرۂ قزوین کے ساحل پر:

اگلے دن ہمارے ہوٹل میں دو گاڑیاں پہنچیں تاکہ ہمیں ریلوے سٹیشن پہنچائیں۔ ایک ایرانی جوان کو ہمارا ترجمان بنا کر بھیجا گیا تھا، اس کا نام لبّاف تھا۔ ہم ریل پر سوار ہو گئے۔ اچانک ریل کا ایک افسر ہماری طرف آیا، وہ سلطان...... تریم کہہ کر آوازیں دے رہا تھا، وہ بہت خوشی سے ہمیں ملا۔ وہ چند ہفتے پہلے ہمارے والد کا شارجہ میں مہمان بن چکا تھا۔ والد صاحب نے خود اسے دعوت دی تھی، کیونکہ وہ ان کے طہران میں علاج کے دوران والد صاحب کا بہت خیال رکھتا تھا اور اس کی بیوی والد صاحب کی نرس تھی۔

ریل کے اس افسر نے سب ملازمین کو ہمارا خصوصی خیال رکھنے کی ہدایت کر دی۔ گاڑی روانہ ہوئی۔ دن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھر کا سفر تھا۔ ہم راستے کے مناظر سے خوب لطف اندوز ہوئے۔ تریم ایرانی مترجم کے ساتھ شاہ ایران کی سیاست کے متعلق گفتگو کرتا رہا۔

ہم بحیرۂ قزوین کے کنارے آخری سٹیشن بندر پہلوی پہنچے۔ بندر گاہ بننے سے پہلے اس شہر کا نام انزلی تھا۔ یہاں لینڈ روور گاڑی ہمارے انتظار میں تھی۔ وہ ساحلی سڑک پر مغرب کو چلتی ہوئی ہمیں بحیرۂ قزوین کے کنارے چالوس شہر میں لے گئی۔ یہاں ہم نے کئی منزلہ ہوٹل میں رات گزاری۔ صبح مطلع نہایت ابر آلود تھا اور بوندا باندی ہو رہی تھی۔

ہم مغرب کی جانب ساحلی سڑک پر ہو لیے اور مشہور گرمائی مقام رام سر پہنچ گئے۔ وہاں ایک ہوٹل میں ٹھہرے۔ اگلے دن ہم کار پر ساحلِ سمندر پہنچے۔ وہاں ہم نے چائے کے باغات کی سیر کی اور چائے کو خشک اور تیار کرنے کے مراحل دیکھے۔ تیسرے دن ہم ساحلی سڑک کے ذریعے بعض اندرونی علاقوں میں گئے۔ یہاں چاول کے کھیت تھے، جن سے ایسی خوشبو اٹھ رہی تھی جو چاول پکتے وقت محسوس کی جاتی ہے۔

ڈرائیور کھیتوں میں کام کرتے کسانوں سے رشت شہر کی مسافت پوچھتا۔ وہ پانچ، دس اور پندرہ فرسخ بتاتے جاتے تھے۔

ایران روس سرحد پر لگے سپیکروں سے مخالفانہ پروپیگنڈہ

رشت شہر میں ہم دوپہر کے وقت پہنچے۔ اس کی سڑکوں پر مالٹے کے درخت لگے تھے جو پھلوں سے لدے ہوئے تھے۔ بحیرۂ قزوین کے ساحل پر ایران اور روس کی سرحد کے قریب آستر شہر پہنچ گئے۔ سرحد پر ایک ندی پہاڑیوں سے اُتر کر سمندر میں گر رہی تھی۔ ندی کے دونوں کناروں پر کھمبوں کے ساتھ لاؤڈ سپیکر لگے ہوئے تھے۔ روسی سرحد پر ان سے شاہی نظام کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جا رہا تھا اور ایران کی جانب سے ان پر سوویت (کمونسٹ) نظام کو برا بھلا کہا جا رہا تھا۔[1]

[1] یہ صورتِ حال رُوس کے کمونسٹ نظام (1917ء تا 1991ء) کو دنیا بھر میں پھیلانے کی جستجو کے باعث تھی۔ تب رُوس یونین آف سوویت سوشلسٹ ری پبلکس (USSR) کہلاتا تھا جسے مختصراً سوویت یونین یا سوویت روس کہتے تھے۔ تب ایران کے شمال مشرق اور شمال مغرب میں روس سے اس کی سرحدیں ملتی تھیں لیکن دسمبر 1991ء میں سوویت روس کی شکست و ریخت پر ترکمانستان، ◄◄

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آستر سے ہم واپس رام سر آئے۔ چوتھے دن ہم اسی کار پر کرج کے راستے طہران آ پہنچے۔

1959ء کے ماہ اگست کے آخر میں ہم اس ایرانی جہاز پر شارجہ آن اُترے جو ساحلی شیوخ کے لیے حکومت ایران کی دعوت پر الشیخ احمد بن راشد المعلا کو لینے گیا تھا۔ ان سے پہلے کئی شیوخ ایران پہنچ چکے تھے، لیکن الشیخ احمد بن راشد المعلا بیماری کے سبب پہلے ہوائی جہاز میں سوار نہ ہو سکے تھے۔

طہران میں اسرائیلی دفتر کا افتتاح:

ماہ ستمبر 1959ء کے آغاز میں حکومت ایران نے طہران میں اسرائیلی دفتر کھولنے کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان کے خلاف بحرین میں بہت احتجاجی مظاہرے ہوئے۔

5 ستمبر 1959ء کو شارجہ میں بھی اس کے خلاف ایک احتجاجی مظاہرہ ہوا۔ میں اور تریم بن عمران اس کی قیادت کر رہے تھے۔ ایک شیخ کو ایران لے جانے کے لیے ایک ایرانی ہوائی جہاز شارجہ پہنچنے والا تھا۔ مظاہرین شاہ کی حکومت کے خلاف نعرے لگاتے ائیر پورٹ تک جا پہنچے۔ طیارہ اُترا تو دروازے میں کھڑا جنرل رحمانی دونوں ہاتھ اٹھائے مظاہرین کو جواب دے رہا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ سلطان القاسمی اور تریم بن عمران میرے استقبال کے لیے لوگوں کو لائے ہیں جن کا اس نے طہران میں خیال رکھا تھا، چنانچہ وہ پکار رہا تھا: سلطان ...... تریم ...... سکیورٹی فورسز کے سپاہی اسے جہاز کے اندر کو دھکیلتے تھے مگر وہ ان کی مزاحمت کرتے ہوئے کہتا تھا:

یہ میرے دوست ہیں اور میرے استقبال کے لیے آئے ہیں۔

▸▸ قازاقستان، آرمینیا اور آذر بائیجان کے آزاد ہونے سے رُوس کی سرحدیں شمال میں بحیرۂ قزوین (Caspian Sea) کے پار چلی گئی ہیں۔ اب ترکمانستان ایران کا شمالی مشرقی ہمسایہ ہے اور شمال مغرب میں ایران کے ہمسائے آذر بائیجان اور آرمینیا ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواں باب

بعث پارٹی

شارجہ کلچرل کلب

1959ء کے ماہ ستمبر کے آغاز میں، میں نے شارجہ میں کلچرل کلب کا افتتاح کیا۔ چار سال سے یہ بند پڑا تھا۔ اس کلب کی بنیاد 1952ء میں شارجہ کے چار نوجوانوں کے ہاتھوں رکھی گئی تھی۔ انتظامی کمیٹی درج ذیل افراد پر مشتمل تھی:

❁ الشیخ خالد بن سلطان القاسمی، ❁ الشیخ محمد بن سلطان القاسمی، ❁ حمد بن ماجد القاسمی، ❁ صقر بن راشد القاسمی، ❁ عبداللہ بن جمعۃ المطوع، ❁ ابراہیم بن عبید الشاعر

یہ کلب 1954ء میں الشیخ خالد بن سلطان القاسمی کے سعودیہ منتقل ہو جانے اور الشیخ محمد بن سلطان القاسمی کے صوبہ شرقیہ میں نائب حاکم شارجہ متعین ہونے پر بند ہو گیا تھا۔ اس صوبے کا صدر مقام خورفکان میں تھا۔

گزشتہ دور میں اس کلب کی سرگرمیاں صرف ثقافتی قسم کی تھیں۔ جب میں نے اسے دوبارہ شروع کیا تو اسے شارجہ کی فٹ بال ٹیم کا مرکز بھی بنا دیا جو برطانیہ کی وزارت ثقافت کے تحت بنائی گئی تھی۔ پہلے میں ٹیم کا ممبر تھا، پھر مجھے کپتان بنا دیا گیا۔

لوگ اس کلب میں آنے لگے، انھوں نے اسے ملاقات کا مرکز بنا لیا۔ یہاں وہ اور کھیلوں میں بھی مشغول رہتے۔ اس کلب میں آنے والوں میں مدرسہ قاسمیہ کے لیے قطر کے مبعوث معلم و مدرس طلال شرارۃ بھی شامل تھے۔

میرے اور اس کے مابین عرب قومیت کی بنا پر دوستی ہو گئی۔ ایک دن اس نے فی سبیل البعث (بعث کی راہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں) نامی کتاب مجھے پڑھنے کے لیے دی۔ یہ میشیل عفلق نے لکھی تھی۔ اس کے اوراق زیادہ ہونے کے باعث پڑھنے میں زیادہ دن لگ گئے۔ [1]

جب میں کتاب پڑھ چکا تو اس نے مجھ سے پوچھا: کیسی کتاب ہے؟ میں نے کہا: اگر یہ نظریات ثابت ہوں تو کتاب اچھی ہے۔ ایک ماہ پورا گزر گیا تو طلال شرارۃ یہ سوچ اُبھارنے لگا کہ کاش یہاں ایک تنظیم ہو جس سے عرب علاقوں میں عرب قوم کے مابین وحدت پیدا ہو سکے۔

ایک دن مجھے معلوم ہوا کہ اس تنظیم کا نام بعث پارٹی (حزب البعث) ہے۔ ان دنوں یہ جماعت عرب علاقوں میں متعارف ہو رہی تھی۔ اس نے مجھے اس تنظیم میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ ایک دن اس نے مجھے بتایا کہ بعث پارٹی میں تمھارا نام درج کروا رہا ہوں۔ وہ مجھے اپنے گھر لے گیا اور کہا: قسم کھانا ضروری ہے۔ ہم دو آدمی ہیں، تیسرا ہونا چاہیے۔ تم انتظار کرو میں تیسرا لے کر آتا ہوں۔ طلال اس کمرے سے نکلا۔ واپس ہوا تو اپنے ساتھ تریم بن عمران کو لے آیا۔ ہم دونوں حیران ہو گئے۔ کچھ دیر خاموشی طاری رہی۔ تریم مجھ سے سبقت لے گیا تھا لیکن وہ سمجھ رہا تھا کہ میں اس سے سبقت لے گیا ہوں۔ اس خاموشی کو طلال شرارۃ نے یہ کہہ کر توڑا: سلطان! قسم کھائے گا اور تریم اس پر گواہ ہوگا۔ پھر تریم قسم کھائے گا اور سلطان اس پر گواہ ہوگا۔ پھر میں نے اس سے مصافحہ کرنے کے لیے اپنے ہاتھ آگے بڑھا دیے۔

1959ء کے آخری ایام گزر گئے اور 1960ء کا آغاز ہو گیا۔ طلال شرارۃ جو کتب اور پمفلٹ لاتا تھا، ہم پڑھتے اور قومی افکار اور ایک ثقافت کے متعلق غور کرتے تھے۔

بعث پارٹی کا ایک راز افشاء:

اپریل 1960ء میں طلال شرارۃ پریشان ہو کر میرے پاس آیا۔ اس کے پاس وزارت تعلیم قطر سے حکم آیا

[1] یہ مائیکل عفلق (میشیل عفلق) شامی عیسائی تھا جس نے عربوں کو اسلامی وحدت کے بجائے ”عرب قومیت“ کے گمراہ کن راستے پر ڈال دیا۔ اس کی پیروی میں جمال عبدالناصر (مصر)، حافظ الاسد (شام) اور صدام حسین (عراق) جیسے لیڈروں نے عرب قومیت کے نعرے بلند کر کے عالمِ عرب اور عالمِ اسلام کو جو نقصان پہنچایا، وہ محتاجِ بیان نہیں۔ عرب قومیت کے خناس نے مسلمان عربوں کو متحد نہیں ہونے دیا جس کے نتیجے میں ان کی وحدت پارہ پارہ ہو گئی اور اس دوران میں مردودِ زمانہ یہودی اسرائیل کو بظاہر ناقابلِ تسخیر بنا چکے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ اس کلاس کی تکمیل پر تمھاری ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔ اس نے کہا: میں اس معاملے کی تحقیق کے لیے قطر جانا چاہتا ہوں، لیکن پریشانی یہ ہے کہ اگر میں اپنے لبنانی پاسپورٹ پر گیا تو مجھے قطر میں ہی روکے جانے کا خدشہ ہے۔ میں نے کہا: میں تمھیں حکومت شارجہ سے عارضی پاسپورٹ بنوا دیتا ہوں۔ اور وہ بن گیا۔

طلال شرارۃ شارجہ ائیر پورٹ گیا اور قطر کو پرواز کر گیا۔ واپسی ٹکٹ کے مطابق اگلے دن مغرب کے بعد وہ واپس آیا۔ میں نے اس کا استقبال کیا اور اسے اپنی گاڑی پر شارجہ کلچرل کلب میں لے گیا۔

راستے میں طلال شرارۃ نے مجھے بتایا کہ شارجہ میں قطری تعلیمی وفد کے سربراہ عبدربہ صقر نے اس کے بارے میں ایک رپورٹ لکھی ہے کہ وہ شارجہ کے اساتذہ میں بعث پارٹی کا ایک گروپ تشکیل دے رہا ہے اور یہ کہ عبدربہ صقر، طلال شرارۃ اور اس کے زیر اثر اساتذہ اور دیگر افراد کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھنے کے لیے ان میں شامل ہو گیا تھا۔

شارجہ کلچرل کلب پہنچنے پر طلال شرارۃ، عبدربہ صقر کی طرف غصے سے لپکا جو تریم بن عمران کے ساتھ پہلے سے وہاں موجود تھا۔ وہاں بہت لوگ تھے، اس لیے میں نے طلال کو پکڑ کر گاڑی میں بیٹھنے کو کہا کہ ہم اس کے گھر چلتے ہیں، وہاں الگ بیٹھ کر بات کرتے ہیں، چنانچہ ہم چاروں اس کے گھر کو روانہ ہوئے۔ گھر پہنچتے ہی طلال شرارۃ، عبدربہ صقر کو جوتے مارنے لگا۔ میں اور تریم نے بیچ بچاؤ کر کے لڑائی ختم کرائی مگر وہ دیر تک گالم گلوچ کرتے رہے۔

میں نے عبدربہ صقر سے پوچھا: اس گروپ کا راز تم نے افشاء کیا ہے؟ اس نے انکار کیا۔ میں نے کہا: اس [illegible] جواب ہے کہ تمام مدرسین میں سے تم ہی اس معاملے سے الگ ہو؟ وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ طلال [illegible] کر اسے اپنے گھر سے باہر کو دھکا دے دیا۔

[illegible] 1960 [illegible] کے آخر میں تعلیمی سال کے اختتام پر مدرسین واپس چلے گئے۔ یہاں صرف وہ رہے جن کے مقامی کنٹریکٹ بھی [illegible] طلال شرارۃ بھی رخصت ہوا۔ اس نے مجھے بتایا کہ قطر میں اس کا معاملہ ختم ہو گیا ہے اور اسے لبنان بھیجا [illegible]۔ عبدربہ صقر بھی قطر چلا گیا اور بعث پارٹی کے ذریعے سے مجھے خبر ملی کہ وہ قطر میں ہی رہے گا اور غزہ فلسطین [illegible] گا کیونکہ وہاں اس کی جان کو خطرہ ہے۔ انھی ذرائع سے بعد میں خبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملی کہ دوحہ شہر کے ایک فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے عبدربہ صقر کو ایک مال بردار گاڑی نے کچل کر مار ڈالا ہے۔
یہاں سے مجھے کچھ شک محسوس ہوا۔

میری تعلیمی وثقافتی سرگرمیاں

مدرسہ قاسمیہ میں سیکنڈ ایئر کی تعلیم کی تکمیل کے بعد طے ہوا کہ ہم ہائر سیکنڈری تعلیم کے لیے کویت جائیں گے اور کویت میں شویخ کے مقام پر پڑھیں گے جہاں تھرڈ ایئر اور فورتھ ایئر کی تکمیل کریں گے۔

مدرسہ قاسمیہ سے لے کر کویت جانے تک میری پیشرفت یہ تھی کہ میں کلاس میں اول آتا تھا اور تمام ہم نصابی سرگرمیوں میں شریک ہوتا تھا۔ اسکاؤٹس ٹیم کا میں نگران تھا، فٹ بال ٹیم کا کپتان تھا۔ میں نے جسمانی تربیت کے چھ شعبوں میں شرکت کی۔ سو (100) میٹر کی دوڑ میں میں اول تھا، چار سو (400) میٹر کی دوڑ میں دوسرے نمبر پر اور آٹھ سو (800) میٹر کی دوڑ میں بھی دوسرے نمبر پر تھا۔ ہائی جمپ میں دوسرے اور سائیڈ جمپ میں پہلے نمبر پر تھا اور رکاوٹوں کی دوڑ میں بھی میں پہلے نمبر پر رہا تھا۔

ثقافتی سرگرمیوں میں ایک عربی خبر نامہ التقدم اور ایک انگریزی خبر نامہ پروگریس (Progress) کے نام سے میں شائع کرتا تھا، جن کے سارے مضامین میں خود لکھتا تھا۔

جہاں تک فنی سرگرمیوں کا تعلق تھا، ہر سالانہ نمائش میں مجھے شیلڈیں اور علامتی مجسمے ملتے تھے۔ ایک بار مجھے وسائل آبپاشی میں تحقیق پر شیلڈ ملی اور دوسری مرتبہ پٹرول کے پیداواری عمل پر۔ اسی طرح میں پرائمری سے سیکنڈری کلاسوں تک ہر پریزنٹیشن میں پیش پیش رہا تھا۔

شویخ (کویت) میں سیکنڈری تعلیم:

تعلیمی سال 61-1960ء کے لیے ہمیں ماہ ستمبر 1960ء کے آغاز میں مدرسہ ثانویہ، شویخ (کویت) پہنچنا تھا جہاں ہماری سیکنڈری کلاس تھرڈ کی تکمیل ہونی تھی اور ہمیں منزل نمبر بارہ (12) میں ٹھہرنا تھا۔ ان ہدایات کے ساتھ میں قطر کے دارالحکومت دوحہ پہنچ گیا۔ وہاں سے ہماری کلاس میں ایک نیا طالب علم عبداللہ بن سالم العمرانی شامل ہوگیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

قطر سے ہم کویت روانہ ہوئے اور اس طرح ہمارا بعثی گروپ کویت پہنچ گیا۔ اس خفیہ سیل کے ارکان یہ تھے:
❁ سلطان بن محمد القاسمی۔صدر گروپ ، ❁ تریم بن عمران۔گروپ ممبر، ❁ عبداللہ بن سالم العمرانی۔ گروپ ممبر۔

ہمارے کویت پہنچتے ہی شام کو، کوارٹر نمبر بارہ (12) میں محمد الرملاوی نامی آدمی آیا۔ اس کے ساتھ دو شخص اور تھے۔ ایک نے کہا: عبداللہ بن محمد القاسمی کون ہے؟ میں نے کہا: میں سلطان بن محمد القاسمی ہوں۔ اس نے کہا: ہماری مراد تمھارا بھائی ہے۔ میں نے کہا: یہاں میرا کوئی بھائی نہیں ہے۔

پھر اس نے کہا: سلطان بن سالم العمرانی کون ہے؟ میں نے کہا: اس کا نام عبداللہ بن سالم العمرانی ہے۔ پھر اس نے تریم بن عمران کا پوچھا۔ میں نے تریم کو بلایا تو وہ اسے لے کر ایک جانب ہو گیا۔ کچھ گفتگو کے بعد وہ لوٹے تو تریم نے کہا: یہ سلطان بن محمد القاسمی ہے اور وہ عبداللہ بن سالم العمرانی ہے۔

محمد الرملاوی نے کہا: میں بعث پارٹی کی طرف سے آیا ہوں۔ میں کویت میں تمھارا پروگرام مرتب کروں گا تاکہ تم میٹنگز میں سہولت سے پہنچ سکو۔ پہلی میٹنگ جمعرات کی شام کو ہو گی۔

حزب البعث کی پراسرار سرگرمیاں

ستمبر 1960ء کی ایک جمعرات کی شام ہم تینوں نے ایک ٹیکسی کرائے پر لی۔ شویخ میں ٹیکسیاں آسانی سے مل جاتی تھیں، کیونکہ وہ ملازمین یا مزدوروں کو لے کر کویت شہر سے عشیرج جاتیں جو کہ وہاں رہتے تھے اور اُدھر سے ٹیکسیاں شہر کی طرف خالی آتی تھیں۔ عشیرج شویخ سے چند میل دور تھا۔

ٹیکسی نے ہمیں جہاں اتارا، وہاں سے چند قدم پیدل چل کر ہم ایک قہوہ خانہ پہنچے اور چائے نوش کی، پھر حولی صفی سینما گھر گئے۔ ہم ٹکٹ خریدنے کے لیے قطار میں کھڑے ہو گئے، ایک دوسرے سے ہٹ کر۔ جب ہم میں سے کوئی سینما کے دروازے تک پہنچتا تو قطار سے نکل کر سینما کے ایک جانب ہو لیتا جہاں کامل اندھیرا تھا۔ وہیں محمد الرملاوی ہمارا منتظر تھا۔ وہ حولی نامی اس محلے کی اندھیری گلیوں میں چلتا ہوا، ایک گھر کے تہہ خانے میں ہمیں لے گیا، جہاں ایک شخص محمد سعید نامی عراقی نے ہمارا استقبال کیا۔ اس نے بتایا کہ میں ابھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ابھی برازیل سے آیا ہوں۔

اس طرح ہفتے گزرتے گئے۔ نگرانی، خوف سے چھپنا اور دھوکہ دینا، یہ تھے بعثیوں کے شب و روز، حتی کہ بات جمال عبدالناصر پر الزامات تک پہنچ گئی۔ اس پر تریم بھڑک اٹھا اور محمد سعید سے پوچھا: یہ تمھاری ذاتی رائے ہے یا قیادت کا نقطۂ نظر ہے؟ محمد سعید نے کہا: یہ قیادت کا نقطۂ نظر ہے۔ تریم نے محمد سعید کے گھر سے نکلنا چاہا۔ محمد الرملاوی نے اسے روکنے کی کوشش کی، لیکن وہ مصر تھا اور ہم بھی اس کی حمایت کر رہے تھے، چنانچہ ہم وہاں سے نکل آئے اور کویت شہر پہنچ گئے۔

بعث پارٹی سے علیحدگی:

ہم تینوں نے بعث پارٹی چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ عبداللہ بن سالم العمرانی کو والد کی وفات کی خبر ملی تو وہ تعلیم چھوڑ کر شارجہ چلا گیا۔ تریم بن عمران اپنے ساتھیوں، اپنے بھائی عبداللہ اور سعید شاعر کے ہمراہ احمدی[1] میں شعیبہ کے علاقے میں ہر جمعرات اور جمعہ کو اپنے ننھیال سے ملنے چلا جاتا تھا۔

میں ہر جمعرات ہائر سیکنڈری سکول شویخ کے گیٹ پر ٹیکسیوں کے آنے کا انتظار کرتا۔ ایک جمعرات میں ٹیکسی کا انتظار کر رہا تھا۔ کوئی ٹیکسی نہ آئی تو میں سکول کی دیوار کے ساتھ ساتھ پیدل چل پڑا۔ اچانک ایک گاڑی میرے پاس آ کر رکی۔ دو آدمی نکلے اور کہنے لگے: سید محمد الرملاوی کو تمھارے ساتھ بات کرنی ہے۔ میں نے اردگرد نگاہ دوڑائی، میرے سامنے ٹیکنیکل سکول تھا، سڑک اور سکول کے درمیان جھاؤ کے بے شمار درخت تھے، پیچھے ہائر سیکنڈری سکول کے اساتذہ کی رہائش گاہیں تھیں، وہ سکول کی دیوار سے بہت دور تھیں۔ سڑک خالی تھی، نہ کوئی پیدل اور نہ کوئی گاڑی۔ اتنے میں محمد الرملاوی کی آواز آئی: سلطان! آؤ ہم تمھیں چھوڑ کر آتے ہیں۔ میں نے کہا: میں دوستوں کے انتظار میں ہوں۔ وہ بولا: آ جاؤ، میں تمھارے ساتھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

اگلا دروازہ کھلا تھا، محمد الرملاوی کے ساتھی پیچھے بیٹھے تھے۔ میں اچھا گمان کر کے گاڑی میں بیٹھ گیا۔ شویخ سے شہر کویت تک اور باتیں ہوئیں، بعث پارٹی کی کوئی بات نہ ہوئی جس سے میں مطمئن تھا۔ شہر پہنچتے ہی

[1] احمدی: یہ جنوبی کویت کی بندرگاہ ہے جہاں سے تیل برآمد کیا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اچانک گاڑی دائیں ہاتھ رنگ روڈ پر مڑ گئی۔ میں نے کہا: کس طرف؟ وہ بولا: محمد سعید کو تمھارے ساتھ بات کرنی ہے۔ میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا۔ ہم حولی شہر پہنچے اور محمد سعید کے گھر میں داخل ہوئے، جو ناراض تھا۔ اسے مجھ پر بہت غصہ تھا، کیونکہ تریم اور عبداللہ کو بھی یہاں آنے سے میں نے روکا تھا۔ میں نے اس پر عذر پیش کیے اور کئی اسباب بتائے تاکہ جمال عبدالناصر کے موضوع پر بات ہی نہ ہو، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔

رات چھا رہی تھی۔ وہ دونوں اپنے محافظوں کے ہمراہ تھے۔ مجھے لگتا تھا کہ میں اس گھر میں زندہ دفن کر دیا جاؤں گا۔ میں نے اپنے شرف کی قسم کھائی کہ میں جمعرات کو ضرور آؤں گا۔ یہ قسم ان کے ہاں معتبر ہوتی تھی، حالانکہ یہ ایک باطل قسم ہے۔

میں نے نکلنے کی اجازت چاہی۔ محمد الرملاوی بھی میرے ساتھ نکلنا چاہتا تھا لیکن میں نے اللہ کی قسم دی کہ تم میرے ساتھ نہ نکلو۔ میں محمد سعید کے گھر سے نکلا اور بہت تیز چلا تاکہ کوئی مجھ تک نہ پہنچ سکے۔ حولی کے صفی سینما کے سامنے پہنچا اور وہاں سے فوراً ٹیکسی لے کر شویخ سکول چلا آیا۔ اگلے ہفتے میں ان کے پاس نہ گیا۔ اس سے اگلے ہفتے کے دوران میں نے استاذ ہلال سے جوتے مرمت کرانے کے لیے کویت شہر جانے کی اجازت مانگی۔ وہ کوارٹر بارہ (12) کے انچارج تھے۔ انھوں نے مجھے اجازت دے دی۔

عبدربہ صقر کو بعث پارٹی نے مروایا تھا

بعث کے کارندوں کو پتہ تھا کہ طلبہ کو دوران ہفتہ باہر نکلنے کی اجازت نہیں ملتی، وہ صرف جمعرات اور جمعہ کی شام کو ہی باہر جاسکتے ہیں۔ سکول کے گیٹ سے میں نے ٹیکسی لی اور صفاۃ پہنچ گیا۔ میں جوتے مرمت کرنے کی دکان کا پوچھنے لگا۔ مجھے بتایا گیا کہ غربلّی بازار کے آخر میں دکان ہے۔

غربلّی بازار میں محمد الرملاوی سے آمنا سامنا ہو گیا۔ سلام دعا کے بعد وہ بولا: ہم جمعرات کی شام تمھارے منتظر رہے لیکن تم نہیں آئے، حالانکہ تم نے اپنے شرف کی قسم کھائی تھی کہ تم ضرور آؤ گے۔

میں نے کہا: رملاوی، میری بات سنو! میں اس تنظیم کو چھوڑنا چاہتا ہوں جو عربی وحدت کی مخالف ہے، حالانکہ اس وحدت کی بنا پر ہم اس میں شامل ہوئے تھے۔ میں نے سعید کو بھی بتا دیا تھا جو کہ جمال عبدالناصر کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گالیاں دے رہا تھا، حالانکہ وہی اس وحدت کی علامت ہے۔ ہم اس توہین پر خاموش نہیں رہ سکتے۔

وہ بولا: سلطان! مجھے تمھاری عزت کا خیال ہے، مجھے تمھارے متعلق اندیشہ ہے ...... یہ لوگ ...... میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تمھیں دوپہر کا کھانا بنا سکتا ہوں، اس سے پہلے کہ تم مجھے رات کا کھانا بناؤ۔

ایک سپاہی گزر رہا تھا، میں نے کہا: یہ سپاہی دیکھ رہے ہو؟ میں اس کے ذریعے ابھی کویت میں بعث کے تمام کارندوں کا انکشاف کر سکتا ہوں، اسی طرح قطر میں بھی اور شارجہ میں بھی۔ میرے گھر والے میرا سراغ لگا لیں گے، لیکن تم ......

اس نے خبردار کرتے ہوئے میری بات کاٹی اور بولا: عبدربہ صقر کہاں ہے؟ اب وہ خبر مجھ پر بجلی بن کر گری، لیکن میں نے فوراً کہا: تم پر اللہ کی لعنت! تم نے اسے مار ڈالا ہے۔

اس نے کہا: سب باتیں چھوڑو، ہم پھر دوست بن جاتے ہیں۔ میں نے اسے الوداع کہا لیکن میں اب اس کی باتوں کو سچ نہیں سمجھتا تھا۔

میری جان لینے کی مذموم کوشش

اسی ہفتے جمعرات کی شام میں ایک دوست کی گاڑی پر کویت شہر گیا۔ میں نے کہا: مجھے مرقاب کے علاقے میں اتار دو۔ میرا مقصد یہ تھا کہ شارجہ کا میرا ایک دوست راشد بن علی بن دیماس یہاں کام کرتا ہے، اسے ساتھ لے کر موچی کی دکان پر جاؤں گا۔

راشد بن دیماس کے گھر پر تالا پڑا تھا۔ اس کے گھر کے سامنے صومالیوں کا ایک قہوہ خانہ تھا۔ میں اس کے انتظار میں قہوہ خانہ میں بیٹھ گیا۔ قہوہ خانے کے رش میں مجھے محمد الرملاوی کی موجودگی کا شبہ ہوا۔ میں دل میں ڈر گیا اور وہاں سے دور نکل جانے کا ارادہ کیا، چنانچہ میں میدان عبداللہ المبارک میں مسجد شملان کی طرف چل دیا۔

مسجد کی طرف راستہ لمبا تھا۔ سڑک کے دائیں ہاتھ المرقاب محلے کے بعض مکان گرائے جا رہے تھے۔ میں اس جانب کو ہولیا جہاں گھر نہیں گرائے گئے تھے۔ اچانک میرے سامنے سے ایک آواز آئی: بچو...... بچو......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک کار نہایت تیزی سے مجھے کچلا ہی چاہتی تھی۔ میں اچھل کر ٹوٹی دیواروں کی طرف جا گرا اور وہ کار مجھے چھوئے بغیر گزر گئی۔

جس مصری نے مجھے آواز دی تھی، اس نے مزید بتایا کہ اس کار کا کوئی نمبر نہیں تھا۔ تب میرے خوف میں اضافہ ہو گیا۔ مسجد شملان میں نماز مغرب پڑھ کر میری راشد بن دیماس سے ملاقات ہوئی۔ اس کے ساتھ میں جوتے لینے گیا جو مرمت ہو چکے تھے۔ جوتے لے کر میں اس کے گھر واپس آیا اور یہ رات اس کے ہاں گزاری۔

کویت سے ترکِ تعلیم:

23 دسمبر 1960ء بروز جمعہ کی صبح میں راشد بن دیماس کے ساتھ شویخ ہائر سیکنڈری سکول گیا، اپنا سامان باندھا اور راشد کے ساتھ ہی اس کے گھر واپس آ گیا۔ یہ رات بھی میں نے راشد کے گھر گزاری۔

اگلی صبح میں راشد بن دیماس کے ساتھ وزارت تعلیم گیا، وہاں سے اپنا پاسپورٹ لیا، پھر راشد بن دیماس کے گھر آ گیا۔ یہ رات میں نے سونے کی کوشش کی، لیکن سو نہ سکا۔ ساری رات صبح کا انتظار کرتا رہا تاکہ صبح کو میں کویت کو چھوڑ دوں۔

رات کو میری زبان پر یہ دعائیہ اشعار جاری ہو گئے:

یا رب خفف العذابا وارحم الفتی تابا

”اے میرے پروردگار! عذاب میں تخفیف فرما دے۔ نوجوان پر رحم فرما، اس نے توبہ کر لی ہے۔“

ماذ اجنیت فی حیاتی حتی غدا الحلم سرابا

”میں نے اپنی زندگی میں کیا جرم کیا ہے؟ حتی کہ میرا خواب میرے لیے سراب ہو گیا ہے۔“

این عمری و شبابی لا تسئل ضیعت الشبابا

”کہاں ہے میری عمر اور میری جوانی؟ مت پوچھیے، میں نے جوانی ضائع کر دی۔“

یا إلهی! عفوك عنی لا تلمنی افقدت الصوابا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"اے میرے الہ! تیری معافی میرا حق ہے۔ مجھے ملامت نہ فرما! میں نے درست راہ کو گم کیا ہے۔"

كم جاهل عنك يلهو ثم يصحو وإليك المآبا

"کتنے ہی جاہل، تجھ سے غافل ہو جاتے ہیں۔ پھر ہوش آتا ہے اور وہ تیری طرف لوٹ آتے ہیں۔"

25 دسمبر 1960ء اتوار کی صبح میں کویت ایئر پورٹ سے جہاز پر سوار ہو کر مملکت عربیہ سعودیہ میں ظہران ایئر پورٹ پہنچا، جہاں الخبر شہر میں مجھے چند ہفتے رہنا تھا۔ وہاں میری بہن علیاء اور ان کے شوہر الشیخ سالم بن سلطان القاسمی اور ان کے بچوں سے ملاقات مقصود تھی جو دمام میں ریلوے انجینئر تھے۔ وہاں سے پھر مجھے شارجہ واپس آنا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دسواں باب

ٹیکنیکل سکول شارجہ کا استاد

فروری 1961ء میں جب میں مملکت عربیہ سعودیہ سے واپس آیا تو میں نے اپنے دو چچا زاد بھائیوں الشیخ خالد اور الشیخ محمد کو دیکھا جو کہ الشیخ سلطان القاسمی مرحوم کے صاحبزادے تھے۔ وہ دونوں شارجہ واپس آ گئے تھے۔ ان کا اپنے بھائی حاکم شارجہ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی کے ساتھ اختلاف ختم ہو گیا تھا۔ وہ حکومت کی الجھنیں چھوڑ کر تجارت کرنے لگے۔

ایک دن الشیخ محمد بن سلطان القاسمی نے مجھے پیش کش کی کہ میں ان کے ساتھ مل کر تجارت کروں، لیکن میں نے معذرت کر لی۔ اگلے دن الشیخ خالد بن سلطان القاسمی نے مجھے شارجہ ائیر پورٹ پر ایک ملازمت کی پیش کش کی۔ میں نے اس پر بھی معذرت کر لی۔ دو دن بعد وہ پھر آئے اور مجھے ایک اور کام بتایا، وہ تھا شارجہ کے ٹیکنیکل سکول میں تدریس۔ میں نے اس پر رضامندی ظاہر کی۔ وہ بولے: پھر اب ہم چلیں؟ میں نے کہا: ابھی؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ کیونکہ مدرسے کا ہیڈ ماسٹر جان ٹیلر ہمارا انتظار کر رہا ہے۔

الشیخ خالد بن سلطان القاسمی مجھے شارجہ ٹیکنیکل مدرسہ میں لے گئے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے انٹرویو کیا۔ وہ نرم اخلاق آدمی تھا۔ الشیخ خالد کی موجودگی میں ہم گفتگو کر رہے تھے کہ ٹیلر نے کہا: آپ سلطان کو میرے پاس چھوڑ دیں۔ جب یہ چاہے گا، ہم اسے اس کے گھر چھوڑ آئیں گے۔

الشیخ خالد کے چلے جانے کے بعد مسٹر ٹیلر نے مجھ سے کہا: تم اپنی ملازمت پکی سمجھو۔ مہینے کے شروع سے ہی۔ میں اس سکول میں دو مضامین انگریزی اور ریاضی پڑھانے لگا۔ ٹیلر ہر روز کلاس کے پاس سے گزرتا، مجھے سلام کہتا اور میرے انداز تدریس پر غور کرتا۔ وہ حاضری رجسٹر بھی چیک کرتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاضری رجسٹر بکری نے چبالیا

ایک دن اس نے حاضری رجسٹر دیکھا تو حیران ہو گیا، بعض جگہ سے پھٹا ہوا اور بعض جگہ سے بہت گندہ تھا۔ ٹیلر نے کہا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: کلاس سے باہر نکل کر بتاتا ہوں۔

کلاس کے باہر میں نے مسٹر ٹیلر سے کہا: آج صبح جب میں گھر سے نکلا، تالا لگانے کے لیے میں نے رجسٹر ایک طرف دیوار کے ساتھ رکھا۔ میں گھر کو تالا لگا رہا تھا کہ ایک بکری آئی اور اس نے رجسٹر منہ میں دبوچ لیا۔ میں اس کے پیچھے بھاگا، وہ ایک گھر میں داخل ہو گئی۔ میں بلا اجازت گھر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، گھر والی نے کہا: کیا ہے؟ میں نے کہا: بکری پکڑو۔ وہ بولی: کیا کرنا ہے؟ بکری رجسٹر چبانے کی کوشش کر رہی تھی۔ میں نے آگے بڑھ کر اس کے جبڑوں سے رجسٹر کھینچا۔ اس وجہ سے اس کا یہ حال ہو گیا ہے۔ ٹیلر یہ کہانی سن کر بہت ہنسا۔

میں نے اس سکول میں ڈھائی برس کام کیا، آغاز فروری 1961ء میں ہوا تھا اور اختتام ستمبر 1963ء میں ہوا۔ اس دوران شارجہ میں کئی حادثے بھی پیش آئے۔

دارا بحری جہاز کا حادثہ:

برٹش انڈین شپنگ کمپنی کا ایک جہاز دبئی کے سامنے سمندر میں کھڑا تھا۔ 7 اپریل 1961ء کو ایسی تیز آندھی آئی کہ جہاز کو لنگر اٹھا کر ساحل سے دور جانا پڑا۔

8 اپریل 1961ء کو، یعنی اگلے دن ہی جہاز پر دھماکہ ہوا اور آگ لگ گئی۔ اس جہاز کے مسافروں میں سے تین سو چالیس (340) افراد تو بچا لیے گئے جبکہ باقی لوگ گمشدہ قرار دیے گئے جن میں بیس (20) آدمی عرب امارات کے تھے۔ جب جہاز خالی کر دیا گیا تو آندھی کے جھکڑ اسے خلیج کے دہانے کی طرف کھینچنے لگے،[1] 10 اپریل 1961ء کی صبح ام القیوین کے سامنے یہ جہاز ڈوب گیا۔

[1] خلیج عربی (خلیج فارس) کا مدخل یا تنگ دہانہ آبنائے ہرمز (Hormug Strait) کہلاتا ہے جو کہ خلیج عمان کو خلیج عربی سے ملاتی ہے۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شارجہ میں تیل کی تلاش:

عراقی پٹرولیم کمپنی جس کا نام اب ٹروشل کوسٹ پٹرولیم کمپنی تھا، اس نے صجعہ کے علاقے میں پٹرول کی تلاش کے لیے کھدائی شروع کی تھی۔ اگست 1961ء میں کھدائی مکمل ہوئی تو اہلِ شارجہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ وہ خوش خبری کے منتظر تھے، لیکن اس کمپنی نے اعلان کیا کہ شارجہ کے بر و بحر میں پٹرول نہیں مل سکا، لہٰذا کمپنی اپنی مشینری شارجہ سے لے جا رہی ہے۔

اہلِ شارجہ کے لیے یہ صدمے کی بات تھی۔ تقریباً ایک سال کے بعد ان کو دوبارہ خوشی ملی جب الشیخ صقر بن سلطان القاسمی نے جان میکم کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کیے جس میں طے پایا کہ ان کی کمپنی تیل کی تلاش میں کنویں کھودے گی۔ یہ معاہدہ 30 جون 1962ء کو ہوا۔ اس سے اہلِ شارجہ کی امیدیں پھر سے تازہ ہو گئیں۔

میرے والد کی وفات:

مارچ 1962ء کے وسط میں میری بہن ناعمہ نے کہا: ہم دو دن راس الخیمہ میں گزارنے جاتے ہیں۔ کچھ عورتیں بھی اس کے ہمراہ تھیں۔ ہم راس الخیمہ پہنچ گئے، لیکن ایک عجیب احساس مجھے والد صاحب کے پاس جانے پر آمادہ کر رہا تھا۔ میں نے بہن سے کہا: میں شارجہ واپس جانا چاہتا ہوں۔ وہ بولی: طے ہوا تھا کہ رات راس الخیمہ میں گزار کر اگلے دن واپس جائیں گے۔ میں نے کہا: تم یہاں رہو اور ڈرائیور بھی رہے گا، جبکہ میں ٹیکسی پر شارجہ جا رہا ہوں۔ وہ بولی: کیوں؟ میں نے کہا: معلوم نہیں۔

ہم شارجہ کی طرف جا رہے تھے۔ جب ہم مرکز الجزیرۃ الحمراء پہنچے تو وہاں کسی نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا: حاکم شارجہ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی شارجہ سے راس الخیمہ جا رہے تھے۔ جب مرکز الجزیرہ الحمراء کے سامنے پہنچے تو راس الخیمہ سے آنے والی ایک گاڑی نے انھیں روکا۔ وہ فوراً شارجہ لوٹ گئے، معلوم نہیں کہ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی کو کیا بتایا گیا؟

میں نے اسی وقت دل میں سوچا کہ کوئی بڑا معاملہ پیش آیا ہے۔ شارجہ میں رولہ درخت کے پاس پہنچ کر میں نے دل میں کہا: اگر دکانیں کھلی ہوں تو اطمینان ہے اور اگر بند ہوں تو کوئی بڑا آدمی فوت ہو گیا ہے۔ میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے دیکھا کہ شہر کی سب دکانیں بند تھیں۔ میں نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا: مجھے یہاں اتار دو۔ میں اپنے گھر گیا، وہاں اندھیرا اور خاموشی تھی۔ والد صاحب کے کمرے میں گیا تو ان کی چار پائی خالی تھی، میں زار و قطار رونے لگا۔

فروری 1959ء میں جب والد صاحب ٹانگ ٹوٹنے پر بیروت میں زیر علاج تھے تو دماغ میں خون کا لوتھڑا بن جانے سے ان کا نصف دھڑ مفلوج ہو گیا تھا۔ پھر نومبر 1959ء میں دوبارہ فالج کا حملہ ہوا تھا۔ وہاں سے بحرین آئے، پھر بمبئی پہنچے اور شفایاب ہو کر لوٹے تھے۔ آج صبح میرے والد صاحب وفات پا گئے تھے۔ لوگوں نے جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا تھا لیکن میں موجود نہ تھا۔

الشیخ صقر بن سلطان اور بھائیوں کا معاملہ:

جمعرات 6 ستمبر 1962ء کو الشیخ صقر بن سلطان القاسمی یورپ کے دورے سے واپس آئے تو ان کے بھائیوں کے باہمی اختلافات شدت اختیار کر گئے تھے۔

10 ستمبر کو الشیخ صقر بن سلطان نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ ان کے تمام بھائیوں کو گرفتار کر لیں اور احمد کو چھوڑ دیں کیونکہ وہ چھوٹا ہے۔ ان کے حکم پر سپاہی الشیخ خالد بن سلطان، الشیخ عبداللہ بن سلطان اور الشیخ سعود بن سلطان کو رات گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئے اور تینوں جیل میں بند کر دیے گئے۔

الشیخ محمد بن سلطان اور ان کے بھائی الشیخ سالم بن سلطان دبئی سے اسی رات واپس آ رہے تھے۔ جب الشیخ محمد نے دیکھا کہ سپاہی ان کے گھر کو گھیرے ہوئے ہیں تو وہ دونوں واپس دبئی لوٹ گئے۔

آدھی رات کے وقت الشیخ عبداللہ بن سلطان القاسمی کو رہا کر دیا گیا۔ الشیخ خالد اور الشیخ سعود صبح تک جیل میں رہے، حتی کہ انھیں جہاز میں بٹھا کر قطر بھیج دیا گیا۔

مصر، شام اور عراق میں سہ فریقی اتحاد:

بدھ 17 اپریل 1963ء کو جمہوریہ عراق اور متحدہ عرب جمہوریہ (مصر اور شام) کے مابین ان ممالک کے اتحاد پر دستخط کیے گئے۔[1] پورے عالمِ عرب میں اس پر خوشی کی لہر دوڑ گئی، لیکن امارات میں اس خوشی کے ساتھ

[1] فروری 1958ء میں مصر اور شام کا اتحاد متحدہ عرب جمہوریہ (UAR) کے نام سے عمل میں آیا تھا۔ بعث پارٹی کی حمایت سے ◄◄

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ غم بھی ملے ہوئے تھے، اس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

18 اپریل 1963ء بروز جمعرات، یعنی سہ فریقی اتحاد کے قیام پر دستخط سے اگلے دن الشیخ خالد بن صقر بن محمد القاسمی کی شادی راس الخیمہ میں ہونا قرار پائی۔ میں بھی حاضرین میں شامل تھا۔ میری چچی الشیخ سلطان بن صقر القاسمی کی بیوہ الشیخہ میرہ بنت محمد السویدی نے مجھ سے کہا کہ میں اپنی گاڑی میں انھیں اور چند عورتوں کو شارجہ سے راس الخیمہ پہنچا دوں۔

قلعہ راس الخیمہ کے سامنے ایک وسیع سٹیج لگا ہوا تھا جس پر موسیقی کی محفل برپا تھی۔ مدرسہ قاسمیہ (شارجہ) کے استاذ موسیقی ابراہیم شومہ اس رات وطن کی عظمت کے گیت گا رہے تھے۔ ان میں ایک نیا گیت تھا جو ریڈیو قاہرہ سے گایا جاتا تھا۔ اس کے ایک مصرع کے الفاظ تھے: ''من فوق برج الجزيرة.'' شہر راس الخیمہ پہنچنے سے پہلے مقبرہ الجزیرۃ الحمراء کے قریب ایک برج تھا جو ''برج الجزیرہ'' کہلاتا تھا۔[1] اس کے اوپر سے پورا شہر راس الخیمہ نظر آتا تھا۔ لوگوں نے سمجھا کہ استاذ ابراہیم شومہ راس الخیمہ کے برج الجزیرہ کی تعریف میں گا رہا ہے، لہٰذا انھوں نے دل کھول کر پیسے دیے۔ بعد میں اس پر برطانوی پولیٹیکل ایجنٹ کی طرف سے حاکم راس الخیمہ صقر بن محمد القاسمی کو عتاب کا سامنا کرنا پڑا۔

جمال ناصر کے حق میں مظاہرہ

سہ فریقی اتحاد کے قیام سے تیسرے دن 19 اپریل 1963ء بروز جمعہ کو حاکم شارجہ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی ملک میں موجود نہیں تھے۔ اس دن شام کو جمال عبدالناصر کے حق میں میری قیادت میں ایک بڑا مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین شارجہ ایئرپورٹ کی دیوار کے ساتھ واقع فٹ بال گراؤنڈ تک گئے جو کلچرل کلب اور ٹیکسی اڈا کے درمیان واقع تھا۔

▸▸ فروری 1963ء میں عراق میں اور مارچ 1963ء میں شام میں انقلابات برپا ہوئے، چنانچہ اگلے ہی ماہ عراق کے ساتھ اتحاد کی داغ بیل پڑ گئی۔

[1] صوت العرب (قاہرہ) سے گائے جانے والے گیت کا اشارہ قاہرہ کے مغرب میں دریائے نیل کے اندر واقع جزیرہ (الروضہ) کے برج کی طرف تھا۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مظاہرے میں جوان، بوڑھے، بچے اور خواتین سب شریک ہوئے۔ ایک بڑھیا آمنہ بنت علی جس کا لقب ''منوہ حرائق'' تھا، اپنے گلے میں جمال عبدالناصر کی تصویر لٹکائے رکھتی تھی۔ وہ سڑک پر گزرنے والے انگریز فوجیوں سے کہتی: اسے سلام کرو۔ آج ایک شخص سے کہا تو اس نے تصویر پر تھوک دیا، جس پر وہ غصے میں آکر چیخی: اسے پکڑو، مارو۔ اس نے جمال عبدالناصر کی تصویر پر تھوکا ہے۔ لوگ اس کے پیچھے بھاگے۔ بہت سے مظاہرین اکٹھے ہوگئے۔ وہ شخص شارجہ ائیر پورٹ کی دیوار کے قریب کھڑی سفید کار ''سالون'' میں داخل ہوگیا اور اس کے دروازے بند کر لیے۔

مظاہرین کار کو دھکے دینے لگے حتی کہ انھوں نے کار کو الٹا کر دیا، پھر اسے آگ لگادی۔ اس دوران شارجہ ائیر پورٹ سے آگ بجھانے والی گاڑی آئی اور اس نے جلتی گاڑی پر پانی کی پھوار پھینکی۔ لوگوں نے اس پر پتھراؤ شروع کر دیا تو وہ گاڑی پلٹ جانے پر مجبور ہوگئی۔ جب آگ بجھی تو اس کا لوہے کا ڈھانچا ہی بچا تھا۔ مظاہرین نے اس شخص کو تلاش کیا لیکن وہ نہ ملا کیونکہ آگ لگنے سے قبل وہ کسی طرح نکل کر بھاگ گیا تھا۔

اگلے دن ہفتہ 20 اپریل 1963ء کو بھی ایک مظاہرے کا پروگرام تھا۔ ٹیکنیکل سکول سے گھر آتے ہوئے مجھے میرا بھائی عبدالعزیز بن محمد القاسمی ملا۔ وہ ساحلِ عمان کی فوج میں افسر تھا اور فوجی لباس میں میرا انتظار کر رہا تھا۔ وہ کہنے لگا: ساحل عمان کے انگریز فوجی ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ انھیں ہر مظاہرہ روکنے کے احکام ملے ہیں۔ عصر کے وقت مظاہرین جمع ہوگئے۔ میں نے مظاہرین سے مظاہرہ نہ کرنے کی درخواست کی۔ کسی نے کہا: تم ڈر گئے ہو، ہم نہیں ڈریں گے۔ میں نے کہا: ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی ہیں۔ ہمارا یہ مظاہرہ کسی کی مخالفت میں نہیں ہے بلکہ یہ اتحاد کے قیام کی خوشی میں ہے، لہٰذا یہ ختم کر دینا چاہیے۔ میری بات سن کر مظاہرین منتشر ہوگئے۔ اس کے بعد میں نے چند اشعار کہے۔

18 اپریل 1963ء کو برطانوی فضائیہ کا ایک طیارہ البریمی کے قریب گر کر تباہ ہوگیا تھا۔ اس میں ساحل عمان کی فوج کے چھ انگریز افسر اور سپاہی تھے، وہ سب مر گئے۔ ایک عربی سپاہی بھی جہاز کے پچھلے حصے میں تھا جو بچ گیا۔ جب جہاز سے پچھلا حصہ الگ ہوا تو وہ لڑھکتا گیا۔ عربی سپاہی کو اس کے اندر باندھا ہوا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دبئی میں مظاہرے

23 اپریل 1963ء کو دبئی میں لڑکوں کے سکول میں سہ فریقی اتحاد کے قیام کی خوشی میں ایک تقریب ہوئی جس میں سیاسی تقریریں ہوئیں۔ تقریب کے اختتام پر جب بچے باہر جارہے تھے، ایک چوک میں ایرانیوں کے ایک گروہ نے بچوں پر حملہ کر دیا، جس سے ایک بچہ ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔

اگلے دن 24 اپریل 1963ء کی شام کو میں ٹیکنیکل سکول سے نکلا اور دبئی پہنچ گیا تاکہ گزشتہ رات کے واقعات معلوم کروں۔ وہاں مجھے سید بطی بن بشر ملے، وہ کہنے لگے کہ دبئی کے پولیس سٹیشن کے باہر اس واقعہ پر شدید احتجاج ہوا۔ مظاہرین کہتے تھے کہ قتل کا ملزم ہمارے حوالے کیا جائے۔ دبئی پولیس کا انگریز افسر اسے بچا رہا تھا۔ دبئی کے تاجر سید سیف بن احمد الغریر کی افہام و تفہیم سے یہ مسئلہ حل ہوا۔ سید سیف نے شہید لڑکے کے جنازے اور تدفین میں بھی شرکت کی۔ لڑکے کے قاتل پر مقدمہ چلا تو وہ مجرم قرار پایا اور معاملہ مقتول کی والدہ پر چھوڑ دیا گیا کہ وہ قصاص لے یا دیت قبول کر لے۔

دریں اثنا ایک اور مظاہرہ ہوا جس میں میں نے اور السید بطی بن بشر نے شرکت کی۔ مظاہرین دبئی پولیس ہیڈ کوارٹر کی طرف جا رہے تھے۔ راستے میں پولیس نے انھیں روکا۔ دبئی کی سرکردہ شخصیت ثانی بن عبداللہ ابوقفل کے سمجھانے پر بھی مظاہرین منتشر نہ ہوئے اور پولیس سے ٹکرا گئے۔ پولیس نے لاٹھی چارج کیا تو مظاہرین بکھر گئے سوائے ایک ٹولی کے جس میں میں اور بطی بن بشر بھی تھے۔ ہم پولیس سے لڑ بھڑ کر ایک تنگ گلی سے ہو کر خور دبئی (کھاڑی) کے کنارے جا نکلے۔ وہاں پولیس نے دو طرفوں سے ہم پر دھاوا کیا تو ہم ''عبرۃ'' کی طرف بھاگ نکلے اور کھاڑی میں جا پناہ لی حتی کہ بطی بن بشر کھاڑی کے وسط میں ایک کشتی کھینے لگا۔

سہ فریقی اتحاد کے قیام پر خوشی ناقابل بیان تھی۔ طلبہ اور شہری اس اتحاد کے پُر جوش حامی ہی نہیں تھے بلکہ متحدہ عرب جمہوریہ کے جھنڈے اور جمال عبدالناصر کی تصاویر ٹیکسیوں، عمارتوں، پلوں اور دبئی کے ساحلوں پر لنگر انداز بحری جہازوں اور کشتیوں پر لگی ہوتی تھیں۔ عجمی ٹیکسی ڈرائیور ہوں، گزرگاہوں کے قریب رہائش پذیر بلوچ ہوں یا تجارتی بحری جہازوں میں موجود پاکستانی ہوں، سب چیخ چیخ کر ناصر...... ناصر...... کہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے، اس سے انگریزوں کو پتہ چل گیا کہ یہ سب ناصر کے حامی ہیں۔

فٹ بال میچ اور پنڈلی کی چوٹ:

1955ء کے شروع میں ہمیں اس فٹ بال میچ کی بہت خوشی تھی جو شارجہ میں منعقد ہوا، اس میں دبئی اور شارجہ کی ٹیمیں شریک تھیں۔ شارجہ کی ٹیم اس نمائشی میچ کے لیے شارجہ ایئر پورٹ اتھارٹی اور شارجہ انٹرنیشنل ٹیلی فون کمپنی کے ملازمین پر مشتمل تھی۔ اس میچ کے اختتام سے پہلے کھلاڑیوں میں لڑائی ہو گئی، جس کی وجہ سے میچ رُک گیا۔ میں ان دنوں پندرہ سال کا لڑکا تھا اور مدرسہ قاسمیہ شارجہ کی فٹ بال ٹیم کی طرف سے کھیلتا تھا۔ ایک دفعہ شارجہ کی ٹیم اور ایئر پورٹ کی انگریز ٹیم کے مابین میچ ہوا۔ شارجہ کی ٹیم کا ایک کھلاڑی موجود نہ تھا اور ٹیم کے ساتھ اضافی کھلاڑی بھی نہ تھا، لہٰذا انھوں نے مجھے کھلا لیا۔ میں 1960ء تک کھیلتا رہا، حتی کہ میں پڑھائی کے لیے کویت چلا گیا۔

میرے کویت سے واپس آنے کے بعد 1961ء میں الاتفاق نامی ٹیم بنائی گئی۔ زیادہ کھلاڑی باہر کے لڑکے تھے۔ میں کھیل سے الگ رہا۔ یہ ٹیم دو سال قائم رہی۔ 1963ء کے آغاز میں الشعب کلب کی بنیاد رکھی گئی۔ الشعب کلب کی طرف سے ایک میچ کھیلتے ہوئے مجھے پنڈلی کی ہڈی کے آخر میں ایک چوٹ لگی جس سے میں نے کھیلنا چھوڑ دیا۔

ٹیکنیکل سکول سے استعفا اور دوبارہ پڑھائی:

مئی 1963ء کے آخر میں جب ٹیکنیکل سکول نے اپنا تعلیمی سال مکمل کر لیا، میں قاہرہ گیا۔ وہاں سے اسکندریہ پہنچا اور ہڈیوں کے سپیشلسٹ ڈاکٹر محمد عبداللہ سے ملاقات کی۔ اسے بتایا کہ میری پنڈلی کی ہڈی آخر سے ابھری ہوئی ہے۔ ڈاکٹر نے اچھی طرح چیک اپ اور ایکسرے کے بعد مجھے بتایا کہ اب علاج کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ہڈی اسی حالت میں جڑ گئی ہے۔

میں قاہرہ واپس آ گیا جہاں میں نے ہسپتال میں اپینڈکس کی سرجری کروائی۔ وہیں میری ملاقات قاہرہ یونیورسٹی کے طلبہ کے ساتھ ہوئی جو سال اوّل کے طالبعلم تھے اور سب شارجہ میں میرے کلاس فیلو رہے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان سے مل کر پرانی یادیں لوٹ آئیں، کیونکہ ہم دس برس ایک ہی کلاس میں اکٹھے رہے تھے۔

انھوں نے مجھ سے کہا کہ تم بھی یہاں آجاؤ اور ہمارے ساتھ پڑھائی شروع کرو۔ میں نے ثانوی تعلیم مکمل کر کے ان کے ساتھ شامل ہونے کا وعدہ کر لیا۔ شارجہ واپس پہنچ کر میں نے شارجہ ٹیکنیکل سکول کے نگران مائیکل برٹن کو اپنا استعفا لکھ بھیجا جو دبئی میں برطانوی پولیٹیکل آفیسر کا معاون سیاسی مشیر بھی تھا۔

وہ پچھلے سال کے اختتام اور نئے تعلیمی سال 64-1963ء کے آغاز میں سکول کی نگرانی کر رہا تھا، کیونکہ سکول کا اصل نگران بغرض علاج برطانیہ گیا ہوا تھا، جہاں اس کی سرجری ہونا تھی۔ ادھر دبئی کے کویتی دفتر میں میں نے درخواست جمع کروادی کہ میں سیکنڈری سکول دبئی میں تھرڈ ائیر سائنس کی کلاس میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔

چند دنوں کے بعد برطانوی افسر برٹن نے مجھے دبئی کے برطانوی پولیٹیکل آفس میں ملاقات کے لیے بلوایا۔ جب میں اس سے ملا تو وہ بہت نرمی سے پیش آیا اور استعفا واپس لے کر سکول میں تدریس جاری رکھنے پر زور دینے لگا۔

میں نے کہا: میں سیکنڈری سکول کی تعلیم مکمل کرنے کے لیے دبئی میں پڑھنا چاہتا ہوں۔

اس نے کہا: ہم تمھیں برطانیہ جانے والے گروپ میں پڑھنے کے لیے بھیجیں گے۔

میں نے کہا: کتنے ہی وعدے جو وفا نہ ہو سکے۔

وہ بولا: کیا ہم جھوٹے ہیں؟

میں نے کہا: تم جیسے چاہو خود ہی اس کی تشریح کر لو۔

وہ بولا: مصر جانے سے پہلے تمھارا اخلاق اچھا تھا، مجھے مسٹر ٹیلر نے یہی بتایا تھا۔ لیکن تمھارے مصریوں کے پاس جانے کے بعد انھوں نے تمھارا اخلاق بگاڑ دیا ہے۔

میں نے کہا: اگر تم اسے اخلاق کی خرابی قرار دیتے ہو تو اللہ مجھے یہ اور عطا فرمائے۔

اس نے کہا: ہم تمھیں استعفا دینے سے روکیں گے۔

میں نے کہا: تم تو مجھے اپنے دفتر سے نکلنے سے بھی نہیں روک سکتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیارھواں باب

شارجہ میں قومیت کا پھیلاؤ

لوگوں کے مختلف طبقات میں قومیت کا شعور پھیلنے لگا تھا۔ مدارس کے طلبہ، اساتذہ، تجار اور دبئ اور شارجہ کے سرکردہ لوگوں میں قومیت کا جذبہ انگڑائی لینے لگا، بالخصوص حکومتِ شارجہ اور اسی طرح حاکم شارجہ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی کے ہاں یہ جذبہ فرواں تھا۔

انگریز، صہیونیوں کے ایجنٹ:

1963ء کے آخر میں جب میں دبئ کے سکول میں زیر تعلیم تھا، اس دوران بھی میں شارجہ کے قومی کلچرل کلب کا صدر تھا۔ میرے مصر جانے کے بعد یہاں ایک ڈرامہ ہال بھی بنایا گیا تھا۔ عراقی پروڈیوسر واثق سامرائی نے اس ہال میں اگست اور ستمبر 1963ء میں دو ڈرامے پیش کیے تھے۔ اواخر 1963ء میں ''صہیونیت کے وکلاء'' کے نام سے ایک ڈرامہ پیش کیا گیا۔ یہ ڈرامہ میں نے ہی تیار کیا تھا اور اس میں دو بڑے کردار بھی ادا کیے تھے۔ اس کے دوسرے پارٹ کا ایک سین اس طرح تھا کہ موسیٰ دیان (جس کا کردار بھی میں ہی ادا کر رہا تھا) لندن میں برطانوی وزارت خارجہ کو فون کرتا ہے:

موسیٰ دیان! ہیلو، لندن، برطانوی وزارت خارجہ ہے؟

وزرات خارجہ برطانیہ: ہیلو، ہیلو.....کون بول رہا ہے؟

موسیٰ دیان: میں موسیٰ دیان ہوں۔ عرب حملے کر رہے ہیں۔ تم ہماری مدد کرو۔ انھیں روکو، مداخلت کرو۔

وزارت خارجہ برطانیہ: ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ عرب متحد ہو چکے ہیں، ان کی ایک قوت بن گئی ہے۔ ہماری مداخلت سے علاقے میں ہمارے مفادات کو نقصان پہنچے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں موسیٰ دیان ٹیلی فون رکھ کر چوبی سٹیج کے کنارے کی طرف بڑھتا ہے اور آگے بیٹھے مائیکل برٹن کی طرف رخ کر کے کہتا ہے: ''تم نے اپنے مفادات کی خاطر ہمیں بلے کے پنجے بنا رکھا ہے۔ ہم اپنے اپنے ملکوں میں آرام سے رہ رہے تھے۔ تم نے ہمیں تمام ملکوں سے اکٹھے کر کے یہاں (فلسطین میں) لا پھینکا تاکہ اپنی معاندانہ پالیسیوں کے تحت ہمیں کٹھ پتلیوں کی طرح استعمال کرتے رہو۔''

اس ڈرامے کو دیکھنے کے لیے انگریز اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ مائیکل برٹن بھی آئے تھے، یہ سین دیکھ کر وہ بہت ناراض ہوئے۔ انھوں نے الشیخ صقر بن سلطان القاسمی سے یہ کلچرل کلب بند کرنے کا مطالبہ کیا۔ ان کے بڑے اصرار کے بعد الشیخ نے ان کی بات مان لی اور کلب بند کر دیا گیا۔

عرب لیگ کا وفد امارات میں:

موسم بہار 1964ء میں عرب صحافت میں ایرانی تارکینِ وطن کی خلیجی امارات پر یلغار کے خطرات کی روک تھام کے لیے آوازیں اٹھیں۔ پھر مئی جون میں کویتی وزارت خارجہ کے نمایندے بدر الخالد نے ان ریاستوں کے دورے کے بعد اپنی ایک تقریر میں ان میں باہمی امداد و تعاون کی فوری ضرورت پر زور دیا۔ اس کے بعد اکتوبر 1964ء میں عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عبدالخالق حسونہ کے زیر قیادت ایک وفد دبئ، شارجہ، راس الخیمہ وغیرہ کے دورے پر آیا۔ یہاں ہر جگہ اس کا پرتپاک استقبال ہوا۔ دبئ میں شیخ راشد بن سعید المکتوم اور شارجہ میں شیخ صقر بن سلطان نے وفد کا خیر مقدم کیا اور مذاکرات میں عرب امارات کی تعمیر و ترقی کے لیے کئی تجاویز سامنے آئیں، پھر دکتور محمد سالم کی قیادت میں ایک فنی وفد آیا، جس نے سڑکوں، تیل، بجلی وغیرہ کے کئی منصوبے پیش کیے۔

10 مئی 1965ء کو عرب لیگ کے اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل سید نوفل دبئ آئے اور انھوں نے عرب لیگ، کویت، عراق اور متحدہ عرب جمہوریہ مصر کی طرف سے مجموعی طور پر 18 لاکھ پونڈ کا امدادی فنڈ برائے امارات قائم کرنے کا اعلان کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برطانوی وزیر مملکت کی وارننگ

11 مئی 1965ء کو سید نوفل نے شارجہ میں الشیخ صقر بن سلطان القاسمی سے ملاقات کی جنھوں نے سیکرٹری جنرل عرب لیگ کے نام خط سید نوفل کے حوالے کیا جس میں عرب لیگ کی طرف سے ترقیاتی منصوبوں کا آغاز ہونے اور امارت شارجہ میں عرب لیگ کا دفتر کھولنے پر اتفاق و اطمینان کا اظہار کیا گیا تھا۔ ایسے ہی خطوط ام القیوین، راس الخیمہ اور عجمان کے شیوخ نے لکھ دیے، تاہم حاکم عجمان نے اپنے ہاں عرب لیگ کا دفتر کھولنے سے اتفاق نہیں کیا۔

اگلے روز برطانوی وزیر مملکت برائے امورِ خارجہ جارج تھامس دبئی آ پہنچے۔ انھوں نے حاکمانِ امارات کے اجلاس میں کہا کہ ملکہ عالیہ کی حکومت خلیج کے خطے میں برقرار رہے گی۔ انھوں نے خلیجی حکمرانوں میں باہمی اتحاد کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے خبردار کیا کہ مصری اور عراقی ان کے اختلافات سے فائدہ اٹھائیں گے تاکہ ان سب کو نقصان پہنچے۔ مسٹر تھامس نے اصرار کیا کہ باہر سے جو بھی امداد آئے وہ ان کی نگرانی میں ''اماراتی ترقیاتی فنڈ'' کے ذریعے خرچ ہونی چاہیے۔ اس اجلاس میں حاکم فجیرہ شریک نہیں تھے کیونکہ وہ حج کرنے گئے ہوئے تھے۔

13 مئی 1965ء کو شیخ صقر بن سلطان القاسمی نے برطانوی وزیر خارجہ تھامس کو چائے کی دعوت دی۔ اس ملاقات میں تھامس نے الشیخ صقر کو انتباہ کیا کہ وہ عرب لیگ سے تعلقات نہ بڑھائیں اور نہ شارجہ میں عرب لیگ کا دفتر کھلنے دیں کیونکہ ان کے اور برطانیہ کے درمیان معاہدہ انھیں خلیج یا آپ کی ریاست میں تعینات برطانوی پولیٹیکل ایجنٹ کے بغیر کسی بھی غیر ملک سے تعلقات بڑھانے سے روکتا ہے۔ مسٹر تھامس نے جب یہ کہا کہ ہمارے اور آپ کے مفادات ایک ہیں جن کا خیال رکھنا ضروری ہے تو شیخ صقر نے کہا: ''ہم بھوکے اور پیاسے ہیں اور بھوکے کو جو ملک بھی مدد کی پیشکش کرے، اسے وہ قبول کر لیتا ہے۔''

اس پر برطانوی وزیر نے کہا: آپ کے معاملے میں یہ بات درست نہیں۔

حاکم شارجہ: عرب لیگ کا وفد چھ ماہ پہلے آیا تھا۔ اس وقت آپ نے اعتراض کیوں نہ کیا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برطانوی وزیر: ہم آپ کے مفادات کا خیال رکھتے ہیں۔

حاکم: آپ اپنے مفادات کا خیال رکھتے ہیں یا ہمارے مفادات کا؟

برطانوی وزیر: چھوڑیں، ہم نئے موضوع کی طرف آتے ہیں۔ آپ نے عرب لیگ کے بارے میں جو کہا ہے، کیا آپ اس پر قائم ہیں؟

حاکم: وہ معاملہ طے پا چکا ہے۔

برطانوی وزیر: یہ ہمارے درمیان توثیق شدہ معاہدے کی خلاف ورزی ہے۔

حاکم: میں نے عرب لیگ سے تعاون کرنے میں پہل نہیں کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ برطانیہ اپنے سامنے دیکھنے کے ساتھ ساتھ مستقبل پر بھی نظر رکھے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو عدن اور بحرین جیسے مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے۔ [1]

برطانوی وزیر: کیا آپ برطانوی ریذیڈنٹ کے ساتھ مشاورت سے قبل خارجی تعلقات قائم نہ کرنے سے اتفاق نہیں کرتے؟

حاکمِ شارجہ نے برطانوی وزیرِ مملکت کا موقف یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ ''میں نے عہد کیا ہے کہ اپنے ملک کے مفادات کو ہر چیز پر ترجیح دوں گا۔'' جب تھامس نے کہا کہ معاہدے کی رو سے آپ کے خارجی امور کو برطانیہ کنٹرول کرتا ہے تو شیخ صقر نے کہا: وہ معاہدہ غیر منصفانہ ہے کیونکہ وہ ایک کمزور فریق اور دوسرے طاقتور فریق کے مابین طے پایا تھا اور اس پر نظرِ ثانی ہونی چاہیے۔

برطانوی وزیر کی حاکمِ شارجہ کو دھمکی

برطانوی وزیر: ہم اصرار کرتے ہیں کہ اس خطے میں عرب لیگ کا دفتر نہ کھولا جائے۔

حاکم: اس خطے میں غیر عرب ممالک کے دفاتر ہیں اور کویت کا ایک دفتر بھی ہے۔

[1] برطانوی سامراج 1840ء سے عدن (جنوبی یمن) اور 1861ء سے بحرین پر قابض تھا اور 1960ء کی دہائی میں وہاں آزادی کی تحریکیں جاری تھیں۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برطانوی وزیر: کویت کا دفتر پرانی بات ہے۔

اس نے مزید کہا: ''آپ اس معاملے میں پوری طرح غور و فکر کر لیں کیونکہ یہ معاملہ خطرناک ہے۔

حاکم: میں اس وقت خطرناک یا غیر خطرناک معاملات کی نہیں سوچ رہا۔ میں نے تو اپنی قوم کی ترقی کا عزم کر رکھا ہے۔

برطانوی وزیر: آپ نے امارات کی انتظامی کونسل کی قرار داد وں سے اتفاق کیا تھا جیسا کہ مارچ میں اس کے پہلے اجتماع میں طے پایا تھا کہ باہر سے آنے والی ہر امداد امارات ترقیاتی فنڈ کے ذریعے سے آئے گی۔

حاکم: میں اس بات کو فضول اور غیر ضروری سمجھتا ہوں۔

چند لمحے خاموشی رہی، پھر برطانوی وزیر نے بحث آگے بڑھاتے ہوئے کہا: ''آپ ایک خوبصورت کوٹھی میں مقیم ہیں، یہاں ساری سہولتیں حاصل ہیں۔''

حاکم: مکان خوبصورت ہو یا بھدا، مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ میرے اٹھ جانے کے بعد لوگ میرے بیٹوں پر لعنت بھیجیں۔

برطانوی وزیر: ہم امارات میں ایک لاکھ کی آبادی پر ہر سال کئی ملین خرچ کرتے ہیں۔

حاکم: کیا آپ کا مطلب وہ خرچ ہے جو فوج یا مصالحتی ساحلِ عمان کے دستے پر اٹھتا ہے؟

برطانوی وزیر: مصالحتی ساحل عمان کے دستے سکاؤٹس کے قیام کا مقصدِ اول حاکمِ شارجہ کی حمایت و حفاظت اور دوم تیل کی پائپ لائنوں کا تحفظ ہے۔

حاکم: برسوں گزرنے پر ایسی کوئی چیز میرے سامنے نہیں جس پر میں حکومت برطانیہ کا شکریہ ادا کروں۔

برطانوی وزیر: میں دوبارہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ اس معاملے پر نئے سرے سے سوچ بچار کریں۔ ہم یہاں عرب لیگ کے دفتر کا افتتاح پسند نہیں کرتے۔

حاکم: میں اس سے ہرگز اتفاق نہیں کرتا۔ تم جو چاہتے ہو، قوت کے استعمال سے کر سکتے ہو۔ میں تمھیں یاد دلاتا ہوں کہ ایک برطانوی رکن پالیمنٹ نے پچھلے دنوں پارلیمنٹ میں کہا ہے: ''امارات آزاد ریاستیں ہیں اور وہ اپنے خاص اقدامات کی خود ذمہ دار ہیں اور ہم ان کی پسماندگی کے ذمہ دار نہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برطانوی وزیر: میں خود پارلیمنٹ کی بحث میں شریک تھا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ آپ داخلی امور میں خود مختار ہیں۔ جہاں تک خارجی امور اور دفاع کا تعلق ہے، یہ دونوں شعبے حکومت برطانیہ کے ہاتھ میں ہیں، لہٰذا میں اس بات پر زور دیتا رہوں گا کہ یہاں عرب لیگ کا دفتر نہ کھولا جائے۔

حاکم: نہ میں اور نہ کوئی اور عرب حکمران عرب لیگ کو اس ساحل پر آنے سے روک سکتا ہے اور نہ وہ عرب بھائیوں کی طرف سے یہاں آنے والی امداد کو روک سکتا ہے جبکہ تم اپنے اور دوسرے ممالک کی طرف سے امداد آنے دیتے ہو۔

برطانوی وزیر: آپ کسی بھی جگہ سے قرضہ لے سکتے ہیں اور روس یا چین وغیرہ کی امداد قبول کر سکتے ہیں مگر ہم یہاں عرب لیگ کا دفتر کھلنے کی اجازت نہیں دے سکتے اور ہم اسے پوری قوت سے روکیں گے۔

حاکم: تم نے برطانیہ کی دوستی کو پیٹھ میں خنجر گھونپنے اور ہماری ترقی کو روکنے کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ پھر برطانیہ کو یہاں ترقیاتی دفتر کھولنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر اس کا سبب محبت ہے تو پھر تم ہمیں کیوں روکتے ہو؟ اگر اس کا سبب تمھارا خوف ہے تو عرب ہمارے بھائی ہیں اور ہم ان کی امداد رد کرنے کے روادار نہیں۔

برطانوی وزیر: آپ کی وضاحت پر میں آپ کا شکر گزار ہوں لیکن آپ عرب لیگ کا دفتر کھولنے میں جلدی نہ کریں۔ میں آپ کے خیالات وزیر اعظم کو پہنچا دوں گا۔

برطانوی حکومت کئی ماہ تک ترغیب و ترہیب سے الشیخ صقر کا موقف بدلنے کی کوشش کرتی رہی اور وہ خط واپس لینے پر زور دیتی رہی جو انھوں نے عرب لیگ کے اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل نوفل کو دیا تھا اور جس میں کہا تھا کہ انھیں امارت شارجہ کے لیے عرب لیگ کی امداد قبول ہے، اور یہ کہ وہ عرب لیگ کے رکن ممالک کی طرف سے ملنے والی گرانٹس کو ''امارات ترقیاتی فنڈ'' میں منتقل کر دیں۔

لیکن الشیخ صقر بن سلطان القاسمی اپنی تمام کشتیاں جلا چکے تھے اور وہ جو معاہدے کر چکے تھے، ان سے پھرنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

الشیخ صقر کی معزولی اور الشیخ خالد کی تقرری:

جمعرات 24 جون 1965ء کو برطانوی قونصل خانہ دبئی کی طلبی پر الشیخ صقر بن سلطان القاسمی شارجہ کے قلعے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے دبئی جانے کے لیے نکلے۔ دبئی میں انگریز پولیٹیکل افسر بالفور پول سے ان کی ملاقات ہوئی۔ دورانِ ملاقات دو برطانوی سپاہی الشیخ صقر کے دائیں بائیں کھڑے رہے۔ مسٹر پول نے ان کو ایک خط دکھایا جس میں قاسمی خاندان کے افراد نے الشیخ صقر کو معزول کر کے ان کی جگہ الشیخ خالد بن محمد القاسمی کو حاکم شارجہ بنانے کی تجویز دی تھی۔ الشیخ صقر نے احتجاج کیا کہ مذکورہ خط جعلی اور غیر درست ہے لیکن بالفور پول نے انھیں بات مکمل نہ کرنے دی اور یہ بتایا کہ اس تجویز کے مطابق ملکہ برطانیہ نے آپ کو معزول کر کے الشیخ خالد بن محمد القاسمی کو شارجہ کا نیا حاکم مقرر کر دیا ہے اور نئے حاکم شارجہ کے مطالبے پر میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ فوراً شارجہ سے نکل جائیں۔ فوج کے دو سپاہیوں کو حکم دیا گیا۔ انھوں نے باہر کھڑی آسٹن گاڑی میں الشیخ صقر کو سوار کیا اور خود ان کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ گاڑی نے شارجہ دبئی ایئر پورٹ کا رخ کیا۔ اس کے ساتھ دو لینڈ روور گاڑیوں میں فوج کی گارد بھی تھی۔ شارجہ ایئر پورٹ سے ان کو ملٹری ایئر پورٹ لے جایا گیا اور وہاں سے برطانوی شاہی مسلح افواج کے خصوصی طیارے پر انھیں بحرین پہنچا دیا گیا اور ان کا شارجہ میں داخلہ بند کر دیا گیا۔

شارجہ ایئر پورٹ کویت سے آنے والی پرواز کی خاطر بند کر دیا گیا تھا جس پر الشیخ صقر کا بیٹا سلطان بن صقر سوار تھا وہ قاہرہ (مصر) گیا ہوا تھا اور وہاں سے عرب لیگ کے تین فنی ماہرین کی ایک ٹیم لے کر شارجہ ایئر پورٹ پر اترنا چاہتا تھا تاکہ یہاں عرب لیگ کا دفتر قائم کیا جائے، لیکن اس کے طیارے کو بھی بحرین اتار لیا گیا۔ اسی دن سہ پہر تین بجے الشیخ خالد بن محمد القاسمی مسلح افواج کے پہرے میں شارجہ کے حاکم بن کر آئے۔

25 جون 1965ء کو ملکہ برطانیہ کے بحرین میں نمائندہ خصوصی (ریذیڈنٹ) سر ولیم لوئیس کے ذریعے الشیخ خالد کا تقرر نامہ پہنچ گیا، جس میں جواب کی بھی درخواست تھی۔ اس کا متن یہ تھا:

”میں ہر میجسٹی ملکہ برطانیہ کی حکومت کے نمائندے کی حیثیت سے آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ انھوں نے رسمی طور پر آپ کو حاکم شارجہ تسلیم کر لیا ہے اور ان کی جانب سے آپ وہ تمام ذمہ داریاں پوری کریں گے جو برطانوی حکومت اور حاکمانِ شارجہ کے مابین توثیق شدہ معاہدات کی رو سے بطور حاکمِ شارجہ آپ پر عائد ہوتی ہیں۔“

”باہمی مفاہمت کی رو سے یہ تسلیم نامہ آپ کو پابند بناتا ہے کہ آپ اپنی طرف سے وہ تمام ذمہ داریاں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قبول کرتے ہیں جو ان اتفاقیات، معاہدات، معاملات اور کسٹم ڈیوٹی سے متعلق ہیں جو آپ سے پہلے کے حکمرانوں نے اپنے مقابل جاہ وحشم کی مالک حکومت برطانیہ سے طے کیے تھے۔''

26 جون 1966ء کو الشیخ خالد نے جوابی خط لکھا جس میں ملکہ برطانیہ کی حکومت کا ''پر خلوص شکر یہ اور نذرانہ ستائش'' ادا کیا۔

انقلاب کے وقت میں دبئی میں تھا۔ صیہونی وکلاء نامی ڈرامے کے بعد قومی کلب (شارجہ) بند کر دیا گیا تھا، اس کی جگہ رفاہی کلب کا قیام عمل میں آ گیا تھا۔ میں اس کا پریذیڈنٹ تھا۔ میں دبئی میں ایک فٹ بال میچ کا پروگرام بنا رہا تھا کہ مجھے دوپہر کے وقت الشیخ صقر بن سلطان القاسمی کی معزولی کی خبر ملی۔

میں فوراً شارجہ پہنچا اور شعبی محلّہ میں واقع رفاہی کلب کا رُخ کیا جہاں ہم نے والی بال کے لیے جال لگایا تھا۔ وہاں والی بال کے علاوہ اہم میچ فٹ بال کے ہوا کرتے تھے۔ وہیں ایک قاصد نے مجھے بتایا کہ الشیخ خالد آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔ میں مغرب کے بعد قلعے میں پہنچا۔ الشیخ خالد نے کہا: ہمیں تمھاری رائے معلوم تھی، اس لیے ہم نے تمھیں نہیں بتایا۔

میں نے کہا: آپ انگریز کے بغیر کسی ذریعے سے آتے۔

انھوں نے کہا: کیا میں اپنے قتل کا انتظار کرتا؟ خود تمھارے ساتھ بھی ایک واقعہ ہو چکا ہے۔

انقلاب سے ایک ہفتہ پہلے مجھ پر قلعہ سے قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا۔ الشیخ خالد نے مجھ سے کہا: تمھیں میرے ساتھ کام کرنا ہے۔ بتاؤ تم کس منصب پر کام کرنا پسند کرو گے؟

میں نے کہا: میں کام نہیں کر سکتا کیونکہ میں تعلیم کے لیے قاہرہ جا رہا ہوں۔

انھوں نے کہا: تمھارا کوئی منصب لینا ضروری ہے گو عارضی طور پر ہو۔

میں نے کہا: بلدیہ (میونسپلٹی) میں۔ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔

میں نے چیئر مین میونسپلٹی کا منصب سنبھال لیا اور الشیخ سعود بن سلطان القاسمی کو وائس چیئر مین بنا لیا۔

دو ماہ مکمل کرنے کے بعد میں نے الشیخ خالد بن محمد القاسمی حاکم شارجہ سے درخواست کی کہ الشیخ سعود بن سلطان کو چیئر مین بلدیہ بنا دیا جائے۔ خود میں ریاضی کے مضمون کا امتحان دینے کے لیے کویت گیا۔ اس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلے مجھے ریاضی کے امتحان میں گریڈ نہیں ملا تھا جبکہ کمرۂ امتحان میں میرے ساتھی نے میرے پرچے سے نقل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اب کے امتحان میں کامیابی ملی اور اس کے بعد میں نے وزارت تعلیم و تربیت سے گزارش کی کہ میرے کاغذات مصر بھیجے جائیں، ازاں بعد میں خود وہاں چلا گیا۔

www.kitabosunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بارھواں باب

یونیورسٹی کی تعلیم (حصہ اوّل)

زرعی کالج (قاہرہ) میں داخلہ:

ماہ ستمبر 1965ء کے آخر میں میں قاہرہ پہنچا۔ ابھی یونیورسٹی میں پڑھائی شروع نہیں ہوئی تھی، وہ اکتوبر کے اوائل میں شروع ہونا تھی۔ ڈیڑھ ماہ بعد مجھے پتہ چلا کہ قاہرہ یونیورسٹی کے ایگریکلچر کالج میں میرا داخلہ ہو گیا ہے۔عمان کا ایک طالب علم محمود عبدالنبی بھی ایگر یکلچر کالج (کلیہ زراعت) میں زیر تعلیم تھا۔ اس کی انچارج امور طلبہ سید حسین جاد کے ساتھ جان پہچان تھی۔ ایک روز حسین جاد نے محمود عبدالنبی سے کہا: آج تمھارے علاقے کے ایک طالب علم کا داخلہ ہوا ہے۔

محمود نے اس کا نام پوچھا تو حسین جاد نے کاغذات الٹ پلٹ کرتے ہوئے بتایا کہ اس کا نام سلطان بن محمد القاسمی ہے۔ میں نے اپنے پاسپورٹ میں امارات کے بجائے عمان لکھوایا تھا۔

محمود عبدالنبی کلیہ زراعت سے نکلا اور شارجہ کے طلبہ کے ہاسٹل کی طرف آیا۔ اس نے میری رہائش گاہ معلوم کی جو اس کے قریب ہی تھی۔ اس نے مجھے خبر دی کہ قاہرہ یونیورسٹی کے کلیہ زراعت میں تمھارا داخلہ ہو گیا ہے۔ یہی میرا مقصود تھا۔

میں محمود کے ساتھ کلیہ زراعت پہنچا۔ حسین جاد نے بتایا تھا کہ کالج کے رجسٹرار کو کچھ کاغذات دینے ہیں، تین تصویریں اور میڈیکل چیک اپ کی رپورٹ۔ کالج سے نکل کر میں نے جلد از جلد تصویروں کے حصول کا طریقہ معلوم کیا تو مجھے بتایا گیا کہ اس کا تحریر سکوائر میں کمپلیکس کے سامنے انتظام ہے۔ میں نے وہاں ایک قدیم کیمرے سے تصویر بنوائی، لیکن وہ تصویر میرے جیسی نہیں لگتی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریر سکوائر سے میں الجیزہ میں میڈیکل چیک اپ سنٹر پہنچا۔ وہاں چیک اپ ہوا۔ ایکسرے ابھی ملنے تھے۔ سنٹر کے نگران ڈاکٹر نے کہا: ایکسرے ختم ہو گئے ہیں، آپ لوگ کل آ جائیں۔

بہت سے طلبہ یہاں ایکسرے کے لیے جمع ہو گئے تھے۔ طلبہ کا رش ختم ہوا۔ سب نکل گئے تھے۔ میں اکیلا بیٹھا رہا۔ میں ڈاکٹر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ بولا: تم کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے کہا: مجھے ایک خاص ضرورت ہے، کل اقامہ نکلوانا ہے، ورنہ تاخیر پر مجھے پچاس پاؤنڈ جرمانہ ہوگا۔ کالج سے کارڈ بننے پر ہی اقامہ مل سکتا ہے۔ کالج کا کارڈ اس میڈیکل اور ایکسرے رپورٹ پر موقوف ہے۔ مجھے آج کسی بھی جگہ سے یہ ضرور بنوانا ہے۔ ڈاکٹر نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا: ایکسرے موجود ہیں۔ وہ مجھے ایکسرے روم میں لے گیا، ایکسرے لیا اور کہا کہ صبح جلدی آ کر رزلٹ لے جانا۔

اگلے دن صبح میں نے ایکسرے اور میڈیکل رپورٹ لی اور رجسٹرار کے دفتر میں جمع کروادی۔ انھوں نے میرے کاغذات قبول کر لیے لیکن تصویر جو مجھ سے ملتی نہیں تھی، وہ قبول نہ کی۔ حسین جاد نے مداخلت کرتے ہوئے میری طرف سے وعدہ کر لیا کہ یہ نئی واضح تصویر کل جمع کرائے گا، اس تصویر کو عارضی طور پر قبول کر لیا جائے۔ اس طرح کلیہ زراعت میں میری رجسٹریشن چوبیں گھنٹے میں ہی مکمل ہوگئی، ورنہ طریقہ کار لمبا تھا کہ کلیہ زراعت کو لیٹر جاتا، وہ اپنے نظام کے مطابق قاہرہ میں کویتی سفارتخانے کو لیٹر لکھتے، وہ اس مسئلہ کو کویت بھیجتا۔ کویت والوں کو اپنے دبئی والے دفتر کو لکھنا تھا، وہاں سے ان کو شارجہ رابطہ کر کے مجھے بتانا تھا کہ تمھارا داخلہ قاہرہ یونیورسٹی کے کلیہ زراعت میں ہو گیا ہے۔

مجھے معلوم ہوا کہ دبئی میں کویت کے دفتر نے شارجہ کے ذمہ داران کو بتایا تھا کہ میرا داخلہ قاہرہ یونیورسٹی کے کلیہ زراعت میں تعلیمی سال 66-1965ء کی پہلی کلاس میں ہو گیا ہے، لیکن یہ اطلاع میرا داخلہ منظور ہونے سے ایک ماہ سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد دی گئی۔

جامعہ قاہرہ کے کلیہ زراعت میں دوران تعلیم کچھ اہم واقعات بھی پیش آئے جن میں سے چند ذیل میں لکھے جاتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماءِ ملکی:

کالج کارڈ حاصل کر کے میں جلدی سے لیکچرز شیڈول لینے کے لیے نکلا۔ مجھے معلوم ہوا کہ ایک لیکچر ہو رہا ہے جس میں میری شرکت ضروری ہے۔ اگلی صبح کیمیاء کے پریکٹیکل سبق کے لیے میں صبح جلدی پہنچ گیا۔ میں شعبہ کیمیاء کی عمارت میں داخل ہوا تو مجھے ایک لیبارٹری بتائی گئی۔ میں اس طرف چل دیا۔ میں نے دروازہ کھولا تو باسٹھ طلبہ و طالبات پریکٹیکل میں مشغول تھے۔ میرا آخری نمبر تھا، یعنی تریسٹھ (63)۔

ڈاکٹر صاحب آئے۔ انھوں نے پریکٹیکل سبق کی تشریح کی، پھر کہا: چھٹے گروپ سے مطلوبہ مضمون نکالو! اس کا مطلب یہ ہوا کہ پانچ ہفتے گزرنے پر پانچ گروپ پڑھے جا چکے تھے۔ ایک ہفتہ پہلے اضافی گزر چکا تھا جس میں آلات کی تعریف، تشریح اور جانچ پڑتال کے طریقے بتائے گئے تھے۔ وہ ہفتہ بھی میرا چھوٹ گیا تھا۔

لیبارٹری کی ٹیبلوں پر طلبہ و طالبات کے گروپ بنے تھے۔ ان پر کیمیائی مواد کی شیشیاں بھری ہوئی لائن میں رکھی تھیں۔ سب لوگ انہماک سے اپنے کام میں لگے ہوئے تھے۔ میں چپ چاپ کھڑا تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ میرے پاس سے ایک استاد البرٹ لطیف گزرے۔ وہ حقیقتاً لطیف (مہربان) تھے۔ انھوں نے مجھے کئی چیزیں سمجھا دیں جو میں لکھتا گیا، یہ کہ فلاں نمبر کی شیشی سے یہ لو، فلاں نمبر سے وہ لو، پھر اس پر تین قطرے ماءِ ملکی [1] ڈال دو، پھر کہا: اس کے بعد میرا انتظار کرو حتی کہ میں واپس آ جاؤں۔

میں نے مطلوبہ کام کر لیا، پھر سب شیشیاں دیکھیں لیکن مجھے ماءِ ملکی نہ ملا۔ ایک اور ڈاکٹر گزر رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: ماءِ ملکی کس نمبر کی شیشی میں ہے؟ ڈاکٹر نے ٹیبل پر ہاتھ مارا، طلبہ اور طالبات کو خاموش کرا کے کہا: اس ہٹے کٹے کو بتاؤ کہ ماءِ ملکی (پانی) کس نمبر کی شیشی (بوتل) میں ہے؟ مجھے بہت غصہ آیا۔ میں اسے ملامت

[1] ماءِ ملکی: یہ دو تیزابوں قلمی شورے کا تیزاب یا نائٹرک ایسڈ اور نمک کا تیزاب یا ہائیڈروکلورک ایسڈ کا آمیزہ (محلول) ہے۔ اس کا کیمیائی نام ایکوا ریجیا (Aqua Regia) ہے۔ اسے مسلمان کیمیا دان جابر بن حیان نے پہلی بار تیار کیا تھا۔ چونکہ اس تیزاب میں سونا حل ہو جاتا ہے، اس لیے جابر نے شاہی دھات سونے کی مناسبت سے اس کا نام آب سلطانی یا ماء الملوک رکھا جسے لاطینی ترجمے میں ''ایکوا ریجیا'' یعنی شاہی پانی کہا گیا۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے لگا۔ میں نے لیبارٹری سے نکل جانے کا سوچا، جبکہ وہ استاد اللہ اللہ، اللہ اللہ، اللہ اللہ، کہے جا رہا تھا۔ میں نے جو کیا اس پر خود ہی شرمسار ہوا۔ اگر میں ڈاکٹر البرٹ لطیف سے پوچھتا تو وہ ضرور میری رہنمائی کرتے۔ یہ واقعہ سارا دن ذہن پر سوار رہا۔ میں ڈاکٹر البرٹ لطیف کے پاس گیا اور انھیں سارا واقعہ بتایا۔ میری بات پوری نہ ہوئی تھی کہ انھوں نے عم بسطاوی کو آواز دی۔ النوبہ (سوڈان) کا رہائشی عم بسطاوی (چچا) آیا۔ وہ نحیف جسم کا آدمی تھا۔ انھوں نے اس سے کہا: ''یہ استاذ سلطان ہمارے پاس طالبعلم ہیں، خلیج سے آئے ہیں۔ جو پریکٹیکل ان کے رہ گئے ہیں، مکمل کروادو۔

ڈاکٹر البرٹ لطیف کے کیمیائی تشریحات سمجھانے پر میں لیبارٹری میں ان پر پریکٹیکل کرنے لگا۔ مجھے سب پریکٹیکل سمجھ آگئے۔ ماء ملکی کیا تھا؟ وہ نائٹرک ایسڈ کا ایک قطرہ اور اس پر ہائیڈروکلورک ایسڈ کے تین قطرے ڈال کر سونا صاف کرنے کا ایک محلول بنایا جاتا ہے۔ یہ طالب علم کو خود بنانا ہوتا ہے، یہ کسی شیشی (بوتل) میں نہیں ہوتا۔

اگلے ہفتے میں اسی لیبارٹری میں گیا۔ مجھے خود پر بہت بھروسا تھا۔ میں نے مطلوبہ تجربات پورے کر لیے۔ بعد میں باہر کھڑا تھا کہ میرا دوست سعید باسٹھ نمبر (62) پہلے ہی وہاں کھڑا تھا۔ اس نے میرے لیے جگہ رکھی ہوئی تھی۔ اس نے مجھ سے تجربہ کا نتیجہ پوچھا۔ میں نے کہا: سونے کا محلول؟ میں نے وہ ورقہ نکالا جس پر نتائج درج کیے جاتے ہیں۔ سعید نے کہا: یہ ورقہ اس باکس میں ڈالنا چاہیے جو لیبارٹری کے دروازے کے پاس ہے۔ میں نے کہا: مجھے اس کا علم نہیں تھا۔ میں اب جا کر وہاں ڈال دیتا ہوں! سعید نے کہا: ڈاکٹر استاد آن پہنچا ہے۔ اب تم نہیں جا سکتے، سبق شروع ہونے والا ہے۔ سبق کے بعد تم جا کر ڈال دینا۔

میں سبق کے بعد لیبارٹری کی طرف گیا۔ وہ باکس وہاں نہیں تھا اور لیبارٹری بھی لوگوں سے خالی تھی۔ میں اس کے سامنے دوسری لیبارٹری گیا، وہ طلبہ سے بھری ہوئی تھی جو اپنے تجربات میں مشغول تھے۔ ایک صاحب لیبارٹری کے ڈائس پر موجود تھے، دور ہونے کی وجہ سے اور لیبارٹری میں اٹھتے ہوئے بخارات کی وجہ سے میں ان کی شکل نہ پہچان سکا۔

میں ڈائس کی طرف بڑھا۔ آدھی مسافت پر مجھے معلوم ہوا کہ یہ تو وہی شخص ہے جس نے میری بے عزتی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ میں پیچھے کی طرف مڑا، میں لیبارٹری سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اچانک اس نے مجھے آواز دی: ماء ملکی پوچھنے والے جوان! آؤ، آؤ۔ میں اس کے قریب گیا۔ میں نے کہا: اہل مصر! تمھارے پاس آنے والے مہمان کی بے عزتی کے لیے کچھ مزید ہے؟ کہا: نہیں، اللہ کی قسم۔ وہ ڈائس سے آگے آیا، بلڈنگ کے مرکزی دروازے کے قریب اپنے دفتر میں مجھے لے گیا اور کہا: میں ڈاکٹر محمد ابراہیم ہوں۔ میں نے اپنا تعارف کرایا اور کالج میں تاخیر سے حاضری کا سبب اور کاغذات کی منظوری کے معاملات بتائے۔ ڈاکٹر ابراہیم نے میری اس روز کی کارکردگی دیکھی اور پھر اس پر لکھا: ''چھ ہفتے کی تاخیر سے داخلے کے باعث غیر حاضری۔'' پھر کہا: چھ ہفتے کی غیر حاضری طالب علم کو امتحان میں شرکت سے محروم کرسکتی ہے۔ میں نے دل میں کہا: یا رب! کئی نقصان دہ چیزیں نفع بھی دے دیتی ہیں۔

کسی کی بلا سبب ہنسی پر میری طلبی:

تیسرے ہفتے میں کیمیاء کی لیبارٹری میں کام شروع ہونے سے قبل میں نے ڈاکٹر کی آواز سنی جو ڈائس پر بیٹھے تھے۔ کہا: اے تریسٹھ (63) نمبر والے! مجھے ابھی تک نمبر کے ساتھ بلائے جانے کی عادت نہیں ہوئی تھی۔ مجھ سے سعید نے کہا: تجھے بلایا جا رہا ہے۔ میں میزوں کے مابین سے گزر کر جا رہا تھا اور اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کر رہا تھا کہ میں ہی ہوں۔ ڈاکٹر نے کہا: اپنی چیزیں اٹھاؤ اور لیبارٹری سے نکل جاؤ۔ تم کیا سوچ رہے ہو۔ تم لیبارٹری میں ہنس رہے ہو! یہاں سعید نے مداخلت کی اور اونچی آواز سے کہا: نہیں یہ نہیں، میں ہنس رہا تھا۔ یہ یہاں مصر میں پردیسی ہے۔ یہ کسی کو نہیں جانتا، یہ کیسے ہنس سکتا ہے اور کس کے ساتھ مذاق کرسکتا ہے؟ ڈاکٹر نے کہا: تم یہاں آؤ اور تریسٹھ (63) نمبر تم بھی۔ لیبارٹری میں کام رک گیا، طلبہ اور طالبات لیبارٹری کی ٹیبلوں کی درمیانی راہداری کے ساتھ لائنوں میں کھڑے ہوگئے۔ ہم ڈاکٹر کی طرف بڑھے، حتی کہ ان کے سامنے پہنچ گئے۔ جس ٹیبل کے پاس ہم کھڑے تھے، اس کے پیچھے سے ایک طالب علم آیا۔ وہ ڈاکٹر کے سامنے، میرے اور سعید کے درمیان کھڑا ہو کر کہنے لگا: میں ہنس رہا تھا۔

ڈاکٹر نے اس طالب علم کا شکریہ ادا کیا جس نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا تھا۔ سعید کا اس کی شرافت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہادری پر شکریہ ادا کیا اور مجھ سے معذرت کی۔ سعید بہت شریف اور روشن ضمیر تھا۔ وہ کلیہ زراعت (ایگریکلچر کالج) چھوڑ کر ملٹری کالج میں داخل ہو گیا تھا۔ 1967ء کی جنگ میں ملٹری کالج کے طلبہ بھی بلا لیے گئے تھے، اور وہ شہداء میں شمار ہو گیا، رحمہ اللہ۔

جمیلہ اور بلیک بورڈ

پہلا سمیسٹر مکمل ہو گیا۔ میں چار مضامین میں پاس ہوا اور دو میں فیل۔ دوسرے سمیسٹر میں شروع ہی سے محنت کی جانے لگی۔ مجھے کوئی چیز پڑھائی سے ادھر اُدھر نہیں کر سکتی تھی سوائے ایک مرتبہ کے، جب دکتور البرٹ لطیف مائیکرو بیالوجی کا لیکچر دے رہے تھے۔ لیکچر کے شروع ہی میں ایک لڑکی جمیلہ کی نگاہوں نے میری توجہ اپنی طرف مبذول کر لی۔ اس دوران میں لیکچر کے تین بلیک بورڈ صاف ہو چکے تھے۔ ایک بلیک بورڈ کی صفائی میں چند لمحے لگے تھے۔ ادھر اس کی نگاہیں ہر لمحے میری توجہ بٹا دیتی تھیں اگرچہ میں نے لیکچر کے اشارات سے بھرے تینوں بلیک بورڈوں پر توجہ دینے کی کوشش کی تھی جن کے بارے میں مجھے کچھ علم نہ تھا۔ میں نے کیمیا کی کاپی میں اس لیکچر پر ایک نظم لکھ ڈالی جس کے شعر یوں تھے:

دعي يا حلوة نظراتك دعيني أفهم درسي

''اے میٹھی نظروں والی! مجھے چھوڑ دے کہ میں اپنے سبق کو سمجھ سکوں۔''

أنا إنسان لا يقسو أخاف منك أن تقسي

''میں ایسا شخص ہوں جو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ مجھے تیری طرف سے خدشہ ہے کہ تو ظالمانہ برتاؤ کر رہی ہے۔''

لئن رويت الآن شتلاتي ستحجبين الماء عن غرسي

''اگر اب تو نے میرے پودوں کو سیراب کر دیا تو کل ان کا پانی روک لو گی۔''

فوجهي اليوم به حمرة وغدًا يُصبح كالورس

''پھر آج اگر میرا چہرہ اس سے سرخ ہے تو کل وہ ورس کی طرح زرد پڑ جائے گا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فما جئت لنظراتك حضرت للعلم والدرس

''میں نے علم اور سبق کی حضوری کو تیری نظروں کی نذر کر دیا ہے۔''

فمكاننا به طهر خلا من العار والرجس

''پس ہمارے دل ونگاہ پاکیزہ ہیں اور وہ بدنامی اور گندگی سے پاک ہیں۔''

فكفي خبث المارد بدأ الناس بالهمس

''پھر تو سرکش کی خباثت سے بچ۔ لوگ سرگوشیاں کرنے لگے ہیں۔''

فبيعي للناس نظراتك أبت أن تشتري نفسي

''پس تو اپنی نظروں کو اور لوگوں کے پاس بیچ۔ میں اس سے انکار کرتا ہوں کہ تو میری جان کو خرید لے۔''

میں دوسرے سمیسٹر کے تمام مضامین میں کامیاب رہا اور دوسرے تعلیمی سال میں داخل ہو گیا جبکہ پہلے سال کے دو مضامین بھی مجھے پورے کرنے تھے۔

عربی کلب، شارجہ:

گرمیوں کی چھٹیاں جون 1966ء کے وسط میں ہوئیں۔ میں شارجہ لوٹ آیا تاکہ میں عربی کلب کو دیکھوں جس کی مرکزی بلڈنگ کی تعمیر مکمل ہو گئی تھی۔ کچھ ضروری حصے رہ گئے تھے، وہ میں نے مکمل کرائے۔ کلب کا افتتاح عمل میں آیا۔ وہاں سے ہفت روزہ اخبار ''الیقظہ'' (بیداری) جاری کیا گیا۔ میں اسے خلیفہ نابودہ پریس دبئی سے چھپواتا تھا۔ جب تک میں شارجہ میں رہا، یہ مجلّہ مسلسل طبع ہوتا رہا۔ جب میں آغاز ستمبر 1966ء میں زرعی کالج کی دوسری کلاس میں تعلیم کے لیے قاہرہ چلا گیا تو یہ مجلّہ بند ہو گیا۔

پہلے سوڈانیوں کو درست کر لو:

دوسرے تعلیمی سال میں ہمارا ایک نصابی سبق مویشیوں کی اصلاح (زوالوجی سے متعلق) تھا۔ مویشیوں سے مراد اونٹ، گائے، بکری وغیرہ ہیں۔ یہ سبق استاذ ڈاکٹر عبداللطیف بدرالدین پڑھاتے تھے جو ایگریکلچر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کالج کے پرنسپل رہ چکے تھے۔ وہ طلبہ کے ساتھ دوستانہ تعلق رکھتے تھے۔ انھوں نے ہمیں بتایا کہ جب وہ اسکاٹ لینڈ کی ایڈنبرا یونیورسٹی میں PHD کرنے کے عرصے میں جانوروں کی تربیت اور افزائش کے انسٹی ٹیوٹ میں پڑھ رہے تھے تو ایک خط آیا۔ سوڈان کے انگریز فوجی حکمران نے اس انسٹی ٹیوٹ کے انچارج کو خط لکھا تھا جس میں سوڈان کے مویشیوں کی اصلاح پر تجاویز طلب کی گئی تھیں۔ انچارج نے انسٹی ٹیوٹ کی اعلیٰ کلاسز کے طلبہ کے ذمے لگایا کہ وہ اس حوالے سے اپنی اپنی تجاویز پیش کریں۔ تجاویز موصول ہوئیں۔ انچارج نے وہ سب ایک طرف رکھ دیں۔ جب طلبہ نے احتجاج کیا تو انچارج نے بتایا کہ ان تجاویز میں سوڈان کے مویشیوں کی اصلاح کے متعلق کچھ بھی نہیں ہے، پھر اس نے اپنے سیکرٹری کو حکم دیا کہ درج ذیل خط لکھو:

”سوڈان کے انگریز فوجی حکمران کے نام!

اگر تم سوڈان کے مویشیوں کو درست کرنا چاہتے ہو تو پہلے سوڈانیوں کو درست کر لو۔“

جمہور محل اور شاہراہِ جمہوریہ کے ٹاکرے:

زرعی کالج میں طلبہ یونین کے انتخابات ہوئے تو غیر متوقع طور پر بڑے بڑے عہدے عرب قوم پرستوں کے ہاتھ میں چلے گئے۔ اس سے پہلے ہی تقریبات میں یونینسٹوں اور کمونسٹوں کی مخالفت کی جانے لگی تھی۔ یونینسٹوں (عرب اتحاد کے حامیوں) نے اپنا کردار ابھارنے کے لیے جنوبی عرب سے تعلق رکھنے والے المجدلی شہید کی وفات کی مناسبت سے قاہرہ کی سڑکوں پر جلوس نکالنے کا پروگرام بنایا مگر مصری حکومت نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ تب عمانی طالب علم محمود عبدالنبی اور میں نے صدر جمال عبدالناصر سے ملاقات کے لیے حکام سے رابطہ کیا تو ہمیں ملاقات کا وقت مل گیا۔ ہم صبح ہوتے ہی قصر الجمہوری پہنچ گئے۔ گیٹ پر ایک فوجی افسر نے ہمارا استقبال کیا اور ہمیں گیٹ کے پاس مہمان خانے میں بٹھا دیا گیا۔ پھر اندر سے سول کپڑوں میں ایک اعلیٰ افسر آیا اور وہ ہمیں قصر کی عمارت میں لے گیا۔ وہاں السید نبیل فتح الباب نے ہمارا استقبال کیا اور ایوان صدر کے ساتھ مہمان خانے میں ہم بیٹھ گئے۔ طویل انتظار کے بعد نبیل فتح الباب نے ہمیں بتایا کہ صدر بہت مصروف ہیں اور انھوں نے کہا ہے کہ آپ لوگ تعزیتی تقریب منعقد کریں مگر سڑکوں پر نہ نکلیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صحافیوں کی یونین نے شارع جمہوریہ پر تعزیتی تقریب منعقد کی۔ ایک مقرر امین جدعان تھا جو شامی طلبہ کی تنظیم کا دوبارہ صدر بننے میں ناکام رہا تھا۔ اس نے تقریر میں عرب قوم پرستوں کو لتاڑنا شروع کر دیا۔ اس پر جھگڑا اور ہاتھا پائی ہوئی۔ پھر لڑائی اور کرسیاں چلیں۔ کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے اور سب شارع جمہوریہ پر نکل آئے۔ قوم پرست بھاگ اٹھے اور اتحادی ان کے پیچھے تھے۔ ٹریفک رک گئی اور راہگیر فٹ پاتھوں پر کھڑے نظارہ کرنے لگے۔ یہی اتحادی چاہتے تھے۔

عمان کا قومی مسئلہ بائی سائیکل:

ابو قصیدہ عُمانی طلبہ میں سے تھا، اس کا تعلق اہل ظفار سے تھا۔ وہ قاہرہ یونیورسٹی میں پڑھتا تھا اور کچھ عرصہ صلالہ میں جیل کاٹ کر مصر آیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ صلالہ کے ایک رش والے بازار میں سائیکل چلا رہا تھا، جس میں سائیکل چلانا منع تھا۔ وہ ایک شخص سے ٹکرایا اور جیل چلا گیا۔ پھر مصر پہنچ کر اس نے ایک شخص کو ساتھ ملایا اور ''ظفار آزادی محاذ قائم کر لیا۔'' ہم قاہرہ کی ایک سڑک پر چلے جا رہے تھے کہ ایک بلڈنگ کی پہلی منزل پر ''ظفار آزادی محاذ'' کے بورڈ نے ہماری توجہ اپنی جانب کھینچ لی۔

ہم دفتر دیکھنے چلے گئے جہاں ابو قصیدہ سے ملاقات ہوئی جس کے متعلق کچھ عرصہ پہلے ہمیں معلوم ہوا تھا۔ اس کی کہانی صلالہ کے پر رونق بازار میں سائیکل چلانے اور جیل جانے سے بڑھ کر کچھ نہ تھی، اس نے اسے مقابلہ اور پھر مقابلہ سے تحریک کا رنگ دے دیا۔

ہم نے سید فتحی الدیب سے ملاقات کی جو ''اتحاد اشتراکی'' کے جنرل سیکرٹریٹ کے رکن تھے اور وہی درحقیقت مصر میں عالم عرب کی آزادی کی تحریکوں کے مسئول تھے۔ ہم نے اس شخص کی حقیقت بتائی اور واضح کیا کہ ظُفار، عُمان کا ایک حصہ ہے۔ مصری ایجنسیوں نے فوراً کارروائی کی اور یہ دفتر بند کر دیا۔

چند دنوں کے بعد اس دفتر کا دوبارہ افتتاح کیا گیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ ابو قصیدہ اور عرب قوم پرست دوبارہ اس دفتر کے افتتاح کے لیے سرگرم رہے تھے۔ بائی سائیکل کا مسئلہ ایک قومی اور ملکی مسئلے کی شکل اختیار کر گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جون 1967ء کی جنگ:

نئی عرب اسرائیل جنگ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ جون 1967ء کا آغاز ہوتے ہی کلیہ زراعت کے دوسرے سال کے دوسرے سیشن کے امتحانات شروع ہو گئے۔ ہم نے چند مضامین کے امتحان دیے تھے کہ پانچ جون 1967ء کی دوپہر کو توپوں کی آواز سنی۔ میں سڑک پر نکلا تو لوگ لاالہ الا اللہ اور اللہ اکبر کے نعرے لگاتے نظر آئے۔ کچھ آسمان کی طرف نگاہیں اٹھائے ہوئے بعض جنگی طیاروں کو چکر لگاتے دیکھ رہے تھے۔ گرد آلود موسم میں وہ بہت اونچائی پر پرواز کر رہے تھے۔ میں العجوزہ محلّے میں گیا، جہاں یوسف الحسین کا گھر تھا۔ وہاں ریاض ابومحمود سے ملا جو کلیہ زراعت میں میرا ہم جماعت تھا۔ وہاں سے ہم اتحاد اشتراکی کے دفتر گئے اور السید فتحی الدیب سے ملاقات کی۔ یہاں تمام عرب ممالک کے طلبہ جمع ہوئے۔ طے ہوا کہ ہم ان رضا کاروں میں شامل ہو جائیں جو محاذ پر جانا چاہتے ہیں۔

ہم نے کبھی کوئی عسکری تربیتی کورس نہیں کیا تھا، اس لیے ہمیں الھرم کے بنو یوسف فوجی ٹریننگ سنٹر بھیجنے کا فیصلہ ہوا۔ دو دن کے دوران ہم نے اسلحے کی ٹریننگ لی، پھر ہمیں الجزیرہ کلب میں قائم کیے گئے معسکر میں پہنچانے کے احکامات آئے۔

ناصر کا استعفا اور میرے شعری جذبات

دو دن کی مزید مشقوں کے بعد 9 جون 1967ء کی شام کو صدر جمال عبدالناصر کے استعفا دینے کی ناگہانی خبر آئی۔ یہ سنتے ہی انسانوں کا جم غفیر سڑکوں پر نکل آیا۔ اس دن کا سورج غروب ہو گیا تھا، سخت اندھیرا چھا گیا تھا۔ ہر قسم کی روشنیاں گل کر دی گئی تھیں۔ سڑکیں اور گلیاں انسانوں سے بھری پڑی تھیں۔ تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی، نہ کسی طرف چلنا سجھائی دیتا تھا۔ بس انسانوں کا ایک سیلاب تھا۔ الجلاء کا پل پار کر کے میں الجیزہ کی سڑک پر فٹ پاتھ کے ساتھ ایک تھڑے پر غمگین بیٹھا تھا کہ میری طبیعت نے چند اشعار کی شکل اختیار کر لی جن کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

میرے عرب ملک تیرا راز عجیب ہے کہ گھر والا ہی تجھ میں غریب (اجنبی) ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کس نے تیرے اندر فجر (روشنی) میں تاریکی داخل کی ہے، کس نے تیرے اندر رونے کی آواز میں ہنسی ملائی ہے؟

وہی ذاتِ باری مجھ سے، تجھ سے اور ہر ایک سے قریب ہے۔ دشمن نے آج اپنے تیر چلا دیے ہیں۔

ہائے افسوس، میرے ملک، ہائے افسوس!

چھوٹی بچیاں، بچپنے سے بری الذمہ ہیں۔ لڑکیاں اپنی چال میں شرم سار ہیں۔

لڑکے کامل مردانگی والے ہیں اور جوانوں نے کتنے سیلاب موڑے ہیں۔

اور بزرگ ہیں کہ بڑھاپے میں انھوں نے انکار نہیں کیا۔ ان سب سے مسکراہٹیں چھینی گئی ہیں۔

ہائے افسوس، میرے ملک، ہائے افسوس!

یہاں قمریاں نغمہ سرا تھیں، ہر گھر پر اور ہر شاخ پر، لیکن اب الّو بولتے نظر آرہے ہیں۔ وہ ماضی و حال کے عمارتیں بنانے والوں کے آثار مٹاتے ہیں۔

وہ تاریخ میں جعل سازی کرتے ہیں اور ہر سُر چُراتے ہیں۔ ان کا وجود ہمارے درمیان ان کی نحوست کی علامت ہے۔

ہائے افسوس، میرے ملک، ہائے افسوس!

کئی جوان سڑکوں، گلیوں میں اپنے معذور ماں باپ اور بہنوں کو چھوڑتے ہوئے چلے گئے ہیں ایسے ایسی کثافت گاہوں میں جو جوئے، چرس اور منشیات کے مراکز ہیں۔

کاش وہ پیدائش سے پہلے مر چکے ہوتے، گھر چھوڑ جاتے وہ بغیر عزت کے۔

ہائے افسوس، میرے ملک، ہائے افسوس!

حتی کہ ان پر آسمان نے بارش برسانے میں بخل کیا۔ کنوں کا پانی، سمندر کے پانی کی طرح (کڑوا) ہوگیا۔

ریوڑ بھٹک رہا ہے، بغیر بچاؤ کے ریگزاروں اور میدانوں میں اور پہاڑوں کے درمیان۔

چرواہا تقدیر کا شاکی ہے کہ کہاں ہے؟ کہاں؟ اس کی ہڈیاں بھی زمین نے چھپا دی ہیں۔

ہائے افسوس، میرے ملک، ہائے افسوس!

میری زمین پر عنکبوت (مکڑی) نے جالے بن دیے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ مکڑیاں یہاں گھروں کے مابین رکاوٹ بن گئی ہیں۔

کوئی بستر پر مریض ہے اور کوئی بستر مرگ پر۔ اور زندہ انسان شل ہاتھوں سے بچوں کی روزی جمع کرتے ہیں۔

کھجور کی گٹھلی، چپاتی اور مچھلی کی روزی! جبکہ لوگ بغیر ملامت کے ہنس رہے ہیں۔

ہائے افسوس، میرے ملک، ہائے افسوس!

اے بھائی! ہمارے ساتھ اٹھ کھڑے ہو، ہم تکلیفیں مٹائیں! اے بھائی! مت کہو کہ یہ تقدیر ہے۔

اُمید اور عمل کے ساتھ ہم کامیابی کی منزل پائیں گے۔ دل کی صفائی اور وفا سے ہم اپنا مقصد پالیں گے جو ہمارا منتظر ہے۔

اللہ پاک بھی ایمان کے ساتھ مدد فرماتے ہیں۔ اے بھائی! ہمارے ساتھ اٹھ کھڑے ہو، ہم عزتوں کے رکھوالے بنیں!

عزت کے ساتھ! میرے ملک، عزت کے ساتھ![1]

صہیونی جارحیت پر امارات میں ردعمل

یونیورسٹیوں میں امتحانات دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ ہوا۔ میرے دل پر جو کیفیت گزر رہی تھی، اس کے پیشِ نظر میں امتحانات میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے بعد میں شارجہ آ گیا تا کہ بعض معاملات جان سکوں جو میرے یہاں آنے سے پہلے وقوع پذیر ہو چکے تھے۔

7 جون 1967ء کو عرب امارات کی تمام ریاستوں سے لوگ دبئی میں کویت کے دفتر کے سامنے اکھٹے ہوئے۔ وہ رضا کارانہ طور پر مصری فوج کی مدد کے لیے کویت جانا چاہتے تھے۔

امریکہ اور برطانیہ پر لعن طعن اور سب وشتم کا سلسلہ جاری تھا۔ اس دوران میں کیپٹن عبدالعزیز بن محمد القاسمی اور کیپٹن فیصل بن سلطان القاسمی نے ساحل عمان کی برطانوی فوج سے استعفا دے دیا تھا، کیونکہ عوام

[1] اس مسدس نے حقیقت میں مترجم کو آب دیدہ کر دیا، یہ کس قدر مسدس حالی کے مشابہ ہے! (مترجم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا مطالبہ تھا مصر کی مدد کی جائے لیکن بے سود۔ دفتر کویت کے اہلکاروں نے لوگوں کو اندر نہ آنے دیا۔

7 جون 1967ء کی شام ہی شارجہ میں الحیرۃ کے سامنے نیول کلب میں آگ بھڑک اٹھی، جو ساحل عمان کی فوج اور برطانوی فضائیہ کے ماتحت تھا۔ آگ نے عمارت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ کچھ چھتیں کھجور کی شاخوں کی تھیں اور کچھ ٹین کی۔ برطانوی فضائیہ کی فائر بریگیڈ گاڑیاں آگ بجھانے کے لیے ابھی نہ پہنچی تھیں۔ جیسے ہی وہ گاڑیاں آئیں، ہجوم نے ان پر پتھر برسانا شروع کر دیے۔ مجبوراً آگ بجھانے کے بجائے گاڑیوں نے ہجوم کو منتشر کرنے کے لیے اس پر پانی کی دھاریں پھینکنی شروع کر دیں۔

8 جون کو "ساحل کی آواز" (صوت الساحل) نامی ریڈیو اور ٹرانسمشن اسٹیشن کے مابین رابطے کے تار کاٹ دیے گئے جس سے اس کی نشریات پورا دن بند رہیں۔ یہ ریڈیو انگریزوں نے شارجہ کے برطانوی اڈے کے تحت قائم کیا تھا اور اس کی نشریات عربی میں پیش کی جاتی تھیں۔ [1]

کراچی شہر کا وزٹ:

میں شارجہ میں جنگ اور جنگ کے واقعات کی خبریں، جو لوگوں کی زبانی لحہ بہ لحہ ملتی تھیں، اب نہیں سن سکتا تھا، لہٰذا میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں پاکستان اور بالخصوص کراچی شہر چلا جاؤں۔

میں دس (10) دن کراچی شہر میں رہا۔ اس دوران میں نے شہر کے مشہور مقامات دیکھے جو کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ ان میں اہم ترین ڈیفنس کے علاقے کی مسجد ہے، جو بغیر ستونوں کے بڑے گنبد کی شکل میں بنائی گئی ہے۔ اس میں ہزاروں نمازیوں کی گنجائش ہے لیکن نماز مغرب میں بھی وہاں بہت کم تعداد میں نمازی آئے

[1] مصنف نے چھ روزہ تیسری عرب اسرائیل جنگ (6 جون تا 12 جون 1967ء) کے انجام کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ یہ جنگ نعرہ باز مصری آمر کرنل جمال عبدالناصر کے، کماحقہ فوجی تیاری کے بغیر، ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کی اچانک بحری ناکہ بندی (آبنائے تیران) کر دینے کے نتیجے میں چھڑی تھی۔ اسرائیلی فضائیہ نے مصری فضائیہ کو بے خبری میں جا لیا اور 350 مصری طیارے چند گھنٹوں میں فضائی اڈوں پر تباہ کر دیے۔ فضائی قوت سے محروم ہو کر مصری فوج کیا لڑتی اور اردن اور شام کی کیا مدد کرتی۔ اسرائیل نے مصر سے غزہ کی پٹی اور جزیرہ نمائے سینا، اردن سے غرب اردن بشمول بیت المقدس اور شام سے جولان کا علاقہ چھین لیا۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ یہ مسجد کراچی میں سب سے ترقی یافتہ علاقے میں بنائی گئی ہے۔[1]

ڈیفنس کا علاقہ شہر کے مشرق میں ہے، یہ اونچی جگہ پر واقع ہے۔ علاقے کی سڑکیں صاف ہیں۔ اس کے گھر خوبصورت ہیں جنھیں باغیچے رونق بخشتے ہیں۔ گھروں کی دیواروں کے اوپر سے پھولوں والے پودوں کی ٹہنیاں باہر لٹکتی ہیں۔

اگلے دن شام کے وقت میں کراچی کے غریب ترین علاقے میں گیا، اسے لیاری کہا جاتا ہے اور یہ شہر کے مغرب میں ہے۔ یہ کئی کلومیٹر پر مشتمل ہے۔ میں گاڑی سے نکلا اور پیدل اس کی گلیوں میں گھومنے لگا۔ اس کے مکان کچی اینٹوں اور پھونس سے بنائے گئے ہیں، اس کی گلیوں میں بدبو سے بھری نالیاں بہتی ہیں۔[2]

مشرقی محلّہ (شارجہ میں) میں گھروں کا انہدام:

میں چند دنوں کے لیے شارجہ واپس آیا۔ پھر یہاں سے اپنی بہن ناعمہ، اس کے بچوں اور الشیخ سعود بن سلطان القاسمی کے بچوں کے ساتھ بھارت گیا تاکہ ہم وہاں چند ہفتے گزار سکیں۔ الشیخ سعود اس سفر میں ہمارے ساتھ نہ جا سکے، کیونکہ وہ بلدیہ کے ایک مسئلے میں مشغول تھے۔ ان کی ذمہ داری رئیس بلدیہ (صدر میونسپلٹی) کی تھی۔

جب میں شارجہ واپس آیا تو میں نے الشیخ سعود بن سلطان القاسمی کے ساتھ اس مسئلے پر بات کی۔ انھوں نے بتایا کہ مختار التوم میئر بلدیہ شارجہ، بھارتی پلاننگ آفیسر بھاٹیا اور ابراہیم الکردی انچارج شعبہ اراضی نے مشورہ دیا ہے کہ مشرقی محلے کے تقریباً چالیس (40) گھر گرا دیے جائیں اور ان کو معاوضہ بھی نہ دیا جائے۔ اہلِ محلّہ یہ بات نہیں مانتے اور دھمکی دیتے ہیں کہ وہ دبئی چلے جائیں گے۔ میں نے حاکم شارجہ الشیخ خالد بن محمد القاسمی کے ساتھ ملاقات کی اور انھیں ان گھروں کے مطلوبہ معاوضے کا بندوبست ہونے تک ان کو گرانے سے روکنے پر راضی کر لیا۔

[1] ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی ﷾ نے جامعہ علوم اثریہ جہلم کے لیے جو مسجد ذاتی اخراجات سے تعمیر کروائی ہے، اسے مسجد سلطان کا نام دیا گیا ہے، یہ بھی اسی سٹائل پر بنائی گئی ہے۔ شاید اس کا تصور ڈاکٹر سلطان نے کراچی کی اسی مسجد سے لیا ہو۔ (مترجم)

[2] گزشتہ 65 برس میں ترقیاتی حوالے سے لیاری کی مکمل کایا پلٹ تو نہیں ہوئی، تاہم بہت کچھ تبدیل ہو چکا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے ان گھروں والوں سے ملاقات کی۔ انھیں شارجہ سے ترک سکونت نہ کرنے پر راضی کر لیا، کیونکہ میرا ان کے ساتھ محبت کا خاص رشتہ تھا۔ اس محلے کے ٹیکنیکل سکول میں تین برس تک میں استاد رہ چکا تھا۔

سپرنٹنڈنٹ لاظوغلی جیل کے حکم سے: [1]

میں قاہرہ واپس پہنچ گیا تاکہ باقی مضامین کی تکمیل کر سکوں۔ یہ دوسرے تعلیمی سال 68-1967ء کی کلیہ زراعت کی کلاس تھی۔ میرے بھائی الشیخ خالد بن محمد القاسمی نے مجھے وائٹ کلر، 68ء ماڈل کی نئی مرسڈیز بھیجی۔ وہ مارکیٹ میں نئی نئی آئی تھی۔

میرے پاس اب مضامین کی تعداد کم تھی، اس لیے وقت کو غنیمت جانا کہ میں مصر کی مساجد اور تاریخی عمارات پر بنے اسلامی نقش و نگار دیکھوں اور پڑھوں۔ میری کار جاذب نظر تھی۔ اکثر مساجد اور تاریخی عمارات کے سامنے کھڑی ہوتی۔ اس سے ایک جوان اترتا جو اپنی نظر سے ان عمارات کو دیکھتا، پھر ان میں داخل ہو جاتا۔ کبھی وہ گندگی کے ڈھیر پر بھی چڑھ جاتا، جس نے عمارت کے ایک حصے کو چھپایا ہوتا۔ ایجنسیوں کے لوگ جو میری نگرانی پر متعین تھے، وہ تھک گئے، کیونکہ میری کار ان کی گاڑیوں سے بہت تیز چلتی تھی۔ یہ بات میجر شوکت حسنی تک پہنچی جو عوامی تحقیقات کے شعبے میں عرب طلبہ کی سرگرمیوں کی نگرانی کے ذمہ دار تھے۔ ان کے ساتھ تقریبات میں میری کئی ملاقاتیں ہو چکی تھیں۔ لیکن وہ سب سلام تک محدود تھیں۔

میجر حسنی کا فون آیا: میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔

میں نے کہا: شرط یہ ہے کہ میرے پیچھے جو سایہ لگا ہے، اسے ہٹایا جائے۔

اس نے کہا: یہ تو ہمیں ایک بڑے آدمی کا حکم ہے۔

میں نے کہا: کون ہے؟ عبدالناصر؟

اس نے کہا: نہیں...... بڑا سخت آدمی لاظوغلی میں ہے۔

میں نے کہا: کہاں ملنا ہے؟

[1] یہ قاہرہ (مصر) کا معروف قید خانہ ہے جس میں خصوصاً سیاسی و عسکری مخالفین کو رکھا جاتا تھا۔ (مترجم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: مرکز عوامی تحقیقات میں۔

میجر شوکت حسنی نے میری ملاقات جنرل محمود شعراوی کے ساتھ طے کرادی، جو شعبہ مجموعہ نشاط عربی (عربوں کی مجموعی سرگرمیوں کا شعبہ) کا سربراہ تھا۔ اس نے اچھے طریقے سے مجھے ویلکم (خوش آمدید) کہا۔

پھر ایک ملازم کو بلایا۔ جب وہ آیا تو اس سے کہا: سلطان کی فائل لاؤ۔

میں نے کہا: میں خود تمھارے پاس بطور فائل موجود ہوں۔

اس نے کہا: ٹھیک ہے، لیکن ہر بندے کی فائل ہوتی ہے۔

پلک جھپکنے میں فائل آ گئی، وہ اسی ملاقات کے لیے ہی تو بنائی گئی تھی۔ فائل کھولی گئی۔ جنرل محمود شعراوی اس کے صفحات الٹ پلٹ کرنے لگا۔ کچھ کچھ حصے وہ اس طرح پڑھتا گیا:

''فلاں دن فلاں جگہ کی سیر۔'' وہ مقامات گننے لگا جہاں میں گیا تھا، پھر بولا: ''تم یہاں کیا کرتے ہو؟''

میں نے کہا: ''میں مصر کا تعارف حاصل کرتا ہوں۔''

اس نے کہا: ''تم مصر کا تعارف ان جگہوں سے حاصل کر رہے ہو؟''

میں نے کہا: ''آپ چاہتے ہیں میں مصر کا تعارف الہرم روڈ سے حاصل کروں؟''

(یہ شارع رات کی دلچسپیوں اور برائیوں سے بھرپور ہے۔)

اس نے کہا: ''استغفر اللہ۔'' پھر اٹھ کر مجھے رخصت کیا، جبکہ فائل کھلی پڑی تھی۔

میں نے کہا: ''کیا فائل کھلی رہے گی؟''

اس نے فائل بند کرتے ہوئے کہا: ''ہم اسے بند کردیں گے۔''

میں نے کہا: ''دوسرے طریقے سے بھی؟''

وہ بولا: ''ہاں، دوسرے طریقے سے بھی۔''

عبدالعزیز القاسمی خورفکان میں حاکم کا نائب:

میں دوسرے تعلیمی سال کے بقیہ مضامین کے امتحانات میں کامیاب ہوگیا۔ پھر جون 1968ء کے درمیان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں شارجہ لوٹ آیا۔ میں چاہتا تھا کہ تین بھائیوں میں پیدا ہونے والا اختلاف ختم ہو جائے۔ صقر جو نائب حاکم تھا، وہ اپنے بھائی حاکم شارجہ الشیخ خالد بن محمد القاسمی سے دور ہوگیا تھا، کیونکہ اس کے تعلقات حاکم کے سیکرٹری السید جاسم بن سیف المدفع کے ساتھ اچھے نہیں رہے تھے۔

جن دنوں الشیخ خالد بن محمد القاسمی شارجہ کی پولیس تشکیل دینے پر غور کر رہے تھے، ان دنوں الشیخ عبدالعزیز کے پاس کوئی ذمہ داری نہیں تھی۔ دبئی میں برطانوی سیاسی ایجنٹ واپس آ چکا تھا۔ اس نے اس سوچ کا خیر مقدم کیا، لیکن جب اس کو بتایا گیا کہ پولیس بنانے کی ذمہ داری الشیخ عبدالعزیز کو سونپ دی جائے گی تو اس نے یہ کہتے ہوئے اعتراض کیا کہ پولیس کے لیے ایسا شخص مطلوب ہے جس کا اس فیلڈ میں تجربہ ہو۔ انگریز سفارتکار نے جلدی سے کہا کہ برطانوی شہری برنز (Burns) اس ذمہ داری کے لیے مناسب ہے۔ الشیخ خالد نے برطانوی سیاسی ایجنٹ سے دوبارہ ملاقات کی اور کہا کہ میں الشیخ عبدالعزیز کو شعبہ پولیس کا سربراہ بنانا چاہتا ہوں، اس کی صورت یہ ہوگی کہ برنز عبدالعزیز کے ماتحت ہوگا۔

برطانوی پولیٹیکل ایجنٹ نے اعتراض کیا اور کہا کہ برنز الشیخ خالد حاکم شارجہ سے بلاواسطہ احکامات لے گا، کسی اور سے نہیں، لہٰذا عبدالعزیز کو متعین کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔

مئی 1968ء کے آغاز میں الشیخ خالد بن محمد القاسمی نے الشیخ عبدالعزیز بن محمد القاسمی کو مشرقی صوبہ میں نائب حاکم مقرر کر دیا اور ان کا مرکزی دفتر خورفکان قرار دیا۔ یہ ذمہ داری عثمان باروت کی جگہ دی گئی جسے بدل کر پہلے سے کم تر منصب پر لگایا گیا تھا۔

الشیخ عبدالعزیز کی ذمہ داری شروع ہونے کے بعد خورفکان کے بازار میں ایک جھگڑا ہوا۔ لڑائی بڑھنے کا باعث یہ تھا کہ ایک بھارتی حجام اور ایک مقامی آم فروش کے درمیان آموں کی قیمت پر جھگڑا ہوا۔ مقامی شخص بھارتی حجام کے قریب ہی پھل بیچتا تھا۔ ان میں ہاتھا پائی شروع ہوگئی۔ حجام کے ہاتھ میں قینچی تھی، اس نے مقامی شخص کو دے ماری جس سے وہ زخمی ہوگیا۔ اس نے بازار میں مقامی لوگوں کو آواز دی۔ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ بھارتی کی مدد کے لیے دیگر کاروباری بھارتی اور پاکستانی بھی میدان میں آگئے۔ خورفکان کے بازار میں دیسیوں اور پردیسیوں کی لڑائی پھیلتی گئی۔ اس کا ناقابل ذکر اثر بعض تجارتی علاقوں پر پڑا۔ عبدالعزیز نے اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طور پر پولیس کا ایک دستہ بنا رکھا تھا، اس کے ذریعے مقامی اٹھائیس افراد پکڑے اور انھیں جیل میں بند کر دیا۔ جب یہ خبر الشیخ خالد تک پہنچی تو انھوں نے سب کی رہائی کا حکم دے دیا۔ الشیخ عبدالعزیز کا خیال تھا کہ مشرقی صوبے میں الشیخ خالد نے اس کا رعب کم کیا ہے اور اس کا سبب عثمان باروت بنا ہے، جس نے یہ خبر الشیخ خالد تک پہنچائی تھی۔

میں حاکم شارجہ کا نائب ہو گیا:

مجھے حاکم شارجہ الشیخ خالد بن محمد القاسمی نے بلایا اور کہا کہ میرے دورہ انگلستان کے دوران تم میرے نائب ہو گے۔ میں نے درخواست کی کہ میں آپ کے اور آپ کے حقیقی بھائی الشیخ صقر کے درمیان اس سفر سے پہلے صلح کرانا چاہتا ہوں۔ انھوں نے کہا ٹھیک ہے۔ میں نے صقر سے رابطہ کیا اور معاملہ پیش کیا۔ اس نے الشیخ خالد کے پاس جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ انھیں میرے پاس آنا چاہیے۔ میں نے کہا: ایسے ہی ہو گا۔ ہم محل کے خاص رہائشی کمرے میں بیٹھے ہوں گے اور الشیخ خالد ہمارے پاس آئیں گے، اس نے یہ بات منظور کر لی۔

ہم اس کمرے میں بیٹھے تھے کہ الشیخ خالد آ گئے۔ الشیخ صقر اور الشیخ خالد کے مابین مصافحہ ہوا۔ الشیخ خالد کچھ باتیں کرنے لگے، جو درپیش معاملے سے دور کی باتیں تھیں۔ میں نے آگے بڑھ کر الشیخ خالد سے کہا: اے لمبی عمر والے! آپ نے مجھے اپنا نائب بنانا چاہا، اس وقت آپ کا اور صقر کا اختلاف تھا۔ اب الحمد للہ دونوں کی ملاقات سے وہ اختلاف ختم ہو گیا ہے تو صقر بھائی، میرے تقرر پر کوئی اعتراض باقی رہ گیا ہے؟ الشیخ صقر نے کہا: نہیں، اب میرے پاس کوئی اعتراض نہیں۔ میں، تم اور وہ ہم سب ایک ہیں۔ جب ہم جانے لگے تو الشیخ خالد نے کہا: کیا تم میرے ساتھ دوپہر کا کھانا نہیں کھاؤ گے؟ میں نے کہا: صقر بھائی نے مجھے اپنے ساتھ کھانے کی دعوت پہلے سے دی ہوئی ہے۔

الشیخ خالد بن محمد القاسمی حاکم شارجہ کا سفر جولائی 1968ء کے پہلے ہفتے میں طے پایا۔ ان کو الوداع کہنے کے لیے بڑی تعداد میں لوگ دبئی ایئر پورٹ پر جمع ہو گئے تھے۔ الشیخ عبدالعزیز تاخیر سے آئے، جب جہاز کا دروازہ بند ہونے والا تھا، وہ تیزی سے آگے بڑھے اور کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے لمبی عمر والے! میرے لیے کوئی حکم ہے؟

الشیخ خالد نے کہا: میں پہلے بتا چکا ہوں کہ آپ مشرقی صوبے کی حکومت کے ذمہ دار ہیں، اس کے علاوہ کوئی حکم نہیں۔

الشیخ عبدالعزیز: اگر شارجہ میں کچھ مشکلات ہوں تو میں کیا کروں گا؟

الشیخ خالد: سلطان بن محمد انھیں حل کرے گا۔

الشیخ خالد سات ہفتے کے لیے شارجہ سے لندن چلے گئے۔

ایک پاکستانی کا عجب گناہ

اس دوران شارجہ میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ اسے جاننے کے لیے میں لینڈ روور گاڑی پر سوار ہوا۔ کچھ سپاہی بھی ساتھ لیے تاکہ ریگزار سے گزرتے ہوئے ملیحہ کے صوبے میں پہنچوں۔ وہ شارجہ شہر سے چالیس کلومیٹر دور ہے۔ وہاں کے مسلح دیہاتی محکمہ زراعت کے دفتر کو گھیرے ہوئے تھے۔

میں ملیحہ پہنچا۔ ان کے سردار عوض بن سیف الخاصونی کے ساتھ گفتگو کی۔ اس نے بتایا کہ ایک پاکستانی شخص ہے جو محکمہ زراعت کے دفتر میں اس کے انگریز انچارج کے پاس چھپا بیٹھا ہے۔ اس نے ایک اونٹنی کے ساتھ بدفعلی کی ہے۔ انگریز کو چاہیے کہ وہ اسے ہمارے حوالے کرے۔

میں نے عوض بن سیف کو راضی کر لیا کہ میں پاکستانی کو شارجہ لے جا کر سزا دوں گا۔ وہ میرے ساتھ چلے اور اس کی سزا کو خود دیکھے۔ میرے ساتھ آنے والے سپاہیوں نے انگریز افسر کے دفتر سے اس پاکستانی کو پکڑ لیا۔ وہ سپاہیوں والی گاڑی میں تھا جبکہ عوض بن سیف کو میں نے اپنی گاڑی میں بٹھایا۔ شارجہ پہنچ کر میں نے پاکستانی کو عدالت کے حوالے کیا۔ ایک مصری شہری الشیخ محمد التندی شرعی عدالت کے جج تھے۔ میں نے کہا: سزا جاری کرنے سے پہلے مجھے اطلاع دی جائے۔

میں پاکستانی ملزم کے خلاف فیصلہ آنے کا منتظر تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ برطانوی اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ ٹی جے کلارک بات کر رہا تھا۔ وہ امارات کے ساحل کی خفیہ ایجنسیوں کا صدر بھی تھا۔ وہ پولیٹیکل ایجنٹ ڈیوڈ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رابرٹس کی نمایندگی کر رہا تھا، جس کی مدت ختم ہوگئی تھی اور اس کی جگہ ابھی تک کوئی متعین ہو کر نہیں آیا تھا۔ آداب کے بعد اس نے کہا: شیخ سلطان! بھارتی اور پاکستانی برطانیہ کی حفاظت میں ہیں، انھیں مقامی عدالتوں کے ذریعے سزا نہیں دی جاسکتی، انھیں برطانوی پولیٹیکل ایجنسی کے ذریعے ہی سزا دی جاسکتی ہے۔

میں نے کہا: پاکستانی نے ایک گندا کام کیا ہے۔ اس پر شرعی سزا ضروری ہے، کیونکہ وہ مسلمان ہے۔

کلارک: ہم اس کا فیصلہ کریں گے...... برطانیہ اور امارات کے شیوخ کے مابین جن باتوں پر اتفاق ہوا تھا، آپ کو ان کا علم نہیں ہے۔

میں نے کہا: مجھے کوئی اعتراض نہیں، لیکن پہلے آپ برطانوی سیاسی ایجنسی میں شرعی عدالت قائم کریں۔

دوبارہ فون کی گھنٹی بجی۔ الشیخ محمد التندی بول رہے تھے، کہا: سو (100) درے مارنے کا فیصلہ ہے۔ میں نے کہا: نافذ کردو۔

برٹش پولیٹیکل افسر کی شکر گزاری

اگلے دن صبح شہر شارجہ میں شارع عروبہ پر شمال سے جنوب کی جانب ٹینک رینگنے لگے۔ میں نے کلارک سے دبئی فون ملایا، کہا: شہر میں جو ٹینک چل رہے ہیں، یہ مجھے دھمکانے کا ایک طریقہ ہے؟

کلارک: نہیں...... میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

میں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر یہ ڈراوا ختم نہ ہوا تو میں سارے شہر کو باہر نکالوں گا۔ لوگ ان ٹینکوں پر پتھر برسائیں گے۔

کلارک: ایسا کچھ نہ کریں۔ میں ابھی آپ سے ملاقات کے لیے آتا ہوں۔ آدھے گھنٹے بعد کلارک آن پہنچا۔ میں نے اپنے دفتر کے مہمان خانے میں اس کا استقبال کیا۔ اکثر حکومتی دفاتر بھی یہیں ہیں۔ ہمارے درمیان درج ذیل گفتگو ہوئی:

میں نے کہا: اگر میں اختیار استعمال نہ کرتا تو پاکستانی اور انگریز قتل ہو سکتے تھے۔ اس کی جگہ پاکستانی کو سو (100) دُرّے مارے گئے۔ بعد میں وہ اپنی قمیص جھاڑتا ہوا چلا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلارک: میں تمھارے اس اختیار پر شکر گزار ہوں۔

میں نے کہا: تم نے مجھے یہ بدلہ دیا ہے کہ تم شہر کے درمیان، شارع عام پر ٹینک چلا رہے ہو؟

کلارک: مجھے ان ٹینکوں کا علم نہیں۔ میں نے پوچھا تھا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ برطانوی فوجی ہیڈ کوارٹر سے شارجہ کے علاقے حیرۃ میں گئے تھے، وہاں سے ہیڈ کوارٹر واپس جا رہے ہیں۔

میں نے کہا: آج صبح میں نے جلدی میں جو کچھ کہا: اس پر مجھے افسوس ہے۔ کلارک: کوئی بات نہیں۔ لیکن میری درخواست ہے کہ تم مجھے اپنا دوست بناؤ اور مشکل معاملات میں میرے ساتھ مشورہ کرو۔

میں نے کہا: ہم دوست بن کر رہیں گے۔

کلارک: آج رات دبئی ایئر پورٹ پر نیا پولیٹیکل ایجنٹ جولین پولارڈ آ رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے استقبال میں تم ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔

میں نے کہا: جہاز اترنے سے پہلے میں پہنچ جاؤں گا۔

جہاز کی سیڑھیوں کے پاس ہی کلارک نے نئے پولیٹیکل ایجنٹ سے ہاتھ ملایا اور میرا تعارف کراتے ہوئے کہا: یہ الشیخ سلطان بن محمد القاسمی ہے۔ حاکم شارجہ کا بھائی اور اس کا نائب ہے، لیکن اس کی تربیت مصر کی ہے۔

ہم استقبالیہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ رہے تھے کہ میں نے کہا: میں شارجہ کے پیدائشیوں میں سے ہوں۔ یہیں سے میں نے تربیت پائی۔ یہیں کے مدارس سے میں نے پڑھا، برطانوی پولیٹیکل ایجنسی کے تحت ٹیکنیکل سکول میں میں نے تین سال تک پڑھایا۔ میں اپنی یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کرنے کے لیے آخری کچھ عرصہ مصر گیا ہوں۔

حاکم شارجہ سے قاہرہ جانے کی اجازت طلبی

الشیخ خالد بن محمد القاسمی لندن سے شارجہ واپس آ گئے۔ میں ان سے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے لیے مصر جانے کی اجازت طلب کرنا چاہتا تھا کہ الشیخ خالد کے قانونی مشیر یسری الدویک نے ضروری کام کے لیے مجھ سے ملنا چاہا۔

ملاقات پر اس نے کہا کہ الشیخ عبدالعزیز کی جگہ تمھیں مشرقی صوبے میں حاکم شارجہ کا نائب بنانا ہے۔ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے پیش کش یہ کہہ کر ٹھکرا دی کہ میں ابھی اپنی تعلیم مکمل کروں گا۔

اگلے دن یسری الدویک ایک اور منصب لے کر آیا، وہ تھا حاکم شارجہ کا نائب۔

ساتھ ہی کہا: اس پوسٹ کے کوئی نئے قانونی کاغذات تیار نہیں ہوں گے۔تم پہلے ہی سے نائب حاکم ہو۔

میں نے کہا: الشیخ صقر اور الشیخ عبدالعزیز کہاں گئے کہ میں ان کی جگہ لوں؟

اس نے کہا: حاکم اور ان دونوں کے مابین تعلقات خراب ہو گئے ہیں اور اب صرف تم بچے ہو۔

میں نے کہا: میں معذرت کرتا ہوں اور اب میں قاہرہ کی طرف سفر کرنے والا ہوں۔

اگلی صبح میں نے نئے منصب کے موضوع پر بات کرنے کے بجائے الشیخ خالد سے الوداعی ملاقات کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیرھواں باب

یونیورسٹی کی تعلیم (دوسرا حصہ)

ستمبر 1968ء میں میں قاہرہ پہنچا تا کہ تیسرے تعلیمی سال 69-1968ء کے لیے کلیۂ زراعت کے پہلے سمیسٹر کی تعلیم شروع کروں۔

قرافہ اور مجری العیون (قاہرہ):

اسی سال الشیخ صقر بن محمد القاسمی قاہرہ میں مجھے میرے گھر ملنے آئے۔ ماہ رمضان تھا۔ وہ ایئر پورٹ سے سیدھے اُف اُف کرتے آرہے تھے۔ میں نے سلام کے بعد پوچھا: کیا مسئلہ ہے؟

الشیخ صقر نے کہا: ایسا علاقہ کہ جہاں قبروں اور بدبو کی کثرت ہے۔

پھر مجھے سمجھ آئی کہ یہ کیوں اُف اُف کر رہے ہیں۔ ٹیکسی والا انھیں ایئر پورٹ سے صلاح السالم کی سڑک سے لے آیا، جہاں قرافہ، یعنی قبریں ہیں۔ مجری العیون سے بھی وہ گزرا، جہاں چمڑا رنگا جاتا ہے۔ وہاں بدبو کے بھبکے اٹھتے ہیں۔ میں نے کہا: آپ کچھ دیر آرام کر لیں، پھر میں آپ کو قاہرہ کی اچھی جگہوں پر لے جاتا ہوں۔ کچھ دیر آرام کے بعد میں ایئر پورٹ کی جانب سے انھیں اندرون قاہرہ لے گیا۔ وہاں سے ہم شارع عروبہ پر لوٹ آئے۔ ادھر سے مصر جدید چلے گئے، جہاں خوبصورت عمارتیں اور نئی سڑکیں ہیں۔ ان کے فٹ پاتھوں کے ساتھ ساتھ درخت لگے ہیں۔ وہاں سے ہم افطار کے لیے اپنی رہائش گاہ پر آ گئے۔

افطار کے بعد میں نے کہا: میں نماز تراویح کے لیے آپ کو الحسین علاقے کی جامع مسجد لے جاؤں گا۔ گلیاں اور بازار لوگوں سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ نماز عشاء اور پھر تراویح کا انتظار کر رہے تھے۔ نماز کے بعد لوگ اس طرح نکلے جیسے بکھرے ہوئے پتنگے ہیں۔ وہاں کتاب میلہ اور عارضی تھیٹر تھا جہاں لوگ ڈرامے پیش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیے جاتے تھے۔ تب دیہات سے تعلق رکھنے والے زکریا حجاوی گروپ کی مغنیہ خضراء اپنے فن کا مظاہرہ کر رہی تھی اور البحیرہ گروپ دف پر رقص کرتا تھا۔

کچھ عرصہ ہی گزرا ہوگا کہ قرافہ کے علاقے کی شکل بدل گئی، وہاں خوبصورت جدید عمارتیں کھڑی ہوگئیں۔ چرس اور بھنگ کے مراکز جہاں سے بدبوئیں اٹھتی تھیں، ان کی جگہ قاہرہ کے باغات اور پھولوں کی خوشبوؤں نے لے لی۔

اے مصر! تجھ میں کتنے زیادہ مومن ہیں؟

تیسرے سال کے پہلے سمیسٹر کے تمام مضامین میں کامیابی کے بعد ہم دوسرے سمیسٹر میں چلے گئے۔

اس دوران السید عمیر بن عبداللہ الفلاسی قاہرہ کی سیر کو آئے۔ وہ عمر خیام ہوٹل میں ٹھہرے تھے۔ قاہرہ کے ہوٹلوں پر رش کی وجہ سے مالکان نے ہوٹل کے باغیچے میں لکڑی کے اضافی کمرے بنا لیے تھے۔ السید عمیر بن عبداللہ بھی اضافی کمرے میں ٹھہرے تھے۔ چونکہ یہ لکڑی کے بنے تھے، اس لیے اونچی آوازیں نہیں روک سکتے تھے۔ سید عمیر کے پاس میں جب بھی ملنے جاتا وہ طبلے، دف، رقص اور گانے کی شکایت کرتے کہ یہ ہر رات کا معمول ہے۔ جب وہ مجھے مہمان بناتے تو ہوٹل کی مرکزی بلڈنگ کے ڈائننگ ہال کی لابی میں لے جاتے۔

ایک دفعہ ہم ڈائننگ ہال میں پہنچے ہی تھے کہ اوپر سیڑھیوں سے ایک دُلھا براتیوں کے ساتھ ڈھول باجے لے کر آ رہا تھا۔ بہت شور تھا، ایک رقاصہ ان کے آگے تھی، جس کا جسم بہت کم ڈھکا ہوا تھا۔ برات ہمارے سر پر پہنچ گئی، ہمیں نکلنے کی جگہ نہ مل سکی۔ صورت حال یہ ہوئی کہ ہم میں سے ایک دلھا کے دائیں کھڑا تھا اور دوسرا دلھن کے بائیں موجود تھا۔ ہم ایسے ہی شادی کے آخر تک کھڑے رہے۔ مجھے بعد میں السید عمیر بن عبداللہ نے کہا: کیا یہ جائز ہے؟

میں نے کہا: کل تم میرے ساتھ جمعہ پڑھوگے؟ اس نے کہا: ہاں! جمعہ سے پہلے میں السید عمیر کو لے کر شارع قصر النیل پہنچا، جہاں محمد عبدالسلام کا قہوہ خانہ الدار البیضاء ہے۔ میں نے وہاں سے دو جائے نماز پکڑے جن کا میں نے پہلے سے کہہ رکھا تھا۔ ہم شارع قصر النیل سے نکلنے والی سڑک شارع ابن ثعلب پر مسجد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الرحمۃ میں نماز کے لیے گئے۔ ہم مسجد تک نہ پہنچ سکے، چنانچہ ہم نے وہاں اپنے مصلے بچھا لیے، جہاں نمازیوں کی صفیں ختم ہو رہی تھیں۔ اس وقت سب نمازی خطیب کی دعا پر آمین آمین کہہ رہے تھے۔ السید عمیر بن عبداللہ نے کہا: مسجد کہاں ہے؟ میں نے کہا: بہت دور ہے۔ اس نے کہا: اے مصر! تجھ میں کس قدر زیادہ مومن ہیں۔

رابطہ طلبہ عُمان:

یہ تنظیم ظفار (عُمان) کے علاقے کے ایک طالب علم ابوقصیدہ کے دم سے قائم تھی، اس کے سوا کوئی عُمانی عرب قوم پرست نہیں تھا۔ تنظیم کے انتخابات ہونے والے تھے مگر کوئی اس کا ہم خیال نہیں تھا، لہٰذا وہ مصر کے ابتدائی اور ہائی سکولوں میں زیر تعلیم عمانی اور زنجباری طلبہ کو بھی تنظیم میں شامل کرنے لگا۔ انھیں مصر کے محکمہ اوقاف سے کافی گرانٹ ملتی تھی۔ انھیں اس تنظیم میں اس شرط پر شامل کیا گیا کہ وہ انتخابات میں شریک نہ ہوں گے۔ شارجہ کے طلبہ جو کویت کی گرانٹ پر تعلیم پا رہے تھے، تنظیم کے رکن بننے کے لیے ان پر فی کس تین پاؤنڈ ماہانہ دینا لازم تھا۔ یہ رقم اس تنظیم کے ذریعے یونیورسٹی سے باہر کے طلبہ پر خرچ ہوتی تھی۔ اس تنظیم پر غلبے کا موقع ابوقصیدہ کو ایک سال بعد انھی طلبہ کی شمولیت سے ملا جو یونیورسٹی کے نہیں تھے۔

اس نے یونیورسٹی کے اور دوسرے طلبہ کے لیے ایک بہت بڑی ٹی پارٹی کی۔ میں ان دنوں تنظیم کا صدر اور راشد بن سلطان الخاوی ناظم مالیات تھا۔ ہم اس تقریب میں خوش تھے کہ اچانک ایک شخص نے کیک اور پھلوں کی پلیٹ میرے قدموں میں پھینکتے ہوئے کہا: ہم غریب نہیں کہ تم ہم پر صدقہ کرو۔ میں نے کہا: یہ کلام اور یہ انداز اچھا نہیں۔ اس نے مجھے دھکا دیا۔ میری طرف سے طلبہ نے دفاع کیا۔ یوں طلبہ باہم دست و گریبان ہو گئے۔ غیر جامعی (یونیورسٹی سے باہر کے) طلبہ پٹ گئے۔ وہ چھٹی منزل سے سیڑھیوں سے اترے۔ سب ان کو پیچھے سے مار رہے تھے حتی کہ وہ شارع جمہوریہ پر جا نکلے۔ ہم کچھ دور تک ان کے پیچھے گئے، پھر ہم واپس آ گئے۔

ہم تنظیم کے دفتر سے چلے گئے۔ بعد میں غیر جامعی طلبہ نے ایک درخواست تیار کی، جس میں انھیں لگنے والے زخموں اور ضربوں کا ذکر تھا۔ کچھ لوگوں کو گواہ بنایا اور یہ بھی جھوٹ گھڑ لیا کہ تنظیم ان کی ہے اور ہم لوگوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اس پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ پولیس نے رابطہ کے دفتر کے دروازے کو لاکھ سے سربمہر کر دیا۔ [1]

اگلے دن راشد مخاوی میرے پاس آیا، کہا کہ تنظیم کے چپڑاسی نے مجھے بتایا ہے کہ دفتر پر پولیس نے لاکھ کی مہر لگا دی ہے۔ رات کا وقت تھا۔ ہمیں کوئی متعلقہ سرکاری ملازم نہ ملا جس سے ہم اس وقت شکایت کرتے۔ تیسرے دن صبح میں مصری افسران کے پاس گیا اور انھیں بتایا کہ یہ غیر جامعی طلبہ ہیں۔ تنظیم کے دستور کے مطابق تنظیم سے ان کا تعلق درست نہیں ہے، لہٰذا انھوں نے لاکھ کی مہر توڑ دی۔

غیر جامعی طلبہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ بھی افسران کے پاس گئے اور انھیں اپنی طرف سے واقعات اور اسباب بتائے، مزید یہ کہ انھوں نے دفتر کا تالا توڑ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ تنظیم کے چپڑاسی نے راشد کو فون کر کے واقعہ بتایا اور راشد پریشان اور ان کی حرکتوں پر حیران ہو کر میرے پاس آیا۔ میں نے کہا: میں عمانی نہیں ہوں اور تُو بھی عمانی نہیں، پھر ہم یہ سر درد کیوں مول لیں؟ اس کے بعد ہم تنظیم کو ان کے سپرد کر کے الگ ہو گئے۔

تیسرے سال کا دوسرا سمیسٹر بھی کامیابی کے ساتھ مکمل ہو گیا۔ گرمیوں کی تعطیلات میں میں اپنی بہن ناعمہ، ان کے خاوند اور ان کے بچوں کے ساتھ لندن چلا گیا تاکہ چھٹیاں وہاں گزاروں۔

ڈاکٹر رافت کی طرف سے کالا نشان:

کلیہ زراعت کے چوتھے تعلیمی سال 70-1969ء میں میرا پہلا سمیسٹر تھا۔ اس میں "علم کیمیا اور حیوانی تغذیہ" کا مضمون پڑھنا تھا۔ اس سمیسٹر کے پہلے پریکٹیکل میں میں پہلا طالب علم تھا جس کے نام پر بلیک لسٹ کا نشان لگا۔ اس مضمون کے حصہ علم کیمیا کے استاذ ڈاکٹر محمد علی رافت نے یہ ایک اصطلاح گھڑ رکھی تھی تاکہ وہ اس کے ذریعے طلبہ کو سزا دیں۔

واقعہ یہ ہے کہ معاون پروفیسر نے سبق پڑھا دیا۔ تجربات شروع ہونے سے پہلے میں لیبارٹری سے باہر نکلا۔ وہاں ایک کرسی پڑی تھی جو ڈاکٹر محمد علی رافت کے دفتر کے سامنے انتظار کے لیے رکھی ہوئی تھی۔ میں وہاں بیٹھ کر سگار پینے لگا۔ ہوا کی وجہ سے دھواں ڈاکٹر محمد علی رافت کے کمرے میں چلا گیا۔ میں رف کاپی

[1] لاکھ موم کی طرح کا مادہ ہوتا ہے، جس کو گرم کر کے مہر لگائی جاتی ہے۔ ٹھنڈا ہونے پر وہ جم جاتا ہے۔ (مترجم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نیٹ کاپی پر سبق بھی منتقل کر رہا تھا۔ مجھے پتہ نہ چلا کہ اچانک ڈاکٹر صاحب باہر آئے اور میرا اوورکوٹ کندھے سے پکڑا اور چیخ کر کہا: اٹھو، بھاگو! میں نے بے خیالی میں جھانکا تو وہ چھوٹے قد کا کمزور جسم کا آدمی تھا۔ میں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا تاکہ وہ مجھے چھوڑ دے۔ اس نے لیبارٹری کا دروازہ کھول کر آواز دی: اے محمد...... اے محمد......

محمد عبدالمنعم ''کیمیا اور حیوانی تغذیہ'' کا لیکچرر تھا۔ جب اس نے کالج سے فراغت پائی تھی تو کالج میں اول آیا اور خصوصی انعام پایا تھا۔ وہ محمود عبدالنبی کا دوست تھا۔ عمانی طالب علم محمود عبدالنبی مجھے اس سے متعارف کرا چکا تھا۔

میری ناروا حرکت پر وہاں طلبہ اکٹھے ہو گئے۔ محمد عبدالمنعم چاہتا تھا کہ مفاہمت سے بات ختم ہو۔ اس نے کہا: ڈاکٹر صاحب! یہ موضوع چھوڑ دیں۔ ڈاکٹر محمد علی رافت نے کہا: نہیں، میں اس کو بلیک لسٹ کروں گا۔ میں نے کہا: کچی اینٹ پر پکی اینٹ (نہلے پہ دہلا۔)

ڈاکٹر محمد علی رافت نے کہا: تم نے غلط کیا، میں تمھیں ڈبل بلیک لسٹ کروں گا۔

ڈاکٹر محمد علی رافت نے محمد عبدالمنعم کو ساتھ لیا تاکہ میرا کارڈ نمبر اسے دے۔ کچھ دیر بعد محمد عبدالمنعم آیا، وہ مجھے مطمئن کرنے لگا کہ وہ خود اس مسئلے کو دیکھے گا۔

میں نے کہا: استاذ محمد! آپ بلیک لسٹ کا کیا جرمانہ رکھتے ہیں؟

کہا: دس نمبر کاٹتے ہیں۔

میں نے کہا: اور ڈبل کا؟

کہا: بیس نمبر کاٹتے ہیں۔

میں نے کہا: لیبارٹری (پریکٹیکل) کے نمبر کتنے ہیں؟

کہا: بیس نمبر ہیں۔

میں نے کہا: السلام علیکم۔

یہ کہہ کر میں نے باہر نکلنا چاہا۔ استاد محمد نے میرا ہاتھ پکڑے رکھا۔ میں نے کہا: اب میرے لیے یہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ نہیں رہا۔ اس نے کہا: یہ موضوع چھوڑو، یہ مشکل میں حل کروں گا۔

میں ''بلیک لسٹ'' ہوں

دن گزرتے گئے۔ ایک دن شارع الدقی پر مارکیٹ کے سامنے پرانے ماڈل کی ایک مرسڈیز آ کر رکی۔ میں نے بھی اپنی گاڑی اس کے پیچھے روکی تاکہ میں مارکیٹ میں جا سکوں۔ جب پرانے ماڈل کی مرسڈیز والا بندہ نیچے اترا تو وہ ڈاکٹر محمد علی رافت تھے۔ وہ بہت پریشان تھے، دائیں بائیں دیکھ رہے تھے تاکہ انھیں کوئی گاڑی صحیح کرنے والا مل جائے۔ پھر وہ اکڑوں بیٹھ کر اپنی گاڑی کے نیچے دیکھنے لگے۔ میں گاڑی سے اتر کر اس طرف گیا اور انھیں کندھے سے پکڑ کر کہا: اٹھو، بھاگو!

وہ بولے: کیوں؟ کس طرف؟

میں نے اپنی گاڑی کی طرف اشارہ کر کے انھیں آرام سے کہا: میری گاڑی لے جائیں۔ اپنی گاڑی کی چابیاں مجھے دیں۔ میں صحیح کرا کے گاڑی واپس دوں گا۔ انھوں نے کہا: نہیں۔ بس اتنا کرو کہ مجھے اس مکینک تک پہنچا دو، جس سے میں گاڑی صحیح کراتا ہوں۔

میں نے اپنی گاڑی کی چابیاں دیتے ہوئے کہا: آپ کو مکینک کا راستہ مجھ سے زیادہ معلوم ہے۔ ہم مکینک کی طرف چلے۔ راستے میں انھوں نے کہا: تمھارا چہرہ کوئی اجنبی نہیں ہے، کیا ہم پہلے مل چکے ہیں؟

میں نے کہا: ہاں، بلیک لسٹ میں۔

کہاں؟

میں نے کہا: گزشتہ ہفتے آپ کے دفتر کے سامنے۔

وہ ہنس کر بولے: ہاں واقعہ یاد آیا۔

میں نے کہا: ڈاکٹر صاحب میں معذرت چاہتا ہوں۔ مثل مشہور ہے کہ جو آپ کو نہیں جانتا، وہ آپ کے بارے میں جاہل ہے۔ میں نے سمجھا تھا کہ طلبہ میں سے کوئی میرے ساتھ مذاق کر رہا ہے۔

اس نے کہا: کوئی حرج نہیں، کل دس بجے میرے دفتر آؤ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگلے دن دس بجے میں نے ڈاکٹر محمد علی رافت کے دفتر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ انھوں نے اندر بلایا اور مجھے خوش آمدید کہا۔ گھنٹی کا بٹن دبایا تو چچا بسطاوی آ گیا۔

ڈاکٹر محمد علی رافت: چچا بسطاوی! دیکھو استاذ سلطان کون سا قہوہ لے گا؟ میں نے کہا: معمولی۔

وہ بولے: کیوں؟ میں نے کہا: کیونکہ میں بلیک لسٹ ہوں۔

ڈاکٹر محمد علی رافت ہنسنے لگے اور کہا: چچا بسطاوی! اس کے لیے چینی زیادہ ڈال دو۔

چچا بسطاوی جلدی سے محمد عبدالمنعم کے پاس پہنچا، کہا: جلدی آؤ استاذ! سلطان ڈاکٹر محمد علی رافت کے پاس ہے۔

دروازہ کھٹکا، محمد عبدالمنعم اندر آئے۔ ان کے بولنے سے پہلے ڈاکٹر محمد علی رافت نے کہا: محمد! ادھر آؤ، میں تمھیں اس اچھے آدمی سے ملواؤں۔ میں نے کہا: بغیر بلیک لسٹ کے؟

ڈاکٹر محمد علی رافت نے ہنستے ہوئے کہا: ہاں، بغیر بلیک لسٹ کے۔

قلعہ شارجہ کا انہدام اور بحالی:

کلیہ زراعت میں چوتھے سال کے پہلے سمیسٹر کے امتحان سے پہلے، جو جنوری 1970ء میں ہو رہا تھا، مجھے ایک دوست نے شارجہ سے ٹیلی فون کیا۔ اس نے بتایا کہ قلعہ شارجہ کو گرانا شروع کر دیا گیا ہے۔ میں یہی کر سکتا تھا کہ اس کو روکنے کے لیے شارجہ کی طرف سفر کروں۔

پہلے سمیسٹر کے امتحانات کے آغاز میں دو دن رہ گئے تھے۔ میں رات کو شارجہ پہنچا تاکہ صبح قلعہ دیکھوں۔ اس کا صرف ایک کونہ برج الکبس نامی باقی رہ گیا تھا۔ اس کونے کے ساتھ لمبائی میں چند میٹر دیوار بھی تھی۔ میں نے گرانے کا کام بند کرایا اور جلدی سے الشیخ خالد بن محمد القاسمی حاکم شارجہ سے ملاقات کے لیے محل کی طرف گیا۔ ان سے مل کر میں نے بتایا کہ اس قلعہ کا اہلِ شارجہ سے کیا تاریخی تعلق ہے۔

پھر میں نے الشیخ خالد سے پوچھا کہ آپ قلعہ کیوں گرا رہے ہیں؟

انھوں نے کہا: میں اس کی کوئی نشانی نہیں چھوڑنا چاہتا۔ مراد ان سے پہلے کے حاکم شارجہ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی سے تھی۔ میں نے کہا: یہ تو میرے اور تمھارے آباء و اجداد کی نشانی ہے۔ الشیخ صقر بن سلطان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی نشانی تو وہ محل ہے جس میں تم رہتے ہو۔ الشیخ خالد لاجواب ہو گئے اور کہا جاؤ! گرانے کا کام بند کرا دو۔ میں نے کہا: وہ میں صبح ہی کروا آیا ہوں۔

پھر میں قلعہ کی طرف گیا۔ میں عمارت کی بنیادوں کی تفصیلی پیائش کرنے لگا جن پر عمارت قائم تھی۔ یہ آسان بھی تھا کیونکہ بنیادیں نظر آرہی تھیں۔ میں نے دروازے اور لکڑی کی کھڑکیاں اکٹھی کروائیں، ان پر دیمک اور حشرات سے بچاؤ کا سپرے کیا اور انھیں محفوظ جگہ اس امید سے رکھوایا کہ کسی وقت میں قلعہ دوبارہ اسی طرح بناؤں گا۔[1]

یا شیخ مرحبا!

اب وہ ایک دن ہی تھا جو میرے امتحان سے قبل بچ گیا تھا۔ میں دبئی ایئر پورٹ گیا، وہاں سے قاہرہ جانے کے لیے میں نے بیروت کی پرواز پکڑی۔ بیروت پہنچنے پر مجھے ایئر لائنز کے افسر نے بتایا کہ آج قاہرہ کے سفر کے لیے میرے پاس کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں نے سب کمپنیوں سے پوچھا حتی کہ اگر مجبوراً یورپ اور وہاں سے قاہرہ آسکوں تو میں اس کے لیے بھی تیار تھا لیکن بے سود۔ صبح امتحان تھا، رات کا ایک بج گیا تھا۔

سوڈان ایئر لائنز کی قاہرہ اور وہاں سے خرطوم جانے کے لیے پرواز اُڑنے کا اعلان ہوا۔ میں نے دل میں کہا: میں اس کے دفتر میں بھی جا چکا ہوں۔ ملازم نے کہا تھا: بکنگ مکمل ہے، جگہ نہیں ہے۔ میں نے سوچا اب دوسرا طریقہ آزماتا ہوں۔ اگرچہ میں اپنے آپ کو اس عمل سے ہمیشہ بچا کر رکھتا ہوں، لیکن اب مجبوری پیش آگئی ہے۔ شاعر کہتا ہے ؎

إذ لم تجد غير الأسنة مركبًا　　　فما حيلة المضطر الّا ركوبها

”جب نیزوں کے سوا تمھیں کوئی سواری نہ ملے تو مجبور شخص کے پاس کیا راستہ ہے، وہ ضرور ان پر سوار ہوگا۔“

میں نے سو (100) ڈالر کا نوٹ اپنے پاسپورٹ میں رکھا۔ میرے نام کے لفظ الشیخ سے پہلے وہ نظر آ رہا

[1] میں نے قلعہ دوبارہ بنوایا، اس کے اصل دروازے اور کھڑکیاں اصل جگہوں پر لگوائے، اور وہ اب اسی طرح قائم ہے۔ (مؤلف)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ میں نے ٹکٹ اور پاسپورٹ جس پر بکنگ نہیں تھی، سوڈانی ایر لائنز کے بکنگ آفیسر کو دیے اور کہا کہ مجھے کسی بھی طرح صبح قاہرہ پہنچنا ہے۔

بکنگ آفیسر نے میرا پاسپورٹ کھولا اور کہا: یا شیخ مرحبا۔ وہ ساتھ ہی سو (100) ڈالر پر بنجمین فرینکلن کی طبع شدہ تصویر دیکھ رہا تھا۔ اس نے ایک مسافر کا نام کاٹ دیا اور مجھے جہاز کی طرف جانے والی راہداری کی طرف چلنے کو کہا۔

جہاز میں میرے دائیں ایک سوڈانی مسافر تھا، میں نے اس سے کہا: مجھے بیدار نہیں کرنا۔ میں کچھ بھی کھانا پینا نہیں چاہتا۔

کچھ لمحات کے بعد میرا سوڈانی ہم نشین مجھے بیدار کرنے لگا۔ میں نے کہا: کیا ہے؟ کہا: ایئر ہوسٹس کہتی ہے آپ کچھ نوش فرمائیں گے؟ میں نے کہا: آپ سے میں پہلے کہہ چکا تھا کہ مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ میں پھر سو گیا۔ کچھ لمحات کے بعد وہ مجھے پھر بیدار کرنے لگا۔ میں نے پوچھا: اب کیا ہے؟ اس نے کہا: ائیر ہوسٹس پوچھ رہی ہے کیا آپ ناشتہ کریں گے؟ میں نے کہا: میں کچھ نہیں چاہتا۔

میں پھر سو گیا، وہ مجھے پھر بیدار کرنے لگا۔ میں نے کہا: تجھ پر حرام ہے...... تجھ پر حرام ہے۔

اس نے کہا: بلکہ تجھ پر حرام ہے، میں تمھارے خراٹوں کی آواز برداشت نہیں کرسکتا۔ میرے بھائی! میں نے تو سارا وقت جہاز میں کھڑے ہو کر کاٹا ہے۔

اتنے میں پائلٹ کی آواز آئی: اپنی نشستوں پر بیلٹ باندھ لیں۔ ہم پندرہ منٹ تک قاہرہ ائیر پورٹ پر پہنچنے والے ہیں۔

میں قاہرہ ائیر پورٹ پر اترا۔ سورج چمک رہا تھا۔ میں نے انٹری کے معاملات جلدی سے نپٹائے، ٹیکسی لی تاکہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ کر کارڈ اور قلم پکڑوں اور امتحان میں شامل ہو جاؤں۔ امتحان میں، میں پریشان تھا کیونکہ میں اچھی طرح تیاری نہ کرسکا تھا۔

بہرحال چوتھے سال کا پہلا سمیسٹر میں نے تمام مضامین میں کامیابی کے ساتھ مکمل کرلیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرنجاں مرنج شخصیت:

چوتھے سال 70-1969ء یعنی بی ایس سی کے دوسرے سمسٹر میں ہم وراثت (Genetics) کا مضمون پڑھتے تھے۔ اس کی تدریس اسامہ محمود رفعت کے ذمے تھی، جو وراثت کے استاد تھے۔ وہ مرنجاں مرنج طبیعت کے آدمی تھے۔ ایک لیکچر میں انھوں نے الفاظ میں ایک کردار حسن آفندی عبدالسلام کا دلچسپ خاکہ کھینچا۔ ڈاکٹر اسامہ نے کہا:

حسن آفندی عبدالسلام ایک سرکاری ملازم ہے، وہ تمام اوقات کار میں حکومت کے خلاف احتجاج میں لگا رہتا ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کو بھی باتیں سننے میں مشغول رکھتا ہے کہ حکومت اس کے بارے میں نہیں سوچتی، حالانکہ حکومت اس کے بارے میں ہر مہینے کے آخر میں سوچتی ہے۔ جس دفتر میں حسن آفندی بیٹھتا ہے، وہاں فائلیں آتی ہیں جبکہ اوقات کار ختم ہوتے ہی حسن آفندی فائلوں کے پیچھے چھپ جاتا ہے۔

جب حسن آفندی دوپہر کے بعد اپنے دفتر سے نکلتا ہے، اس کے ننگے سر پر دھوپ پڑتی ہے۔ وہ اپنی جیب سے رومال نکال کر اپنے سر پر چھتری بنا لیتا ہے، ہاتھ اوپر اٹھا کر رومال کو دونوں طرفوں سے پکڑتا ہے۔ پھر جلدی سے تربوز خریدتا ہے۔

زمین کے سب لوگوں نے اپنے سروں کو ڈھانک رکھا ہے، سوائے ہمارے حسن آفندی کے۔

وہ اپنا دایاں ہاتھ آٹو بس میں راڈ کو پکڑنے میں مصروف رکھتا ہے، بائیں ہاتھ میں تربوز اٹھائے رکھتا ہے۔

حسن آفندی اپنے گھر آتا ہے، بوٹ پہنتا ہے، جن میں سے ایک صحیح اور دوسرا ٹوٹا ہوا ہے۔ وہ ٹوٹے جوتے کا چمڑا پاؤں کی انگلیوں میں پھنسا کر کر جوتا گھسیٹتا رہتا ہے۔ اگر حسن آفندی عبدالسلام ہماری سڑکوں پر غور سے دیکھے تو اس کا جوتا صحیح کرنے کے لیے ہزاروں کیل ملیں گے۔

اسرائیلی جاسوس:

چوتھے سال کے دوسرے تعلیمی سمیسٹر میں زینت کے لیے باغات اور نباتات کا مضمون ہمیں پڑھنا تھا۔ ڈاکٹر عبدالعلیم شوشان یہ پڑھاتے تھے۔ ایک دن ہم اس شعبے میں مصروف تھے اور ایک دوسرے کی تصویریں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی لے رہے تھے۔ وہاں کے خوبصورت پھول دیکھ کر مجھے شوق ہوا تو میں اپنے دوست السید علی العویس سے رنگین کیمرا مانگ لایا تھا۔

اگلے دن عصر کے وقت میرے ساتھ السید عبید یوسف القصیر بھی تھا۔ ہم پھولوں اور درختوں کی تصویریں اتارنے لگے۔ خاکی وردی میں ملبوس ایک گارڈ نے کہا: یہاں تصویر اتارنا منع ہے۔

میں نے کہا: یہاں کوئی ممانعت نہیں۔ ہم نے کل بھی ان باغات کی تصاویر اتاری ہیں۔ گارڈ نے کہا: تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: کالج سے۔ اس نے کہا: تمھارے پاس کارڈ ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ میں نے کارڈ ڈھونڈا لیکن وہ نہ ملا۔ میں نے کہا: وہ گھر میں بھول گیا ہوں۔

اس نے کہا: کالج کے سکیورٹی دفتر چلو۔ میں نے کہا: میں کالج میں مصروف طالب علم ہوں۔ غذائی صنعتوں کے شعبے سے ایک ڈاکٹر گزر رہے تھے۔ میں نے کہا: اس آدمی سے پوچھ لو۔

میں نے ڈاکٹر محمد کو مخاطب کر کے کہا: ڈاکٹر محمد! آپ مجھے جانتے ہیں؟

وہ بولے: ہاں! میں تمھیں جانتا ہوں۔

گارڈ نے کہا: یہ عسکری صنعت کی تصاویر اتار رہا تھا۔

ڈاکٹر محمد نے دوڑتے ہوئے کہا: میں اس کو نہیں جانتا۔ میں اس کو نہیں جانتا۔

میں نے ڈاکٹر محمد سے کہا: اوئے بزدل۔

گارڈ نے ہمیں کلیۂ زراعت کے گیٹ کے ساتھ پولیس چوکی پہنچا دیا جہاں امباشی نامی ایک افسر بیٹھتا تھا۔ اس نے ڈیوٹی آفیسر سے اس کے گھر فون ملا کر کہا: ہم نے فوجی صنعت کی تصاویر لیتے ہوئے اسرائیلی جاسوس پکڑے ہیں۔

میں نے دخل دینے اور اسے چپ کرانے کی کوشش کی تاکہ ڈیوٹی آفیسر کو صحیح بات بتا سکوں۔

سالم نامی ڈیوٹی آفیسر نے اس افسر کو پیغام دیا کہ کیمرا سربمہر کرو اور انھیں گارڈ کی نگرانی میں تفتیش کے لیے الدقی تھانے پہنچا دو۔ کیمرے کو سربمہر کرنے کے بعد الدقی تھانے جانے کے لیے اس کے پاس گاڑی نہیں تھی۔ میں نے افسر سے کہا: میرے ساتھ سپاہی بھیجو۔ میری گاڑی میں الدقی تھانے چلتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اگلی سیٹ پر بیٹھا کیونکہ مجھے گاڑی چلانی تھی، السید عبید القصیر بھی میرے ساتھ بیٹھ گیا۔ سپاہی پیچھے بیٹھ گیا، اس نے بندوق کی نالی میری گردن پر رکھی ہوئی تھی۔ ہم ایک چوک میں پہنچے۔ وہاں سے تین راستے نکلتے تھے:

سیدھے ہاتھ، جو سکیورٹی ڈائریکٹریٹ، الجیزہ کو جاتا تھا۔

الٹے ہاتھ، شارع الدقی، جہاں سے الدقی تھانے پہنچنا تھا۔

درمیانی راستہ، جس کا نام شارع المساحہ تھا، وہ میری رہائش گاہ کو جاتا تھا۔

میں شارع المساحہ پر چلا۔ سپاہی چیختے ہوئے بندوق کی نالی میری گردن پر ہلانے لگا: واپس چلو، الٹے ہاتھ......شارع الدقی۔ میں نے کہا: میں اپنی رہائش گاہ جاؤں گا، وہاں سے پاسپورٹ پکڑوں گا، پھر ہم الدقی تھانے جائیں گے۔

ہم شارع المساحہ پر جا رہے تھے کہ السید عبید القصیر نے کہا: اسرائیلی جاسوس! یہ کیسے جاسوس ہیں کہ جب وہ تصاویر بنانا چاہتے ہیں تو کیمرے پکڑ کر لوگوں کے سامنے نکلتے ہیں۔ اللہ کی قسم! عجیب بات ہے، تم سمجھتے نہیں؟ سپاہی نے کہا: چپ ہو جاؤ، ورنہ تمھاری عینک پر مکا ماروں گا۔ میں نے اپنی رہائش گاہ کے قریب گاڑی کھڑی کی، سپاہی سے کہا: میں اپنے کاغذات لے کر آتا ہوں۔

اس نے بندوق کی نالی السید عبید القصیر کی گردن پر رکھ دی۔ مجھے پاسپورٹ ڈھونڈنے میں دیر لگ گئی۔ سپاہی نے کہا: تمھارے ساتھی نے دیر کر دی ہے۔ السید عبید القصیر نے کہا: میں اسے بلا کر لاتا ہوں۔ سپاہی نے کہا: نہیں، کم از کم تم میں سے ایک تو میرے قابو میں رہنا چاہیے۔

ہم الدقی تھانے پہنچے۔ میں نے پاسپورٹ اور کارڈ دیا۔ وہ ہمیں تہ خانے میں لے گئے۔ کچھ دیر بعد ایک سپاہی ہمیں دوسری منزل پر لے گیا۔ وہاں ہم میجر جمال سالم سے ملے۔ اس نے کہا: کیمرے سے فلم نکالو۔ السید عبید القصیر نے کیمرے سے فلم نکال کر دے دی۔ میرا پاسپورٹ اور کالج کارڈ لے کر وہ ساتھ والے دفتر میں گئے اور ہم کچھ دیر اسی دفتر میں بیٹھے انتظار کرتے رہے۔

کچھ وقت کے بعد میجر جمال سالم واپس آیا۔ اس نے مجھے پاسپورٹ اور کارڈ واپس کر دیے اور السید عبید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

القصیر کو فلم واپس کر دی۔ پھر کہا: آپ ہمارے سربراہ سے مل لیں۔ مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا۔ اس نے اچھے طریقے سے ہمارا استقبال کیا اور اس تمام کارروائی پر معذرت کی جو کالج کے سکیورٹی گارڈ نے عجلت میں کی تھی۔

میں رات کو اپنی رہائش گاہ پر پہنچا۔ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ دوسری طرف سے میجر شوکت حسنی کہہ رہے تھے: اللہ کی مہربانی سے بچ گئے۔

میں نے کہا: انھوں نے آپ کو نہیں بتایا تھا؟

میجر نے کہا: انھوں نے مجھ سے تمھارے بارے میں پوچھا تھا۔

اگلے دن کالج میں اسرائیلی جاسوسوں کی بات موضوع سخن تھی۔ میں نے کالج کے دروازے پر گاڑی کھڑی کی تو چوکیدار چچا ابراہیم نے جلدی سے گیٹ کھولتے ہوئے کہا: استاذ سلطان، کل کالج سے دو اسرائیلی جاسوس پکڑے گئے۔ میں نے کہا: وہ دو میں اور میرا دوست تھے۔ ہم خوبصورت پودوں کی تصاویر لے رہے تھے۔

کالج کے سکیورٹی گارڈ، طلبہ و طالبات سب اسرائیلی جاسوسوں کی بات کر رہے تھے۔ میں نے ایک ایک کو بتایا۔

مجبوراً میں نے لیکچر شروع ہونے سے پہلے مائیکروفون لیا اور ایک ہزار سے زائد طلبہ و طالبات کے ہجوم کے سامنے سارا واقعہ بیان کیا۔ لیکچر ختم ہونے کے بعد ہم باہر نکلے تو ٹینک قطار میں واپس جا رہے تھے۔ ادھر طلبہ و طالبات کے نعرے لگ رہے تھے: طلّع طلّع...یا سلطان! ''اُبھرو، ابھرو...... اے سلطان!'' مجھے بتایا گیا کہ ٹینک ساتھ والے باغات میں مالٹے کے پودوں کے پیچھے چھپے کھڑے تھے۔

تختِ شارجہ کا بم دھماکہ:

میں نے چوتھے سال کا نصاب ختم کر لیا۔ اب لازم تھا کہ میں تین مضامین دہرا لوں، چنانچہ میں نے گرمیوں کی چھٹیاں قاہرہ میں گزاریں۔ میرے علم میں آیا کہ حاکم شارجہ الشیخ خالد بن محمد القاسمی کی کرسی کے نیچے ٹائم بم رکھا جائے گا۔ الشیخ محمد بن سلطان القاسمی اپنے اہل خانہ کے ہمراہ قاہرہ میں چھٹیاں گزارنے آئے تھے۔ میں نے ان کے ساتھ مشورہ کیا۔ انھوں نے کہا: فوراً الشیخ خالد کو خط لکھو اور انھیں خطرے سے آگاہ کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے خط لکھا اور اپنے ایک دوست کے حوالے کیا جو شارجہ جا رہا تھا۔ میں نے کہا: یہ الشیخ خالد کے ہاتھ میں دینا ہے۔

جب میں نے اپنے دوست کو فون کیا تو اس نے بتایا کہ میں نے وہ خط الشیخ خالد کے ہاتھ میں 11 جولائی 1970ء کو دے دیا تھا۔ اگلے جمعے 17 جولائی 1970ء کو بم کا واقعہ پیش آ گیا۔

الشیخ خالد کی عادت تھی کہ وہ اپنے دفتر میں صبح دس بجے آتے تھے لیکن قدرت الٰہی نے رکاوٹ ڈالی۔ جس تخت پر الشیخ خالد بیٹھتے تھے، ان کے آنے سے ایک گھنٹہ قبل نو (9) بجے بم پھٹ گیا۔ تخت، کرسیوں اور دیگر اشیاء کے پرخچے اڑ گئے۔ دروازے اور کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے مگر کسی کا کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔

جن مضامین کی دہرائی مطلوب تھی، انھیں میں نے ستمبر 1970ء میں شروع کر کے جون 1971ء میں مکمل کر لیا۔

1971ء کی گرمیوں کی چھٹیاں میں نے قاہرہ اور اسکندریہ میں گزاریں۔ میرے ساتھ والدہ، میری بہن ناعمہ اور ان کے بچے بھی تھے۔ 1971ء کے ماہ اگست کے نصف تک میں وطن لوٹ آیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چودھواں باب

وطن میں امریکی زرعی ماہر سے دوستانہ

قاہرہ یونیورسٹی کے ایگریکلچر کالج میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد میں اگست 1971ء کے درمیان شارجہ واپس آ گیا تھا۔

اریزونا یونیورسٹی کے پروفیسر کی پیشکش

ایک دن میں نے اپنی گاڑی شارع عروبہ پر ایک جنرل سٹور کے سامنے کھڑی کی۔ وہاں ایک ٹیکسی والا تھا جو ابوظبی سے آیا تھا، وہ مجھ سے شارجہ ایئر پورٹ کا راستہ پوچھنے لگا۔ گاڑی میں ایک اجنبی مسافر بھی تھا، جو غیر روایتی لمبے راستے سے آنے کی وجہ سے بہت تھکا ہوا تھا۔ میں نے دکان سے تازہ پھلوں کا مرکب جوس خرید کر اسے پیش کیا۔ وہ گاڑی سے اتر آیا اور اس نے مجھے اپنا تعارف کرایا: میرا نام کارل ہیکس ہے، امریکہ کی اریزونا یونیورسٹی کے ایگریکلچر کالج کے شعبہ ''خشک زمینی نباتات'' سے میرا تعلق ہے۔ ابوظبی میں سعدیات کے مقام پر ہم نے ایک منصوبہ شروع کیا ہے جس کے تحت شیشے کے سرد خانوں میں فصلیں اگائی جائیں گی۔

میں نے اسے اپنا تعارف کرایا: میں سلطان بن محمد القاسمی ایک ایگریکلچر انجینئر ہوں۔ قاہرہ یونیورسٹی کے ایگریکلچر کالج سے تعلیم حاصل کی ہے۔ میں نیا فارغ ہوا ہوں۔ کیا میں تمھیں خود ایئر پورٹ پہنچا آؤں؟

کارل ہیکس میرے ساتھ ایئر پورٹ جانے پر متردد تھا۔ دکان والے نے مداخلت کی اور کہا: یہ حکمران کا حقیقی بھائی ہے، تم مت ڈرو۔

میرے ساتھ کارل ہیکس گاڑی میں سوار ہو گیا۔ میں نے اسے ایئر پورٹ پہنچا دیا۔ وہاں سے اسے قطر کی فلائٹ پکڑنی تھی۔ وہ فلائٹ ابھی نہیں پہنچی تھی۔ ہم ایئر پورٹ کی انتظار گاہ میں بیٹھے ابوظبی کے سعدیات

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

والے زرعی منصوبے پر گفتگو کرنے لگے۔ اس کے بعد اس نے مجھے پیش کش کی کہ میں ان کی یونیورسٹی کے اس شعبے سے ایم۔اے کرلوں، یعنی ماسٹر ڈگری حاصل کرلوں۔ میں نے اس کی پیش کش قبول کر لی کہ یونیورسٹی کے ساتھ وابستگی کے لیے میری تمھارے ساتھ خط کتابت رہے گی۔ [1]

حاکم شارجہ کے دفتر کا مدیر:

اکتوبر 1971ء کے شروع میں الشیخ محمد بن سلطان القاسمی نے مجھے بتایا:

حاکم شارجہ الشیخ خالد بن محمد القاسمی کے ساتھ ایک ملاقات میں ذکر ہوا کہ وہ بلدیہ شارجہ کے صدر مختار التوم کو اپنے دفتر کا مدیر بنانا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا: سلطان بن محمد القاسمی قاہرہ سے تعلیم مکمل کرکے آ گیا ہے، اس کے پاس کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ آپ کے دفتر کا مدیر بننے کے لیے وہ سب سے زیادہ مناسب ہے۔ الشیخ خالد بن محمد القاسمی نے میرے ذمے لگایا کہ تم اسے یہ ذمہ داری قبول کرنے پر راضی کرلو۔

اس کے بعد الشیخ محمد بن سلطان القاسمی نے میری جانب دیکھتے ہوئے کہا: امید ہے کہ تم یہ منصب قبول کر لوگے کیونکہ یہ بہت حساس ذمہ داری ہے۔ عوام وخواص کا اس کے ساتھ تعلق ہے۔

میں نے یہ ذمہ داری قبول کر لی۔

حاکم شارجہ کا دفتر فیحاء محلے کی شارع کویت پر ایک حویلی نما عمارت میں تھا۔ دفتر الشیخ خالد کی مجلس سے دور تھا۔ یہاں انفرادی اور اکٹھے کئی وفود آتے تھے۔ دو معاملات پر خصوصی گفتگو ہوتی تھی مگر مجھے ان کا زیادہ علم نہیں تھا کیونکہ میں طویل عرصہ قاہرہ میں رہا تھا، لہٰذا ان معاملات کو سمجھنا ضروری تھا۔ وہ دو معاملات درج ذیل تھے:

- مملکت متحدہ عرب امارات کی تاسیس
- جزیرہ ابوموسیٰ کا معاملہ

دولت متحدہ عرب امارات کی تاسیس

خلیجی اتحاد کے منصوبے میں پہلے نو (9) ریاستیں تھیں۔ قطر اور بحرین آزادی کے بعد اس منصوبے سے نکل

[1] کارل ہیکس کے ساتھ مؤلف کا رابطہ اب تک قائم ہے۔ (مؤلف)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ سات رہ گئیں۔ راس الخیمہ نے بھی انکار کیا تو ممکنہ طور پر چھ ریاستوں کے اتحاد کا فیصلہ ہو رہا تھا۔ حاکم ابوظبی الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان اور حاکم دبئی الشیخ راشد بن سعید آل مکتوم میں اتفاق ہو گیا اور انھوں نے ایک معاہدے پر دستخط کر کے چھ ریاستوں کا اتحاد قائم ہونے کی بنیاد رکھ دی۔

18 جولائی 1971ء کو چھ امارات کے حکمرانوں کا اجتماع ہوا، جس کے شرکاء یہ تھے:

- الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان۔ حاکم ابوظبی
- الشیخ راشد بن سعید المکتوم۔ حاکم دبئی
- الشیخ خالد بن محمد القاسمی۔ حاکم شارجہ
- الشیخ محمد بن حمد الشرقی۔ حاکم فجیرۃ
- الشیخ حمید بن راشد النعیمی۔ ولی عہد عجمان
- اور الشیخ راشد بن احمد المعلا۔ ولی عہد ام القیوین

اس اجتماع میں عرب امارات کے اتحاد کے عبوری دستور پر دستخط ہوئے۔

جزیرہ ابوموسیٰ کا معاملہ:

اس مسئلے پر بحث چل رہی تھی اور اس کا جلد حل مطلوب تھا کہ شاہ ایران اور حاکم شارجہ جزیرہ ابوموسیٰ کا کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ برطانوی خصوصی سفیر سر ولیم لوئیس نے مئی 1971ء میں جزیرہ ابوموسیٰ کی حیثیت کے بارے میں ایک بیان تیار کیا تھا، لیکن ایران نے اس معاملے پر بحث ہی معطل کر دی تھی۔

الشیخ خالد بن محمد القاسمی نے 18 اگست 1971ء سے تمام عرب ممالک کے سربراہوں اور صدور کو خط لکھنا شروع کر دیے۔ ان میں جزیرہ ابوموسیٰ کے بارے میں شاہ ایران کے ساتھ برطانوی مذاکرات کی بھی وضاحت کی گئی۔

الشیخ خالد کو اپنے خطوط کے کم ہی جوابات ملے۔ جمہوریہ سوڈان کے صدر جعفر النمیری نے امارات کے اتحاد کو خوش آئند قرار دیا۔ مملکت عربیہ سعودیہ کے شاہ فیصل بن عبدالعزیز آل سعود کے جواب کا مفہوم یہ تھا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس مشکل کا ایران کے ساتھ مل کر کوئی بہتر حل نکالا جائے۔ اور مملکت اردنیہ ہاشمیہ کے شاہ حسین نے لکھا کہ اردن عرب ایران تعلقات کی بہتری کے لیے ہر ممکن کوشش جاری رکھے گا۔

عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عبدالخالق حسونہ نے کہا کہ عرب حکومتوں کو حکومت ایران کے ساتھ تعلقات مضبوط بنانے چاہئیں۔

مجھے الشیخ خالد بن محمد القاسمی نے کہا کہ میں شاہ فیصل کے خط کی کاپی حاکم ابوظبی الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان تک پہنچا دوں، چنانچہ 15 اکتوبر 1971ء کو میں ابوظبی گیا۔ میں نے السید احمد بن خلیفہ السویدی سے ان کے دفتر قصر المنہل میں ملاقات کی۔

اس وقت وہاں ابوظبی کی سکیورٹی پولیس کے ایک ذمہ دار السید حمودہ بن علی بھی موجود تھے۔ اگلے دن صبح الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کے ساتھ ملاقات طے ہوئی۔

اگلی صبح السید احمد السویدی آئے۔ وہ مجھے اپنے ساتھ الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان سے ملاقات کو لے گئے۔ الشیخ صبح سویرے حسب معمول اپنی والدہ سے ملنے آتے تھے۔ میری ان کے ساتھ یہ پہلی ملاقات تھی۔ میں نے انھیں شاہ فیصل کے خط کی کاپی دی۔ خط پڑھنے کے بعد ان سے اس موضوع پر مفصل گفتگو السید احمد سویدی کی موجودگی میں ہوئی۔ میں نے ان کی گفتگو سے اندازہ لگایا کہ وہ قضیہ جزیرہ ابوموسیٰ کے حل کے انتظامات کو پسند نہیں کر رہے۔

کچھ دنوں کے بعد میری ڈیوٹی لگی کہ میں شاہ فیصل کے خط کی کاپی مصری حکومت کو دے کر آؤں۔ مصر میں میری ملاقات وزیر خارجہ السید محمود ریاض کے ساتھ ہوئی۔ میں نے وہ خط ان کے حوالے کیا۔ اکتوبر 1971ء کے اواخر میں میں مصر سے واپس آیا۔

یکم نومبر 1971ء کو جریدہ الخلیج نے جزیرہ ابوموسیٰ کے مستقبل کے بارے میں حاکم شارجہ الشیخ خالد بن محمد القاسمی اور برطانوی خصوصی سفیر سر ولیم لوئیس کی خفیہ گفتگو کے بعض حصے شائع کر دیے۔ اس اخبار کے بانی تریم بن عمران اور عبداللہ بن عمران دو بھائی تھے۔ جریدے کا ڈیکلریشن شارجہ سے تھا اور چھپتا کویت سے تھا۔ الشیخ خالد بن محمد کی کچھ وضاحتیں بھی شائع ہوئیں۔ اس میں لکھا تھا کہ الشیخ خالد نے جزیرہ ابوموسیٰ کے مستقبل کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارے میں برطانوی خصوصی نمایندے کی تجویز سختی سے نامنظور کر دی ہے۔ وزارت اطلاعات کویت کی جانب سے مذکورہ اخبار طلب کیا گیا اور اس کی چار ہزار کاپیاں لے کر ضائع کر دی گئیں۔

یہ خبر بھی اخبارات تک پہنچ گئی جو 2 نومبر کے اخبارات میں شائع ہوئی۔ سرولیم لوییں کو شام کے وقت خبر ملی۔ اس نے الشیخ خالد کے ساتھ رابطہ کر کے اس بات پر زور دیا کہ اس اخبار کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا جائے۔

الشیخ خالد نے کہا: اس طرح کے فیصلے سے امن وامان کے مسائل پیدا ہوں گے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ آئندہ جزیرہ ابوموسیٰ کے متعلق وہ کوئی مضمون شائع نہ کریں۔

السید عبداللہ بن عمران نے اسی رات الشیخ خالد بن محمد سے ملاقات میں یہ بات منظور کر لی۔ لیکن انگریزوں کی طرف سے منسوخی کا مطالبہ جاری رہا، حتیٰ کہ 10 نومبر 1971ء کو جناب عبداللہ بن عمران نے چیف ایڈیٹر کے طور پر تحریر لکھ دی کہ وہ آئندہ جزیرہ ابوموسیٰ کے متعلق کچھ شائع نہیں کریں گے۔ اور یہ تحریر انھوں نے الشیخ خالد بن محمد کو پیش کر دی۔

جزیرہ ابوموسیٰ کا معاہدہ:

30 نومبر کو شام سات بجے الشیخ خالد بن محمد القاسمی حاکم شارجہ نے جزیرہ ابوموسیٰ کے متعلق ہونے والے اپنے اور حکومت ایران کے مابین معاہدے کی تفصیلات جاری کیں، جو اس طرح تھیں:

یہ معاہدہ جزیرہ ابوموسیٰ پر حکمرانی کے معاملے میں شارجہ کے موقف کو متاثر نہیں کرے گا۔

جزیرے کے دو حصے ہوں گے، ایک شارجہ کے لیے خاص ہو گا اور دوسرا ایران کے لیے۔

جزیرے میں شارجہ پولیس مرکز پر شارجہ کا جھنڈا لہراتا رہے گا۔

شارجہ پولیس اور سرکاری ادارے تقسیم جزیرہ کے بعد بھی باقی ماندہ حصے میں موجود رہیں گے۔

وہاں کے رہائشی حکومت شارجہ کے ماتحت ہوں گے۔

یکم دسمبر 1971ء کو شارجہ کا ایک وفد نائب حاکم الشیخ صقر بن محمد القاسمی کی سربراہی میں جزیرہ پر آئے ہوئے ایرانی وفد سے ملنے گیا۔ اس شام کو مظاہرے شروع ہو گئے۔ وہ صرف شارجہ میں نہیں ہوئے بلکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پورے امارات میں مظاہرین ان شرائط کو نہ مانتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے۔
الشیخ صقر بن محمد القاسمی کی سربراہی میں یہ وفد اسی دن غروب آفتاب کے بعد شارجہ واپس آیا۔ الشیخ صقر جب رات کو اپنے گھر داخل ہونے لگے تو ان پر ایک گولی چلائی گئی، جو ان کے جسم کو چھید گئی مگر انھیں کوئی بڑی تکلیف نہ پہنچی۔

آزاد حکومت (UAE) کا قیام:

2 دسمبر 1971ء کو متحدہ عرب امارات کی آزاد حکومت قائم ہوئی۔ اس میں راس الخیمہ کے حکمران کے سوا چھ ریاستوں کے حکمران شریک ہوئے۔ جمیراء کے مہمان خانے میں ہر ریاست کے حاکم نے اپنے اور برطانیہ کے مابین یکم دسمبر 1971ء کو طے پانے والے معاہدے پر دستخط کیے۔
حکمرانوں کے اس اجتماع میں متحدہ عرب امارات کی حکومت کا پہلا اعلیٰ سطحی اجلاس بھی منعقد ہوا، جس میں عارضی دستور طے کر لیا گیا۔
حکومتی انتخاب اس طرح ہوا کہ الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان متحدہ عرب امارات کی حکومت کے صدر، الشیخ راشد بن سعید المکتوم نائب صدر اور الشیخ مکتوم بن راشد المکتوم وزیر اعظم قرار پائے۔ اس اجتماع میں نوزائیدہ حکومت اور حکومت برطانیہ کے مابین تعلقات پر مذاکرات بھی مکمل ہو گئے اور ان دونوں کے مابین دوستی کا معاہدہ طے پا گیا۔
ریاستی حکمرانوں پر مشتمل مجلسِ اعلیٰ کے ارکان نے الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کو صدارتی منصب عطا کیا۔ بحرین میں مقیم برطانوی سپاہی اور افسران بھی اس موقع پر موجود تھے۔
9 دسمبر کو وزیر اعظم الشیخ مکتوم بن راشد المکتوم کی سربراہی میں کابینہ مکمل کی گئی۔ مجھے اس موقع پر تعلیم و تربیت کا وزیر مقرر کیا گیا۔

پریشانی کے دن:

8 ذوالحجہ 1391ھ بمطابق 24 جنوری 1972ء بروز سوموار۔ اس دن صبح میں اپنے دفتر، یعنی جناب حاکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شارجہ کے دفتر میں موجود تھا۔ اچانک خالد العلمی آیا، اس نے اپنا بیگ اٹھایا ہوا تھا۔ مجھے اس نے بتایا کہ الشیخ خالد ابھی آ رہے ہیں تاکہ ان چیکوں پر دستخط کر دیں جو حکومت کی طرف سے تنخواہیں اور سرکاری ٹھیکوں کی رقمیں دینے سے متعلق ہیں، کیونکہ دو دن بعد عید آ رہی ہے۔

الشیخ کی خصوصی فورس کے کچھ لوگ بھی آئے، انھوں نے بھی بتایا کہ حاکم شارجہ آ رہے ہیں اور ہم اس لیے آئے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ یہ جگہ ہر قسم کے خطرے سے خالی ہے۔

اس دن صبح گیارہ بجے الشیخ خالد آئے۔ انھوں نے خالد العلمی سے کہا کہ جن جن چیزوں پر دستخط کرنے ہیں، وہ لے آؤ۔ پھر مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ جب سب چیکوں پر دستخط ہو گئے تو انھوں نے خالد العلمی سے کہا: آئندہ ماہ سے تمام چیکوں پر سلطان کے دستخط ہوں گے۔ خالد العلمی نے کہا: یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

الشیخ خالد نے کہا: جب سلطان میری جگہ ہو گا تو مجھے زیادہ اطمینان ہو گا۔ میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔

خالد العلمی نے کہا: لمبی عمر والے! آپ آرام کے لیے کسی اچھی جگہ کی طرف سفر کر جائیں۔

الشیخ خالد نے کہا: میں تو اب لمبا آرام کرنا چاہتا ہوں۔

جب ہم دوپہر کے وقت جناب حاکم کے دفتر سے نکلے تو الشیخ خالد نے مجھ سے کہا کہ میں دوپہر کے کھانے کے لیے ان کے ساتھ محل میں چلوں۔ ان کی بیوی موجود نہیں تھی، وہ کسی دعوت ولیمہ پر مدعو تھی۔ الشیخ خالد نے محل میں پہنچ کر مجھ سے کہا: مہمان خانے میں بیٹھو، میں غسل کر کے آتا ہوں۔ میں نے کہا: میں گھر جا رہا ہوں۔ آپ کو دکھانے کے لیے کچھ کاغذات لاؤں گا۔

شیخ خالد کے محل پر حملہ:

دوپہر 2 بجے کا وقت ہو گا۔ میں اپنے بہنوئی الشیخ سعود بن سلطان القاسمی کے گھر رہتا تھا، جو محل سے کچھ دور نہیں تھا۔ گھر سے جب میں محل کی طرف نکلا، مجھے السید راشد بن علی بن دیماس مل گیا۔ اس نے مجھے ایک بینک چیک پر دستخط کے لیے کہا جو خالد العلمی نے دستخط کے لیے الشیخ خالد کو نہیں دکھایا تھا۔

راشد بن دیماس نے کہا: مجھے خالد العلمی نے بتایا ہے کہ سب چیکوں پر سلطان کے دستخط ہوں گے۔ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے کہا: لیکن اگلے ماہ کے شروع سے۔

السید راشد بن دیماس نے کہا: خالد العلمی کہتا ہے کہ بینک کے جملہ معاملات تمھارے سپرد ہوں گے۔ میں نے کہا: میں محل جا رہا ہوں، الشیخ خالد سے دستخط کروا کے دوپہر کے بعد چیک تمھیں بھیج دوں گا۔

دوپہر ڈھائی بجے کے بعد ہم نے محل کی طرف گن سے فائرنگ کی آواز سنی۔ السید راشد کے پوچھنے پر میں نے کہا: محل کے پیچھے بعض سپاہی مشقیں کر رہے ہوں گے۔

اتنے میں محل کے دروازے پر جس میں الشیخ خالد رہتے تھے، بم پھٹنے کی آواز آئی۔ محل اونچی جگہ پر تھا۔ الشیخ سعود بن سلطان القاسمی کے گھر سے محل میں ہر آنے جانے والا نظر آتا تھا کیونکہ ان کا گھر بھی اونچی جگہ تھا۔ میں نے السید راشد بن دیماس سے کہا کہ گاڑی میں میرے ساتھ بیٹھو! میں محل کے جانبی دروازے کی طرف گیا، جو اہل خانہ اور نوکروں کے داخلے کے لیے تیار کیا گیا تھا اور حملہ آور اسی سے محل میں داخل ہوئے تھے اور یہ محل میں داخلے کا خصوصی دروازہ تھا۔ اس دروازے کے قریب پہنچنے پر مشین گن سے مجھ پر فائرنگ کی گئی۔ ہم نے سر نیچے کر لیے اور اپنی گاڑی کو الفیحاء محلے کی طرف موڑ دیا۔ وہاں شارجہ پولیس کا انگریز کمانڈر برنز رہتا تھا۔ میں نے اسے پولیس لانے کو کہا۔ پھر میں اپنی بہن ناعمہ کے گھر گیا۔ حملے سے پہلے اس کی الشیخ خالد کے ساتھ بات ہوئی تھی جب الشیخ نے اسے بتایا تھا کہ صقر بن سلطان محل کے اندر داخل ہو گیا ہے۔

میں نے اپنے بھائی الشیخ صقر بن محمد القاسمی سے رابطہ کیا، اسے بھی ناعمہ واقعہ بتا چکی تھی۔ میں نے کہا: کیا آپ پر ذمہ داری آ پڑی ہے؟ اس نے کہا: تمھاری ذمہ داری تم جانو۔ میں تو فائرنگ میں مصروف ہوں جبکہ میں محل کا جنوبی جانب سے محاصرہ کیے ہوئے ہوں۔ شاہی حفاظتی دستے کے سپاہی محل کا شمالی جانب سے محاصرہ کیے ہوئے ہیں۔

الشیخ صقر بن محمد ایک ٹیلے پر سے فائرنگ کر رہے تھے جہاں سے محل نظر آتا تھا۔

حملہ ناکام ہو گیا۔ دوپہر ساڑھے تین بجے، یعنی حملے سے ایک گھنٹہ بعد شارجہ پولیس آ گئی۔ میں الشیخ سعود بن سلطان القاسمی کے گھر تھا۔ میں انھیں بتانے لگا کہ سابق حاکم شارجہ الشیخ صقر بن سلطان القاسمی جسے انگریزوں نے کئی سال پہلے شارجہ سے جلاوطن کر دیا تھا، وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ محل میں حملے کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داخل ہوا ہے۔اس دوران محل کے صحن میں دو دستی بم پھینکے گئے۔بہت کڑا وقت تھا۔میں نے فورسز سے کہا: تمھارے آپریشن میں الشیخ خالد اور ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے، باوثوق ذریعے سے معلوم ہوا کہ حملے سے پہلے الشیخ خالد کی اولاد محل کے ایک کونے میں جا کر محفوظ ہو گئی تھی۔

میں نے اتحادی فورسز اور محل کی گارڈ کو محل پر حملے کے احکامات جاری کر دیے۔محل کا جانبی گیٹ اور فصیل ہم نے واگزار کرا لی، نیز محل اور اس کے اندرونی صحنوں کا محاصرہ کر لیا گیا اور محل میں نقل و حرکت روک دی گئی۔کبھی کبھی کسی جانب سے گولی چلتی تھی۔

صبح ساڑھے چار بجے الشیخ سعود بن سلطان القاسمی کے گھر میں الشیخ محمد بن راشد المکتوم وزیر دفاع متحدہ عرب امارات آئے۔ان کے ساتھ سعودی فرمانروا شاہ فیصل بن عبدالعزیز کے خصوصی نمایندے السید عبداللہ الفضل بھی تھے۔وہ پیش کش لائے تھے کہ اگر الشیخ خالد بن محمد سلامت ہوں تو انھیں ہمارے ساتھ سعودی عرب بھیج دیا جائے۔

حاکم شارجہ الشیخ خالد کا قتل:

مجھے الشیخ محمد بن راشد المکتوم نے کہا کہ ہمیں الشیخ صقر بن سلطان کے ساتھ بات کرنے کے لیے فون مہیا کیا جائے۔ان دونوں نے الشیخ صقر بن سلطان کے ساتھ فون پر بات کی تو اس نے کہا کہ الشیخ خالد بن محمد القاسمی کو قتل کر دیا گیا ہے۔

الشیخ محمد بن راشد المکتوم نے کہا: پھر تم خود کو ہمارے حوالے کرو۔

صبح چھ بجے الشیخ صقر بن سلطان اور ان کے ساتھیوں نے از خود گرفتاری دے دی اور انھیں جیل بھیج دیا گیا۔

میرا بطور حاکم انتخاب

9 ذی الحجہ یوم عرفہ 1391ھ بمطابق 25 جنوری 1972ء بروز منگل۔

اس دن صبح کسی نے مجھ سے پوچھا: خاندان کا اجتماع کہاں ہوگا؟

میں نے کہا: الشیخ حمد بن ماجد القاسمی کے گھر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر پوچھا: کتنے بجے؟ میں نے کہا: صبح گیارہ بجے۔

صبح گیارہ بجے سے پہلے میں الشیخ سعود بن سلطان القاسمی کے گھر سے نکلا۔ میں اجتماع میں جانا چاہتا تھا۔ الشیخ سعود کے گھر کے باہر الشیخ خالد کی خاص فورس کے سپاہیوں کا جمگھٹا تھا۔ ان کی کار، ان کا ڈرائیور اور عسکری مشیر بھی تھے۔ ڈرائیور نے دروازہ کھولا، میں گاڑی میں بیٹھ گیا۔

ہم الشیخ حمد بن ماجد القاسمی کے گھر پہنچے۔ قاسمی خاندان کے افراد سے گھر بھرا ہوا تھا۔ صدر مجلس کے لیے تخت پر مرکزی جگہ خالی تھی۔ خاندان کے بڑے الشیخ خالد بن خالد القاسمی تخت کے بائیں ہاتھ بیٹھے تھے۔ میں تخت پر مرکزی نشست برائے صدر مجلس پر جا کر بیٹھ گیا۔

الشیخ خالد بن خالد القاسمی نے خاندان کے حوالے سے ضروری باتیں کہیں۔ پھر الشیخ محمد بن سلطان القاسمی کھڑے ہوئے۔ وہ مجلس کے الٹے ہاتھ والی قطار کے درمیان بیٹھے تھے۔ وہ کہنے لگے: یہاں کئی معاملات درپیش ہیں۔ تمھاری کشتی خطرے میں ہے، اسے ایسے شخص کی ضرورت ہے جو اسے امن کی خشکی تک پہنچا دے۔ میں نہیں کہتا: تم میں چھوٹا ہے یا بڑا، میں صرف یہ کہتا ہوں کہ جو ذمہ داری نبھا سکتا ہے، اور وہ سلطان بن محمد القاسمی ہے۔

مجلس میں ان باتوں پر بآواز بلند اجماع ہو گیا، لیکن میری خاموشی لمبی ہوتی جاتی اگر الشیخ محمد بن سلطان القاسمی میری طرف نہ بڑھتے۔ انھوں نے میری طرف مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا، میں نے ان سے مصافحہ کیا۔ میں ان کے ساتھ تخت پر بیٹھ گیا۔ خاندان کے افراد بوسے اور مبارک کے لیے مجھ پر رش کرنے لگے، الشیخ محمد بن سلطان القاسمی نے میرا ہاتھ پکڑے رکھا اور نہ چھوڑا حتی کہ مجھے بوسہ دیا تو اس پر میں نے کہا:

"میری مدد کرو تاکہ میں تمھارے بڑے کے لیے نیک بیٹا، درمیانے کے لیے وفادار بھائی اور چھوٹے کے لیے مہربان باپ بن سکوں۔"

الشیخ خالد بن محمد القاسمی کی تدفین:

10 ذی الحجہ، یوم عید الاضحیٰ 1391ھ بمطابق 26 جنوری 1972ء بروز بدھ۔ اس دن صبح سویرے لوگ شارجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی عید گاہ کی طرف نکلے۔ نماز عید کے بعد خطبہ شروع ہوا۔ ہم نے غور سے خطبہ سُنا۔ اس کا اکثر حصہ مرحوم کی خوبیوں کے ذکر اور اس کے لیے دعائے مغفرت پر مشتمل تھا۔

پھر نماز جنازہ ادا کی گئی۔ میت کو الجبیل کے قبرستان لے جایا گیا۔ وہاں ہم نے تدفین مکمل کی۔ اللہ اس پر رحم فرمائے، وہ ہمارے درمیان نیک اور پاک بن کر رہا۔

پھر دربار منعقد ہوا۔ کوئی تعزیت کر رہا تھا اور کوئی مبارک باد دے رہا تھا:

اللہ تمھاری تعزیت اچھی کرے۔

ہم تمھیں عید کی مبارک باد دیتے ہیں۔

اللہ تمھارے دل کو تسلی دے۔

ہم تمھیں حکمرانی کی مبارک باد دیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ دوم

مقدمہ

متحدہ عرب امارات کی حکومت کی تاسیس 2 دسمبر 1971ء کو ہوئی، مجھے 25 جنوری 1972ء کو حاکم شارجہ منتخب کیا گیا۔ اس پر چھ برس گزرے۔ اس دوران تیزی سے کچھ تبدیلیاں آئیں۔ بعض حکومت شارجہ کی سطح پر تھیں اور بعض متحدہ عرب امارات کی حکومت کی سطح پر۔

اس مدّت میں زندگی بدل گئی، تفرقہ سے اتحاد کی طرف، خوف سے امن کی طرف، بیکاری سے اچھے کام کی طرف، جہالت سے علم و معرفت کی طرف، دوسروں کے انکار سے قبول اور خوش آمدید کی طرف، امداد دینے والے ممالک سے مانگنے سے ایک عطا کرنے والی حکومت کی طرف۔ اس طرح ہماری حکومت کا آغاز ہوا۔

میں اللہ پاک سے درخواست گزار ہوں کہ وہ میرے اس عمل کو متحدہ عرب امارات کے تمام لوگوں کے لیے نافع بنائے، وہ میرا پروردگار ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میں جھکتا ہوں۔

میں اخبار الاتحاد کے تمام کارکنان، صدر اور مدیر تحریر اور وزارت امورِ ریاست کے تحت قومی مرکز تحقیق و دعوت کے کارکنان کا شکریہ ادا کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں۔ ان کی نیکی اور احسان بہت ہے، اللہ پاک ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مؤلف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

متحدہ عرب امارات کی حکومت

متحدہ عرب امارات کی حکومت کی تاسیس کو پینتالیس دن ہی گزرے تھے کہ ہمیں حاکم شارجہ مرحوم الشیخ خالد بن محمد القاسمی کا یوم قتل دیکھنا پڑا، یعنی 24 جنوری 1972ء کا المناک دن۔ الشیخ خالد مرحوم اتحاد کی مجلس اعلیٰ، یعنی ہائی کمان کے رکن بھی تھے۔

غموں کے دن:

10 ذی الحجہ 1391ھ، عید الاضحیٰ کا دن بروز بدھ 26 جنوری 1972ء کو آیا۔ نماز عید کے بعد نماز جنازہ پڑھی گئی، پھر میرے حقیقی بھائی الشیخ خالد بن محمد القاسمی شہید کا جنازہ اٹھایا گیا۔ جنازے کے ساتھ انسانوں کا جم غفیر تھا۔ نمایاں طور پر صدر حکومت جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان، جناب نائب صدر حکومت امارات الشیخ راشد بن سعید آل مکتوم اور متحدہ عرب امارات کی حکومت کی مجلس اعلیٰ، یعنی ہائی کمان کے باقی تمام اراکین بھی شامل جنازہ تھے۔

عجمان کے حاکم جناب الشیخ راشد بن حمید نعیمی فریضۂ حج کے لیے حجاز مقدس میں تھے وہ شریک جنازہ نہ ہو سکے۔ ہم الجبیل کے قبرستان جا رہے تھے۔ راستے میں تمام شرکاء بشمول بزرگوں، عورتوں، جوانوں اور بچوں کی آہوں اور سسکیوں کی آوازیں بلند ہوتی رہیں جو اس پاک جسم اور روح کو رخصت کرنے جا رہے تھے۔

سات دن تک میں امارات اور عرب ممالک سے آمدہ وفود تعزیت سے ملاقاتیں کرتا رہا۔ یہ عرصہ سوگ کا تھا۔ اس اثناء میں چالیس روز تک متحدہ عرب امارات کے پرچم سرنگوں رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہادر وزیر دفاع کا مؤقف:

17 ذی الحجہ 1391ھ بمطابق 2 فروری 1972ء کو میں نے شارجہ کے بڑے حکومتی ملازمین کے ساتھ میٹنگ رکھی تاکہ ترقی کی تازہ ترین تبدیلیوں کا جائزہ لیا جائے۔ میں نے انھیں بتایا کہ اتحاد کے مخالفین کا راستہ روکنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے، پھر میں نے وزیر دفاع الشیخ محمد بن راشد المکتوم کا یہ مؤثر بیان بھی سنایا کہ اتحاد کی مسلح افواج کا قیام متحدہ عرب امارات کی وحدت کے خلاف کسی بھی کوشش کو ناکام بنا دے گا۔ عرب امارات کی حکومت اپنی سرزمین کے ہر حصے کا دفاع کرنا جانتی ہے۔ جس کے ذہن پر متحدہ عرب امارات پر سرداری کا بھوت سوار ہو اسے کوئی بھی احمقانہ حرکت کرنے سے پہلے دوبارہ سوچنا ہوگا۔ امن وامان کا قیام حکومت کی اولین ترجیح ہے اور اس کے خلاف ہر قوت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔

متحدہ امارات میں راس الخیمہ حکومت کا انضمام:

21 ذی الحجہ 1391ھ بمطابق 6 فروری 1972ء بروز اتوار حاکم دبئی اور نائب صدر حکومت الشیخ راشد بن سعید المکتوم اور صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کے مابین راس الخیمہ کی حکومت کو اتحاد میں ضم کرنے کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اس سے پہلے امارات میں سعودی عرب کے سفیر الشیخ عبد اللہ الفضل نے الشیخ راشد بن سعید المکتوم اور حاکم راس الخیمہ الشیخ صقر بن محمد القاسمی کے مابین رابطہ کرایا تھا۔

الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان نے اس ملاقات کے بعد راس الخیمہ کو اتحاد میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ میری طرف سے راس الخیمہ کو اتحاد میں شمولیت پر راضی کرنے کے بعد ممکن ہوا۔

اتحاد کی مجلس اعلیٰ کا اجتماع 9 فروری 1972ء کو منعقد ہونا قرار پایا۔ میں 8 فروری 1972ء کو ابوظبی پہنچ گیا۔ اچانک یہ اجتماع 10 فروری 1972ء تک مؤخر کر دیا گیا۔

8 فروری 1972ء کی شام کو صدر جناب الشیخ زاید نے مجھے اہم ملاقات کے لیے قصر بحر میں حاضر ہونے کا پیغام دیا۔

نماز مغرب کے بعد میں صدر صاحب سے ملاقات کے لیے قصر بحر پہنچ گیا۔ مجھے پروٹوکول آفیسر نے بتایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ صدر صاحب کھجوروں کے باغ میں آپ کے منتظر ہیں۔ اس باغ میں کھجوروں کی نچلی شاخیں زمین سے ٹکرا رہی تھیں، کھجور کے درختوں کے بیچ میں ایک قالین بچھا تھا، وہاں دو شخص بیٹھے تھے۔ میں نے قریب پہنچ کر پہچانا کہ وہ جناب صدر الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان اور نائب صدر الشیخ راشد بن سعید المکتوم تھے۔ ان دونوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھے اپنے درمیان بٹھالیا۔

الشیخ زاید نے بات شروع کرتے ہوئے کہا: راس الخیمہ کے اتحاد سے باہر رہنے کے بہت نقصانات ہیں۔ اے شیخ سلطان! میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ حاکم راس الخیمہ الشیخ صقر بن محمد القاسمی کو ہماری طرف سے متحدہ عرب امارات میں شمولیت کی دعوت دیں۔ اس کے بدلے میں آپ شارجہ کے لیے جو کچھ مانگیں گے، میں وہ دینے کو تیار ہوں۔

میں نے کہا: میں آپ دونوں کی رائے سے متفق ہوں کہ راس الخیمہ کے اتحاد سے باہر رہنے کا بہت نقصان ہے۔ اگر وہ حکومت میں ضم ہو جائے تو متحدہ عرب امارات کی حکومت مزید مضبوط ہوگی، لیکن اتحاد کی اس مضبوطی کے عوض میں کچھ مطالبات پورے کراؤں، یہ میری طبیعت کے خلاف ہے۔

الشیخ راشد بن سعید المکتوم نے الشیخ زاید کی طرف متوجہ ہو کر کہا: الشیخ زاید! یہ سلطان ہیں۔ ان کے بارے میں گزشتہ رات میں آپ کو بتا چکا ہوں۔ میں آپ دونوں کو اکھٹے چھوڑ کر خود دبئی جارہا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ گزشتہ رات الشیخ راشد بن سعید المکتوم نے میرے بارے میں کیا کہا تھا۔

بہرحال 25 ذی الحجہ 1391ھ بمطابق 10 فروری 1972ء بروز جمعرات راس الخیمہ کی امارت متحدہ عرب امارات میں ضم ہوگئی۔

شاہ ایران جزیرہ ابوموسیٰ میں:

خبر آئی کہ شاہ ایران غالباً چھ مارچ 1972ء کو جزیرہ ابوموسیٰ کے دورے پر آرہے ہیں۔ یہ دورہ ایک طرح سے متحدہ عرب امارات کے چہرے پر تھپڑ کے مترادف تھا۔ انگریزوں نے اپنی طرف سے اس دورے کے التوا کا مطالبہ کیا اور یہ کہ شاہ کسی وقت شارجہ کا دورہ کر سکتے ہیں یا کم از کم ابوموسیٰ کے معاملے میں وہ رابطے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہیں۔ انگریزوں نے مجھ سے کہا کہ لگتا ہے شاہ ایران شیخ خالد بن محمد القاسمی سے طے پائے معاہدے کی خلاف ورزی پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ یہ عربوں کے اتحاد کا ردِعمل ہوسکتا ہے۔

شارجہ پولیس کے انگریز انسپکٹر جنرل بوب برنز کو دبئی کے برطانوی قونصل خانے کی وساطت سے طہران سے ملنے والی 29 مارچ 1972ء کی خبر مجھ تک یوں پہنچی۔

''ایرانی افواج کے کمانڈر انچیف نے صحافیوں کو بتایا کہ شاہ حال ہی میں ایرانی جزیرہ قیس سے ابوموسیٰ کے دورے پر تشریف لے گئے۔ وہاں ابوموسیٰ کے لوگوں نے انھیں خوش آمدید کہا۔ شاہ نے ان کی شکایات سنیں اور ابوموسیٰ کی اقتصادی ترقی کے منصوبے کا اعلان کیا اور ایرانی بحری بیڑے کی تنصیبات کا معاینہ کیا، نیز ابوموسیٰ کے 700 باشندوں کے لیے خصوصی اقتصادی مراعات کی خوشخبری دی۔''

ہم نے جزیرہ ابوموسیٰ کے لوگوں سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ شاہ نے ان سے کوئی گفتگو نہیں کی اور نہ انھوں نے شاہ کو خوش آمدید کہا۔ وہ فوجی گاڑی میں پھیرا لگا کر چلے گئے۔ ابوظبی کے ریڈیو ٹی وی اور محکمہ اطلاعات نے اس دورے کا کوئی ذکر نہ کیا۔ اس پر احتجاج کے لیے عربوں کی طرف سے کوئی آواز نہ اٹھی۔ یوں ایرانی پروپیگنڈے کی قلعی کھل گئی۔

صدر مملکت کا دورہ امارات:

صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان نے امارات کے دورے کا آغاز کیا، 29 مارچ 1972ء کو شروع ہونے والا یہ دورہ دس سے زائد دن جاری رہا۔ 14 اپریل 1972ء بروز جمعہ میری ان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے شارجہ کے نمایاں افراد بشمول شہری و دیہاتی کے ہمراہ ان کا استقبال کیا۔ صدر صاحب لوگوں کی باتیں سنتے رہے حتی کہ لوگ چلے گئے تو میری اور ان کی اکیلے ملاقات ایک گھنٹے تک جاری رہی۔ اس گفتگو میں ان لوگوں کے خلاف عدالتی کارروائی پر بھی بات ہوئی جو الشیخ خالد بن محمد القاسمی کے قتل میں ملوث تھے، الشیخ زاید نے ہمارے لیے درج ذیل اعلانات کیے:

① عوام کے لیے چار سو گھر ② دس مساجد ③ پانچ شفا خانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ دوسو کنویں اور ⑤ دوسو پانی کی ٹینکیاں

الشیخ زاید نے مجھے بتایا کہ ان کا دورہ توقعات سے بڑھ کر کامیاب ہوا ہے، لیکن وہ پریشان بھی ہوئے جب لوگوں نے ان سے مطالبات کیے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ اتحاد ہوتے ہی کمائی کی راہیں کھل جائیں گی۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ زمام اقتدار سنبھالنا ایک مشکل کام ہے۔

الشیخ زاید کا سہ ملکی دورہ

صدر متحدہ عرب امارات جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان نے فروری 1972ء کے آخر میں سوڈان، لیبیا اور شام کا بہت اہم دورہ کیا۔ اس میں صدر نمیری، قذافی اور حافظ اسد کے ساتھ اپنی ملاقاتوں میں انھوں نے عرب ممالک کے مابین قرب اور اتحاد کی ضرورت پر زور دیا کہ یہ ایک قومی تقاضا تو ہے ہی، اس کے علاوہ اسرائیل کے غاصبانہ قبضے اور زیادتیوں کے خلاف آواز اٹھانے کا یہی واحد راستہ ہے۔

اس دورے میں متحدہ عرب امارات کے صدر نے بتایا کہ ہم عرب بھائیوں کے وسط میں نمایاں مقام رکھتے ہیں اور ہمیں تھوڑے عرصے میں جو اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں، ان سے ہمارا وقار بڑھا ہے۔ ان دوروں کی وساطت سے صدر متحدہ عرب امارات ایک بڑے عرب لیڈر بن کر ابھرے۔

خرطوم، طرابلس اور دمشق کے دوروں کے بعد جو مشترکہ بیانات جاری ہوئے، ان سے بحراوقیانوس (Atlantic Ocean) سے خلیج تک پھیلی ہوئی عرب دنیا پر اچھے اثرات مرتب ہوئے۔

متحدہ عرب امارات کا دورہ کرنے والا پہلا صدر:

دنیا کے ممالک کے ساتھ عموماً اور عرب ممالک کے ساتھ خصوصاً عرب امارات کے روابط مضبوط کرنے کے لیے صدر صاحب نے سوڈان کے صدر جناب جعفر نمیری کو دورہ متحدہ عرب امارات کی دعوت دی۔ سوڈانی صدر نے یہ دعوت قبول کر لی اور 23 اپریل کو وہ متحدہ عرب امارات کے دورے پر آنے والے پہلے صدر بن گئے۔ سوڈانی صدر کا قومی اور سرکاری طور پر بھرپور استقبال کیا گیا۔

شارجہ میں صدر نمیری کی طرف سے مجھے جمہوریہ سوڈان کا نشانِ اعزاز عطا کیا گیا۔ اس حوالے سے شارجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے عام اجتماع میں جمہور محل خرطوم کے ڈپٹی پروٹوکول آفیسر جناب نبیل مراد نے سوڈانی صدر کی نیابت کرتے ہوئے کہا:

''شارجہ کی حکومت اور قوم کو عظمت سے آشنا کرنے پر، متحدہ عرب امارات کی حکومت کے قیام اور اس قوم کی ترقی اور خوشحالی پر اور صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کے اس دورے کی دعوت دینے پر، مجھے خوشی ہے کہ میں خود اپنی طرف سے، جمہوریہ سوڈان کی حکومت اور عوام کی طرف سے جمہوریہ سوڈان کا سب سے بڑا نشانِ اعزاز حاکم شارجہ جناب الشیخ سلطان بن محمد القاسمی کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ وہ یہ اعزاز قبول کر کے ہماری عزت افزائی فرمائیں گے۔''

سوڈانی صدر جناب نمیری نے درج ذیل افراد کو بھی جمہوریہ سوڈان کا نشانِ اعزاز عطا کیا:

- الشیخ راشد بن حمید النعیمی، حاکم عجمان
- الشیخ صقر بن محمد القاسمی، حاکم راس الخیمہ
- الشیخ احمد بن راشد المعلا، حاکم ام القیوین
- الشیخ خلیفہ بن زاید آل نہیان، ولی عہد ابوظبی۔
- الشیخ مکتوم بن راشد المکتوم، ولی عہد دبئی۔

شیطانی افکار:

انگریز، شاہ ایران اور ایرانی وزیر خارجہ خلعت باری، صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان پر ناراض تھے کہ صدر نے ان ممالک کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے بیانات دیے تھے، جو خلیج کے علاقے میں متحدہ عرب امارات کے قریب نہیں ہونا چاہتے تھے۔ برطانیہ کی وزارت خارجہ میں مڈل ایسٹ ڈیسک کے چیئرمین پیٹرک رائٹ نے 31 مئی 1972ء کو لکھا:

''خارجہ امور کے متعلق صدر (الشیخ زاید) کا بیان مناسب نہیں ہے۔ لیبیا، شام اور سوڈان کے دورے کے بعد صدر صاحب کے بیانات پر ہمیں بہت افسوس ہوا ہے اور پھر اس بیان پر بھی جو ان دوروں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے بعد ان کے وزیر پٹرولیم نے (لیبیا کی طرف سے برٹش پٹرولیم کمپنی کے اثاثے قومی ملکیت میں لینے پر) لیبیا میں دیا تھا۔ صدرِ امارات کا سوویت یونین (روس) کے ساتھ سفارتی وفود کے تبادلے کا فیصلہ بھی سنگین غلطی ہے۔ نیز ہم صدر متحدہ عرب امارات کے سیاسی طرزِ عمل کے حوالے سے ایران کی تشویش سے متفق ہیں۔"

یکم جون 1972ء کو برطانوی وزیر خارجہ سے ملاقات کے بعد ایرانی وزیر خارجہ نے کہا: الشیخ زاید کے رویے پر شاہ ایران کو ذاتی طور پر بہت غصہ آیا ہے۔

ایک فتنہ:

مئی 1972ء کے دوران انگریزوں اور ایران کے بعض نمایندوں نے بہت کوشش کی میں دورہ ایران کے لیے شاہ ایران کی دعوت قبول کرلوں۔ میں ان تمام روابط کی خبر الشیخ زاید کو برابر پہنچاتا رہا، کیونکہ میں ان کے بہت قریب تھا۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ شاہ ایران کی طرف سے مجھے ایران کے دورے کی دعوت دراصل میرے اور صدر مملکت الشیخ زاید کے مابین دوری ڈالنے کی ایک کوشش تھی۔

ابوظبی میں برطانوی سفیر سی جے ٹریڈول نے 10 جون 1972ء کو ایران میں برطانوی سفیر این ڈبلیو براؤن کو خط لکھا جس کا عنوان اور متن یہ تھا:

"ایران اور متحدہ عرب امارات کی حکومت"

"آپ کے 26 مئی والے خط کا شکریہ جو آپ نے حاکم شارجہ کے ممکنہ دورہ ایران کے متعلق مشاورتی دفتر کو لکھا تھا۔

اس طرح کی دعوت خاص طور پر اس وقت اگر قبول ہو جاتی تو اس کا نتیجہ صرف ایک ہوتا اور وہ ہے زاید اور سلطان کے مابین تعلقات کی خرابی۔"

فائرنگ کا حادثہ:

9 جون 1972ء بروز اتوار حکومت شارجہ کے ماتحت علاقے کلباء اور الفجیرہ کے مابین فائرنگ کا ناخوشگوار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حادثہ پیش آیا، جو دو دن جاری رہی۔ اس کے نتیجے میں چار آدمی مر گئے اور کچھ معمولی زخمی ہوئے۔اِتحاد کی فورسز کی مداخلت سے یہ معاملہ کنٹرول کیا گیا اور امن وامان دوبارہ قائم ہو گیا۔

12 جون 1972ء بروز بدھ ابوظبی کے قصر بحر میں ایک اجلاس ہوا، جس کے فوراً بعد صدر الشیخ زاید نے میرے اور حاکم الفجیرہ جناب الشیخ محمد بن حمد الشرقی کے درمیان ایک ملاقات رکھی۔ اس ملاقات میں متحدہ عرب امارات کے وزیراعظم الشیخ مکتوم بن راشد المکتوم، ابوظبی کے ولی عہد الشیخ خلیفہ بن زاید آل نہیان اور وزیر خارجہ جناب احمد خلیفہ السویدی بھی شریک ہوئے۔ اس میں شارجہ اور الفجیرۃ کے مابین تنازعات پر مفصل گفتگو ہوئی تاکہ ان کا مستقل حل تجویز کیا جائے۔ اب دوسری مرتبہ اتحاد کے بااختیار اصحاب نے دخل اندازی کے ساتھ یہ مسئلہ حل کرایا۔

اتحاد کی مجلس اعلیٰ:

اتحاد کے قیام کی عمر سات ماہ ہوئی تھی کہ 17 جولائی 1972ء کو اتحاد کی مجلس اعلیٰ کا ایک اجتماع صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کی سربراہی میں منعقد ہوا، صدر صاحب کا مقصود یہ تھا کہ امن، محنت، علم، علاج اور سب کے لیے رہائش کے منصوبوں کو اچھے انداز سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔

اس اجتماع میں ایک ماہ قبل شارجہ اور الفجیرۃ کے مابین ہونے والے تنازع کا ذکر بھی آیا، اس مجلس اعلیٰ نے متحدہ عرب امارات کے قیام سے اب تک کی ترقی اور آئندہ کے منصوبوں کا بغور جائزہ لیا۔ اس کے بعد چند قوانین کی منظوری دی گئی، جن کا مختصر ذکر درج ذیل ہے:

① اتحادی قانون نمبر 9، (1972ء) خصوصی سکولز سے متعلق۔ خصوصی سکولز وزارت تربیت وتعلیم کی نگرانی میں ہوں گے۔

② اتحادی قانون نمبر 10 (1972ء) تعلیمی وفود کے متعلق۔ حکومت متحدہ عرب امارات کے خرچ پر طلبہ بیرون ممالک میں تعلیم پائیں گے۔

③ اتحادی قانون نمبر 11 (1972ء) لازمی تعلیم کے متعلق۔ پرائمری تک تعلیم لازمی قرار دی جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کی تعمیر وترقی میں بنیادی عنصر تعلیم ہے، لہٰذا تمام مراحل پرائمری، میٹرک، انٹرمیڈیٹ اور گریجویشن تک تعلیم بلا معاوضہ دی جائے گی۔

④ اتحادی قانون نمبر12 (1972ء) نوجوانوں کے کلبوں اور تنظیموں کی سرپرستی کے متعلق۔

⑤ اتحادی قانون نمبر13 (1972ء) معاشرتی تعاون کے متعلق تاکہ متحدہ عرب امارات کے باشندوں کی معاشرتی بہبود اور مستحقین کی کفالت کا نظام وضع ہو سکے۔

شارجہ میں تیل کی دریافت:

بیوٹس گیس اینڈ آئل کمپنی، جسے جزیرہ ابوموسیٰ کے گرد تیل کے لیے کھدائی کی اجازت دی گئی تھی، اس نے ایک فیلڈ میں پہلے کنویں کی کھدائی کی، اس کا نام ''مبارک'' رکھا گیا۔

2 رمضان 1392ھ بمطابق 9 اکتوبر 1972ء بروز سوموار میں نے شارجہ ریڈیو سے شارجہ میں تیل نکل آنے کا اعلان کیا، جس کی اطلاع شارجہ کے سمندری علاقے میں کھدائی کرنے والی بیوٹس کمپنی کی طرف سے ملی تھی۔

میں نے اپنی گفتگو میں شارجہ کے باشندوں کی کوششوں کی بھی تعریف کی کہ ان کی کاوشیں رنگ لے آئی ہیں۔ میں نے عوام کو دعوت دی کہ وہ مل جل کر شارجہ کی ترقی کے لیے مزید اقدامات کریں تاکہ اللہ کی یہ نعمت شارجہ اور متحدہ عرب امارات کے لیے ترقیوں کا زینہ بن سکے اور ہم صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کے زیر سایہ تعمیر وترقی میں آگے بڑھیں۔

ریڈیو سے یہ بیان جاری کر کے میں سیدھا مسجد گیا، وہاں نماز پڑھی اور اللہ بزرگ و برتر کے حضور شکرانہ پیش کیا۔

نماز تراویح کے بعد عام مجلس میں میں نے بہت لوگوں سے مبارک بادیں وصول کیں جو اس خبر پر خوش تھے جس سے انھیں خوش بختی کے دروازے کھلتے نظر آرہے تھے۔

ہمارے ملک میں برطانوی سفیر:

ابوظبی میں برطانیہ کا سفیر چارلس جیمس ٹریڈول (CJT) تھا۔ وہ اتحاد کے قیام سے قبل ابوظبی میں برطانوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیکرٹری تھا، اب وہ برطانوی سفیر کے طور پر یہاں رہ گیا تھا۔

وہ سوڈان پر انگریزی عسکری قبضے کے دوران صوبہ کسلا میں 1945ء سے 1955ء تک جج رہ چکا تھا۔ 1968ء سے 1971ء تک وہ ابوظبی میں برطانوی سیکرٹری رہا تھا، اس کے ساتھیوں میں سر ولیم لوئیس تھا جو سوڈان میں 1930ء سے 1956ء تک برطانوی گورنر جنرل کا مشیر رہ چکا تھا اور وہ 1956ء سے 1960ء تک عدن کا گورنر رہا تھا۔ وہ خلیج میں برطانوی پولیٹکل ایجنٹ کے عہدے پر 1961ء سے 1966 تک فائز رہا، تب اسے خلیج کا صدر کہا جاتا تھا۔ دبئی کے قونصل خانے میں برطانوی مشیر ایچ گلین بالفور پال بھی تھا، جس نے الشیخ صقر بن سلطان قاسمی کو حاکم شارجہ کے منصب سے معزول کیا تھا۔ یہ 24 جون 1965ء کی بات ہے۔

ٹریڈول امورِ خلیج کے لیے برطانوی خصوصی نمائندہ (72-1966ء) بھی رہا۔ یہ برطانوی سفیر اپنا سفیر کا منصب بھول گیا اور یہاں اپنا حکم چلانے لگا۔ اس کا ذریعہ وہ برطانوی افسران تھے جو شارجہ کی انٹیلی جنس میں ہم نے برقرار رکھے تھے، مثلاً: باب برنز اور ڈیوڈ نیلڈ۔ میں نے اس بارے میں جناب صدر الشیخ زاید کے ساتھ مشورہ کیا اور طے پایا کہ آہستہ آہستہ ان کی چھٹی کرادی جائے۔

مجھے برطانوی سفیر کے اس رویّے نے اس ترکی افسر کا واقعہ یاد دلایا جب مصر سے محمد علی پاشا نے ترکی افسر نکال دیے تھے اور وہ بھی ان میں شامل تھا۔ اس نے نوکری سے معزولی کے بعد پانی کے مٹکے رکھے ہوئے تھے، جن میں ٹھنڈا پانی بھرا جاتا تھا۔ وہ مصر میں قُلّہ کہلاتے تھے اور لوگوں کے لیے بطور سبیل مفت رکھے جاتے تھے۔ اس نے ان مٹکوں پر مختلف رنگ کیے ہوئے تھے۔ جب کوئی پیاسا شخص پانی پینے کے لیے سبز مٹکے کی طرف آتا تو وہ اس پر حکم چلاتا: خرسیس! (ترکی میں ''حرامی'')! تم یہاں سے کیوں پانی پینے لگے ہو؟

وہ کہتا: کیونکہ یہ مفت ہے۔ افسر کہتا: سبز والا مفت نہیں ہے بلکہ سرخ والا مفت ہے۔

اگر کوئی شخص سرخ مٹکے سے پانی پینے آتا، وہ حکم چلاتا: خرسیس! تم کیوں سرخ مٹکے سے پانی پیتے ہو؟ جب اجنبی کہتا: کیونکہ یہ مفت ہے تو وہ کہتا: یہ مفت نہیں ہے بلکہ سبز والا مفت ہے۔

اس طرح برطانوی سفیر ہر رنگ سے اپنا حکم چلاتا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

امریکہ اور مصر کے درمیان

1973ء کے شروع سے متحدہ عرب امارات اور شارجہ میں کئی تقریبات ہوئیں۔ ہم ان میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں:

الشیخ سلطان کی شادی:

ماہ جنوری 1973ء کے آخر میں میں نے اپنی والدہ کے قریبی رشتہ داروں میں موزہ بنت سالم المانع کے ساتھ شادی کرلی۔ یہ شادی سادگی سے انجام پائی۔ اس میں کوئی دف یا طبلہ نہ بجایا گیا، نہ بڑی محفل ہوئی، اس سے میری بیٹی عزہ اور بیٹا محمد پیدا ہوئے تھے، جو بعد میں وفات پا گیا تھا۔

مصری صحافی سے ملاقات:

فروری 1973ء کے آغاز میں مجھے مصری اخبار آخرالساعہ کا نمائندہ ملا، اس نے میرے ساتھ مفصل گفتگو کی، اس میں سے ذیل کا سوال قابل ذکر ہے:

عرب امارات جس تعمیر وترقی کے دور سے گزر رہا ہے، اس میں نوجوانوں کا کیا کردار ہے؟

میں نے کہا کہ اس کے جواب کی میں دو صورتیں بتاتا ہوں۔

پہلی: نوجوانوں پر میرا یقین۔ دوسری: تعمیر میں تعلیم یافتہ نوجوانوں کی شرکت۔

میرے نوجوانوں پر یقین کے حوالے سے گزارش ہے کہ میں اس بات پر پورا یقین رکھتا ہوں کہ نوجوان ہی مستقبل کی راہ کے روشن چراغ ہیں۔ وہ زندگی، حرکت اور نبض ہیں، ترقی اور مستقبل کے وہی کاریگر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ملک کو نوجوانوں کی طاقت، ہمت اور حوصلہ افزائی کی سخت ضرورت ہے۔ میں ہمیشہ شارجہ کے نوجوانوں کو علم وتحقیق کی ترغیب دلاتا ہوں اوران کا حوصلہ بڑھاتا ہوں۔

رہا تعلیم یافتہ نوجوان کا کردار تو میں انھیں ذمہ داریاں سنبھالنے کا پورا موقع فراہم کرتا ہوں اور ترقی کا پہیہ چلانے میں ان کی شرکت پر زور دیتا ہوں۔ شارجہ کا ہر نوجوان ایسا مناسب موقع پائے گا جس کے ذریعے وہ اپنے ملک اور قوم کو اپنے علم کے ثمرات پہنچائے گا۔ ہمارے پیارے ملک کی تعمیر میں وہ ہمارا ساتھی بنے گا، کیونکہ اس دور میں، جس میں ہم رہ رہے ہیں، علم ہی زندگی کا راہنما بن گیا ہے۔

سلطان قابوس کا دورہ متحدہ عرب امارات:

26 مارچ 1973ء کو صدر الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان، اپنے مہمان سلطنت عمان کے سربراہ سلطان قابوس بن سعید کے ہمراہ ہیلی کاپٹر پر الجمیرہ، دبئی اترے، وہاں سے قصر ضیافت پہنچے، جہاں الشیخ راشد بن سعید المکتوم، دیگر حکام، اتحاد کی مجلس اعلیٰ کے اراکین، علماء، شیوخ اور وزراء نے ان کا استقبال کیا۔ الجمیرۃ کے قصر ضیافت کے ہال میں سطان قابوس کے ساتھ ایک طویل نشست منعقد کی گئی۔ اس میں جناب الشیخ زاید بن سلطان، اعلیٰ حکام، ریاستوں کے ولی عہد اور ابوظبی کے ولی عہد جناب الشیخ خلیفۃ بن زاید نے خصوصی شرکت کی، جو سلطان قابوس کے استقبال کے لیے دبئی آئے تھے۔

اس ملاقات میں متحدہ عرب امارات اور سلطنت عمان کے مابین تعلقات کی بہتری اور نئی راہوں کی دریافت پر غور کیا گیا۔

سلطان قابوس شارجہ کی المرقاب چھاؤنی میں بھی آئے جو اتحادی مسلح افواج کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس دورے میں الشیخ زاید بن سلطان اور الشیخ راشد بن سعید بھی ان کے ہمراہ تھے۔ ان کا استقبال وزیر دفاع الشیخ محمد بن راشد المکتوم نے کیا۔

اہل وطن کی بہتری اور ارکان کی موافقت:

25 اپریل 1973ء بروز بدھ اتحاد کی مجلس اعلیٰ کا ایک اجلاس صبح اور دوسرا شام کو منعقد ہوا۔ اگلے دن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

26 اپریل 1973ء کو اتحاد کا تیسرا اجلاس ہوا۔

ان اجلاسوں میں اہل وطن کی ضروریات کی فراہمی اور سہولیات کی بہتری کا جائزہ لیا گیا۔ مجلس اعلیٰ نے شہریوں کے لیے کئی قوانین بھی منظور کیے۔

مجلس اعلیٰ کے حکام نے وزیر اعظم جناب الشیخ مکتوم بن راشد المکتوم کی تجاویز پر مشتمل دستاویز بھی منظور کرلی جس میں مختلف شعبوں اور وزارتوں کے لیے بعض مفید مشورے دیے گئے تھے۔ وزیر اعظم کی یہ رپورٹ جس کی سب نے منظوری دی تھی، اس کے چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

شعبہ تعلیم وتربیت:

ملک کے اسکولوں میں تیس ہزار طلبہ علم حاصل کر رہے ہیں، جبکہ ہمارا منصوبہ یہ کہتا ہے کہ تین برس کے دوران پچاس ہزار طلبہ کی گنجائش پیدا کی جائے۔

شعبہ صحت:

امراض اور وباؤں سے پیشگی بچاؤ کی طب کو ترقی دی جائے گی اور یہ کہ ہر علاقے میں شہریوں کے لیے مراکز صحت قائم کیے جائیں گے، جہاں عوام کو علاج ومعالجہ کی بہتر سہولیات دستیاب ہوں۔

شعبہ تعمیر مکانات (ہاؤسنگ):

حکومت دیہی ترقی کے لیے دیہات میں نئے رہائشی مکانات تعمیر کرے گی۔ ام القیوین اور راس الخیمہ کے دیہی علاقوں میں زمینوں کا سروے کیا جائے گا جہاں سرکاری رہائش گاہیں تعمیر ہوں گی۔

محکمہ تعمیرات عامہ (پبلک ورکس):

ملک میں نئی داخلی اور خارجی شاہراہوں کی تعمیر کے سلسلے میں نمایاں منصوبہ الذید الفجیرہ شاہراہ ہے، جس کی تعمیر پر 45 ملین درہم سے زیادہ اخراجات ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعبہ بجلی اور پانی:

شہروں میں بجلی کی پیداوار اور ترسیل کے لیے بجلی گھر بنائے جا رہے ہیں، ایک مرکزی پاور اسٹیشن سات ہزار کلو واٹ بجلی بنائے گا جس سے مشرقی علاقے میں بجلی کا نظام بہتر ہوگا۔

شعبہ زراعت اور ماہی پروری:

حکومت مزارعین کو قرضے دے گی، زرعی زون قائم کرے گی اور نئے کنویں کھدوائے گی۔

شعبہ مواصلات:

وزارت مواصلات بجلی کی ترسیل اور ٹیلی فون کے نظاموں کی منصوبہ بندی کرے گی، اسی طرح ڈاک کے نظام کو وسعت دے گی۔

کھیل اور نوجوانوں کا شعبہ:

وزارت کھیل نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کرے گی اور کھیلوں کی ٹیمیں بنائی جائیں گی۔ اس پر ایک ملین درہم خرچ ہو چکے ہیں۔ سکاؤٹس ٹیمیں بھی بنیں گی اور نوجوانوں کے تربیتی کیمپوں کے قیام میں وزارت پوری دلچسپی لے گی۔

محکمہ اطلاعات

وزارت اطلاعات نے مطبوعات کے قانون کا مسوّدہ تیار کر لیا ہے۔ امارات میں اطلاعات کے دفاتر کھولے گئے ہیں۔ جریدہ الاتحاد کو روز نامہ بنا دیا گیا ہے۔ یہ اس مملکت کا پہلا روز نامہ قرار پایا ہے۔

محکمہ داخلہ:

ملک میں دخول وخروج کی چیک پوسٹیں قائم کر دی گئی ہیں۔ ساحلوں پر بھی چوکیاں بنائی گئی ہیں اور بحری گشت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ نیز اتحاد کی پولیس فورس قائم کر کے ایک پولیس ٹریننگ سکول شروع کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعبہ دفاع:

ملک کی سلامتی اور تحفظ کے لیے دفاعی قوت بڑھائی گئی ہے تا کہ مسلح افواج اس سرزمین کی بخوبی حفاظت کریں۔

خارجی سیاست:

تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کیے جائیں گے، اس یقین کے ساتھ کہ دنیا کے ممالک کے مابین یہ ملک سلامتی کے ساتھ زندگی گزارے۔

امریکہ کا پہلا دورہ:

گیس اینڈ آئل کمپنی بیوٹس نے جب جزیرہ ابوموسیٰ کے گرد تیل دریافت کیا اور آئل فیلڈ میں ایک کنواں کھود لیا تو کمپنی نے مجھے امریکہ کے دورہ کی دعوت دی جو میں نے قبول کرلی۔ 9 جون 1973ء بروز ہفتہ ہمارا سفر امریکہ طے ہو گیا۔ میرے ساتھ ایک وفد تھا جس میں: ❁ الشیخ عبدالعزیز بن محمد القاسمی، ملکی فوج کے کمانڈر ❁ جناب حمید جعفر، الہلال آئل کمپنی (شارجہ) کے نائب صدر ❁ جناب عبدالعزیز حسن المدفع، شارجہ انتظامیہ کے ڈائریکٹر اور ❁ جناب علی عبداللہ الحیان، ملٹری سیکرٹری شامل تھے۔

10 جون 1973ء اتوار کا دن لندن میں گزارنے کے بعد ہم واشنگٹن کی طرف روانہ ہوئے۔ اس دن ظہر کے بعد تین بجے سے قبل ہم واشنگٹن کے ڈلس انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترے۔

واشنگٹن میں پروگرام امریکی وزارت خارجہ عرب امور کے ڈائریکٹر کوینسی لمسڈن کے ذریعے مرتب ہونا تھا، لیکن میرے واشنگٹن پہنچنے سے قبل کوئنسی لمسڈن بیمار ہو گئے اور ہسپتال منتقل کیے گئے۔ ان کی جگہ ڈائریکٹر عرب اور فرانسوا ڈکمان کو مقرر کیا گیا۔ یہ بعد میں متحدہ عرب امارات میں امریکہ کا دوسرا سفیر بنا تھا۔

کوئنسی لمسڈن سے میری ملاقات ان کے متحدہ عرب امارات میں سفیر بننے کے بعد ہی ہوئی، ان کا نمبر چوتھا تھا۔ اس دوران میرے اور ان کے نیز میری اہلیہ اور ان کی اہلیہ ہیلن کے مابین اچھا تعلق قائم ہو گیا تھا۔ امریکہ کی وزارت خارجہ کی طرف سے ہمیں اس طرح پروگرام دیا گیا کہ 11 جون 1973ء بروز سوموار کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شام، یعنی ہمارے واشنگٹن پہنچنے کے روز میری رہائش گاہ پر وزارت خارجہ سے جیمز ایکنز ملنے آیا۔ یہ بعد میں ستمبر 1973ء سے فروری 1976ء تک سعودی عرب میں امریکہ کا سفیر رہا۔

سعودی عرب میں اس کے قیام کے دوران میری اس سے دوستی ہو گئی تھی جو بعد میں بھی جاری رہی۔ وہ عرب مشکلات میں مددگار تھا۔ اس نے If Americans Knew (اگر امریکیوں کو علم ہوتا) نامی تنظیم کی بنیاد بھی رکھی تھی۔ اس نے امریکی اسرائیلی عوامی اموری کمیٹی (AIPAC) کے خلاف کام کیا تھا۔

12 جون 1973ء بروز منگل میں نے یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کی وزارت خارجہ کا دورہ کیا۔ وہاں میری ملاقات مشرق قریب اور جنوبی ایشیا کے امور کے لیے نائب معاون وزیر خارجہ الفرڈ آتھرٹن کے ساتھ ہوئی۔ یہ بعد میں 1979ء سے 1983ء تک مصر میں امریکہ کا سفیر رہا۔ یہ کیمپ ڈیوڈ کانفرنس میں مذاکرات کا اہتمام کرنے والی کمیٹی کا رکن تھا۔[1] اور انور سادات پر قاتلانہ حملہ کے وقت میں نے اسے ڈائس کے قریب دیکھا۔

اس دن صبح گیارہ بجے میری ملاقات ہال سانڈرس کے ساتھ ہوئی، جو مشرق قریب کے امور کے لیے امریکی وزارت خارجہ اور وائٹ ہاؤس کے درمیان رابطہ کار تھا۔ بعد میں یہ کیمپ ڈیوڈ معاہدے کو مرتب کرنے والوں میں کسنجر کے ساتھ شامل تھا۔ ہم وزارت خارجہ میں ہی تھے کہ نائب معاون امریکی وزیر خارجہ نے مجھے اپنے ساتھ دوپہر کے کھانے کی دعوت دی، اس کا نام راجر ڈیویز تھا۔ یہ بعد میں 1974ء میں قبرص کے لیے امریکی سفیر بنا۔ قبرص میں امریکی سفارتخانے کے پاس ہونیوالے ایک مظاہرے میں یہ کسی گھات لگائے ہوئے شخص کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔

12 جون 1973ء کو میں نے نائب امریکی وزیر خارجہ جناب کینتھ رش سے وزارت خارجہ کے دفتر میں ملاقات کی۔ یہ ملاقات شام چار بجے ہوئی۔ ان ملاقاتوں میں میں نے عرب مسئلے کے حوالے سے ہی گفتگو کی

[1] کیمپ ڈیوڈ امریکی صدر کی دیہی اقامت گاہ ہے۔ یہاں امریکی صدر جمی کارٹر کی وساطت سے مصری صدر انور سادات اور اسرائیلی وزیراعظم مناہم بیگن کے درمیان امن معاہدے کے لیے بارہ روز مذاکرات ہوتے رہے جن کے نتیجے میں 17 ستمبر 1978 کو وائٹ ہاؤس (واشنگٹن) میں دونوں حریف سربراہوں نے امن معاہدے پر دستخط کر دیے۔ پھر 26 مارچ 1979 کے رسمی امن معاہدے کی رو سے مصر اور اسرائیل نے 30 سالہ حالتِ جنگ ختم کر کے ایک دوسرے سے سفارتی تعلقات قائم کر لیے۔ اپریل 1982 میں اسرائیل نے مصر کو جزیرہ نمائے سینا واپس کر دیا مگر غزہ کی پٹی غصب کر لی۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ عربوں کی دوستی سے فائدہ اٹھایا جائے، ان کے مسائل پر ان کی مدد کی جائے اور ان کے دشمنوں کا ساتھ نہ دیا جائے۔

رات کے کھانے کے لیے کویت کے سفیر جناب الشیخ سالم صباح السالم نے مجھے دعوت دی۔ اس میں متعدد ممالک کے سفیروں اور امریکی اعلیٰ حکام نے بھی شرکت کی۔

13 جون 1973ء کی صبح میرا وائٹ ہاؤس کا دورہ تھا، لیکن مجھے اس وسیع گھر میں کوئی قابل ذکر اور نگاہیں متوجہ کرنے والی چیز نظر نہیں آئی۔

ایرانی سفیر کے عریاں جامِ مے نوشی

دن گیارہ بجے قطر کے امریکہ میں سفیر جناب عبداللہ صالح المانع میری ملاقات کے لیے آئے۔ امریکہ میں ایرانی سفیر اردشیر زاہدی نے اسی دن مجھے اپنے گھر پر دوپہر کے کھانے کی دعوت دی تھی۔ گھر خوبصورت تھا، اس میں قالین اور پینٹنگ بڑی تعداد میں تھیں، جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس گھر کی آرائش پر بہت اخراجات اٹھے ہیں۔ کچھ عجب بھی نہ تھا کیونکہ وہ شاہ ایران کی بہن کا شوہر تھا۔

مہمان چائے پینے میں مصروف تھے کہ سفیر مجھے اپنے گھر کا چکر لگوانے لگا۔ مجھے ناگہاں اس کی بات بڑی بری لگی جب اس نے کہا: اب میں آپ کو اپنا مخصوص خانہ دکھاتا ہوں۔

اس کا ''مخصوص خانہ'' دراصل ایک گول کمرہ تھا جس کی چھت بہت اونچی تھی، گنبد اور دیواروں پر اسلامی خطاطی اور نقش ونگار بڑی کثرت سے تھے۔ میں نے پہلے یہ گمان کیا کہ وہ اس میں عبادت کرتا ہے لیکن وہ جب مختلف قسم کے کپ مجھے دکھانے لگا تو اس نے میرا گمان غلط کر دیا۔

ایرانی سفیر نے مجھے پہلی قسم کے کپ دکھائے جن پر ایرانی لباس میں ملبوس ایک عورت کی شکل تھی جس کا چہرہ کھلا تھا۔ ایرانی سفیر کہنے لگا:

''جب ہم شراب پینے لگتے ہیں تو یہ کپ استعمال کرتے ہیں۔ پھر ہم دوسری قسم کے کپ شراب کے لیے لیتے ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس قسم کا ایک کپ اس نے مجھے دکھایا جس پر ایک عورت کا نقشہ بنا تھا جو ایرانی لباس میں تھی، لیکن اس کا سینہ کھلا ہوا تھا۔ سفیر نے کہا: تیسری قسم کے کپ ہم شراب کے لیے تب پکڑتے ہیں، جب شراب ہماری عقلوں سے کھیلنے لگتی ہے۔ اس نے مجھے تیسری قسم کا ایک کپ دکھایا جس پر ایک ننگی عورت کی تصویر بنائی گئی تھی۔

پھر چوتھی قسم کے کپ......

اس نے میری طرف دیکھا تو مجھے اپنے پاس موجود نہ پایا کیونکہ میں اسے اس کے جام ہائے شراب نوشی کے پاس چھوڑ کر اپنی کار کے پاس پہنچ گیا تھا، جو مجھے میری رہائش گاہ پر پہنچانے والی تھی۔ شاعر کہتا ہے ؎

إنما الأمم الأخلاق ما بقيت   فإن هم ذهبت أخلاقهم ذهبوا

''قومیں تو اخلاق کے ساتھ ہیں اگر وہ باقی رہیں۔ جب اخلاق ختم ہو گئے تو قومیں بھی ختم ہو گئیں۔''

اس دن عصر کے وقت میری رہائش گاہ پر سعودی سفیر جناب ابراہیم السویل میری ملاقات کو آئے۔

13 جون 1973ء بروز بدھ کی شام نارتھ کٹ ایلی نے میرے دورہ امریکہ کی خوشی میں ایک تقریب منعقد کی۔ میں نے وہاں چند گزارشات پیش کیں۔ ابھی مجھے دعوتِ خطاب دی جانی تھی کہ ایلی کی بیوی ماریکا نے میرے قریب بیٹھتے ہوئے کہا: میں عربی آدمی کو عربی لباس میں پیچھے بیٹھ کر کیسے پہچان سکتی ہوں؟

مجھے جواب دینے کی مہلت نہ ملی کہ اسٹیج سے مجھے ڈائس پر گفتگو کے لیے آنے کی دعوت دے دی گئی۔ میں نے سب کو آداب پیش کر کے کہا: معذرت، سب سے پہلے ایک ضروری بات عرض کروں گا۔ میرے ڈائس پر آنے سے پہلے ماریکا کہہ رہی تھی کہ میں عربی آدمی کو عربی لباس میں پیچھے بیٹھ کر کیسے پہچانوں گی؟

میں کہتا ہوں: ماریکا! تم عربی شخص کو نہیں پہچان سکتی جب تک سامنے سے اس کے چہرے کی طرف نہ دیکھو۔

14 جون جمعرات کی صبح میری ملاقات واشنگٹن میں امریکی کانگرس کے اراکین کے ساتھ رکھی گئی تھی۔ وہاں کیلیفورنیا سے سینیٹ کے ایک رکن سینیٹر جوہن ٹونی نے میرا استقبال کیا۔ اسی نے ویڈن برگ ہال میں چالیس (40) اراکین کانگرس کو اکٹھا کیا ہوا تھا۔

اس موقع پر میں نے کہا: مجھے اس جگہ اس ملک میں پہنچ کر خوشی ہوئی ہے۔ میں آپ کو عربی انسان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارے میں بتاؤں گا۔ وہ بھی دوسرے لوگوں کی طرح ہوتا ہے۔ نہ اس کے ہاتھ زیادہ ہوتے ہیں اور نہ پاؤں۔ نہ ہی اس کی دم ہوتی ہے۔ وہ تمھارے جیسا ایک انسان ہے۔ صرف ایک فرق ہے، وہ یہ کہ اس کی عقل اس کے احساسات کا ساتھ دیتی ہے، لہٰذا تم اس کے ساتھ بھی دیگر انسانوں کی طرح معاملہ کیا کرو۔ میں نے اپنی بات عالم عرب کے حوالے سے اس طرح مکمل کی کہ وہاں سرمایہ کاری کے وسیع مواقع موجود ہیں۔

دوپہر کا کھانا اراکین کانگرس کے ساتھ کھانے کے بعد ہم ایئر پورٹ پہنچ گئے تاکہ بذریعہ طیارہ نیویارک جاسکیں۔

15 جون بروز جمعہ نیویارک میں نیویارک ٹائمز کے عملے کے ساتھ ایک صحافتی ملاقات تھی۔ وہاں سے ہم نیویارک منی ایکسچینج پہنچے۔ وہاں میری ملاقات الشہاوی نامی ایک مصری کے ساتھ ہوئی۔ اس نے بتایا کہ میں 1954ء میں نیویارک پہنچا تھا اور اس وقت سے یہیں سٹاک مارکیٹ میں کام کر رہا ہوں۔ میں نے جھاڑو دینے والے، صفائی کرنے والے، ڈاک پہنچانے والے اور ایکسچینج میں ایک چھوٹے شراکت دار کے طور پر مختلف کام کیے ہیں۔ اب میری دولت کئی ملین میں ہے۔

الشہاوی نے اصرار کیا کہ میں اس کے گھر چلوں۔ وقت بہت تنگ تھا، لیکن میں نے اس کی دعوت قبول کر لی۔ میں نیویارک شہر کے بیرون میں اس کا مکان دیکھنے گیا۔ عصر کے وقت ہم وہاں پہنچے۔ اس کا گھر ایک فلیٹ نما محل تھا۔

امریکی جنرل سے عجب ملاقات:

ایکسچینج دیکھنے کے بعد ہم وال سٹریٹ پہنچے۔ وہاں جنرل لوسیس کلے نے مجھے دوپہر کے کھانے کی دعوت دی تھی جو معروف امریکی شخصیت لیہمن برادرز کی کمپنی کا منیجر تھا۔ وہ 1942ء میں سب سے کم عمر امریکی جنرل تھا اور جرمنی میں ملٹری گورنر آئزن ہاور کا نائب رہ چکا تھا۔ اسی نے 1948 میں برلن ایئر پورٹ بنایا۔

دوران گفتگو مجھے جنرل نے بتایا کہ جب امریکی افواج شارجہ جانا چاہتی تھیں، میں اس وقت شارجہ کے دورے پر گیا تھا۔ جب ہم نے شارجہ میں افواج اتارنے کا مطالبہ کیا تو ایک شیخ نے رکاوٹ ڈالی تھی۔ معلوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کہ وہ تمھارا والد تھا یا تمھارا چچا تھا۔

میں نے کہا: وہ میرے والد تھے اور یہ 1944ء کی بات ہے۔میں نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا: آپ کو یاد ہے کہ آپ الشیخ کو اپنی خشکی اور پانی میں چلنے والی گاڑی میں سمندر تک لے گئے تھے؟

اس نے کہا: ہاں مجھے یاد ہے۔

میں نے کہا: آپ کو وہ بچہ یاد ہے جو آپ کے اور الشیخ کے درمیان بیٹھا تھا؟

کہا: میں اسے نہیں بھول سکتا کیونکہ اس نے میرے کپڑوں پر قے کر دی تھی اور میں وہ سفر ترک کر کے واپس آ گیا تھا۔

میں نے کہا: جس بچے نے آپ کے کپڑوں پر قے کی تھی، وہی اب آپ کے سامنے بیٹھا ہے۔

اس نے حیرت سے کہا: تم؟ میں نے کہا: ہاں! وہ بولا: صحیح ہے، وہ آپ کا بچپن تھا۔

اس روز شام کو ہم اقوام متحدہ کی بلڈنگ میں گئے۔ اس کے سیکرٹری جنرل کُرٹ والڈ ہائم سے ہم نے ملاقات کی۔ اس موقع پر اقوام متحدہ میں متحدہ عرب امارات کے سفیر جناب ڈاکٹر علی بن محمد حمیدان بھی ہمارے ساتھ تھے۔ انھوں نے اس رات ہمیں کھانے کی دعوت پر بھی بلایا تھا اور اقوام متحدہ میں متعین کئی ممالک کے سفیر بھی اس دعوت میں شریک ہوئے۔

ہوسٹن میں ڈنر کے ڈائس پر

16 جون ہفتہ کی صبح ہم بذریعہ ہوائی جہاز ٹیکساس ریاست کے شہر ہوسٹن پہنچے۔ یہ دوپہر کا وقت تھا۔ اس شہر کا موسم درجۂ حرارت اور رطوبت کے اعتبار سے شارجہ سے کچھ مختلف نہیں ہے، البتہ شہر کے عمومی منظر کو اونچے درختوں نے ڈھکا ہوا تھا۔اس روز شام کو الہلال پٹرولیم کمپنی نے، جو بیوٹس کمپنی کی ایک شاخ ہے، ہمارے لیے رات کے کھانے کا اہتمام کیا۔ اس دعوت میں آئل کمپنیوں کے چار سو (400) کے قریب ڈائریکٹر شریک ہوئے۔

امریکہ میں آئل کمپنیوں کا سب سے بڑا مرکز ہوسٹن سمجھا جاتا ہے۔تقریب والے ہال کے دروازے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(انٹرنس) پر میں کھڑا ہو کر مہمانوں کا استقبال کرنے لگا۔ ہر مہمان بڑے جثے والا، چوڑے کندھوں والا اور لمبے ہاتھوں والا تھا، گویا ان کے ہاتھ اونٹوں کے کھر ہوں۔ ہر شخص میرے ساتھ ہاتھ ملا کر خوب ہلاتا گویا وہ میرا بازو کندھے سے اکھیڑنا چاہتا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی شخص ذرا مہربان نہیں تھا، بعض ہاتھ کو دائیں سے بائیں کو ہلاتے تھے۔

جب میں ڈائس پر کھڑا ہوا تو میں نے کہا: میں ایک عربی مسلمان ہوں، مجھے میرے رب نے اپنے مقدس قرآن میں حکم دیا ہے کہ ہم اس کے پیغمبروں کے درمیان فرق نہ کریں اور ہم اس کے فرماں بردار ہو جائیں۔ اس گفتگو اور تقریب کے اختتام پر مہمانوں کو رخصت کرنا تھا۔

ہال کے دروازے پر میں ان مدعوین کو رخصت کرنے کے لیے کھڑا ہوا، لیکن استقبال کرنے کی طرح کھڑا نہیں ہوا بلکہ میں نے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے باندھ لیے۔ میں رخصت کرتے ہوئے ان لوگوں کے سامنے اپنے سر کو ہلاتا رہا۔ انھوں نے یہ طریقہ اس گمان سے قبول کر لیا کہ رخصتی پر ہم لوگ اسی طرح کرتے ہیں۔

میری وجہ سے حصص میں تیزی

اگلی صبح 17 جون اتوار کے روز ہم نے ڈگلس مارشل سے ملاقات کی، جس نے عرب امریکہ ہارس سوسائٹی بنا رکھی تھی۔ اس کا ایک ہارس فارم بھی تھا۔ اس کے پاس اچھا گھوڑا مرافق تھا، جو اس نے مصر کے الزہراء گھوڑا فارم سے خریدا تھا۔ یہ اس وقت سب سے خوبصورت گھوڑا تھا، جبکہ اس نسل کے اچھے گھوڑے میرے اصطبل میں بھی موجود تھے۔

میرے اور ڈگلس کے مابین پہلے سے بھی روابط تھے، کیونکہ اس کو کلباء کے علاقے میں تانبے کی دریافت کا ٹھیکہ دیا گیا تھا۔

ہوسٹن میں عرب امریکہ تجارتی ایوان کے صدر ڈاکٹر عاطف جمال الدین کے ساتھ ملاقات کے بعد ہم بیس بال کے میدان میں گئے۔ یہ میدان ڈھکا ہوا اور ائیر کنڈیشن تھا، اس کا نام آسٹروڈوم تھا۔ وہاں ایک بڑی سکرین نصب تھی، جس پر نتائج اور اعلانات شائع ہو رہے تھے۔ اسی دوران اعلان کیا گیا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم حاکم شارجہ جناب الشیخ سلطان بن محمد القاسمی کوخوش آمدید کہتے ہیں جو بیوٹس گیس اینڈ آئل کمپنی کے مہمان ہیں، جن کے ہاں بڑی مقدار میں تجارتی پیمانے پر تیل دریافت ہوا ہے۔ اعلان دوبارہ ہوا تو میں نے کمپنی کے مینجر جوہن بوریٹا سے کہا: اس سے مجھے وہ کنجوس یہودی یاد آ گیا، جس نے ایک اخبار سے اپنے دوست کی وفات پر تعزیت نامہ شائع کرنے کو کہا اور یہ جملہ لکھوایا: کوہین، میشیل سے تعزیت کرتا ہے۔

اخبار والے نے کہا: یہ کافی نہیں، ایک سطر تو پوری کریں۔ اس نے کہا: لکھو! کوہین، میشیل سے تعزیت کرتا ہے جب وہ ریڈیو کا فلاں فلاں اسٹیشن سیٹ کر رہا تھا۔

پھر میں نے بیوٹس کے مینجر بوریٹا سے کہا: کیا تمھارے لیے یہ کافی نہیں کہ جب سے میں ہوسٹن شہر میں آیا ہوں، تمھاری کمپنی کے حصص چڑھ رہے ہیں؟

بوریٹا نے کہا: کل اخبارات میں لکھا جائے گا کہ آج بیوٹس کمپنی کا مہمان جا رہا ہے۔ کل کے بعد لکھا جائے گا کہ: کل بیوٹس کمپنی کا مہمان چلا گیا، اس سے بھی کمپنی کے حصص چڑھیں گے۔

اس روز شام کو بیوٹس کمپنی نے اپنے شراکت داروں کے ساتھ ہمارے اعزاز میں رات کے کھانے کا اہتمام کیا۔

جس ہوٹل میں ہم مقیم تھے، میں اس کی لابی میں کمپنی کے افسرِ اطلاعات برائے عشائیہ کو رخصت کر رہا تھا کہ اچانک ایک نوجوان آگے بڑھا۔ وہ اہل ٹیکساس کے خاص لہجے میں میرے ساتھ بات کرنے لگا، مجھے اس کی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی، بس میں ہاں میں سر ہلاتا گیا۔

بن بلائی پریس کانفرنس

18 جون سوموار کی صبح ہوسٹن کی سیر کے لیے ہمارے انچارج آفیسر نے مجھے فون کیا، وہ بولا کہ آپ جلدی سے ہوٹل کی لابی میں اتر آئیں۔

میں نے کہا: امریکہ خلائی مرکز ناسا تک جانے کے لیے ابھی ہمارے پاس کافی وقت ہے۔ اس نے کہا: ناسا نہیں جانا، پہلے پریس بریفنگ ہے جس کا آپ نے کل اعلان کیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے سوالیہ انداز میں کہا: میں نے اعلان کیا تھا؟

اس نے کہا: ہوٹل کا ہال اور کمرہ جو پریس کانفرنس کے لیے مختص کیا گیا ہے، وہ صحافیوں اور خبر رساں ایجنسیوں کے نمائندوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے۔ میں نے کہا: میں ابھی آتا ہوں۔

ہوٹل کے ہال میں موجود ہجوم کے درمیان سے گزر کر میں اپنے لیے بنائی گئی جگہ پر پہنچا۔ کیمروں کی لائٹس ہر طرف سے میرے اوپر پڑ رہی تھیں، میں نے صحافیوں کو آداب عرض کیا۔ میں ان کے چہرے دیکھ رہا تھا، ان میں سے ہر ایک سوالات کے تیروں کو کمانوں میں سیدھا کر کے مجھ پر پھینکنے کے لیے تیار تھا۔ میں نے کہا:

میں نے یہ کانفرنس نہیں بلائی۔ گزشتہ رات کی ایک غلط فہمی سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ مجھے ایک نوجوان ملا۔ اس کی زبان پر گویا آلوؤں کی گرم چپس اسے جلا رہی تھی۔ اس کے نتیجے میں یہ پریس کانفرنس منعقد ہوگئی ہے۔

میں نے سوالوں کے جواب دیے۔ وہاں سے ہم خلائی مرکز گئے، وہاں مختلف حصوں میں ہم نے کافی وقت گزارا۔

پھر ہم ٹیکساس سے ریاست اریزونا کے شہر ٹوسن جانے کے لیے ایئر پورٹ پہنچے۔

ہم ریاست ٹیکساس سے نکل رہے تھے جہاں ایک دفعہ سر ہلانے سے مجھے کندھوں کی تکلیف سے نجات ملی تھی تو دوسری دفعہ سر ہلانے سے مجھے ایسی پریس کانفرنس میں پھنسنا پڑا جس کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا تھا۔

18 جون سوموار کی شام ہم ٹوسن شہر پہنچے، اس کا ماحول شارجہ کے علاقے الذید سے ملتا جلتا تھا۔ اس میں کھجور، مہندی، انار وغیرہ کے درختوں کی کثرت تھی اور اس کی ہموار زمینیں پہاڑوں تک سرسبز تھیں۔

رات کا کھانا ہمیں اریزونا یونیورسٹی نے پیش کیا، پھر ہم اپنی رہائش والے ہوٹل پہنچے۔ اس ہوٹل کے کمرے گراؤنڈ فلور پر بنے تھے، ان کی دیواریں مٹی کی بنی ہوئی لگتی تھیں گویا شارجہ میں الذید کا علاقہ ہو۔ میرے کمرے کی کھڑکی کے باہر چھوٹا سا صحن تھا، وہاں مہندی کا پودا تھا، جس کی پھولوں والی ایک ٹہنی میری کھڑکی کے قریب آگئی تھی۔ ٹھنڈی اور نرم ہوا اسے ہلا رہی تھی، گویا کہ وہ مجھے خوش آمدید کہہ رہی ہو۔

شارجہ محل کے پودے اریزونا میں:

19 جون بروز منگل ہم تحقیق ماحولیات لیبارٹری کے زرعی مرکز گئے۔ وہاں میرے استقبال کے لیے ڈاکٹر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کارل بجس موجود تھے۔ میں دو سال پہلے شارجہ میں ان سے مل چکا تھا۔ انھوں نے مجھے اریزونا یونیورسٹی کے ایگریکلچر کالج کے اس سنٹر میں داخلے کی پیش کش کی تھی۔ ڈاکٹر کارل بجس مجھے اس مرکز تحقیق کا چکر لگوانے لگے اور وہاں مصروف تحقیق طلبہ سے مجھے ملوایا۔

اس دوران ایک طالب علم مجھ سے اشخر العُشر نامی پودے کو امارات میں الأشخر کہا جاتا ہے۔(مؤلف) کے بوٹے کے متعلق پوچھنے لگا۔ میں نے کہا: تمھیں یہ اشخر کے پودے کہاں سے ملے ہیں؟ اس نے کہا: اس کے بیج میں نے شارجہ میں آپ کے محل کے پیچھے سے لیے تھے۔ ڈاکٹر کارل بجس نے کہا: اگر آپ میری بات مان لیتے تو آپ بھی یہاں کے محققین میں ہوتے۔ اس پر مجھے وہ دن یاد آیا جب میں حاکم شارجہ الشیخ خالد بن محمد القاسمی مرحوم سے بات کر رہا تھا کہ وہ میرا استعفا قبول کر کے مجھے امریکہ کی اریزونا یونیورسٹی جانے کے لیے فارغ کر دیں۔

ٹوسن شہر کی سیر کے بعد ہم لاس اینجلس شہر گئے۔ ہمارے سفر کا اختتام سان فرانسکو پر ہوا۔ وہاں سے ہم 27 جون 1973ء کو لندن کے لیے روانہ ہوئے۔

لندن کا سفر:

ریاستہائے متحدہ امریکہ (یونائیٹڈ سٹیٹس) سے 28 جون 1973ء کو ہم لندن پہنچے، وہاں ہمارے استقبال کے لیے وزارت خارجہ کی طرف سے ایک شخصیت موجود تھی۔

وہاں ہماری ملاقات وزیر خارجہ و دولتِ مشترکہ لارڈ بالنیل کے ساتھ طے کی گئی تھی۔ ان کو میرا ذاتی تعارف اس طرح پیش کیا گیا تھا:

الشیخ سلطان بن محمد القاسمی، حاکم امارت شارجہ 1939ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم شارجہ میں حاصل کی۔ شارجہ ووکیشنل ٹریننگ سکول میں بطور مدرس کام کیا، پھر پانچ برس قاہرہ یونیورسٹی کے شعبہ زراعت میں تعلیم حاصل کی۔ شارجہ واپس پہنچ کر اپنے حقیقی بھائی حاکم شارجہ الشیخ خالد کے معاون بن گئے۔ دسمبر 1971ء میں متحدہ عرب امارات کی حکومت میں انھیں وزیر تعلیم بنایا گیا۔ الشیخ خالد کے قاتلانہ حملے میں مارے جانے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد حکمران خاندان کے متفقہ فیصلے کے مطابق انھیں حاکم شارجہ بنایا گیا۔سیاست و دین میں ان کی آراء معتدل ہیں، وہ ذاتی طور پر بھی انتہاء پسند نہیں۔عرب قوم کے معتدل افراد میں ان کا شمار کیا جاتا ہے۔ان کے سفارتی تعلقات بہت اچھے ہیں۔عربی اور انگریزی زبانیں بڑی مہارت کے ساتھ بولتے ہیں۔

لارڈ بالنیل مجھ سے ملاقات کے لیے میرے ہوٹل جمعہ کی صبح 29 جون 1973ء کو خود آئے۔اس ملاقات پر اتفاق ہو چکا تھا، تاہم متحدہ عرب امارات کے سفارتخانہ (لندن) نے ملاقات کا وقت بدلنے کی کوشش کی کیونکہ سفیر مہدی التاج اور ان کے نائب احمد عبیدلی دونوں کو اس روز سینڈ ہرسٹ کالج جانا تھا تاکہ شیخ خلیفہ بن زاید آل نہیان اور شیخ محمد بن راشد المکتوم کے ساتھ ڈیوٹی نبھا سکیں۔السید مہدی التاج نہیں چاہتے تھے کہ لارڈ بالنیل سے میری ملاقات ان کی موجودگی کے بغیر ہو۔اس وجہ سے وہ احمد عبیدلی کو سینڈ ہرسٹ ساتھ نہ لے جا سکے اور وہ لارڈ بالنیل سے ملاقات میں موجود رہے۔جب بالنیل نے مجھ سے پوچھا: ''آپ کے ابوظبی سے تعلقات کیسے ہیں؟''

سائل کے سوال میں اپنا مفاد پوشیدہ ہو سکتا ہے جو آپ کے لیے مفید نہ ہو، چنانچہ ان کی پریشانی میں نے بھانپ لی جیسا کہ السید احمد عبیدلی نے مجھے متنبہ کیا تھا۔لارڈ بالنیل نے بات آگے بڑھائی: ''آپ کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو ملکۂ عالیہ کی حکومت شارجہ کی امداد کرنے کو تیار ہو گی۔آپ متحدہ عرب امارات کے سفارتخانہ (لندن) کے ذریعے اپنی طلب سے آگاہ کر سکتے ہیں۔''

میں نے گفتگو کو سمیٹتے ہوئے برطانیہ سے روایتی روابط اور شارجہ میں برطانوی فوج کی موجودگی کا ذکر کیا اور یہ کہ بڑی تعداد میں برطانوی شارجہ کو بخوبی جانتے ہیں اور خود وہ سفارتخانے کو زحمت دیے بغیر برطانیہ کے ساتھ میرے معاملات سدھارنے میں خاصی مدد کر سکتے ہیں۔اس پر احمد عبیدلی نے کہا کہ میرے لیے بہتر ہے کہ میں پرانے طریقے سے نہیں بلکہ وزارتِ خارجہ (ابوظبی) کی وساطت سے اپنی ذمہ داریاں ادا کروں۔احمد عبیدلی کے جواب میں میرا موقف یہ تھا کہ سفارتخانہ سال کے اس حصے میں برطانیہ کے دورے پر آنے والوں کی آؤ بھگت میں مصروف رہتا ہے۔

اس دن دوپہر کے وقت برطانوی پارلیمنٹ کے رکن پیٹر ٹاپسل نے لندن شہر کے ایک مقام پر ہمارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعزاز میں دوپہر کا کھانا دیا۔ میں نے انھیں بتایا کہ برطانیہ شارجہ کی امداد کے تقاضے پورے نہیں کر رہا، جس طرح طرفین کے مابین طے ہوا تھا۔ بات وہیں رکی ہوئی ہے اور نئے سرے سے دوبارہ شروع نہیں ہو سکی۔

مصر کا پہلا سرکاری دورہ:

دو دن لندن میں گزار کر ہمارا مصر کا سفر شروع ہوا۔ اس دورے کی دعوت مجھے عرب جمہوریہ مصر کے صدر جناب انور سادات نے دی تھی۔ اس میں پانچ دن لگے۔

30 جون 1973ء بروز ہفتہ شام کے وقت ہم قاہرہ ایئر پورٹ پر اترے۔ نائب وزیراعظم عبدالقادر حاتم اور مصر کی اعلیٰ شخصیات نے ہمارا استقبال کیا۔

پروٹوکول وفد کے سربراہ امورِ ازہر کے وزیر جناب عبدالعزیز عیسیٰ تھے۔

یکم جولائی 1973ء اتوار کی صبح ڈاکٹر عبدالقادر حاتم نے اپنے دفتر میں ہمارا استقبال کیا۔ اس ملاقات کے لیے مصر کے ممتاز ماہرین تعلیم کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ ان میں نمایاں طور پر جناب توفیق الحکیم تھے، اس ملاقات میں دیہی علاقوں کی ترقی کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔

2 جولائی 1973ء سوموار کی صبح قاہرہ یونیورسٹی کے کلیہ زراعت کا دورہ رکھا گیا تھا تاکہ میرے اساتذہ سے ملاقات ہو جائے۔ ان کو چھوڑے مجھے دو برس سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔

عمید (ڈین) کے دفتر میں کلیہ زراعت کے اساتذہ بڑی تعداد میں جمع تھے۔ میں نے ان سے فرداً فرداً مصافحہ کیا، حتی کہ میں شعبہ حیوانات میں بکریوں کے شعبے کے استاذ ڈاکٹر شرف الدین کے پاس پہنچا۔ وہ جب حاضری لگایا کرتے تھے تو میرے نام پر بطور استہزاء کہا کرتے تھے: سلطان کیا ہے؟ وہ کہتے مجھے یہ نام پسند نہیں ہے۔ کبھی وہ میرا نام محمد صقر القاسمی پکارتے تو میں خاموش رہتا تھا، پھر پوچھتے وہ کدھر ہے؟ کیا غیر حاضر ہے؟ میں کہتا: میرا نام سلطان ہے۔ وہ غصے میں کہتے: ٹھیک ہے، ہمیں پتہ چل گیا ہے۔

لیکن آج کا موقع مختلف تھا۔ ہمارے وفد کے آگے آگے موٹر سائیکلوں والے سارجنٹ تھے۔ ان کے ہوٹر چیخ رہے تھے۔ سپاہیوں کا ایک گروپ میرے آگے آگے راستہ بنا رہا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر شرف الدین کا ہاتھ میرے ہاتھوں میں تھا تو میں نے کہا: کیا آپ کو اب میرا نام پسند ہے؟

ڈاکٹر شرف الدین نے کہا: وہ تم ہی ہو، کیوں فکر کرتے ہو؟

3 جولائی 1973ء منگل کے دن حکمران جماعت اتحاد عربی اشتراکی (عرب سوشلسٹ یونین) کی مرکزی کمیٹی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر محمد حافظ غانم کے ساتھ میری ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات قاہرہ میں اتحاد کے ہیڈ آفس میں ہوئی۔ اس ملاقات میں عبدالناصر کے دور میں ہونے والی نمایاں کامیابیاں زیر گفتگو رہیں۔

اسی روز شام کو میری رہائش گاہ پر جامعۃ دول العربیۃ (عرب لیگ)[1] کے سیکرٹری جنرل جناب محمود ریاض مجھے ملنے آئے۔

4 جولائی 1973ء بدھ کی صبح میں جامعہ الازہر کے شیخ جناب ڈاکٹر عبدالحلیم محمود سے ملاقات کے لیے ان کے دفتر واقع ازہر یونیورسٹی گیا۔ میں نے قاہرہ میں مسجد النور کی تعمیر کے لیے تعاون کیا تھا اور اس کے تعمیراتی کام کا انچارج شیخ الازہر کو بنایا تھا۔

اس روز شام کو میرے اور عرب جمہوریہ مصر کے صدر جناب انور سادات کے مابین ملاقات ہوئی۔

5 جولائی 1973ء جمعرات کی صبح ہم سویس شہر (Suez) پر اسرائیلی جارحیت کے آثار دیکھنے گئے۔ لیفٹنٹ جنرل شاذلی ہمارے ہمراہ تھے۔ ہم نے مصری فوج کے اگلے مورچے دیکھے اور بارلیو لائن پر اسرائیلی مورچوں کا دور سے مشاہدہ کیا۔[2] سویس میں گورنر سویس السید محمد بدوی الخولی سے ملاقات ہوئی۔ شہر اسرائیل کے ساتھ تنازع کے سبب مکینوں سے خالی تھا۔[3]

[1] عرب لیگ 22 مارچ 1945ء کو قائم ہوئی۔ اس کے ابتدائی ارکان مصر، عراق، اردن، سعودی عرب، شام اور لبنان تھے۔ جلد ہی یمن اس کا رکن بن گیا۔ اب فلسطین سمیت اس کے ارکان کی تعداد 22 ہے۔ اس کا صدر دفتر قاہرہ ہے۔ (محسن فارانی)

[2] تیسری عرب اسرائیل جنگ (جون 1967) کے اسرائیلی ہیرو جنرل بارلیو کے نام پر اسرائیل نے نہر سویز کے مشرقی کنارے کے متوازی مٹی اور ریت کی ایک مضبوط دفاعی دیوار بنائی تھی جو بارلیولائن کہلائی جس میں پختہ مورچے بنے ہوئے تھے، تاہم اکتوبر 1973 میں مصری فوج نے بارلیولائن پار کر کے نہر سویز کا مشرقی کنارہ خالی کرالیا تھا۔ (محسن فارانی)

[3] جون 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیل غزہ کی پٹی، جزیرہ نمائے سینا اور نہر سویز کے مشرقی کنارے پر قابض ہو گیا تھا۔ جنگِ رمضان (چوتھی عرب اسرائیل جنگ اکتوبر 1973ء) میں مصری فوج نے اسرائیلیوں سے نہر سویز کا مشرقی کنارہ خالی ◄◄

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجبوری کا کام:

اسرائیلی فوجی چیختے تھے: ''یا ماما!''

سویس (سویز) کے گورنر ہاؤس کے دروازے پر لوگوں کا ہجوم تھا جو شہر میں باقی رہ گئے تھے۔ ان میں الشیخ حافظ سلامہ بھی تھے جو اپنے کمزور جسم کے ساتھ گورنر ہاؤس میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے تاکہ مجھ سے مصافحہ کر سکیں۔ میں نے ان کی طرف بڑھ کر ان سے مصافحہ کیا کیونکہ میں انھیں اس وقت سے جانتا تھا جب وہ چند ہفتے پہلے میرے دوست صدیقی مرحوم کے ساتھ مجھ سے ملنے شارجہ آئے تھے تاکہ وہ دونوں قاہرہ کی مسجد النور کے لیے چندہ جمع کر سکیں۔

تین ماہ بعد چھ اکتوبر کی جنگ چھڑ گئی اور شہر سویس (سویز) کا اسرائیلیوں نے محاصرہ کر لیا۔ دفرسوار کے شگاف سے اسرائیلی فوج در آئی تھی اور نحیف جسم والے الشیخ حافظ سلامہ جبکہ وہ رتبے میں سویز کے جبل عتاقہ سے بھی بڑے تھے، دشمن کی شدید مزاحمت کرتے رہے۔ جب اسرائیلی فوج نے السید محمد بدولی الخولی سے شہر سویس حوالے کرنے کا مطالبہ کیا تھا تو انھوں نے ایوانِ صدر کی مشاورت سے ہتھیار ڈال دیے تھے۔

سویس شہر میں داخل ہونے کا ایک ہی راستہ تھا اور وہ محلہ اربعین سے گزرتا تھا۔ سڑک کے دونوں طرف گھر خالی پڑے تھے۔ جب اسرائیلی ٹینک اس سڑک پر نمودار ہوئے تو قطار میں پہلے اور آخری ٹینکوں پر راکٹ اور ہینڈ گرینیڈ آ پڑے، پھر باقی ٹینک نشانہ بننے لگے۔ سویس میں اس مزاحمت کی قیادت الشیخ حافظ سلامہ کر رہے تھے، چنانچہ بعد میں گولڈا مائر[1] نے مذاکرات میں اس حادثے کا ذکر یوں کیا: ''میرے فوجی چیخ رہے تھے: یا ماما...... یا ماما!''

>> کرالیا تھا مگر پھر امریکی سیارے کی رہنمائی سے اسرائیل فوج نے جنوب سے نہر پار کر کے تیسری مصری فوج کو گھیرے میں لے لیا تھا اور پھر مصری صدر سادات نے یہ کہہ کر جنگ بندی قبول کر لی کہ ''ہم اسرائیل سے لڑ سکتے ہیں، امریکہ سے نہیں لڑ سکتے۔'' پھر 18 جنوری 1974ء کے معاہدے کی رو سے اسرائیل نے نہر سویز کا مغربی کنارہ خالی کیا اور جب 26 مارچ 1979ء کے معاہدے کے تحت مصر نے اسرائیل کو تسلیم کر لیا تو اپریل 1982ء میں جزیرہ نمائے سینا بھی خالی کر دیا گیا۔ (محسن فارانی)

[1] بوڑھی گولڈا مائر جنگ رمضان (6-24 اکتوبر 1973) کے دوران اسرائیلی وزیراعظم تھیں۔ (محسن فارانی)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اغوا شدہ جاپانی طیارہ دبئی ایئر پورٹ پر

میرے قاہرہ سے واپس آنے کے بعد 7 جولائی 1973ء کو اتحاد کی مجلس اعلیٰ کی ایک میٹنگ منعقد کی گئی۔

21 جمادی الآخرہ 1393ھ بمطابق 21 جولائی 1973ء بروز ہفتہ، صدارتی محل المنہل، ابوظبی میں اتحاد کی مجلس اعلیٰ کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ وزیراعظم جناب الشیخ مکتوم بن راشد المکتوم نے گزشتہ عرصہ کی حکومتی کامیابیوں پر ایک مفصل رپورٹ پیش کی۔ اس رپورٹ میں ان مشکلات کا بھی ذکر تھا جو وزراء کو اپنے کاموں کو عملی طور پر انجام دینے میں پیش آتی ہیں۔

یہ بات ابھی جاری تھی کہ دبئی ایئر پورٹ پر ایک جاپانی طیارے کے اترنے کی اطلاع ملی جو ہائی جیک کیا گیا تھا، اجلاس کی کارروائی روک دی گئی۔ صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان، نائب صدر جناب الشیخ راشد بن سعید المکتوم اور وزیراعظم جناب الشیخ مکتوم بن راشد المکتوم دبئی ایئر پورٹ پر پہنچ گئے تاکہ تازہ ترین صورتحال کا جائزہ قریب سے لیا جائے۔ ان کے پیچھے وزیر دفاع الشیخ محمد بن راشد المکتوم بھی پہنچ گئے۔

ہائی جیکروں نے دو جاپانی افراد، ایک مرد اور عورت کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد طیارہ دبئی ایئر پورٹ سے پرواز کر گیا۔ اس میں مختلف ممالک کے ایک سو چوالیس (144) مسافر سوار تھے۔

طیارہ متعدد ممالک مثلاً قطر، بحرین اور بصرہ کے فضائی چکر لگانے کے بعد کویت لوٹ آیا۔ وہاں سے بغداد کا رخ کیا، پھر دمشق کے ہوائی اڈے پر جا اترا تاکہ ایندھن لے سکے۔ وہاں سے بن غازی (لیبیا) کو روانہ ہو گیا وہاں وہ اترتے ہی دھماکے سے پھٹ گیا۔ تمام مسافر بن غازی ایئر پورٹ کے ہر حصے میں سہمے سہمے چل رہے تھے۔ دبئی ایئر پورٹ پر طیارے نے ستر گھنٹے گزارے تھے۔

22 جمادی الآخرہ 1393ھ بمطابق 22 جولائی 1973ء اتوار کے دن اتحاد کی مجلس اعلیٰ کا اجلاس نئے سرے سے صدارتی محل المنہل میں شروع ہوا۔ اس اجتماع کے نتیجے میں میری سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو اتحادی حکومت کے منصوبوں کو کامیابی سے مکمل کرائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک غلط فہمی:

عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل جناب محمود ریاض سے میرے ملنے کے بعد ایرانی وزیر خارجہ خلعت باری قاہرہ جا کر صدر انور سادات اور عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل محمود ریاض سے ملے۔ انھوں نے محمود ریاض کو بتایا کہ ''ایران خلیج کے خطے میں کوئی علاقائی عزائم نہیں رکھتا۔'' لیکن خلعت باری نے برطانوی وزارتِ خارجہ کو اطلاع دی کہ انھیں معلوم ہوا ہے کہ حاکم شارجہ شیخ سلطان نے عرب لیگ میں حال ہی میں خلیجی جزائر (ابوموسیٰ وطنب) کا مسئلہ اٹھایا اور اس سمندری علاقے میں تیل کے کنوؤں کی آمدنی کا موضوع بھی زیرِ بحث آیا۔ انگریز اس بات سے پریشان ہوئے کہ انھوں نے شارجہ اور ایران میں جو معاہدہ طے کرایا تھا، اس کا کیا بنے گا۔ جب لندن میں ایرانی سفیر السید افشار مجھ سے ملا تھا اور اس نے محمود ریاض سے منسوب بات کا ذکر کیا تو میں نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا: السید محمود ریاض نے مجھ سے کہا تھا کہ بعض عرب ممالک خلیجی جزائر کے مسئلے کو بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں۔ محمود ریاض نے تجویز دی تھی کہ عالم عرب اس پر اتفاق کر لے کہ شارجہ طنب کے دو جزیروں سے دست بردار ہو جائے اور اس کے عوض ایرانی جزیرہ ابوموسیٰ پر عربوں کا قبضہ تسلیم کر لیں۔'' اس پر برطانوی معاون وزیر خارجہ انٹونی پارسنز نے مڈل ایسٹ ڈیسک کے انچارج مسٹر رائٹ کو لکھا: ''ایرانی سفیر سے میری ملاقات میں اس نے یہ عندیہ ظاہر کیا کہ ایرانی اس بات پر رضا مند ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم خلیج میں اپنے کتوں کو روک لیں گے۔'' یہ دراصل ایرانی وزیر خارجہ کی طرف سے پھیلائی گئی غلط فہمی تھی۔ بالآخر ایرانی وزیر خارجہ خلعت باری کی غلط فہمی کو ایرانی سفیر السید افشار نے انٹونی پارسنز سے ملاقات میں ان الفاظ میں تسلیم کر لیا کہ عرب اور ایران والے دونوں ہی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے تھے۔

عربی تیل عربی خون سے قیمتی نہیں:

عرب ممالک میں اس بات پر خوشی منائی جا رہی تھی کہ اسرائیل کی جانب سے تیار کی گئی بارلیو لائن کو مصری افواج نے کامیابی سے کراس کر لیا ہے اور محاذ پر شدید لڑائی جاری ہے۔ صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کے بیانات اور تصریحات اس حوالے سے بہت حوصلہ افزا تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

22 رمضان 1393ھ بمطابق 18 اکتوبر 1973ء بروز جمعرات صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان نے فرمان جاری کیا کہ اسرائیل کی پشت پناہی کرنے والے تمام ممالک کو متحدہ عرب امارات کی طرف سے تیل کی سپلائی بند کر دی جائے۔

24 رمضان 1393ھ بمطابق 20 اکتوبر 1973ء بروز ہفتہ مملکت عربیہ سعودیہ کے بادشاہ فیصل بن عبدالعزیز آل سعود کے حکم سے اسرائیل کے پشت پناہوں کا تیل بند کر دیا گیا۔

4 نومبر 1973ء کو میں نے صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان النہیان سے ابوظبی میں ملاقات کی۔ یہ ملاقات ایک گھنٹے سے زائد تک جاری رہی۔ اس میں مصر کی مدد پر غور و خوض کیا گیا۔ اس سے ایک روز قبل 3 نومبر 1973ء کو صدر مملکت سے استاذ احمد خلیفہ سویدی، وزیر خارجہ، الشیخ راشد بن سعید المکتوم، نائب صدر، مؤلف اور بقیہ حکام امارات نے ملاقات کی تھی۔ استاذ احمد خلیفہ السویدی سیاسی اور عسکری ہر دو پہلوؤں سے عربی موقف پر اپنے گہرے تجزیات سے ہمیں مطلع کرتے رہے۔

11 نومبر 1973ء کو اخباری نمایندوں کے ساتھ ملاقات میں صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان نے عمدہ گفتگو کی، اس میں سے ایک جملہ بہت مشہور ہوا: ''عربی تیل عربی خون سے زیادہ قیمتی نہیں ہے۔''

اتحاد کی قومی مجلس کی افتتاحی نشست:

26 شوال 1393ھ بمطابق 20 نومبر 1973ء بروز منگل اتحاد کی قومی مجلس کی افتتاحی نشست منعقد ہوئی۔ الشیخ زاید نے قومی مجلس میں نمایاں پیغامات اور واضح راہ عمل پیش کیا۔ اس نشست کے آغاز میں اپنی گفتگو میں انھوں نے کہا:

''ہمیں دنیا کے امن و امان کے ساتھ اپنے وطن اور قوم کی حفاظت کا بھی پورا خیال رکھنا ہے۔ فلسطین کا مسئلہ ہمارے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ ایشیا اور افریقہ کے اسلامی ممالک کے ساتھ ہمارے برادرانہ روابط استوار ہیں۔''

انھوں نے مزید کہا: ''دنیا بھر میں امن، سچائی اور تعاون کو فروغ دینا ہماری خارجی سیاست کی بنیاد

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے۔عرب قوم صہیونی جنگوں کا نشانہ بنی ہوئی ہے جس کا مقصد عربوں کی سرزمین اور ان کی دولت پر قبضہ جمانا اور ان کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کرنا ہے۔ ہمارے برادر ممالک مصر اور شام نے صہیونی دشمنوں سے مقبوضہ اراضی آزاد کرانے کے لیے دلیرانہ جدو جہد کی ہے۔ان کے لیے ہماری امداد جاری رہے گی۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

شارجہ سے تیل کی برآمد کا آغاز

1972ء سے قبل ہی سے انگریز سفارتی طور پر کوشش کر رہے تھے کہ میں شاہ ایران کی طرف سے دورۂ ایران کی دعوت قبول کرلوں۔ میں ہر دفعہ یہ دعوت نا منظور کرتا اور وجہ یہ بیان کرتا کہ پہلے سے مصروفیات ہیں اور شیڈول ٹائٹ ہے۔

1974ء کے شروع میں ایک بڑے ایرانی افسر جنرل نصیری نے میرے ساتھ ملاقات کی۔ اس نے کہا کہ میں شہنشاہ محمد رضا پہلوی شاہ ایران کی طرف سے آپ کے لیے خصوصی سرکاری دورہ ایران کی دعوت لے کر آیا ہوں۔ اس وقت میرے پاس جواب نہیں تھا، میں نے اس سے چند دنوں کی مہلت مانگی۔ جنرل نصیری نے کہا: میں چند دنوں بعد دوبارہ آؤں گا۔ جنرل نصیری کے ساتھ ملاقات کے بعد میں نے صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان سے ملاقات کا وقت طلب کیا۔ میں نے انھیں ایرانی فوجی افسر کی آمد اور دورۂ ایران کی شاہی دعوت سے آگاہ کیا۔ الشیخ زاید نے میرے دورہ ایران سے اتفاق کیا۔

جنرل نصیری دوبارہ آیا تو میں نے اسے بتایا کہ میں نے شاہ کی سرکاری دعوت قبول کرلی ہے۔ ہم نے مل کر اس بات پر اتفاق کیا کہ یہ دورہ 14 مئی 1974ء کو ہوگا۔

نیو یارک ٹائمز اور شارجہ میں تیل کی پیداوار

پھر نیو یارک ٹائمز کے ساتھ شارجہ کے تیل برآمد کرنے اور دیگر معاملات پر میرا تفصیلی انٹرویو ہوا۔

میں نے نیو یارک ٹائمز کو بتایا کہ ہمیں امید ہے اس برس تیل کی پیداوار 80 ہزار بیرل روزانہ ہو جائے گی جس سے ہونے والی آمدنی تیل کی عالمی قیمتوں سے مشروط ہے جبکہ 1973ء میں درآمدات اور مقامی پیداوار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے حاصل ہونے والے محاصل کی مالیت 57 ملین درہم (12 ملین ڈالر) رہی ہے جو عوامی منصوبوں پر خرچ ہوئی۔ امریکی صحافی کا ایک سوال تھا:

''امریکی باشندے کی حیثیت سے مجھے امید ہے کہ آپ عرب ممالک اور امریکہ کے مابین دوستی کے لیے کام کریں گے۔ اس میں رکاوٹ کیا ہے؟''

میں نے کہا:

''دوستی کا دروازہ کھلا ہے۔ اس سے پہلے میں امریکیوں کے متعلق سنا کرتا تھا کہ وہ قاتلوں، خون بہانے والوں اور گائیں پالنے والوں کی قوم ہے۔ جب میں خود امریکہ گیا اور میں نے امریکی قوم کو فلموں اور کہانیوں میں دکھائے گئے کرداروں سے ہٹ کر پایا تو امریکیوں کے متعلق میری رائے بدل گئی۔ اسی طرح تم لوگوں نے عربوں کے بارے میں غلط تصور قائم کر رکھا ہے اور صہیونیت تم پر پوری طرح حاوی ہے۔ پھر اگر تم عربوں سے دوستی چاہتے ہو تو لازم ہے کہ تم عربوں کے متعلق اپنا نقطۂ نظر اور سوچ بدلو اور ان کے حالات اور مشکلات سمجھنے کی کوشش کرو۔ مگر حال یہ ہے کہ تم ٹیکس دیتے ہو تاکہ ان سے اسرائیل اسلحہ خرید کر ہمارے بچوں کو قتل کرے۔ اگر ہماری طرف (تمھارے) ہاتھ بڑھیں گے تو اسی نسبت سے ہماری طرف بھی تبدیلی پاؤ گے۔''

میں نے مزید کہا:

''ہم امریکہ سے دوستی چاہتے ہیں اور ہمارے ہاں امریکیوں کے خلاف کوئی عناد نہیں۔ شرط یہ ہے کہ امریکہ ہمارے دشمنوں کا حلیف بننے سے باز آئے۔ ہم بطور دین یہودیت کے خلاف نہیں۔ تم لوگ امریکہ میں یہودیت اور صہیونیت کو خلط ملط کرتے ہو۔ ہماری جنگ صہیونیت کے خلاف ہے جو ایک فسطائی استعماری نظام ہے۔ ہم صہیونیوں کے خلاف لڑتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے بچوں، عورتوں اور نوجوانوں کو قتل کرتے ہیں جیسے انھوں نے دیریاسین کے مذبح میں کیا ہے۔''[1]

[1] اپریل 1948 میں مناحم بیگن کے زیرِ قیادت مسلح یہودی تنظیم ''ہگانہ'' کے دہشت گردوں نے قسطل کے قریب فلسطینی قصبے دیریاسین پر ہلا بول دیا تھا۔ قصبے کی آبادی تقریباً 400 نفوس تھی جس میں سے 250 نہتے مرد، عورتیں اور بچے ان صہیونی درندوں ◄◄

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشیخ زاید کا سفر شارجہ:

صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان نے عرب امارات کا چکر لگانا شروع کیا، 13 مئی 1974ء بروز سوموار وہ شارجہ آئے۔ اس دن صبح نو بجے الشیخ زاید کا خصوصی طیارہ شارجہ ایئرپورٹ پر اترا۔ میرے ساتھ شارجہ کے اعلیٰ حکام اور عوام نے بڑی تعداد میں ان کا استقبال کیا۔ صدر صاحب کے ساتھ الشیخ سلطان بن زاید، وزیر داخلہ مبارک بن محمد، وزیر مملکت حمودہ بن علی اور قومی مجلس کے صدر جناب ثانی بن عبداللہ بھی تھے۔

الشیخ زاید نے میرے ساتھ کار میں سفر کیا۔ ہم ٹیکنیکل اسکول کی تعمیر کا کام دیکھنے گئے۔ وہاں سے میسلون اسکول پہنچے جہاں ان کے اعزاز میں استقبالیہ مجلس منعقد کی گئی تھی۔ اسکول کی نگران استاذہ نورہ بنت عبدالرحمن المدفع نے الشیخ زاید کی خدمت میں استقبالیہ کلمات پیش کیے۔

شارجہ کی سڑکوں پر اتحاد کے جھنڈے، صدر صاحب کی تصاویر اور بڑے استقبالیہ بینرز لگائے گئے تھے۔ یہ قافلہ شارجہ کی عوامی مجلس کے پاس پہنچا جہاں الشیخ زاید کا استقبال شارجہ کے نمایاں افراد نے کیا۔ صدر صاحب اور ان کے ہمراہ وفد کے اعزاز میں یہاں دوپہر کا کھانا رکھا گیا تھا۔

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد میں جناب الشیخ زاید کو شارجہ کے علاقے الرملہ میں جدید محل لے گیا جس کی تعمیر و تکمیل جاری تھی۔ ابھی تک میں نے اس میں رہائش نہیں رکھی تھی۔

یہاں صدر صاحب کو کچھ دیر آرام کرنا تھا۔ جب ہم جدید محل پہنچے تو امارات کے وزیر خارجہ احمد بن خلیفہ السویدی ہم سے پہلے وہاں موجود تھے۔ ان کے ساتھ مالٹا کے وزیر اعظم ڈوم منٹوف بھی تھے۔ صدر جناب الشیخ زاید نے مالٹا کے وزیر اعظم کا اس محل میں استقبال کیا۔ میں بھی اس ملاقات میں موجود تھا۔

ظہر کے بعد جناب صدر نے شارجہ شہر کا نئے سرے سے دورہ کیا۔ اس کا آغاز شارجہ دبئی روڈ سے کیا۔ یہ سڑک پہلے اچھی نہیں تھی اور اس پر حادثات ہوتے تھے۔ جناب صدر کے حکم سے وزارت منصوبہ بندی نے یہ سڑک دورویہ کرکے نئے سرے سے بنائی تھی۔ چودہ (14) کلومیٹر کی اس سڑک کا افتتاح جناب صدر نے فیتہ

◀◀ کے ہاتھوں شہادت سے ہمکنار ہوئے۔ اس قتلِ عام کا ذمہ دار بیگن بعد میں اسرائیل کا وزیر اعظم بنا۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاٹ کر کیا۔ اس کی تعمیر نو (9) ماہ میں مکمل ہوئی تھی اور اس پر 63 لاکھ 77 ہزار درہم کے اخراجات اٹھے تھے۔

اس کے بعد صدر صاحب مجھے ہمراہ لے کر الخان کے علاقے میں خلیج عربی پرائمری اسکول پہنچے۔ یہاں کل بارہ (12) کلاسیں تھیں۔ یہاں کے طلبہ و طالبات نے اپنی فنی مہارتوں کے نمونے پیش کیے۔

اس دورے کے آخر میں صدر صاحب الخان کے قومی رہائشی منصوبے کی جگہ پہنچے۔ وہاں ہاؤسنگ کے وزیر سعید حمد سلیمان نے ان کا استقبال کیا۔ صدر صاحب نے کئی شہریوں کے لیے مکانوں کے مالکانہ حقوق کی دستاویزات دستخط کر کے ان کے حوالے کر دیں۔ الخان میں تیار رہائشوں کی تعداد چھبیس تھی۔

شام ساڑھے چھ بجے یہ دورہ ختم ہوا اور صدر صاحب پنکھے والے طیارے پر اپنی اقامت گاہ الخران، راس الخیمہ چلے گئے۔

شارجہ اور ام القیوین کے مابین اختلاف کا حل:

جب الشیخ زاید 13 مئی 1974ء کو شارجہ کا دورہ کر رہے تھے، انھوں نے میرے ساتھ شارجہ اور ام القیوین کے مابین جھگڑے کے متعلق بات کی جو جزیرہ ابوموسیٰ میں دریافت ہونے والی گیس کے متعلق تھا۔ میں نے الشیخ زاید کے ساتھ اس بات پر اتفاق کیا کہ جزیرہ ابوموسیٰ سے نکلنے والی گیس سے ایک مقرر حصہ ام القیوین کو دیا جائے گا۔

ایران کا سرکاری دورہ:

14 مئی 1974ء بروز منگل دوپہر کو سفر ایران کے لیے شارجہ ائیر پورٹ پر جانے سے دو گھنٹے قبل مجھے الشیخ زاید کا فون آیا کہ میں ابھی ام القیوین پہنچوں۔ الشیخ زاید، حاکم ام القیوین الشیخ احمد بن راشد المعلا اور میرے درمیان ہونے والی گفتگو کے نتیجے میں طے پایا:

''شارجہ مبارک فیلڈ سے نکلنے والی گیس کا 30 فیصد حصہ ام القیوین کو دینے کا پابند ہوگا۔''

میرے سفر پر روانہ ہونے کی اجازت لینے سے پہلے الشیخ زاید نے میرے کان میں کہا: ''شارجہ کے حصے میں سے 6% امارت عمان کو دیا جائے۔'' میں نے اس پر بھی ان سے اتفاق کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفر ایران:

14 مئی 1973ء بروز منگل میں نے طہران کا سفر شروع کیا۔ اس رسمی دورے پر ایک ہفتہ لگنا تھا۔ اس سفر میں جو خصوصی طیارے کے ذریعے ہوا، میرے ساتھ درج ذیل افراد پر مشتمل وفد تھا:

- الشیخ محمد بن سلطان القاسمی، صدر محکمہ تیل
- الشیخ حمد بن ماجد القاسمی، صدر محکمہ عدل
- الشیخ عبداللہ بن محمد القاسمی، صدر دیوان حاکم (رئیس دیوانِ امیری)
- الشیخ سعود بن سلطان القاسمی، صدر بلدیہ شارجہ
- الشیخ سعود بن خالد القاسمی، وزارت خارجہ کے انچارج وزیر
- جناب جاسم بن سیف المدفع، سپیشل سیکرٹری برائے حاکم شارجہ
- اور جناب علی فہد، عسکری رابطہ کار۔

طہران ائیر پورٹ پر جنرل نصیری نے ہمارا بڑا پر تپاک استقبال کیا۔ پروگرام کے مطابق شاہ کے ساتھ ملاقات اگلے روز طے تھی۔

15 مئی 1973ء کی صبح میرے اور شہنشاہ محمد رضا پہلوی شاہ ایران کے مابین ان کے محل میں ملاقات ہوئی۔ شاہ نے میرا استقبال اپنے دفتر میں کھڑے ہو کر کیا۔ گفتگو فارسی زبان میں شروع ہوگئی۔ میری گفتگو میں فارسی کی حکیمانہ مثالیں اور دو فارسی شاعروں حافظ اور سعدی کے اشعار بہت آئے، جو لوگوں کی اصل، نسل اور خوبیوں کے متعلق تھے۔ شاہ پہلے سنجیدہ تھا، اب آہستہ آہستہ مسکرانے اور نرم ہونے لگا۔

مجھ سے شاہ ایران نے صدام حسین کے ان معاملات کے متعلق پوچھا کہ عراق میں سڑکوں پر سے لوگوں کو اٹھا لیا جاتا ہے اور پھر ایرانی حدود میں پھینک دیا جاتا ہے۔ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ اصلاً فارسی لوگ ہیں۔ میں نے کہا: مجھے ان معاملات کا علم ہے۔ میں ایسے کاموں کے خلاف ہوں۔ بتایا جائے کہ اس بیچاری عورت کا کیا قصور ہے جو اپنے خاوند یا بیٹے کی منتظر ہے جنھیں راہوں سے اٹھا لیا گیا؟ ان لوگوں کا کیا قصور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جو ایرانی حدود میں پھینکے جانے پر موت کی وادی میں اتر گئے۔ ایسے ہی بارودی سرنگیں ہیں جو پھٹ کر لوگوں کو اپاہج بنا دیتی ہیں، جن کے پیچھے لگی صدام کی فوجیں انھیں گولیاں مارتی ہیں۔

شاہ نے دخل اندازی کرتے ہوئے کہا: صدام ہمارے اور ان کے مابین ہر معاہدے کو توڑ دیتا ہے۔ پھر انھوں نے سوالیہ انداز میں کہا: ہمارے اور ان کے درمیان آ کر کون مسائل حل کرائے گا؟ کچھ جزائر ہیں...... عربی ملک ہے؟ شاید عرب ممالک نے ہمارے خلاف صدام سے ایکا کر رکھا ہے، حالانکہ انھوں نے مسائل کے جو حل پیش کیے تھے وہ ہم نے قبول کر لیے۔

پھر وہ دھمکاتے ہوئے کہنے لگا: ہم اسے ایسا سبق سکھا سکتے ہیں جو اسے کبھی نہیں بھولے گا، لیکن عرب ممالک کے ساتھ ہمارے تعلقات ہیں۔ ہماری اور عربوں کی قسمت ایک ہے، اس لیے ہم غلطی پر غلطی نہیں کر سکتے۔

شاہ نے مجھ سے افغانستان اور داؤد خان کے متعلق پوچھا جس نے ایک سال پہلے افغانستان میں عسکری انقلاب کی قیادت کی تھی۔

میں نے کہا: میں داؤد خان کے گلے میں رسّی ڈال کر اسے تمھارے حوالے کر سکتا ہوں۔

اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا، بولا وہ کیسے؟

میں نے کہا: رسّی سے مراد وہ سڑک ہے جو ایران کی حکومت کابل سے ایرانی بلوچستان کے راستے خلیج عمان تک بنا لے۔ پھر میں نے کہا: ”آپ سڑک بنائیں، وہ ہم چلائیں گے، افغانستان کی پیداوار کو خلیجی ممالک تک راستہ ملے گا۔ اس طرح افغانستان کی درآمدات ایران اور خلیجی ممالک سے پہنچیں گی۔

پھر میں نے کہا: اس سے پہلے کہ ماسکو افغانستان تک راہ بنا لے، ہمیں اس پر غور کرنا ہے۔ شاہ نے کہا: ایک شرط ہے۔ میں نے کہا: وہ کیا؟ کہا: داؤد خان اپنے بارہ (12) فوجی افسر واپس بلائے جو تعلیم کے لیے اس نے ماسکو بھیجے ہیں۔

میں نے کہا: ہمیں وہ کام کرنا چاہیے جس کی رسول اللہ ﷺ نے نصیحت فرمائی ہے۔ وہ بولا: مجھے بتاؤ۔

میں نے کہا: کفار اور مسلمانوں کے مابین ایک معرکے کے بعد ایک زخمی کافر پانی مانگ رہا تھا۔ ایک مسلمان زخمی کافر کی گردن پر تلوار رکھ کر کہہ رہا تھا تم أشهد أن لا إله إلا الله و أشهد أن محمدا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ پڑھو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے روک کر فرمایا: پہلے اسے پانی پلاؤ۔

شاہ بہت غور سے سن رہا تھا۔ میں نے مزید کہا:

آپ ذہن پر بوجھ نہ رکھیں۔ وہ بارہ (12) آدمی سوویت اتحاد سے متنفر ہو کر ہی آئیں گے۔ شاہ نے کہا:

کیا یہ بات عقل میں آتی ہے؟ میں نے کہا: تجربہ کار سے پوچھو!

ہم قاہرہ میں پڑھتے تھے۔ وہاں سے بعض طلبہ پڑھنے کے لیے ماسکو چلے گئے۔ جب وہ وہاں سے واپس آئے تو وہ سوویت یونین پر لعنت بھیجتے تھے۔[1]

میں شاہ سے رخصت ہونے لگا تو شاہ نے کہا کہ میں آپ کو کار کے دروازے تک ضرور چھوڑ کر آؤں گا، جو آپ کو ہوٹل لے جائے گی۔

اگلی صبح 16 مئی 1974ء بروز جمعرات میری وزیر اعظم ہویدا[2] کے ساتھ ملاقات تھی، اس کی باتوں میں سے جو مجھے یاد رہ گئی یہ ہے کہ لارستان کا کوئی زلزلہ اس کی کرسی کو نہیں ہلا سکتا، لیکن طہران کی گلیوں میں روٹی کی کمی اسے ہلا سکتی ہے۔

جنرل نصیری مجھ سے ملا تو کہنے لگا کہ شاہ آپ سے مل کر بہت خوش ہوا ہے، پھر کہا: شاہ تمھارے دورہ ایران کے انتظامات پر میرا شکر گزار ہے اور میں بہت خوش ہوں۔ شارجہ کو جو بھی ضرورت یا آپ کا مطالبہ ہو، اسے ہم ضرور پورا کریں گے۔

[1] یہ موقف جزوی طور پر درست تھا۔ شاہ کا خدشہ بھی کچھ غلط نہیں تھا۔ مصری طلبہ کو کمونسٹ نظام کے جبر کا مشاہدہ کرنے کا زیادہ موقع ملا، لہٰذا وہ اس سے متنفر ہو گئے۔ اس کے برعکس افغانی فوجی افسر جن کی روسی ملٹری اکیڈمیوں میں بڑے ٹائٹ ماحول میں برین واشنگ کی گئی، انھی میں سے عبدالقادر ڈگروال اور اسلم وطن یار جیسے گمراہ فوجی افسروں اور ہوا بازوں نے جون 1978ء میں ایوانِ صدر (کابل) پر بمباری کر کے صدر داؤد اور ان کے خاندان کو ہلاک کر دیا اور نور محمد ترہ کئی کی قیادت میں وہاں کمونسٹ حکومت قائم ہو گئی۔ کمونسٹوں کے خلاف شاہ کا رویہ اس لیے بھی سخت تھا کہ کمونسٹ روس نے 1953ء میں تودہ پارٹی کے ذریعے ایران میں کمونسٹ نظام قائم کرنے کی کوشش کی تھی جسے امریکی سی آئی اے نے ناکام بنایا تھا۔ (محسن فارانی)

[2] یہ وزیر اعظم امیر عباس ہویدا تھا۔ خمینی انقلاب میں شاہ کا تختہ الٹ جانے (فروری 1979ء) پر امیر عباس ہویدا کی سزائے موت عبرتناک تھی۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے جنرل نصیری سے کہا: ٹھہرو، میں آپ کو محکمہ تیل کے صدر الشیخ محمد بن سلطان القاسمی سے ملواتا ہوں۔

الشیخ محمد بن سلطان القاسمی آئے، ان کے پاس اس معاہدے کی ایک کاپی تھی جس پر شارجہ اور ایران کے مابین دستخط ہو چکے تھے۔ اس کی ایک شق یہ تھی کہ پٹرولیم کے محکمے کا انتظام فوراً شارجہ کے سپرد کر دیا جائے گا۔

جنرل نصیری نے وہ معاہدہ پڑھنے کے بعد کہا: اب آپ کیا چاہتے ہیں؟

میں نے کہا: شاہ کا ایک خط، جس میں یہ کہا گیا ہو کہ جزیرہ ابوموسیٰ کے محکمہ پٹرولیم کا نظام فوراً میرے سپرد کیا جاتا ہے۔ جنرل نصیری نے کہا: کیا میں یہ کاپی لے جاسکتا ہوں؟ پھر آپ کو واپس کر دوں گا۔

میں نے کہا: کوئی حرج نہیں۔

اگلے دن جنرل نصیری مجھ سے ملے۔ انھوں نے فارسی زبان میں شاہ کا ایک خط مجھے دیا جس میں محکمہ پٹرولیم کا انتظام فوراً میرے سپرد کرنے کا حکم تھا اور ساتھ ہی اس نے کل لی گئی معاہدے کی کاپی بھی مجھے واپس کردی تاکہ بات پکی ہو جائے۔

20 مئی 1974ء کو میں طہران سے شارجہ واپس آ گیا۔ ابوموسیٰ جزیرے میں پٹرولیم کے معاملات کی دیکھ بھال کے لیے ایک خصوصی فنی کمیٹی تشکیل دینا ضروری تھا تاکہ پٹرول کی پیداوار کی نگرانی ہو سکے۔ بڑی طویل مدت سے محکمہ تیل شارجہ اور ایرانی پٹرولیم کمپنی کے مابین اس حوالے سے بحث اور جھگڑے چل رہے تھے، جن پر خوب غوروخوض کے بعد میں نے درج ذیل کمیٹی تشکیل دینے کا فیصلہ کیا تھا جو فنی اور ٹیکنیکل امور کے متعلق مشورہ دے اور اس کی نمایندگی شارجہ کرے:

- جناب سیری دویک، میری جانب سے قانونی مشیر
- جناب اسماعیل عبدالواحد، محکمہ تیل شارجہ کا نمایندہ
- جناب خلیلی، ایرانی پٹرولیم کمپنی کا نمایندہ اور انجینئر۔

انجینئر خلیلی اصرار کرتے تھے کہ جہاں بھی اسماعیل عبدالواحد کے دستخط ہوں گے، میرے بھی ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے۔

22 مئی 1974ء کو محکمہ تیل شارجہ میں ہونے والی میٹنگ میں اس حوالے سے بہت شور شرابا ہوا۔ کمیٹی نے کہا کہ یہ میٹنگ حاکم کے محل میں جا کر کریں گے تا کہ کوئی حل نکل آئے۔

ارکانِ کمیٹی میرے محل میں آ گئے۔ محکمہ تیل کے سربراہ الشیخ محمد بن سلطان القاسمی بھی آ گئے۔ میں نے شاہ کا اپنے نام خط بھی منگوالیا اور اپنے سامنے ٹیبل پر رکھ لیا۔ کمیٹی میں شارجہ کے نمایندگان کو اس خط کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا، لیکن الشیخ محمد تو اس موقع پر خود موجود تھے۔

طرفین میں پھر اختلاف ہو گیا۔ انجینئر خلیلی اونچی آواز میں بولنے لگا۔ الشیخ محمد بن سلطان القاسمی نے جو میرے ساتھ بیٹھے تھے، آہستہ سے کہا: خط اس کے منہ پر مارو۔ پھر جب بھی انجینئر خلیلی کی آواز اونچی ہوتی تو الشیخ محمد میرے کان میں یہی بات کہتے: خط اس کے منہ پر مارو۔

جب معاملہ کسی طرح نہ سدھرا تو مجبوراً میں نے شاہ کا خط انجینئر خلیلی کو دکھا دیا۔ جب اس نے خط پڑھ لیا تو اسے چوما، پھر اپنے سر پر رکھا اور پہلے جو کچھ کہا تھا، اس پر معذرت کر لی۔

28 مئی 1974ء منگل کی شام میں نے صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کے ساتھ قصر بحر میں ملاقات کی اور انھیں اپنے دورۂ ایران کی رپورٹ پیش کی۔

الشیخ زاید اور شہریوں کے مطالبات:

صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کی سربراہی میں اتحاد کی مجلس اعلیٰ اور تمام ریاستوں کے حاکموں کا اجلاس یکم جون 1974ء بروز ہفتہ منعقد ہوا، اس میں عوام کے اس مطالبے پر غور کیا گیا کہ متحدہ عرب امارات میں غذائی اشیاء کے نرخ بلند ہونے کے معاملے پر حکومت دخل اندازی کرے۔

مجلس نے یہ فیصلہ کیا کہ بنیادی غذائی ضروریات چاول، چینی اور آٹا پہلے مرحلے میں لاگت سے 35% کم قیمت پر فروخت ہوں گی۔ غذائی اجناس کی مد میں حکومت اٹھائیس ملین درہم کی سرمایہ کاری کرے گی اور پورے امارات میں قومی درآمدی کمپنی کی شاخیں قائم کی جائیں گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ''ساوک'' کے ہاتھوں میں تھا

جون 1974ء کے اوائل میں دبئ میں برطانوی قونصلر اے ای سینڈرس دورہ ایران کی معلومات کے لیے مجھ سے ملنے آئے۔ میں نے ان سے جنرل نصیری اور دیگر بہت سے لوگوں اور ملازمین کے ہمارا استقبال کرنے اور عزت دینے کا ذکر کیا۔

برطانوی قونصلر کہنے لگے: تم ساوک [1] کے ہاتھوں میں تھے۔

میں نے کہا: کیسے؟

قونصلر نے کہا: جنرل نصیری ایرانی انٹیلی جنس ادارے ''ساوک'' کا سربراہ ہے اور ساوک کی شہرت اچھی نہیں ہے۔

شارجہ سے تیل کی برآمد کا آغاز:

الہلال آئل کمپنی جسے جزیرہ ابوموسیٰ کے گرد پٹرولیم (تیل) نکالنے کا فریضہ سونپا گیا تھا، اس نے تین پیداواری کنویں تیار کر لیے اور چوتھے پر کھدائی ہو رہی تھی۔

الہلال آئل کمپنی، بیوٹس گیس اینڈ آئل کمپنی سے مل کر کام کرتی تھی، اس نے الہلال کمپنی سے 35% حصص خریدے تھے، ان کے دیگر شرکاء یہ تھے:

ایش لینڈ آئل کمپنی لمیٹڈ، حصص 25%

سکیلی آئل کمپنی لمیٹڈ، حصص 25%

یونائیٹڈ کیرمیگی کارپوریشن، حصص 12.5%

جونیپر آئل کمپنی لمیٹڈ، حصص 2.5%

[1] ساوک: یہ شاہ ایران محمد رضا شاہ پہلوی کے عہد (1941-79ء) کی ایرانی خفیہ پولیس تھی جس نے شاہ کے مخالفین کے خلاف دہشت پھیلا رکھی تھی۔ ساوک (Savak) کے ظلم و تشدد نے شاہ کے خلاف نفرت اور بغاوت کو جنم دیا تھا جس نے خمینی کے اسلامی انقلاب (فروری 1979ء) کا روپ دھار لیا۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان سب کمپنیوں کے منیجرز شارجہ آئے تاکہ وہ شارجہ سے تیل کی برآمد کے آغاز کی تقریبات میں شرکت کر سکیں۔ ان کا استقبال 17 جولائی 1974ء کو بدھ کے دن حاکم شارجہ کے محل میں کیا گیا جہاں ان کے اعزاز میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ اس موقع پر شارجہ کے نمایاں افراد بھی موجود تھے۔

18 جولائی 1974ء بروز جمعرات میں نے مبارک فیلڈ سے تیل کی پیداوار کا باقاعدہ افتتاح کر دیا۔ تین کنوؤں سے 60 ہزار بیرل روزانہ تیل حاصل ہونے لگا۔

میری شارجہ واپسی پر دیوان امیری (State Office) شارجہ کی طرف سے باقاعدہ بیان جاری کیا گیا:

حاکم شارجہ الشیخ سلطان بن محمد القاسمی نے شارجہ سے تیل کی پیداوار کا باقاعدہ افتتاح کر دیا ہے۔

دیوان امیری اس اعلان کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے کہ وہ اس نعمت میں برکت دے تاکہ یہ شارجہ اور پورے متحدہ عرب امارات کے لیے خیر و برکت کا باعث بنے۔ حکومت شارجہ صدر جناب الشیخ زاید کی قیادت اور سربراہی میں عوام کے لیے تمام سہولیات بہم پہنچانے میں پوری لگن اور محنت سے کام کرے گی تاکہ عرب امارات میں مزید ترقی ہو سکے اور امارات کا قومی مرتبہ اور عوام کا معیار زندگی بلند ہو۔

آئندہ ماہ، یعنی اگست کے نصف تک چوتھے کنویں سے بھی تیل کی پیداوار شروع ہو جائے گی۔ اس کے لیے متعلقہ کمپنیاں پوری محنت سے کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔"

اس دن دوپہر کے وقت الہلال آئل کمپنی نے میرے اعزاز میں ظہرانہ رکھا۔ کھانے کی اس تقریب میں شارجہ کے جملہ اعلیٰ حکام بھی شریک ہوئے۔

کارلٹن ہوٹل شارجہ میں منعقدہ اس تقریب میں میں نے "حقل مبارک" سے تیل کی پہلی کھیپ کی برآمد کی مناسبت سے چند کلمات بھی حاضرین کے گوش گزار کیے۔

میں نے کہا: سچی بات ہے کہ آج کا دن بہت خوشی کا ہے۔ آئل کمپنی نے تیل کی برآمد کے لیے جس تندہی سے کام کیا ہے، یہ پٹرولیم کی دنیا میں اتنے تھوڑے عرصے میں بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس بڑے کام میں شریک سب لوگ ہی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ اس پیارے ملک پر خیر کی بارش شروع ہو گئی، جو سہولیات، اطمینان اور پرسکون زندگی کا پیش خیمہ ہے۔ ہم معاملات کو ایسے بے ترتیب نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھوڑیں گے بلکہ اس کے لیے ایک سوچا سمجھا خصوصی منصوبہ تیار کیا گیا ہے تاکہ اہل وطن ان سہولیات سے اچھی طرح مستفید ہوں۔ ہمارا ایمان ہے کہ فرد کی بہتری سے معاشرے کی بہتری ہوتی ہے۔ اس منصوبے کے اولیں مراحل پر کام کا آغاز ہو چکا ہے اور وہ مزید بڑے منصوبوں کی تشکیل کی بنیاد بنیں گے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اس پیارے ملک اور قوم کی خدمت کی توفیق بخشتا رہے تاکہ ہم پورے متحدہ عرب امارات کے عوام اور ان کے سربراہ جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کی سربراہی میں بہتر کام کر سکیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب

عرب اور یورپ کے دورے

20 مارچ 1975ء بروز جمعرات الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان صدر متحدہ عرب امارات نے پورے امارات کا دورہ شروع کیا تاکہ منصوبوں کا جائزہ لیا جائے اور ان منصوبوں کی جلد تکمیل پر حکام کی توجہ مبذول کرائی جاسکے۔

شارجہ اس دورے سے محروم رہا کیونکہ میں اس عرصے میں عرب اور یورپ کے دوروں پر تھا۔ ان دوروں کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے:

کویت کا سرکاری دورہ:

3 ربیع الاول 1395ھ بمطابق 15 مارچ 1975ء بروز ہفتہ میں کویت کے سرکاری دورے پر روانہ ہوا۔ یہ دورہ تین دن جاری رہا۔ اس کی دعوت امیر کویت جناب الشیخ صباح السالم الصباح نے دی تھی۔ ہم اس روز دوپہر سے پہلے کویت ایئرپورٹ پر پہنچ گئے۔ ہمارے استقبال کے لیے درج ذیل اصحاب موجود تھے:

- الشیخ جابر العلی، نائب وزیر اعظم اور وزیر اطلاعات
- جناب عبدالعزیز حسین، امور کابینہ کے وزیر مملکت اور ڈائریکٹر پروٹوکول
- جناب نواف الاحمد الصباح، گورنر حولی
- امارات کے کویت میں سفیر جناب سیف الجروان
- کویت کے اعلیٰ حکام بڑی تعداد میں۔

اس دورے میں جناب الشیخ صباح السالم الصباح سے بامقصد ملاقات ہوئی۔ اسی طرح کویت یونیورسٹی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیرِ تعلیم متحدہ عرب امارات کے طلبہ و طالبات کے ساتھ میری ملاقات میں ان کے مسائل زیرِ بحث آئے۔

اٹلی کا سرکاری دورہ:

6 ربیع الاول 1395ھ بمطابق 18 مارچ 1975ء بروز منگل میں کویت سے اگلے سرکاری دورے پر اٹلی کے دارالحکومت روم پہنچا۔

روم میں میری ملاقات جمہوریہ اٹلی کے صدر جناب گیوانی لیونی کے ساتھ ہوئی۔ اٹلی کے وزیر اعظم جناب ماریانو رومور بھی اس موقع پر موجود تھے۔ اٹلی اور متحدہ عرب امارات کے تعلقات پر گفتگو ہوئی اور خصوصاً بجلی کے شعبے میں تعاون پر اٹلی کی کمپنیوں کے ساتھ متعدد میٹنگز ہوئیں۔

فرانس کا سرکاری دورہ:

ہماری اگلی منزل پیرس تھا۔ میں جمہوریہ فرانس کے صدر ویلری گسکارڈ دیستاں کی دعوت پر 8 ربیع الاول 1395ھ بمطابق 20 مارچ 1975ء بروز جمعرات روم سے پیرس پہنچا۔ یہ ایک ہفتے کا دورہ رتھا۔ اس دورے میں میں نے صدر جمہوریہ فرانس سے ایلیسی محل میں ملاقات کی۔ میں نے انھیں سونے سے مرصع ایک تلوار کا تحفہ پیش کیا۔ اس کی چوڑائی پر سونے کے ساتھ عربی کا ایک شعر لکھا ہوا تھا۔

فرانسیسی صدر نے مجھ سے کہا کہ آپ اس شعر کا ترجمہ کر دیں۔ میں نے کہا: اگر میں اس کا ترجمہ کرنے لگ جاؤں تو ملاقات کا محدود وقت ختم ہو جائے گا، اس لیے میں نے اس شعر کا انگریزی ترجمہ اس ورق پر لکھا ہوا ہے۔ میں نے وہ ورق انھیں پیش کر دیا۔ صدر نے مجھ سے پوچھا: فرانس کی سیاست کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: اس کپڑے کی طرح سفید ہے۔

میں نے عربی لباس پہن رکھا تھا۔ اب میں نے دفتر کی ٹیبل پر سے سیاہی والا ایک پین اٹھایا اور اپنے سینے کے پاس اس سے اپنے ثوب پر ایک نقطہ لگا دیا۔

میں نے کہا: یہ کپڑا اب پہلے کی طرح نہیں رہا۔

فرانسیسی صدر نے کہا: یہ سیاہ نقطہ کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے کہا: یہاں کچھ لوگ ہیں، جو فرانسیسی شمار ہوتے ہیں مگر وہ الجزائر کی وحدت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ ہماری عرب دنیا کے خیال میں ایسے لوگ فرانس کے پروردہ ہیں۔

فرانسیسی صدر نے قلم پکڑا اور یہ نوٹ لکھ لیا۔ ہم نے جبوتی کے مسئلے پر مفصل بات کی، جو فرانس کے زیر قبضہ صومالیہ کا ایک حصہ ہے۔[1] میں نے ایک تجویز پیش کی کہ فرانس جبوتی سے نکلنے سے پہلے متنازع فریقوں کے درمیان صلح کرائے اور ایسا قانون بھی بنا دے جس سے دونوں فریق حکومت میں شریک ہو جائیں۔ اتنے میں صدر کے دفتر کا دروازہ کھلا، اس سے پروٹوکول کے سربراہ نے جھانکا۔ صدر نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اسے باہر جانے کا حکم دیا، جس سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ میں نے اپنے لیے مقررہ وقت سے زائد وقت لے لیا ہے۔ یوں ہماری ملاقات اختتام کو پہنچی۔

فرانس میں متعدد ملاقاتیں ہوئیں جو کہ فرانسیسی کمپنیوں کے مینیجرز کے ساتھ تھیں۔ وہ سب شارجہ کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے کے خواہش مند تھے۔

امید جو ہم نے کھودی:

میرے دورہ فرانس کے آخری دنوں میں، متعین طور پر 13 ربیع الاول 1395ھ بمطابق 25 مارچ 1975ء منگل کا دن تھا کہ شاہ فیصل بن عبدالعزیز آل سعود، مملکت عربیہ سعودیہ کے فرمانروا اپنے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے، شہید ہو گئے۔ شاہی خاندان کے ایک فرد نے ان پر گولی چلائی تھی، ان کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ فلسطین کے صہیونیت سے آزاد ہونے کے بعد وہ مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھ سکیں مگر وہ پوری نہ ہو سکی۔

شاہ فیصل کے اقوال زریں میں سے یہ بھی ہے:

[1] بحیرۂ احمر، باب المندب اور خلیج عدن کے ساحل پر واقع چھوٹا سا اسلامی ملک جبوتی 1862ء سے فرانس کے زیر قبضہ رہا، تب یہ فرانسیسی صومالی لینڈ کہلاتا تھا۔ اس نے 27 جون 1977ء کو فرانس سے آزادی حاصل کی۔ اس کا دارالحکومت جبوتی شہر ہے جو خلیج عدن کے ساحل پر آباد ہے۔ ملک جبوتی کے شمال میں اریٹیریا، مغرب اور جنوب میں ایتھوپیا اور جنوب مشرق میں صومالیہ واقع ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''مملکت عربیہ سعودیہ ہر عربی کے لیے ایک نمونہ اور سہارا ہے۔ ہر عربی کے ساتھ تعاون اور اخوت اس کا ہدف ہے۔ عرب قوم ہماری منتظر ہے کہ ہم اپنے مسائل حل کریں، ہر عرب ملک کی آزادی کے لیے کوشش کریں اور ہمارا سب سے بڑا ہدف عرب کا مفاد ہونا چاہیے۔''

شاہ فیصل کی شہادت کا واقعہ یوں ہے کہ سعودی عرب کے فرمانروا اس دن صبح اپنی سرکاری ذمہ داریاں ادا کر رہے تھے کہ امیر فیصل بن مساعد بن عبدالعزیز جو شاہ فیصل کا بھتیجا ہے، وہ ان کو سلام کرنے کے انداز میں ان کے پاس گیا۔ جب قریب گیا تو اس نے شاہ فیصل پر کئی گولیاں برسائیں، جن سے وہ زخمی ہو گئے۔ پتہ چلا کہ یہ شخص عقلی طور پر کمزور تھا، اس نے تنہا یہ کام کیا تھا۔ اس اقدام پر اسے آمادہ کرنے والا کوئی اور نہ تھا۔

شاہ فیصل کو ہسپتال پہنچایا گیا، لیکن شفایاب نہ ہو سکے اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اللہ کے پاس چلے گئے۔ مملکت سعودیہ عربیہ کے شاہی خاندان نے فیصلہ کیا کہ ولی عہد خالد بن عبدالعزیز آل سعود بادشاہ ہوں گے، جبکہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود ولی عہد ہوں گے۔

صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کی سربراہی میں نائب صدر جناب الشیخ راشد بن سعید اور امارات کے تمام حکمران 26 مارچ 1975ء کو شاہی خاندان سے تعزیت کے لیے مملکت عربیہ سعودیہ پہنچے۔

میں اس وفد میں شامل نہیں تھا کیونکہ اس دن میرا دورہ فرانس ختم ہو رہا تھا اور میں اگلے دن تیونس کے سرکاری دورے پر روانہ ہو رہا تھا۔

تیونس کا سرکاری دورہ:

14 ربیع الاول 1395ھ بمطابق 26 مارچ 1975ء بروز بدھ ہم فرانس سے سرکاری دورے کے لیے تیونس کی جانب روانہ ہوئے۔ اس کی دعوت صدر حبیب ابورقیبہ نے دی تھی اور اس کا پیغام مجھ تک ان کے ہم نام بیٹے حبیب ابورقیبہ نے 2 جنوری 1975ء کو پہنچایا تھا۔

دار الحکومت تیونس میں میرا قیام جمہوری محل میں حبیب ابورقیبہ کی رہائش کے قریب ہی تھا، اس لیے وہاں ٹھہرنے کے دوران کئی دفعہ صدر تیونس سے ملاقات ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

27 مارچ 1975ء کو صدر تیونس حبیب ابورقیبہ سے باقاعدہ ملاقات ہوئی، جس میں وزیراعظم ہادی نویرہ، وزیر خارجہ حبیب شطی اور امارات میں تیونس کے سفیر بھی موجود تھے۔ صدر صاحب نے اس رات ایک عشائیہ بھی رکھا تھا جس میں تیونس کے اعلیٰ حکام شریک ہوئے۔

28 مارچ کو میں نے زیتونہ شہر کا دورہ کیا، وہاں صنعت و حرفت کی ایک نمائش دیکھی۔ مالیاتی اداروں کے علاوہ بعض لائبریریوں کا وزٹ بھی کیا جہاں میں نے اہم اسلامی مخطوطات ملاحظہ کیے۔

29 مارچ کی صبح صدر ابورقیبہ نے اپنے دفتر واقع جمہوری محل میں میرا استقبال کیا۔ اس موقع پر تیونس کے وزیراعظم اور وزیر خارجہ بھی موجود تھے۔ صدر ابورقیبہ نے تیونس امارات تعلقات میں بہتری لانے پر مجھے تیونس کے خصوصی ایوارڈ سے نوازا۔

اس کے بعد میں نے صدر ابو رقیبہ کو سنہری خنجر پیش کیا۔ ازاں بعد ہم اسلامی شہر قیروان[1] اور سیاحتی علاقے جربہ کی سیر کے لیے گئے۔

30 مارچ کو ہم صدر ابورقیبہ کے آبائی شہر مُنستیر کی سیر کے لیے گئے۔

31 مارچ 1975ء کو ہم نے تیونس سے مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔

عرب جمہوریہ مصر کا دوسرا سرکاری دورہ:

ہم 31 مارچ 1975ء کی شام عرب جمہوریہ مصر کے چار روزہ سرکاری دورے پر قاہرہ پہنچے۔

قاہرہ ائیر پورٹ پر ہمارے استقبال کے لیے مصری وزیراعظم ڈاکٹر عبد العزیز حجازی بھی موجود تھے۔ جب یہ قاہرہ یونیورسٹی میں اکاؤنٹنسی کے پروفیسر تھے، اس وقت میں قاہرہ کے وسط میں ان کے دفتر میں ان سے مل چکا تھا۔ میں ان دنوں قاہرہ یونیورسٹی کے کلیہ زراعت میں طالب علم تھا۔ ہمارے استقبال کے لیے بعض دیگر وزراء بھی تھے۔ قاہرہ میں ہمارے سفیر تریم بن عمران بن تریم اور سفراءِ عرب کی بڑی تعداد بھی موجود تھی۔

[1] قیروان فاتحِ الجزائر و مراکش سیدنا عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ کا بسایا ہوا شہر ہے۔ یہ صدیوں افریقیہ (شمالی افریقہ) کا دارالحکومت رہا۔ یہاں کی مسجد سیدی عقبہ مشہور ہے۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمود عبد الآخر وزیر زراعت، پروٹوکول ٹیم کے سربراہ تھے، جو زرعی پیداوار کے مضمون میں قاہرہ یونیورسٹی میں میرے استاد رہ چکے تھے، پھر وہ کلیہ زراعت قاہرہ یونیورسٹی کے ڈین بنے تھے۔ جناب ابراہیم شعراوی انچارج وزیر برائے کیبنٹ ڈویژن بھی اس موقع پر موجود تھے۔

یکم اپریل 1975ء بروز سوموار کیبنٹ روم میں رسمی مذاکرات ہوئے۔ مصر کی طرف سے وزیر اعظم ڈاکٹر عبدالعزیز حجازی وفد کے سربراہ تھے۔ مذاکرات کی نشست کے بعد ہم قومی مجلس (پارلیمنٹ) گئے، جہاں صدر قومی مجلس جناب مرعی سے ملاقات ہوئی۔

صدر سادات سے ادھوری ملاقات

2 اپریل 1975ء بروز منگل میری ملاقات صدر انور سادات کے ساتھ ہوئی۔ وہ ہمارے استقبال کے لیے وِلا کی بیرونی سیڑھیوں کے اختتام پر کھڑے تھے تاکہ ہمیں دوسری منزل پر ملاقاتی کمرے میں لے جائیں۔ میں نے اور سفیر تریم بن عمران نے صدر سے باری باری مصافحہ کیا۔ صدر صاحب نے مجھے ساتھ لیا جبکہ اپنا بایاں ہاتھ میری کمر پر رکھا ہوا تھا اور کہہ رہے تھے: خوش آمدید، مصر کے فرزند، خوش آمدید۔ اس ملاقات میں سادات جنگِ رمضان (اکتوبر 1973ء) کی باتیں کرنے لگے اور یہ کہ اس جنگ میں سوویت روس نے ان کی اسلحی امداد نہیں کی۔

میں نے قطع کلامی کرتے ہوئے کہا: ''اللہ صدر جمال عبدالناصر پر رحم کرے۔ انھوں نے اپنی وفات سے قبل جنگ کے لیے ہر چیز تیار کر رکھی تھی۔''

اس پر سادات نے اپنا لائٹر نکالا، اس سے ہاتھ میں پکڑا سگار سلگایا اور پے بہ پے کش لینے لگے۔ وہ کش لے کر ایک مرغولہ چھوڑتے جیسے وہ دھوئیں کا میزائل ہوتا کہ اس کے ذریعے وہ دشمنوں سے چھپ جائیں۔ ان کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔[1] تب سفیر تریم بن عمران نے موضوع بدلتے ہوئے کہا: آپ کے شام سے تعلقات کیسے ہیں؟

[1] سادات کے کبیدہ خاطر ہونے کی وجہ یہ تھی کہ نعرہ باز جمال عبدالناصر نے اگر جنگ کی ٹھیک ٹھیک تیاری کی ہوتی تو مصر جون 1967ء کی جنگ نہ ہارتا۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سادات بولے: ''بہت اچھے!''

پھر کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی۔ اس پر میں نے رخصت ہونے کو غنیمت جانا اور کھڑے ہو کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تاکہ ان سے الوداعی مصافحہ کروں۔ سادات نے میز کے پیچھے سے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا اور کہا: ''سلامتی کے ساتھ......''

3 اپریل 1975ء بروز بدھ ہماری ملاقات عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل جناب محمود ریاض سے تنظیم کی بلڈنگ میں ہوئی۔

پھر ہم متحدہ عرب امارات کے سفارتخانے پہنچے اور سفارتی عملے سے ملاقات کی۔

4 اپریل 1975ء بروز جمعرات میں نے اتحاد اشتراکی عربی (عرب سوشلسٹ یونین) کی مرکزی کمیٹی کے فرسٹ سیکرٹری ڈاکٹر حافظ محمد غانم کے ساتھ اتحاد کی بلڈنگ میں ملاقات کی۔ دو سال پہلے میری ملاقات ڈاکٹر محمد حافظ غانم کے اسی دفتر میں ہوئی تھی اور انھوں نے جمال عبدالناصر کے دور کی بڑی مدح سرائی کی تھی۔ آج آدمی بھی وہی تھا اور جگہ بھی وہی تھی، لیکن حالات مکمل طور پر بدل چکے تھے۔

ڈاکٹر محمد حافظ غانم کو ناصری حکومت کی پالیسیوں پر بہت غصہ تھا، وہ کہہ رہے تھے: ''عبدالناصر کے دور نے ہمیں ادھیڑ ڈالا۔ کارخانے اجڑ گئے۔ اور اسوان ہائی ڈیم میں گاد جمع ہو گئی جس نے زراعت تباہ کر دی۔''

میں نے قطع کلامی کرتے ہوئے کہا: ''وہ اسلحہ ساز کارخانے جن میں متحدہ عرب امارات کا سرمایہ بھی صرف ہوا، ان کے لیے کئی ملین ڈالر دیے گئے۔ وہاں اگر بدعنوانی ہو رہی ہے تو میں متحدہ عرب امارات کی حکومت سے رابطہ کر کے کہوں گا کہ وہ ان مالی بدعنوانی کے منصوبوں سے نکل جائے۔ جہاں تک سدّ العالی (ہائی ڈیم) کا تعلق ہے، اس نے خشک سالی میں مصر کو فائدہ پہنچایا اور اس ڈیم سے بجلی پیدا ہوئی جس کی پاور لائنیں معمولی خرچ سے قصبوں اور دیہات تک پھیل گئیں۔

میں نے ان سے اجازت طلب کی اور انھیں چھوڑ دیا کہ وہ صحافی زکریا نیل پر اپنا غصہ اتارتے رہیں، جو ہم سے پہلے سے وہاں موجود تھا اور بعد تک موجود رہا۔

بعد میں مجھے زکریا نیل نے بتایا کہ آپ کے آنے سے پہلے ڈاکٹر حافظ نے مجھ سے تمھارے متعلق پوچھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا تو میں نے بتایا تھا کہ یہ فرزند مصر ہے۔ اور جب میں وہاں سے نکلنے لگا تو ڈاکٹر صاحب بلند آواز سے کہتے رہے: فرزند مصر تو سب کچھ جانتا ہے، اس پر کچھ بھی مخفی نہیں ہے۔

6 اپریل 1975ء کو میں شارجہ واپس آ گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچواں باب

چند تاریخی فیصلے

اتحاد کا قیام ایک نیا تجربہ تھا جس کا مشاہدہ پورے علاقے نے کیا۔ گزرے عرصے میں اس تجربے کی کامیابی ثابت ہو گئی، لیکن عملی معاملات کی تکمیل میں کئی جگہ بعض دشواریاں پیش آتی تھیں۔ شروع میں ہم نے حکومت کے لیے کئی محکمے اور ادارے قائم کیے لیکن اب ان کی تکمیل و تعمیر میں نئے مراحل درپیش تھے۔

اتحادی ڈھانچے کی مضبوطی کے بعض منصوبے:

پانچ ماہ کے گہرے مطالعہ کے بعد میں نے اتحاد کی مجلس اعلیٰ (ہائی کمان) کے سامنے اپنی سربراہی میں قائم کمیٹی کی تجاویز پیش کیں، جو دس صفحات پر مشتمل تھیں۔ اتحاد کا اجلاس 16 ذی الحجہ 1393ھ بمطابق 9 جنوری 1974ء بروز بدھ منعقد ہوا۔

ان تجاویز میں عملی مراحل میں پیش آمدہ مشکلات کا حل پیش کیا گیا تھا۔

26 اپریل 1975ء کو اتحاد کی مجلس اعلیٰ کا اجلاس صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کی سربراہی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کا مقصد ان تجاویز پر غور کرنا تھا، جن میں اتحاد کی کامیابی کے متعلق ضروری اہداف کے حصول کے ممکنہ طریقے بتائے گئے تھے۔ یہ تجاویز وزیر اعظم الشیخ مکتوم بن راشد المکتوم کی سربراہی میں قائم وزارتی کمیٹی نے مرتب کی تھیں۔

صدر صاحب نے 16 شوال 1395ھ بمطابق 21 اکتوبر 1975ء بروز منگل اخباری نمائندوں کو ایک مفصل انٹرویو دیا جس میں مختلف سوالوں کے جواب دیتے ہوئے انھوں نے کہا:

① اتحاد کے نئے مرحلے میں ریاستی حکمران اور عوام الناس اپنی اپنی ذمہ داریاں بجا لائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② علاقائی اہداف اور ذاتی مفادات کے بجائے قومی مفادات پیشِ نظر رکھے جائیں۔

③ صحافت اس قوم کا جز اور عوام کا ضمیر ہے، ہم اہل وطن کی آزادی اور وقار پر یقین رکھتے ہیں اور تعمیری تنقید کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

④ قوم کے اندر فساد پھیلے تو اس کی فلاح ممکن نہیں۔ فساد ایک خبیث مرض ہے، اس کے استیصال کے لیے ہمیں ہر آن چوکس رہنا چاہیے۔

⑤ تیل کی صنعت کو قومیانے کا سوال خارج از بحث ہے۔ اس کے لیے فی الحال ہمارے پاس مقامی فنی ماہرین مفقود ہیں۔ اور اس وقت ہم نہیں چاہتے کہ اپنے ماہرین نہ ہوتے ہوئے غیر ملکی ماہرین کو فارغ کر دیں۔

انھوں نے اس موقع پر قطر اور بحرین کو بھی اتحاد میں شمولیت کی دعوت دی۔

اتحادی ڈھانچے کی مضبوطی کے چند فیصلے:

30 شوال 1395ھ بمطابق 4 نومبر 1975ء بروز منگل میں نے محکمہ ہائی ویز کی عمارت کے افتتاح کے موقع پر کہا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے محترم بھائیو اور عزیز ہم وطنو!

میں آپ کی تشریف آوری پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ آج شارجہ کے محکمہ ہائی ویز کی عمارت کے افتتاح کا موقع ہے، یہ ادارہ درحقیقت اتحاد کی مضبوطی کے لیے کھڑی کی جانے والی اینٹوں میں سے ایک اینٹ ہے۔

تاریخ نے ہمیں سکھایا ہے کہ امت عربیہ کا انتشار سب کے لیے نقصان کا باعث ہے۔ اور اتحاد ہی ہمارے لیے خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔ اب عرب قوم افتراق و گروہ بندی کو ناپسند کرتی ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا ایک ہدف ہو، ایک پرچم ہو اور ایک سربراہ ہو۔ میرے خیال میں اس کے خلاف کسی کی رائے نہیں ہو سکتی۔ ہمارے اتحاد کے قیام کو چار برس سے زائد ہو گئے ہیں، لیکن ہم اتحاد کے لیے ضروری اقدامات کما حقہ اب تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کر سکے، آپ کی موجودگی اور وساطت سے میں آج چند ضروری اعلانات کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہیں:

شارجہ پولیس اور قیام امن کے اداروں کو وزارت داخلہ میں ضم کر دیا گیا ہے۔

عدل کے محکموں کو وزارت عدل کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔

شارجہ ریڈیو کو وزارت اطلاعات میں شامل کر دیا گیا ہے۔

محکمۂ تار و ٹیلی فون اور ریڈیائی مواصلات کے محکموں کو وزارت مواصلات میں ضم کر دیا گیا ہے۔

شارجہ کے قومی محافظ دستوں (نیشنل گارڈ) کو بھی وزارت داخلہ میں ضم کر دیا گیا ہے۔

یہ انضمام اور یکجہتی ہر اہل وطن کے لیے ضروری ہے۔ جس طرح ہم شارجہ میں واضح اعلان کر رہے ہیں، اسی طرح سب کو کرنا چاہیے۔ اس گفتگو کے آخر میں میں اپنی قوم، یعنی متحدہ عرب امارات کی قوم اور سربراہ جناب الشیخ زاید بن سلطان کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ ہماری مدد فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس خطاب کے بعد محکمہ ٹریفک کے پول پر میں نے اتحاد کا پرچم لہرا دیا۔

اس کے بعد اسی روز میں نے ابوظبی ٹیلی وژن سے عبداللہ نویس اور جریدہ الاتحاد سے خالد محمد احمد کے سوالات کے جوابات بھی دیے۔

صدر مملکت مبارکباد پیش کرتے ہیں

یکم ذی القعدہ 1395ھ بمطابق 5 نومبر 1975ء کی شام مجلس عام (اسمبلی ہاؤس) کے سامنے بڑی تعداد میں لوگ جمع ہو کر صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کے استقبال کے منتظر تھے۔ صدر صاحب سہ پہر چار بجے پہنچے۔ ان کا ترانوں، ملّی نغموں اور بینرز کے ساتھ استقبال کیا گیا۔

صدر صاحب مجھے ان تاریخی فیصلوں پر مبارک باد دینے آئے تھے۔ اس سے پہلے ان کا تار بھی مجھے پہنچ چکا تھا۔ جب صدر صاحب مجھے مبارک باد پیش کرنے کے لیے آگے بڑھے تو ہر شخص مجھے اور صدر صاحب کو مبارک دینے کے لیے آگے بڑھنے کی کوشش میں تھا۔ صورتحال کو کنٹرول کرنے کے لیے مجبوراً پولیس نے کئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو وہاں سے نکال دیا۔

شارجہ کے جھنڈے کی جگہ اتحاد کا پرچم:

2 ذی القعدہ 1395ھ بمطابق 6 نومبر 1975ء کی صبح میں منتظر تھا کہ میرے فیصلوں پر حمایتی جلوس آئے۔ یہ جلوس شارجہ شہر کے اندرون میں تھا۔ طلوع آفتاب کے بعد یہ جلوس جنوبی جانب سے شروع ہوا۔ دس بجے تک اس جلوس کے شرکاء کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہوگئی تھی، جو اسمبلی ہاؤس کی طرف آرہا تھا۔ شرکاء نے الشیخ زاید کی اور میری تصاویر اٹھا رکھی تھیں۔ ہاتھوں میں بلے کارڈ بھی تھے جن پر میرے فیصلوں کی حمایت میں نعرے درج تھے۔

اس جلوس میں عوام الناس، ارباب حکومت، طلبہ و طالبات بڑی تعداد میں شامل تھے۔ جب یہ جلوس اسمبلی ہاؤس کے قریب پہنچا تو میں پول کے قریب ایک ڈیسک پر چڑھا، اس سے شارجہ کا جھنڈا اتار کر میں نے اتحاد کا پرچم لہرا دیا اور ان ہزاروں لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''اس ملک کا ایک صدر ہے، ایک ہی پرچم ہے۔ ہمارے قول اور فعل میں مطابقت ضروری ہے۔ ہم شارجہ کے جھنڈے کی جگہ اتحاد کا جھنڈا بلند کریں گے۔ ہم اتحاد کا جھنڈا شارجہ کے تمام اداروں اور محکموں کے دفاتر پر بلند کریں گے۔'' ان ہزاروں تائید کنندگان کی موجودگی میں میں نے شارجہ کا جھنڈا اتارا اور اس کی جگہ اتحاد کا جھنڈا بلند کر دیا۔

شارجہ کا جھنڈا جو میں نے اتارا:

شارجہ کا جھنڈا اتارنے پر بعض شہریوں نے غلط تاثر لیا اور کہنے لگے کہ سلطان نے قواسم، یعنی قاسمیوں کا جھنڈا اتار دیا ہے۔ میں نے ان میں سے بعض کے سامنے اس جھنڈے کی حقیقت بیان کی۔ اس جھنڈے کو برطانیہ میں جھنڈا نمبر 2 کہا جاتا تھا، یہ سفید رنگ کا تھا، جس کے درمیان ایک حصہ سرخ رکھا گیا تھا۔ یہ جھنڈا بالخصوص بندرگاہ میں آنے اور جانے والی کشتیوں پر لہرایا جاتا تھا جو کہ برطانوی قابضین نے قواسم کی شکست کے بعد انھیں دیا تھا۔ انھوں نے قاسمیوں کا جھنڈا اتار دیا تھا۔ قاسمیوں کے جھنڈے میں تین مستطیل پٹیاں تھیں۔ اوپر سے نیچے پہلی پٹی سبز، پھر سفید اور پھر سرخ۔ سفید پٹی پر سیاہ رنگ سے نصر من اللہ و فتح قریب لکھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا تھا۔ یہ 22 ربیع الاول 1235ھ بمطابق 8 جنوری 1820ء کی بات ہے۔(دیکھیے: علم القواسم ص:162)

میں نے جو کام کیا، یہ شارجہ کے شہریوں کی عزت کے لیے تھا، کیونکہ لوگ سامراجی دور کے جھنڈے کو سلام کررہے تھے اور وہ جھنڈا میں نے اتار دیا۔

دیگر متصل فیصلے:

15 نومبر 1975ء کو اتحاد کی مجلس اعلیٰ کے اجلاس میں عجمان، الفجیرہ اور ام القیوین کے حاکموں نے میرے منصوبوں کے مطابق اپنے محکموں اور اداروں کو اتحاد کے اداروں میں شامل کردیا اور اپنی ریاست کے جھنڈے کی جگہ اتحاد کا پرچم اپنالیا۔

صدر مملکت جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان جوکہ ابوظبی کے حاکم بھی تھے، انھوں نے چار فیصلے کیے:

① ابوظبی کا جھنڈا ختم کر کے اس کی جگہ اتحاد کا پرچم لہرایا۔

② ابوظبی کے ٹیکسز اور آمدنی سے پچاس فیصد حصہ متحدہ عرب امارات کے بجٹ کے لیے پیش کر دیا۔

③ امارات یونیورسٹی کا قیام۔

④ حسابات کے لیے ایک کمیٹی کا قیام۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹا باب

امریکی مسلمانوں اور صومالی مسلمانوں کے درمیان

پروگرام کے مطابق صومالیہ اور سوڈان کے صدور کی دعوتوں پر مجھے ان ممالک کے سرکاری دورے پر جانا تھا۔

صومالیہ کا سرکاری دورہ:

جمہوریہ صومالیہ کے صدر سیاد بری کی دعوت پر میں صومالیہ کے دورے پر روانہ ہوا۔ 17 محرم 1396ھ بمطابق 18 جنوری 1976ء بروز اتوار اس دورے کا آغاز ہوا۔ میرے ہمراہ وفد درج ذیل افراد پر مشتمل تھا:

- الشیخ محمد بن سلطان القاسمی، وزیر منصوبہ بندی
- الشیخ عبداللہ بن محمد القاسمی، صدر دیوان امیری شارجہ
- الشیخ سعود بن سلطان القاسمی، رئیس بلدیہ شارجہ
- الشیخ سعود بن خالد القاسمی، وزارت خارجہ کے انچارج وزیر
- جناب تریم بن عمران بن تریم، قاہرہ میں عرب امارات کے سفیر
- جناب عبداللہ بن عمران بن تریم، وزیر تعلیم وتربیت
- جناب جاسم بن سیف المدفع، حاکم شارجہ کے خصوصی سیکرٹری
- جناب عبدالرحمٰن ابو خاطر، صدر قومی بینک شارجہ۔
- میجر علی عبداللہ الحیان، خصوصی عسکری رابطہ کار۔

ہمارے سفر پر روانگی کے وقت بڑی تعداد میں اعلیٰ حکام اور شہری موجود تھے، ان میں سب سے نمایاں وزیر دفاع جناب الشیخ محمد بن راشد المکتوم تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

19 محرم 1396ھ بمطابق 20 جنوری 1976ء بروز منگل صدر سیاد بری کے ساتھ باقاعدہ ملاقات ہوئی جس میں دونوں جانب کے وفود بھی شریک ہوئے۔ الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان نے مجھے صومالیہ کے لیے بعض ترقیاتی منصوبوں میں تعاون اور امداد پیش کرنے کی ذمہ داری سونپی تھی۔ اس دوران یہ کوشش بھی کرنا تھی کہ سوشلزم (اشتراکیت) کے عواقب پر توجہ دی جائے جو کہ صومالیہ کا مسئلہ بن گیا تھا، حالانکہ اس علاقے کا مسئلہ نہیں تھا۔

صومالیہ کے بعض علاقوں کے دورے دن کے وقت ہوئے اور صدر سیاد بری کے ساتھ ملاقات رات کو ہوئی۔ ہمارے درمیان ترجمان ایک وزیر احمد حسن تھے۔

ایک ملاقات میں صدر سوشلزم کو طریقِ حیات کے طور پر پیش کر رہے تھے تو میں نے یہ کہہ کر اعتراض کر دیا کہ وہ جاہل ہے جو باہر سے سوچ منگوائے اور وہ دانا ہے جو اپنی قوم کے افکار کی ترویج کرے۔

ان الفاظ کے ترجمے کے بعد ان پر غصہ طاری ہو گیا۔ وہ صومالی زبان میں چند کلمات بولنے لگا۔ مجھے ان کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ بعد میں احمد حسن کا سیاد بری کے ساتھ اختلاف ہوا اور وہ شارجہ کے دورے پر آیا۔ میں نے پوچھا کہ اس ملاقات میں سیاد بری نے کیا کہا تھا؟ احمد حسن نے کہا: سیاد بری کہتا تھا:

ملعون ......ملعون ...... مجھے جاہل کہہ رہا ہے۔

میں نے صومالیہ کے دورے میں جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کی نمائندگی کرتے ہوئے، صومالیہ کے لیے یہ امداد پیش کی:

- صومالیہ میں بڑا ڈیم بنانے کے لیے متحدہ عرب امارات حکومت کی طرف سے چالیس (40) ملین ڈالر امداد کی پیش کش۔
- چینی کے کارخانے کا قیام
- تین دینی اداروں کا قیام، جن کا انتظام متحدہ عرب امارات کی وزارت تعلیم و تربیت کی طرف سے ہوگا۔
- صومالیہ کے قحط زدگان کے لیے تعاون کی پیش کش۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مالی امداد بمقابلہ سوشلزم

جب صدر سیاد بری کے سامنے مشترکہ بیان رکھا گیا تو اس نے بیان کے بعض حصوں کو نا منظور کیا، بالخصوص یہ حصہ:

”دونوں حکومتوں کی گفتگو میں اس بات پر باہمی اتفاق ہوا ہے کہ ہم عقیدہ اسلامیہ والی وحدت کو اپنائیں گے جو دونوں ملکوں کو اکٹھا کرتا ہے تاکہ ہم اسلام کی اعلیٰ قدروں کی پابندی کریں اور مختلف وسائل کے ذریعے اسلام کی سربلندی کی کوشش کریں حتی کہ اللہ کا کلمہ ہمیشہ سربلند رہے۔“

صدر سیاد بری نے کہا یہ جملہ حذف کردیا جائے۔

میں نے صدر سیاد بری سے ملاقات کا مطالبہ کیا ...... ہماری ملاقات ہوئی تو میں نے کہا: اس مشترکہ بیان میں ہماری بھی کوئی رائے ہوسکتی ہے۔

سیاد بری نے کہا: صومالیہ کو آپ نے جو منصوبے اور امداد پیش کی ہے، یہ ختم تو نہ ہوجائے گی؟

میں نے کہا: مجھے اس کا کوئی اختیار نہیں۔ یہ جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کی جانب سے تحفے ہیں۔ جب انھوں نے میری ذمہ داری لگائی تھی تو انھوں نے ان تحائف کے مقابل کسی چیز کی شرط کا پابند نہیں کیا تھا۔

سیاد بری نے کہا: اس بیان کے کسی بھی حصے کو حذف کیے بغیر میں اس بیان سے اتفاق کرتا ہوں۔ [1]

سوڈان کا سرکاری دورہ:

یہ دورہ اس طرح طے ہوا تھا کہ اسے 26 جنوری 1976ء سے 30 جنوری 1976ء تک جاری رہنا تھا،

[1] صومالیہ یکم جولائی 1960ء کو سابق برطانوی صومالی لینڈ اور سابق اطالوی صومالی لینڈ کے ادغام سے وجود میں آیا تھا۔ 15 اکتوبر 1969ء کو صومالیہ کے پہلے سویلین صدر عبدالرشید علی شرمارکے کو شہید کر دیا گیا۔ اس کے چھ دن بعد میجر جنرل سیاد بری کی قیادت میں ایک فوجی گروپ نے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ 1970ء میں صدر سیاد بری نے ملک کو سوشلسٹ ریاست قرار دے دیا اور کمونسٹ روس کو بربریہ میں بحری اڈا قائم کرنے کی اجازت دی۔ دسمبر 1990ء میں سرکاری فوجوں اور باغی یونائٹڈ صومالی کانگرس میں جھڑپوں کے بعد صدر سیاد بری جنوری میں دارالحکومت مغادیشو سے فرار ہو گئے۔ اس کے بعد صومالیہ آج تک خانہ جنگی، دہشت گردی اور امریکی میزائلوں اور ڈرون حملوں کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ (محسن فارانی)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لیکن ہمارے سفر سے ایک روز پہلے 25 جنوری 1976ء کو سوڈان کے قائد انقلاب لیفٹنٹ کرنل حسن حسین عثمان اور ان کے بائیس (22) ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ اس کا سبب وہ عسکری انقلاب تھا جو سوڈان کی مسلح افواج کے ایک سو پچانوے (195) افراد پر مشتمل سپاہیوں کے ایک دستے نے 5 ستمبر 1975ء کو برپا کیا تھا۔[1]

میں 26 جنوری کو شارجہ واپس آ گیا اور میں نے کہا: تم اپنے مہمانوں کے آنے پر بچھڑے ذبح کرتے تھے۔ آج تمھیں کیا ہوا ہے کہ تم میرے لیے انسانوں کو ذبح کر رہے ہو؟

6 مارچ 1976ء بروز ہفتہ میں نے بیک وقت دو اخباروں کو انٹرویو دیا، امارات کے اخبار الاتحاد اور کویت کے اخبار القبس کو۔ اس موقع پر صحافیوں کے سوالات زیادہ تر اتحاد کے حوالے سے تھے، میں نے ان کے شافی جوابات دیے۔

دورہ امریکہ کے لیے عزمِ سفر:

صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کے مشیر ڈاکٹر عزالدین ابراہیم نے مجھے بتایا کہ افریقی النسل امریکی لوگوں کی ایک جماعت امۃ الاسلام (Nation of Islam) ہے۔ انھوں نے اپنے لیڈر الیجاہ محمد کے ہاتھوں اسلام قبول کیا ہے، یہ لفظ اصل میں عالی جاہ ہے۔ جب اس نے اسلام قبول کیا تو ایک پاکستانی جس کا نام فرد محمد تھا، اس نے اسے الیجاہ (عالی جاہ) محمد کا نام دے دیا۔

الیجاہ محمد ابھی نیا نیا مسلمان ہوا تھا کہ اس کی زندگی سے فرد محمد دور ہو گیا، جس کے نتیجے میں الیجاہ محمد کی اسلامی معلومات ناقص رہ گئیں، یہی ادھوری تعلیمات اس نے اپنی جماعت کو دیں۔

ڈاکٹر عز الدین ابراہیم نے مزید بتایا کہ جب الیجاہ محمد وفات پا گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا وارث الدین

[1] سوڈان نے یکم جنوری 1956ء کو برطانیہ سے آزادی حاصل کی۔ 1964ء میں جنرل ابراہیم عبود نے سول حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ 1969ء میں جنرل جعفر النمیری برسرِ اقتدار آئے۔ 1975ء کے فوجی انقلاب کے لیڈر ابوبکر کا بیرون ملک سے آنے والا طیارہ صدر قذافی نے لیبیا میں اتار لیا تو کمونسٹ بغاوت ناکام ہو گئی۔ جعفر النمیری کا اقتدار بچ گیا حتی کہ 1985ء میں جنرل سوار الذہب نے ان کا تختہ الٹ دیا، پھر 30 جون 1989ء کو پرامن فوجی انقلاب میں بریگیڈیر عمر حسن احمد البشیر نے اقتدار سنبھال لیا اور وہ اپریل 2019ء کے انقلاب کے بعد سے جیل میں پڑے ہیں۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس جماعت کا سربراہ بنا۔ اس کا اسلام اچھا تھا۔ اب وارث الدین چاہتا ہے کہ وہ اپنی جماعت کا اسلام صحیح کرے، لیکن وہ ان عناصر سے ڈرتا ہے جو جماعت کے لیڈر بننا چاہتے ہیں، جیسے لوئی فرخان۔ اگر آپ ان سے ملیں تو وارث الدین اپنی جماعت کے اعتقاد کو صحیح اسلامی تعلیمات کا رخ دے سکتا ہے۔

میں نے اس دورے پر موافقت کر لی اور اس کے لیے ضروری پروگرام مرتب کر لیا۔

قطر کا مختصر دورہ:

جب ہم امریکہ جا رہے تھے تو امیر قطر جناب الشیخ خلیفہ بن حمد آل ثانی کی دعوت پر چوبیس گھنٹے کے لیے قطر رکے۔ ہم 2 جمادی الاولیٰ 1396ھ بمطابق یکم مئی 1976ء کو قطر پہنچے۔ میرے ساتھ درج ذیل وفد بھی تھا:

- الشیخ عبداللہ بن محمد القاسمی، صدر دیوان امیری
- الشیخ احمد بن سلطان القاسمی، وزیر عدل
- الشیخ سعود بن خالد القاسمی، وزارت خارجہ کے انچارج وزیر
- الشیخ فیصل بن سلطان القاسمی
- جناب تریم بن عمران بن تریم، قاہرہ میں امارات کے سفیر
- جناب عبدالرحمٰن ابو خاطر، صدر قومی شارجہ بینک
- میجر علی فہد، عسکری سیکرٹری

ہم اسی روز قطر کے دارالحکومت دوحہ پہنچے، جہاں ہمارے استقبال کے لیے وزیر خارجہ الشیخ سحیم بن حمد آل ثانی اور وزیر بلدیات الشیخ محمد بن جبر آل ثانی موجود تھے۔

ہمارے دوحہ شہر پہنچتے ہی ہماری ملاقات امیر قطر جناب الشیخ خلیفہ بن حمد آل ثانی کے ساتھ ہوئی۔ یہ ملاقات قطر کے قومی عجائب گھر میں ہوئی۔ اس کے بعد ہم نے دوحہ شہر کا وزٹ کیا۔

3 جمادی الاولیٰ 1396ھ بمطابق 2 مئی 1976ء کو ہم نے دوحہ سے لندن کے لیے پرواز کی۔ ہم ریاستہائے متحدہ امریکہ کی جانب محو سفر تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریاستہائے متحدہ امریکہ کا خصوصی دورہ:

لندن میں ایک رات گزارنے کے بعد 3 مئی 1976ء کو ہم وہاں سے شکاگو کے لیے روانہ ہوئے جو امریکہ کا ایک بڑا شہر ہے۔

شکاگو ائیر پورٹ پر امۃ الاسلام کے ایک لاکھ افراد میرے استقبال کے لیے جمع تھے، جن میں سب سے نمایاں ان کا لیڈر وارث الدین محمد تھا۔ اس سے مصافحہ کے بعد میرے گلے میں گلاب کے پھولوں کے ہاروں کا ڈھیر لگ گیا۔ مسلمان اونچی آواز میں اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے۔

ائیر پورٹ پر ہمارے استقبال کے لیے صدر متحدہ عرب امارات کے مشیر ڈاکٹر عزالدین ابراہیم اور شارجہ میں انجینئرنگ کنسلٹنسی آفس کے ڈائریکٹر انجینئر مصطفیٰ مومن بھی موجود تھے۔

محمد علی کلے اور عالیجاہ محمد کی حقیقت

ائیر پورٹ سے ہوٹل کے راستے میں دونوں جانب بہت مسلمان کھڑے تھے۔ باکسر محمد علی کلے بھی میری گاڑی کے دائیں طرف عوام کے ساتھ دوڑتے جا رہے تھے۔

سڑکوں پر رش پڑ گیا۔ ایک گھنٹے کے لیے ٹریفک بھی بند ہو گئی، جس کی وجہ سے اگلے روز کئی اخبارات نے احتجاج کیا۔

جس ہوٹل میں ہم مقیم ہوئے، وہاں وارث الدین کے آنے سے پہلے ڈاکٹر عزالدین ابراہیم آ گئے۔ انھوں نے مجھے ''امۃ الاسلام'' تحریک کے متعلق وضاحت کے ساتھ بتایا:

چالیس (40) سال پہلے ایلیجاہ محمد کی ملاقات ایک تارک وطن پاکستانی فرد محمد کے ساتھ ہوئی۔ اس پاکستانی نے ایلیجاہ محمد کو اسلام قبول کرنے پر راضی کر لیا، لیکن ساڑھے تین برس بعد فرد محمد غائب ہو گیا تو ایلیجاہ محمد اسلام کے متعلق احکام اور باتیں گھڑنے لگا۔ اس نے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کر دیا اور بتایا کہ فرد محمد جبریئل ہے، اس نے اس (ایلیجاہ محمد) پر قرآن اتارا، نیز یہ کہ سفید فام شخص شیطان ہے۔

اس دوران میں وارث الدین محمد میری ملاقات کے لیے آ گئے۔ ڈاکٹر عزالدین ابراہیم نے ان سے کہا: میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب الشیخ کو امۃ الاسلام تحریک کے متعلق بتا رہا تھا۔ وارث الدین محمد نے کہا: میرے والد نے ایک عام آدمی فرد محمد سے اسلام سیکھا تھا۔ ان کو یہ جماعت بنانے کا اعزاز حاصل ہے۔ میں بچپن سے ہی اسلام کے بارے میں ان کے ہاں کئی غلطیاں دیکھ رہا تھا، جنھیں عقل قبول نہیں کرتی تھی۔ اے شیخ سلطان! میں آپ سے درخواست گزار ہوں گا کہ آپ میرے لیے ایک بنیاد بنیں جس پر میں تبدیلی کا اعلان کر سکوں۔

میں نے اس پر موافقت کر لی اور طے ہوا کہ ہم کل دوبارہ ملیں گے۔

نیشن آف اسلام کا ''مسجد گرجا''

اگلے دن 4 مئی 1976ء کو ہم نے امۃ الاسلام کے دفاتر دیکھے تاکہ جماعت کی سرگرمیوں کا علم ہو سکے۔ ہم جب دفاتر کے مابین راہداریوں سے گزرتے تو دفاتر کے ذمہ داران ہمیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ کے ساتھ سلام تحفہ اونچی آواز میں پیش کرتے تھے۔

اس دن عصر کے بعد ان کی مسجد میں جماعت کے ساتھ ہماری ملاقات تھی۔ یہ شکاگو کی ایک اہم شاہراہ پر واقع ایک گرجا گھر تھا جسے خرید کر مسجد میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ان کی مسجد مسجد نہیں تھی، وہ گرجا ہی تھی۔ اس کے ہال میں لائنوں میں کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ امۃ الاسلام کے مرد و عورتیں مل جل کے بیٹھے تھے۔ سٹیج پر لمبی لمبی چند کرسیاں لگی تھیں، ان کرسیوں پر انھوں نے ہمیں بٹھا دیا۔

ان میں سے ایک شخص ترتیب کے ساتھ ''اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر'' کہلوا رہا تھا۔

نقیب محفل (سٹیج سیکرٹری) ایک سوڈانی شخص تھا۔ وہ ان عرب طلبہ میں سے تھا جو شکاگو میں زیر تعلیم تھے۔ اس نے کہا: القرآن الکریم۔ ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کی۔ جب وہ ولا الضالین پر پہنچا تو پورا ہال بیک آواز آمین کے کلمہ سے گونج اٹھا۔

عالیجاہ کے پیروکاروں سے خطاب

نقیب محفل نے مجھے گفتگو کے لیے دعوت دی۔ ہم نے گزشتہ رات وارث الدین محمد کے ساتھ مل کر طے کر لیا تھا کہ میں اپنی گفتگو میں ایک تمہید بناؤں گا جس کے بعد وارث الدین محمد تبدیلی کا اعلان کرے گا۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ایلیجاہ محمد کی خوبیوں کا ذکر ہوگا کہ وہ ائمہ مسلمین میں سے ایک امام تھا، لیکن اسلامی تعلیمات کی تکمیل کا موقع ملنے سے قبل ہی اسے موت آ گئی۔ ان تعلیمات کی تکمیل اب اس کا بیٹا اور جانشین وارث الدین محمد کرے گا۔

میں نے سلام پیش کیا تو پورے ہال نے باآواز بلند اور اکٹھے میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں نے کہا:

اے مسلمانو ...... ہم مشرق کے مسلمان ہیں ...... ہم سمندر پار سے تمھاری مدد کو آئے ہیں ...... ہم نے ہاتھ بڑھایا ہے تاکہ تم سے مصافحہ کر سکیں...... تمھارے خون ہمارے خون ہیں ...... تمھاری روحیں ہماری روحیں ہیں ...... تمھاری عزتیں ہماری عزتیں ہیں ...... اللہ کی قسم! جب تم ہمیں آواز دو گے تو ہمیں اپنے قریب پاؤ گے......۔

پورا ہال نعرہ تکبیر سے گونج اٹھا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر!

اسٹیج سے وارث الدین محمد جلدی سے اٹھا۔ اس نے میرا ہاتھ چومنا چاہا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ اس نے خود کو میرے اوپر گرا دیا۔ میں نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ آنسوؤں سے اس کا چہرہ بھیگا ہوا تھا۔ اس کی سسکیاں ہال میں گونج رہی تھیں، کیونکہ وہ مائیک کے قریب تھا۔ پوری جماعت اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر کے نعرے بلند کر رہی تھی۔

نیشن آف اسلام کا صحیح قبول اسلام

میں خوش ہو رہا تھا کہ یہ تکبیر کے نعرے میرے الفاظ پر ہیں، لیکن مجھے بعد میں پتہ چلا کہ یہ نعرے ان کلمات کے لیے تھے جو مجھ سے پہلے ایلیجاہ محمد نے کہے تھے، اس کی نبوت کی تصدیق بھی کی گئی تھی۔ آنسوؤں سے مٹی تر ہو گئی تھی۔ وارث الدین محمد نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا: اے لوگو! جس نظریہ پر ہم قائم ہیں وہ کامل اسلام نہیں ہے۔ کامل اور صحیح اسلام اس شیخ کے پاس ہے، پھر کہا: میرا والد پیغمبر نہیں تھا، وہ مسلمانوں کے اماموں میں سے ایک امام تھا۔ فرد محمد ایک پاکستانی شخص ہیں۔ یہ شیخ تمھارے سامنے ٹیلی فون پر ان کے ساتھ بات کر سکتے ہیں۔ میں اس کی بات پر حیران رہ گیا...... میں مذکور شخص کو جانتا ہی نہیں تھا۔

پھر وارث الدین محمد نے کلمہ حق کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے لوگو! ...... میرے ساتھ نئے سرے سے اسلام قبول کرو اور کلمہ شہادت پڑھو! أشھد أن لا إله إلّا الله ......سب لوگ اس کے پیچھے: أشھد أن لا إله إلّا الله پڑھنے لگے۔

پھر کہا:

وأن محمد بن عبد الله بن عبد المطلب العربی المولود فی الجزیرة العربیة رسول الله.

''اور بے شک محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب عربی جو جزیرۂ نمائے عرب میں پیدا ہوئے، اللہ کے رسول ہیں۔''

سب لوگوں نے اس کے پیچھے اسی طرح پڑھا۔

پھر ہال میں تکبیر کے نعرے گونجتے گئے، وہ بند نہیں ہو رہے تھے حتی کہ وارث الدین نے کہا: خاموش ہو کر میری بات سنو! اب ہم مسجد کے صحن کی طرف جا رہے ہیں۔ جو نماز پڑھنا جانتا ہے، ہمارے ساتھ پڑھے اور جو نہیں جانتا، وہ ہماری طرح کرتا جائے یا پیچھے ہٹ کے کھڑا ہو جائے۔

قبلہ رخ متعین کیا گیا، لوگوں نے صفیں بنا لیں۔ ڈاکٹر عز الدین ابراہیم امامت کے لیے مجھے آگے کرنے لگے، میں امامت کے لیے انھیں آگے کرنے لگا۔ انھوں نے کہا: میں ان کی نظر میں شیطان ہوں کیونکہ میں گورا ہوں بلکہ میں بھورا بھی ہوں۔ میں نے کہا: آج نیا دن ہے..........آج ہر چیز بدل گئی ہے۔

ہم نماز پڑھ رہے تھے۔ ڈاکٹر عزالدین ابراہیم کی تلاوت قرآن پاک کی بلند آواز لاؤڈ سپیکروں کے ذریعے سے مسجد کے احاطے اور قریبی شاہراہوں پر گونج رہی تھی۔ بڑی تعداد میں لوگ شکاگو کی سب سے بڑی سڑک کے گرد دیواروں پر چڑھے نماز کی ادائیگی کا یہ منظر دیکھ رہے تھے۔

گمراہ جم جونز کی خواہش ملاقات

5 مئی 1976ء کو شکاگو شہر سے روانہ ہونے سے پہلے میرے کمرے کے باہر اونچی آواز سنائی دی۔ میں باہر نکلا۔ وہاں میری سکیورٹی پر مامور لمبے قد کا جوان بلال حبیب مجھے بتانے لگا کہ یہ دو آدمی مجھ سے ملنا چاہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ بلال حبیب کی ڈیوٹی امۃ الاسلام کی طرف سے تھی۔ میں نے کہا: آنے دو۔ ان میں سے ایک کے پاس پستول بھی تھا۔ وہ بولا: ہم جم جونز کی طرف سے آئے ہیں۔ وہ اپنی جماعت کے عبادت خانے کا بانی اور لیڈر ہے۔ اس نے جونز ٹاؤن 1974ء میں آباد کیا تو اس کا مقصد سوشلزم کی جنت کی بنیاد رکھنا تھا۔ وہ ذرائع ابلاغ سے دور رہنے لگا، کیونکہ ان سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ وہ یہ بھی کہتا تھا کہ میرا طریقہ اسلام کا طریقہ ہوسکتا ہے۔ وہ مجھے اپنی ملاقات کے لیے بلا رہا تھا تا کہ میں اس کے طریقے کی اصلاح کروں۔

میں نے کہا: میں وارث الدین محمد کا مہمان ہوں۔ اگر وہ تمھاری درخواست منظور کرے تو میں غور کروں گا۔

جونز ٹاؤن میں اجتماعی خودکشی

اس کے دو اڑھائی برس بعد نومبر 1978ء میں امریکی کانگریس کے رکن لیوریان تلاش حقیقت کمیٹی (Fact Finding Committee) کے ارکان کے ہمراہ جونز ٹاؤن گئے تا کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے دعووں کی تصدیق کی جائے، لیکن جب لیوریان اور ارکان تحقیقاتی کمیٹی جارج ٹاؤن ائیر پورٹ پر پہنچے تو ائیر پورٹ پر ہی کمیٹی کے ارکان اور ان کے سربراہ کو جونز کے خصوصی گارڈز نے قتل کر دیا۔ اس قتل و غارت کے فوراً بعد جم جونز اور اس کے نوسو (900) سے زائد پیروکاروں نے اپنے بچوں سمیت سائنائڈ زہر کھا کر خودکشی کر لی۔ یہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں انسانی جانوں کا ایک بڑا ضیاع تھا۔ ایسے شخص کے ساتھ میری ملاقات کا کیا فائدہ ہوسکتا تھا؟[1]

6 مئی 1976ء کو ہم شکاگو سے سان فرانسیسکو ائیر پورٹ پہنچے، جہاں شہر کے میئر نے مجھے شہر کی چابی پیش کی۔ یہاں ہم نے کیلی فورنیا یونیورسٹی کا وزٹ کیا۔ ایک رات وہاں گزاری اور 7 مئی کی صبح سان فرانسیسکو سے جیکسن ویل شہر کی طرف روانہ ہوئے۔

[1] یہ سانحہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں پیش نہیں آیا تھا بلکہ جم جونز نے براعظم جنوبی امریکہ کے ملک گایانا کے جنگل میں جونز ٹاؤن نامی بستی بسا رکھی تھی۔ امریکی رکن کانگرس اور اس کے ہمراہی گایانا کے دارالحکومت جارج ٹاؤن کے ہوائی اڈے پر قتل ہوئے جبکہ اندرونِ ملک جونز ٹاؤن میں جم جونز کے ایما پر اس کے 900 سے زیادہ پیروکاروں نے اس کے ہمراہ پوٹاشیم سائنائڈ زہر ملا مشروب پی لیا تھا۔ جونز نے انھیں یقین دلایا تھا کہ یہ مشروب پی کر تم جنت میں پہنچ جاؤ گے۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیاہ فام امریکی مسلم پر توجہ، گورنر ناراض

ہم نے راستے میں ٹینیسی ریاست کا شہر ناش ویل دیکھا۔ اس ریاست کے گورنر نے ہمیں اپنے گھر دوپہر کے کھانے کی دعوت دی تھی۔ ہم کھانے کی میز پر تھے۔ ہمارے پاس ایک لڑکی گٹار پر موسیقی کی دھنیں بجارہی تھی۔ میرے سامنے کھانے کی ٹرے رکھنے کے لیے کالے رنگ کا ایک امریکی آیا، جو اصل میں افریقی تھا۔

اس نے میرے کان میں کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

وہ میری نظروں میں کھب گیا۔ میں اپنے میزبان سے بے پروا ہو کر اس خادم کو دیکھتا چلا گیا۔ میرے میزبان نے مجھے متنبہ کیا کہ اس خادم کے متعلق کوئی معاملہ ہے کیا جو آپ غور سے دیکھ رہے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔

وہ بولا: یہ خادم عدالتی حکم سے پندرہ برس کی قید میں ہے۔ اس پر شراب خانے میں ایک قتل کا الزام ہے۔ یہ اس کی قید کے آخری ایام ہیں۔ ریاست کے قانون کے مطابق میں نے جیل سے خادم منگوایا تو جیل والوں نے کہا: یہ شخص اچھے رویے والا ہے۔ اب یہ چھ ماہ سے یہاں کام کر رہا ہے۔ صبح جیل کی گاڑی اسے لاتی ہے اور شام کو واپس جیل لے جاتی ہے۔ اس مدت میں اس نے کسی حکم کا انکار نہیں کیا، نہ آواز اونچی کی ہے اور نہ کسی عورت کو دیکھا ہے۔ اس کا ہاتھ کبھی مال و جواہرات کی طرف نہیں بڑھا۔ پتہ ہے کیوں؟ کیونکہ یہ جیل میں مسلمان قیدیوں کا سردار ہے۔

میں نے کہا: اسے ایسا ہی ہونا چاہیے۔

ریاست کے حاکم (گورنر) سے رخصت ہوتے وقت اس کے گھر کے دروازے پر بلند مرتبہ اور سرکردہ لوگ لائن میں کھڑے تھے تاکہ مجھے الوداع کرسکیں۔ اس خادم نے میری کار کا دروازہ کھولنا چاہا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، سب لوگوں سے پہلے میں نے اس سے الوداعی مصافحہ کیا۔ حاکم ریاست کو اس بات پر غصہ آ گیا۔

میں کار میں گورنر کے ساتھ بیٹھا تھا۔ ہم ایئرپورٹ جا رہے تھے کہ گورنر نے مجھ سے طنزیہ کہا:

آپ بڑے لوگوں کو چھوڑ کر اس غلام کی طرف متوجہ رہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے کہا: وہ اسلام کی وجہ سے میرا بھائی ہے۔

اس نے کہا: تم حاکم ہو اور وہ غلام ہے۔

میں نے کہا: اسلام میرے اور اس کے درمیان مساوات رکھتا ہے۔

اس نے کہا: مجھے اسلام کے بارے میں کچھ بتاؤ۔

میں نے کہا: وہ جیل والا قیدی تمھیں اسلام کے بارے میں بہت کچھ بتائے گا۔

نیو یارک سے شارجہ واپسی

ناش ویل ائیر پورٹ سے ہم جیکسن ویل کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں میں اپنے دوست مسٹر میسن کے گھر پہنچا جو امریکہ کے اندرون اور بیرون تیل کمپنیوں کا مالک تھا۔ اسی نے اپنا خصوصی طیارہ بھیجا تھا جس نے ہمیں شارجہ سے دوحہ پہنچایا اور اب ہمیں شارجہ واپس بھی پہنچائے گا۔

اس کا گھر خوبصورت تھا۔ وہ ایک دریا کے کنارے تھا جو گھر کے سامنے دور تک پھیلا ہوا تھا۔

8 مئی 1976ء کو ہم نے نیو یارک کا رخ کیا۔

اگلے روز ہم ڈیوڈ راک فیلر سے ملے جو امریکہ کے صدارتی امیدواروں میں سے ایک تھے۔

10 مئی کو ہم نیو یارک سے واشنگٹن پہنچے۔ واشنگٹن میں عرب سفیروں کے ساتھ ہماری ملاقات طے تھی، جن میں نمایاں طور پر واشنگٹن میں متحدہ عرب امارات کے سفیر سعید غباش شامل تھے۔

امور شرقِ اوسط کے معاون وزیر خارجہ الفرڈ اتھرٹن کے ساتھ بھی ہماری ملاقات ہوئی۔ اسی طرح میرے لبنانی الاصل دوست سینیٹر ابو رزق جیمس سینیٹر کے ساتھ بھی ملاقات ہوئی۔

11 مئی 1976 کو ہم واشنگٹن سے بلجیم پہنچے، جہاں ہم نے ایک رات گزاری اور 12 مئی 1976 کو قاہرہ کی جانب روانہ ہوئے۔

جواہر کے ساتھ ملاقات اور شادی

14 مئی 1976 بروز جمعہ میرے اور جواہر بنت محمد بن سلطان القاسمی کے مابین ملاقات ہوئی جو قاہرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یونیورسٹی کے آرٹس کالج کی طالبہ تھی۔ وہ رشتے میں میرے چچا زاد بھائی کی بیٹی تھی۔ میں نے اس کے ساتھ اپنی شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس نے یہ معاملہ اپنے والد پر ڈال دیا۔

16 مئی کو میں شارجہ پہنچا اور اگلے دن میں نے جواہر کے والد سے اس کے ساتھ شادی کے متعلق گفتگو کی تو اس نے میری بات قبول کر لی۔

22 جولائی 1976ء کو لندن میں جواہر بنت محمد بن سلطان القاسمی کے ساتھ میری شادی ہوگئی۔

جواہر سے میرے بچے بدور، نور، حور اور خالد پیدا ہوئے۔ جواہر میرے لیے ہمیشہ بہترین مددگار، اچھی رفیقہ حیات اور ہر طرح کی مشکلات میں دست و بازو بنی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتواں باب

ایام وحشت

مسلح افواج ایک کمان کے تحت

16 مئی 1976 کو دو ہفتوں کے دورے سے واپسی پر میں نے شارجہ ائیر پورٹ کی زمین پر اپنا قدم رکھا ہی تھا کہ میرے اردگرد شارجہ کے سرکردہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد جمع تھی۔ وہ مجھے متحدہ عرب امارات کی ریاستوں کی مسلح افواج کی یکجائی پر مبارک باد دینے آئے تھے اور یہی میری دیرینہ خواہش تھی جس کی میں نے کئی مرتبہ دعوت دی تھی۔

6 مئی 1976ء بروز جمعرات جب میں ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ہی تھا، متحدہ عرب امارات کی دفاعی ہائی کمان نے اعلان کیا کہ تمام مسلح افواج ایک جھنڈے اور ایک کمان کے تحت اکٹھی ہوگئی ہیں۔

اس بارے میں جاری کردہ بیان میں وضاحت کی گئی کہ:

''صدر مملکت بری، بحری اور فضائی افواج کے کمانڈران چیف ہوں گے۔ ان کی عدم موجودگی میں نائب صدر ان کے قائمقام ہوں گے۔ مسلح افواج کے ڈپٹی کمانڈران چیف اور وزیر دفاع دونوں مسلح افواج کے معاملات اور اسلحی ضروریات کے حوالے سے صدر مملکت کو جوابدہ ہوں گے اور افواج کو ہر وہ اسلحہ مہیا کریں گے جس کے ذریعے وہ اس ملک کی زمینوں، فضاؤں اور پانیوں کی حفاظت کریں گی۔ وہ ملکی سرحدوں پر پہرہ دیں گی اور کسی بھی بیرونی جارحیت کا جواب دیں گی، نیز مملکت کی وحدت اور قیام امن کی ذمہ دار ہوں گی۔ دفاعی ہائی کمان کا ایک سربراہ ہوگا۔ وہ صدر مملکت کا عسکری معاملات میں مشیر ہوگا اور دفاعی ہائی کمان کے فیصلوں کے نفاذ کا بندوبست کرے گا۔''

الشیخ خلیفۃ بن زاید آل نہیان کو مسلح افواج کا ڈپٹی کمانڈران چیف مقرر کر دیا گیا۔ دفاعی ہائی کمان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میٹنگ کے بعد صدر صاحب نے اس کے بارے میں سرکاری فرمان جاری کر دیا۔

سب کا مقصد اتحاد ہے

''قوموں کے درمیان چھوٹی اکائیوں کی قدر نہیں ہوتی، لہٰذا سب کا مقصد اتحاد ہے۔''

یہ بات میں نے اخبار منار الاسلام سے گفتگو کرتے ہوئے کہی۔ میرا یہ بیان 27 مئی 1976ء کے اخبار میں شائع ہوا۔ میں نے اپنی بات اس طرح مکمل کی:

''ہم اس ملک کے ہر شہری کے لیے اتحاد کی بنیادیں مضبوط کرنے کی خاطر کوشاں ہیں۔ ہر قسم کے ریاستی اختلافات اور جھگڑوں کو ہم پس پشت ڈالتے ہیں۔ چھوٹی اکائیاں کچھ نہیں کر سکتیں جب تک ایک مضبوط قومی ڈھانچہ قائم نہ کیا جائے۔''

میں نے تاکیداً کہا:

''امارات کا ایک حصہ ہونے کی وجہ سے شارجہ کی بڑی ذمہ داری ہے۔ وہ اتحاد کے ساتھ مل کر اس کی مضبوطی کے لیے پورا تعاون کر رہا ہے۔ اتحاد کے قیام میں شارجہ کی حصے داری سب کے سامنے ہے۔ ہم نے اتحاد کے قیام کے ساتھ ہی قوم اور اداروں کی سطح پر اسے قبول کیا ہے۔ ہم نے مقامی اداروں اور محکموں کو اتحاد میں ضم کر کے اپنا نمایاں حصہ ڈالا ہے۔''

تیل کے منافع اور ہماری اسلامی اور تہذیبی ترقی کے درمیان موازنے کے متعلق ایک سوال کے جواب میں میں نے کہا:

''تیل کی دولت اس قوم کی اچھی زندگی کے ارتقاء کا ایک ذریعہ ہے۔ اگر ہم اپنی اس دولت کا صحیح ترین استعمال کریں تو اسلامی وتہذیبی اور اخلاقی ترقی پر منفی اثر نہیں پڑتا۔ اگر ہم نوجوانوں کے ذہنوں میں کم سنی ہی سے تہذیب واخلاق کا بیج بو دیں اور اسے پروان چڑھائیں تو تیل کی دولت ہمارے اسلامی وتہذیبی ورثے کے تحفظ اور ارتقاء کے لیے ایک سیڑھی کا کام دے گی۔''

متحدہ عرب امارات اور دیگر ممالک کے مابین تعلقات کے متعلق ایک سوال کے جواب پر میں نے کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

"متحدہ عرب امارات کی حکومت دوستوں کو مدد دینے والی اور وفادار حکومت ہے۔ اس کا سب کے ساتھ اچھا تعلق ہے، خواہ وہ ہمارے بھائی ہیں یا دوست۔ تمام ممالک کے ساتھ ہمارے تعلقات بہت اچھے ہیں۔"

الحادی حملوں سے ہمارے نوجوانوں کے بچاؤ کے متعلق سوال پر میں نے کہا:

"جب عقلیں محفوظ ہوں اور خالی نہ ہوں، تو برائی اور درآمدی سوچ ہمارے نوجوانوں کے دماغوں میں سرایت کر نہیں سکتی۔ ہم عالم عربی اور عالم اسلام میں صحیح عقیدے اور صحیح بنیاد والے ہیں۔ ہمارے آسمانی اصول گھڑی گئی باتوں سے مضبوط۔"

دعوت اسلامیہ کے اہتمام کی ضرورت کے متعلق میں نے کہا:

اس مقصد کے حصول کے لیے تین عناصر پر توجہ دینا ضروری ہے:

پہلا: مخلص لوگ تیار کیے جائیں جو دعوت اسلامیہ کے لیے تجربے اور تحقیق سے مالا مال ہوں۔

دوسرا: دعوت اسلامیہ کے لیے ذرائع ابلاغ کا استعمال ہو۔

تیسرا: نئی نسل میں اسلامی روح پھونکنے کے لیے اسکولوں اور بچوں کے نرسری اداروں سے کام شروع کیا جائے۔

متحدہ عرب امارات کا حکومتی دستور:

25 جمادی الاولی 1391ھ بمطابق 18 جولائی 1971ء امارات کی تمام ریاستوں ماسوا راس الخیمہ کے حکمرانوں نے عارضی دستور پر دستخط کر دیے تھے۔ الشیخ صقر بن محمد القاسمی حاکم راس الخیمہ نے اس عارضی دستور پر دستخط نہیں کیے تھے۔ اس دستور کا اطلاق 15 شوال 1391ھ بمطابق 2 دسمبر 1971ء کو ہوا۔

پھر 10 فروری 1972 کو راس الخیمہ اتحاد میں شامل ہو گیا۔

21 فروری 1976ء کو اتحاد کی مجلس اعلیٰ کا اجلاس ہوا، جس میں مستقل دستور کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک اساسی کمیٹی قائم کی گئی۔ کمیٹی نے دستوری مسودے کو آخری شکل دے کر 9 مارچ 1976ء کو اپنی رپورٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش کر دی۔ مجلسِ اعلیٰ نے اپنے مارچ کے اجلاس میں عبوری دستور میں اساس کمیٹی کی مجوزہ ترامیم سے اتفاق کیا۔ پھر مستقل دستوری مسودہ مجلس الوطنی (قومی اسمبلی) کے سپرد کر دیا گیا جس نے اپنے خصوصی اجلاس میں اس کا جائزہ لیا اور بعض ارکان نے اس میں ترامیم پیش کیں۔ پھر ان کی طرف سے عوام میں غلط خبریں پھیلائی جانے لگیں کہ بعض حکام ان کی ترامیم کی راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں، لہٰذا 16 اپریل 1976ء کو میں نے ان کی تصحیح کے لیے درج ذیل اخباری بیان جاری کیا:

''اتحاد ہی سب ہم وطنوں کی آرزو ہے۔ اتحادی اداروں کے انضمام یا ان کو تقویت دینے پر کسی کو اعتراض نہیں۔ اگر اتحاد کی سطح پر بعض پیش آمدہ مسائل کے حوالے سے بعض امارات نے کوئی موقف اختیار کیا ہے تو ان کا مقصد بھی اتحاد کی مضبوطی اور اشکالات کا خاتمہ ہے، یہ کوئی روڑے اٹکانے یا نامنظوری کا معاملہ نہیں ہے، یہ مجلسِ اعلیٰ کے ارکان کی طرف سے اتحاد کو مضبوط کرنے اور ماضی کی غلطیوں کو نہ دہرانے کی ایک صدق دلانہ کوشش ہے۔''

12 جولائی 1976ء بروز سوموار اتحاد کی مجلس اعلیٰ کے ارکان کا اجلاس ہوا، جس میں مستقل دستور اور اس میں مجوزہ ترامیم پر غور وخوض کیا گیا۔ ان کے سامنے تین راستے تھے:

① اساسی کمیٹی کے پیش کردہ مستقل دستوری مسودے کو منظور کر لیں اور قومی مجلس کی طرف سے پیش کردہ ترامیم مسترد کر دیں۔ لیکن اس سے اہلِ وطن میں حکام کے خلاف منفی ردِعمل پیدا ہوسکتا تھا۔

② مستقل دستوری مسودے کو قومی مجلس کی ترامیم سمیت منظور کر لیں۔ لیکن اس سے پورے ملک میں ایک تعطل جنم لے سکتا تھا کیونکہ بعض ادارے مقامی حکومت کے تابع تھے اور بعض قومی اداروں کے ماتحت تھے۔

③ عبوری دستور کی مدتِ عمل بڑھا دی جائے۔

مجلسِ اعلیٰ کے تمام ارکان نے آخری تجویز سے اتفاق کیا اور ایک قرار داد کے ذریعے عبوری دستور کے مزید پانچ سالہ نفاذ کا فیصلہ کیا گیا، اور اس مدت کا آغاز 2 دسمبر 1976ء سے قرار پایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

اتحاد کی صدارت سے الشیخ زاید کا پیچھے ہٹنا:

اگست 1976ء کے آغاز میں لوگوں کے مابین یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ الشیخ زاید اتحاد کی صدارت سے الگ ہو رہے ہیں۔ اس خبر کی بنیاد بحرین کے روز نامہ ''أخبار الخلیج'' میں شائع شدہ ایک مضمون تھا۔

اس اخبار کے چیف ایڈیٹر نے جناب الشیخ زاید کے ساتھ 31 جولائی 1976ء بروز ہفتہ ملاقات کی تھی۔ مضمون میں کہا گیا تھا کہ الشیخ زاید نے متحدہ عرب امارات کی صدارت اگلی پانچ سالہ مدت کے لیے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے جس کا آغاز دسمبر 1976ء سے ہو رہا ہے۔ اخبار نے اپنی طرف سے یہ اضافہ کر دیا:

''اس کی وجہ اتحاد کی مجلس اعلیٰ کے ایک فیصلے کی مطابقت ہے، جس کا آخری اجلاس 12 جولائی کو ہوا تھا، جس میں اگلی مدت کے لیے عبوری دستور ہی کو جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔''

حکومت کے اعلیٰ عہدہ داران اور ان سے بڑھ کر ہم اراکین مجلس اعلیٰ کے لیے یہ خبر ناگہانی تھی کہ الشیخ زاید نے صدارت سے الگ ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔

12 جولائی 1976ء کو اتحاد کی مجلس اعلیٰ کے اجلاس میں اس طرح بات نہیں ہوئی تھی، أخبار الخلیج کے چیف ایڈیٹر نے خبر کو غلط رنگ میں پیش کیا تھا۔

4 اگست 1976ء بروز بدھ اخبار الاتحاد نے پہلے صفحے پر یہ خبر شائع کی کہ الشیخ زاید صدارت سے الگ ہو جانے پر مصر ہیں اور یہ کہ صدر مملکت موجودہ حالات میں آئندہ مدت کے لیے صدارت ہرگز قبول نہیں کریں گے۔

اگلے دن 5 اگست 1976ء بروز جمعرات صدر جناب الشیخ زاید ابوظبی ایئر پورٹ پر تھے۔ وہاں سے وہ نجی دورے پر صومالیہ چلے گئے۔ ایک ہفتے کے اس دورے کے بعد وہ سری لنکا گئے جہاں غیر وابستہ ممالک کی کانفرنس میں شرکت کرنا تھی، جس کا آغاز 16 اگست 1976ء سے ہو رہا تھا۔

ہمیں الشیخ زاید کے دورہ صومالیہ کا علم نہیں تھا۔ یہ دورہ سب کے لیے اچانک تھا، چنانچہ ہمیں ان کو فیصلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واپس لینے پر راضی کرنے کا موقع نہ مل سکا۔

الشیخ زاید چونتیس دن تک ملک سے باہر رہے۔ اسے میں ایک لمبا زمانہ سمجھتا ہوں۔ یہ مدت متحدہ عرب امارات کے لیے دورِ وحشت تھی۔ سب لوگ ان کی واپسی کے منتظر تھے۔

9 ستمبر 1976ء جمعرات کی شام امارات کے تمام حصوں سے ہزاروں شہری ابوظبی ائیر پورٹ پر جمع ہو گئے۔ انھوں نے جو پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے، ان پر درج ذیل عبارات لکھی تھیں:

خوش آمدید، اے زاید!

ہم تمھارے ساتھ، تمھارے لیے اور تمھاری وجہ سے ہیں

قائد قافلہ سے ہم ہرگز پیچھے نہیں ہٹ سکتے

اتحاد پر آپ کی صدارت، ہماری اور عرب کی مضبوطی ہے

اے زاید، آپ کی جگہ ہم کسی کو بھی نہیں چاہتے

اے خیر والے زاید، ہم تجھ پر قربان!

نہ......نہ ......آپ الگ نہ ہوں

اے حکمرانو! اتحاد ہی قوت ہے

اے زاید، ہم دل و جان سے تم پر فدا ہیں۔

اس ہجوم میں اخبار الاتحاد کا نمائندہ مجھ سے ملا۔ اس نے میرے احساسات کے متعلق سوال کیا تو میں نے کہا:

پورے ملک کے لوگ اتحاد کے قافلے کی سربراہی حال اور مستقبل میں الشیخ زاید کے ہاتھ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ صدر صاحب اتحاد کی صدارت سے مستعفی ہونے کا اپنا فیصلہ واپس لیں۔ ہم ان کی جگہ کسی کو بھی نہیں چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آئندہ کئی مدتوں تک وہ ہماری صدارت جاری رکھیں، تا کہ اس قوم وملک کی ترقی ہو۔

الشیخ زاید نے طیارے کے دروازے سے نکلتے ہی باہر دیکھا تو ائیر پورٹ کی بالکنی اور احاطے کی دیواروں کے باہر سے آوازیں آرہی تھیں اور وہ ایک آواز: زاید......زاید......زاید میں بدل چکی تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشیخ زاید کار میں بیٹھے۔ کار عوام کے جمِ غفیر میں سے گزرتی گئی حتی کہ وہ قصر البطین کی جانب روانہ ہوئی۔ گاڑیوں کے قافلے بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

جب ہم البطین محل میں پہنچے تو محل کے باہر سے عوام کی آوازیں اندر آ رہی تھیں۔ تب الشیخ زاید نے البطین محل کے دروازے عوام کے لیے کھولنے کا حکم دے دیا۔ عوام کی ایک بڑی تعداد ہجوم کر کے اندر داخل ہوگئی، وہ سب الشیخ زاید سے ملنا چاہتے تھے۔

اگلے دن 10 ستمبر 1976ء کو ایوان صدر سے عوام اور قوم کے نام درج ذیل بیان جاری کیا گیا:

صدر مملکت آپ کے جذبات اور احساسات کی قدر کرتے ہیں۔ ہم وطنوں کے خطوط اور تار بھی ملے ہیں، جو ان کے قوم و ملک کے لیے اچھے جذبات اور خواہشات کے آئینہ دار ہیں۔ ہم سب اس بارے میں مثبت سوچتے ہیں کہ اس اتحاد کا ڈھانچہ مضبوط ہو اور اس کے عوام باہم جڑے ہوں۔

صدر مملکت اپنی قوم کے لیے خدمات جاری رکھنے کا اعلان مسرت کے ساتھ کرتے ہیں۔ مجلس اعلیٰ کے ارکان الشیخ زاید کی قیادت پر اتفاق کرتے ہیں۔

18 ستمبر 1976 بروز ہفتہ میں نے ابوظبی میں صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات ان کو مستعفی نہ ہونے پر راضی کرنے کے حوالے سے تھی۔ اس ملاقات میں وزیر خارجہ احمد بن خلیفہ السویدی بھی موجود تھے۔

19 ستمبر 1976ء بروز اتوار میں نے دبئی میں نائب صدر جناب الشیخ راشد بن سعید المکتوم کے ساتھ ملاقات کی۔ اس ملاقات میں بھی میری گفتگو کا یہی موضوع تھا۔

22 ستمبر 1976ء بروز منگل الشیخ راشد بن سعید المکتوم نے صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان سے ملاقات کر کے انھیں بتایا کہ امارات کے تمام حکمران آپ کے صدارت جاری رکھنے پر متفق ہیں۔ اس ملاقات میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس موضوع کو اتحاد کی مجلس اعلیٰ کے اجلاس میں پیش کرنے تک نہ چھیڑا جائے۔

6 نومبر 1976ء بروز ہفتہ اتحاد کی مجلس اعلیٰ کا ایک اہم اجلاس ہوا، جس میں ذمہ داری، بھائی چارے اور افہام و تفہیم کے جذبوں کو فروغ دینے کے طریقوں پر غور و خوض کیا گیا۔ اجلاس میں دستور کی تبدیلی کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عارضی دستور کی دفعہ 142 ختم کرنے، صدارتی اختیارات کے تعین، متحدہ سکیورٹی سسٹم، وزارت اطلاعات و ثقافت کے قیام، اتحادی بجٹ میں تمام امارات کے حصہ لینے اور امارات کی داخلی حدود کے مسائل کے متعلق چھ قرار دادیں منظور کی گئیں۔ 1977ء کے بجٹ کے حوالے سے ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کے ارکان یہ تھے:

① الشیخ سلطان بن محمد القاسمی حاکم شارجہ (چیئرمین کمیٹی)

② الشیخ حمد بن محمد الشرقی حاکم فجیرہ (رکن)

③ الشیخ حمید بن راشد النعیمی ولی عہد عجمان (رکن)

④ وزارتِ مالیات کے نمائندے

یہ کمیٹی اتحادی حکومت اور وزارتوں کی ضروریات کی روشنی میں 1977ء کے حکومتی بجٹ کی تیاری کے لیے ایک عمومی خاکے پر بحث اور رقوم کے تعین کے لیے قائم کی گئی تھی۔

اس اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ اگلی پانچ سالہ مدت جو 2 دسمبر 1976ء سے شروع ہو گی، اس کے لیے صدر اور نائب صدر مملکت کے انتخاب کے لیے 27 نومبر 1976ء بروز ہفتہ خصوصی اجلاس منعقد ہو گا۔

اتحاد کی مجلس اعلیٰ کا اجلاس 27 نومبر 1976ء بروز ہفتہ منعقد ہوا، جس میں آئندہ مدت کے لیے الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان صدر اور الشیخ راشد بن سعید المکتوم نائب صدر چن لیے گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آٹھواں باب

حاکم شارجہ کے چند اہم ایام

ا) دار الحکومت میں ہر ہفتہ کے روز صبح اسمبلی (مجلس عام) عوام کے لیے منعقد ہوتی تھی، وہاں قریب و دور سے لوگ آتے۔ ان نشستوں میں لوگ مجھ سے اور افسران اور ذمہ داران سے ملتے تھے۔

ب) جائزہ دورے

مشرقی علاقے: دبا، خورفکان اور کلباء

وسطی علاقے: الذید، ملیحہ اور ملام

اور حمریہ کے علاقے۔

ج) کام کی رفتار دیکھنے کے لیے محکموں، اداروں اور دفاتر کے دورے۔

د) حکومت شارجہ کے زیر تعمیر و تکمیل منصوبوں کے مقامات کے دورے۔

سیاسی، ثقافتی اور سوشل سرگرمیوں میں میری شمولیت درج ذیل طریقوں سے رہی:

عرب افریقہ مجلس کا قیام:

14 دسمبر 1976ء بروز منگل میں نے عرب افریقہ مجلس کا افتتاح کیا۔ یہ شارجہ کے افریقہ ہال میں منعقد کی گئی۔ اس میں عرب و افریقی ممالک کے پینتالیس مفکرین نے شرکت کی۔

عرب افریقہ تعلقات پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ ان دونوں کے مابین مثالی تعلقات کے طریقوں پر غور کیا گیا۔ اس مجلس کی نشستیں 18 دسمبر 1976ء کو درج ذیل قرارداد پر اختتام پذیر ہوئیں:

عرب افریقہ تعلقات کے قیام اور مضبوطی کے لیے ایک عرب افریقہ مرکز بنایا جائے جس کا ہیڈکوارٹر شارجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہو۔

مجلس نے اس مرکز کے لیے جناب الشیخ سلطان بن محمد القاسمی کو اعزازی طور پر صدر چن لیا۔ مجلس کی سفارشات میں کہا گیا کہ عرب افریقہ تعلقات کی بہتری کے لیے ہر سال ماہ دسمبر میں مجلس کا سالانہ اجلاس ہوا کرے گا۔

مجلس نے عرب اور افریقی ممالک کو اقتصادی میدان میں نئی سٹریٹجی وضع کرنے میں اپنے ساتھ تعاون کی دعوت دی اور ان ممالک کے اداروں اور شعبوں میں اشتراکِ عمل کا مطالبہ کیا، نیز مجلس نے عرب لیگ اور افریقی یونین کے معاہدوں پر نظر ثانی کرنے کی سفارش کی تاکہ یہ دونوں تنظیمیں جدید حقائق کا سامنا کر سکیں۔ مجلس نے افریقہ اور دنیا بھر میں آزادی کی تحریکوں کی مدد کے لیے افریقہ عرب مشترکہ فنڈ کے قیام پر بھی زور دیا۔ اس کے بعد درج ذیل اعلان شارجہ جاری کیا گیا:

''عرب اور افریقی اقوام کے مابین گہرے تاریخی اور تہذیبی تعلقات ہیں، لہٰذا افریقہ اور عالم عرب کو مستقبل میں مل کر چلنا ہوگا اور باہم دگر تعاون کی راہیں بھی اپنانا ہوں گی۔''

متحدہ عرب امارات کا پانچواں قومی دن:

12 دسمبر 1976ء بروز اتوار پانچویں قومی دن کی مناسبت سے ابوظبی میں ایک عسکری نمائش اور بڑا قومی میلہ منعقد کیا گیا۔ اس میں صدر مملکت اور اتحاد کی مجلس اعلیٰ کے اراکین نے شرکت کی۔ صدر مملکت نے قومی دن کی مناسبت سے اپنے خطاب میں کہا:

''یہ امانت ایک بھاری بوجھ ہے۔ آپ اپنے دل وجان سے ہمارا ساتھ دیں، اپنے جذبات واحساسات کو میرے ساتھ رکھیں تاکہ ہم ایک ہاتھ اور ایک دل کے ساتھ اپنے ملک کا مستقبل اور قوم کی عزت بنا سکیں۔''

اتحاد کی مجلس اعلیٰ کے اراکین کی طرف سے اپنے بطور صدر انتخاب پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انھوں نے کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

''یہ اعتماد مجھ پر ذمہ داری اور میرے لیے اعزاز ہے۔ یہ بھاری اور بوجھل امانت ہے۔ یہ بوجھ میں اللہ کی توفیق اور اپنے بھائیوں اور ہم وطنوں کے تعاون کے بغیر اٹھا ہی نہیں سکتا۔''

صدر ابراہیم الحمدی کا دورہ:

19 دسمبر 1976ء بروز اتوار کی صبح شارجہ ائیر پورٹ پر صدر ابراہیم الحمدی، عرب جمہوریہ یمن کی گورننگ کونسل کے سربراہ ایک روزہ دورے پر پہنچے۔ اگلے دن سوموار 20 دسمبر 1976ء کی فجر کے وقت انھیں بیجنگ (چین) روانہ ہونا تھا۔

صدر ابراہیم الحمدی کی آمد کے روز میرے اور ان کے مابین مذاکرات ہوئے اور دوپہر کا کھانا بھی پیش کیا گیا جس میں شارجہ کے سرکردہ افراد شامل ہوئے۔ صدر ابراہیم الحمدی نے شارجہ میں یمنی کمیونٹی سے بھی ملاقات کی۔

شارجہ میں مرکز دعوت اسلامیہ کا افتتاح:

21 دسمبر 1976ء بروز منگل کی شام شارجہ میں مرکز الدعوۃ الاسلامیہ کا افتتاح کیا گیا جسے اب المنتدی الاسلامی (اسلامی فورم) کہا جاتا ہے۔ اس میں امریکی مسلمانوں کے لیڈر جناب وارث الدین محمد بھی موجود تھے۔ اس دن یہ فیصلہ بھی ہوا کہ قرآن کریم کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا جائے اور اسے کیسٹوں میں ریکارڈ کیا جائے تاکہ امریکہ اور انگریزی بولنے والے ممالک میں صحیح تفسیر کے ساتھ انگریزی زبان میں قرآن فہمی ممکن ہو۔

یہ منصوبہ درج ذیل طریقے سے تکمیل کو پہنچا:

() میں نے ڈاکٹر عز الدین ابراہیم کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی جس کے اراکین درج ذیل تھے:

سعید عمارہ، انچارج شارجہ ریڈیو۔ براڈکاسٹر سعد غزال اور محمود شریف، شارجہ ریڈیو سے۔ اور ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی شام سے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ب) انگریزی زبان میں ترجمہ قرآن پاک محمد مارما ڈیوک پکتھال کا منتخب کر لیا گیا، جس کا نام معانی القرآن (Meanings of the Quran) ہے۔

ج) معانی القرآن کے اکثر مقامات کی تصحیح ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی نے کی۔

د) قرآن کی ریکارڈنگ یونان میں ہوئی جبکہ انگریزی ترجمے کی ریکارڈنگ لندن میں ہوئی اور دونوں کو شارجہ ریڈیو اسٹیشن میں اکٹھا کیا گیا۔

ہ) کیسٹوں کی تقسیم کا آغاز ماہ ستمبر 1977ء کے شروع میں ہوا۔

شارجہ کے اسکولز کے دورے:

یہ دورے 25 دسمبر 1976ء بروز ہفتہ سے شروع ہوئے۔ اس دوران میں نے متعدد اسکولوں کے دورے کیے۔

پہلے دن میں نے طلبہ کے مدرسہ العروبہ اور طالبات کے زہرا ہائی اسکول کا دورہ کیا۔

اگلے دن پرائمری اسکولز کا دورہ کیا، ان میں مدرسہ علی بن ابی طالب بھی شامل تھا۔ ان دوروں میں جناب عبداللہ بن عمران بن تریم وزیر تعلیم بھی میرے ہمراہ تھے۔

ان ملاقاتوں میں طلبہ و طالبات کے ساتھ کئی معاملات پر گفتگو ہوئی۔ میں نے ان کے سوالات کے جوابات دیے اور بحث کے مرحلے میں ان کے سوالات اور معاملات پر سیر حاصل گفتگو کی۔

اتحاد کی پیشرفت کے متعلق میں نے کہا:

”اتحاد کو کئی چیلنج درپیش ہیں اور اسے کئی مشکلات کا سامنا ہے جو زیادہ تر استعماری دور کی پیدا کردہ ہیں مگر مثبت اور سنجیدہ اقدامات سے ان رکاوٹوں کو دور کیا جا سکتا ہے۔ بہت اخلاص کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں۔“

نوجوانوں کے کردار کے متعلق میں نے کہا:

”ہم نہیں سمجھتے کہ اتحاد صرف نوجوانوں کی آرزوؤں کی تکمیل ہے بلکہ یہ مکمل وحدت کی طرف نقطۂ آغاز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ وحدت کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھنا اور سمجھانا نوجوانوں کی ذمہ داری ہے۔‘‘

عورتوں کے مسائل اور قومی مجلس میں ان کی نمایندگی کے متعلق میں نے کہا:

’’ہم اپنے ملک میں عورتوں کے حقوق کی حمایت کرتے ہیں، بشرطیکہ وہ اپنی عربی اسلامی شخصیت کو اپنے لیے مناسب حقوق کے مطابق ڈھالیں۔ قوموں نے یہ وتیرہ اختیار کیا ہے کہ آزادیوں اور حقوق کے نام پر عورتوں کا استحصال کیا جاتا ہے مگر انھیں دیا کچھ نہیں جاتا۔ ہم مشرقی لوگ ہیں۔ یورپ میں بھی عورت کی نمایندگی انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ مشرق کے خطے میں عورت کے سامنے ابھی بہت راستے (مثلاً تعلیم) ہیں۔ جب ہم انھیں طے کر لیں گے تو ممکن ہے کہ اس مرحلہ تک بھی وہ پہنچ جائے۔ مقصد یہ ہے کہ عورت کی حقیقی شخصیت پر مبنی اس کا باپردہ وقار محفوظ رہے۔ ہمارا دین اس کے تمام جائز شرعی حقوق کے لیے پوری طرح اس کے ساتھ کھڑا ہے۔‘‘

عوام کے علم و شعور کے حوالے سے میں نے کہا: ’’ہم چاہتے ہیں کہ نئی نسل زیادہ سے زیادہ باخبر اور باکمال ہو اور وہ علم و دانش، ثقافت، ایمان اور حبِ وطن کے تمام ہتھیاروں سے مسلح ہو۔‘‘

یونیورسٹی کی تعلیم کے متعلق میں نے کہا:

’’جب طلبہ تعلیم سے آراستہ ہو کر، اعلیٰ تعلیم کے مرحلہ میں پہنچتے ہیں، وہ یونیورسٹی میں داخلہ لیتے ہیں تو ہمیں دلی خوشی ہوتی ہے۔ جو طلبہ مختلف یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں، انھیں چاہیے کہ وہ بیرونی ممالک میں اپنے ملک کی نمایندگی کریں اور اپنی شخصیت اور مردانہ وقار کا پورا لحاظ رکھیں۔‘‘

سرکاری ملازمتوں کے متعلق میں نے بتایا:

’’اس وقت حکومت کے اکیس (21) ہزار سرکاری ملازم ہیں۔ اگلے سال کے دوران دس (10) ہزار مزید ملازمتوں کے مواقع پیدا کیے جا رہے ہیں۔‘‘

ریاستوں کی حدود پر اختلافات کے متعلق میں نے کہا:

’’یہ چند کلو میٹر کے مسائل ہیں جو ہم مل جل کر جلد حل کر لیں گے۔ یہ مسائل استعماری قوتوں نے خود کھڑے کیے تھے تاکہ وہ یہاں سے نکلنے کے بعد بھی اپنے مقاصد حاصل کرتے رہیں۔ استعماری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوتوں کو اس علاقے کی اہمیت کا اندازہ تھا، اس لیے انھوں نے بھائیوں کے درمیان اختلافات کے بیج بوئے، ملکی سطح پر بھی اور عالمِ عرب کی سطح پر بھی۔ اس کے برعکس وہ چاہتے تھے کہ ہندوستان تقسیم نہ ہو، چنانچہ ہندوستان پر انھوں نے تقسیم تھوپنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عرب ممالک کی نسبت ہندوستان ان کے لیے نفع بخش نہیں ہوسکتا۔"

ہمارے علاقے میں بیرونی لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے متعلق میں نے طلبہ و طالبات کو بتایا:

"ہمیں عربوں اور اجنبیوں کے درمیان فرق کرنا چاہیے۔ اب غیر ملکیوں کی تعداد واقعتاً بڑھ گئی ہے، یہ گزشتہ کچھ عرصہ سے ہوا ہے، لیکن اس کا ملک کو کوئی نقصان نہیں ہے۔ بڑے منصوبے بروئے کار آنے سے غیر ملکیوں کی کثیر تعداد سے چھٹکارا پانا ممکن ہے۔ وزارتِ عمل نے پچھلے برسوں میں مقامی عربوں کے ہاتھوں منصوبے مکمل کرانے کی کوشش کی مگر مشکلات بڑھ گئیں کیونکہ اردگرد کے ممالک میں غیر ملکی ماہرین بلانے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔"

بعض گروہوں کی مسئلہ فلسطین پر منفی سوچ کے متعلق میں نے کہا:

"یہ ہمارا اساسی مسئلہ ہے۔ اسی نے ہمیں استعمار کے خلاف اکٹھا کیا ہے۔ یہ صرف فلسطین کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ ایک خاندان کی طرح عرب قوم کا مسئلہ ہے۔ اسرائیل کی توسیع پسندی فلسطین کی حدود سے آگے تک ہے۔ یہ اسرائیلی افکار ہیں جن کے جراثیم وہاں سے نکل کر آگے پھیل رہے ہیں۔ ہم استعمار کے خلاف عربی وحدت کو مضبوط کریں گے۔"

ایک طالب علم نے ملک کے بعض حصوں میں نئے ایئر پورٹ اور بندرگاہوں کی تعمیر کے متعلق سوال کیا تو میں نے کہا:

"ہمارا علاقہ تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ شہری آبادیاں گنجان ہو رہی ہیں، اس لیے صنعت وتجارت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ان بنیادوں پر کئی میدانوں میں وسعت کی ضرورت ہے۔ آبادیاں بھی تیزی کے ساتھ آپس میں جڑ رہی ہیں۔ جلد ہی ابوظبی، دبئی اور شارجہ مل جائیں گے تو متحدہ عرب امارات میں ایسے معاملات پر منصوبہ بندی کی اشد ضرورت ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

زہراء گرلز ہائی اسکول کی ایک طالبہ کے سوال پر میں نے کہا:

''استعماری قوتوں نے عرب دنیا کے حصے بخرے کرنے کی بہت کوشش کی، جبکہ دوسرے ملکوں میں وہ یہ نہ کر سکے، کیوں؟ اس لیے کہ وسائل سے مالا مال عرب دنیا کی اقتصادی و جغرافیائی اہمیت ان کی نظروں میں تھی۔ اس خطے میں چار اہم آبنائیں ہیں۔ [1] یہاں اقتصادی وحدت کے قیام کے تمام عوامل موجود ہیں۔ اس خطے کی تاریخ مشترک، زبان ایک اور صحیح اور مضبوط عقیدہ ایک ہے۔''

الشیخ محمد بن سلطان قاسمی کی وفات:

7 فروری 1977ء بروز سوموار کی صبح الشیخ محمد بن سلطان القاسمی صدر محکمہ تیل (شارجہ) اور سابق وزیر محنت کا جنازہ اٹھایا گیا۔ ان کی وفات 5 فروری 1977ء کو لندن میں ہوئی تھی۔

شرکاء جنازہ میں میرے ساتھ حاکم راس الخیمہ الشیخ صقر بن محمد القاسمی، عجمان کے ولی عہد الشیخ راشد بن احمد المعلا، مرحوم کے بیٹے، بھائی، چچا زاد، شیوخ، وزراء، افسران اور سفراء تھے، نیز عوام کی بڑی تعداد شریکِ جنازہ تھی۔

ایوانِ حاکم، شارجہ سے وفات کا اعلان کیا گیا۔ تیئیس وزراء نے بھی تعزیت نامہ جاری کیا اور وزراء کا ہفتہ وار اجلاس مرحوم کے سوگ میں منسوخ کر دیا گیا۔

---

[1] عالمِ عرب کی چار اہم آبنائیں ہیں جن میں سے خلیج کا تیل جنوبی و مغربی یورپ اور امریکہ تک جاتا ہے۔
① آبنائے ہرمز: یہ خلیج عربی (خلیج فارس) کو خلیج عُمان سے ملاتی ہے۔ اس کے ایک طرف ایران ہے اور دوسری جانب عُمان اور متحدہ عرب امارات۔ آبنائے ہرمز سے ایران، عراق، کویت، سعودی عرب، بحرین، قطر اور متحدہ عرب امارات کا تیل ٹینکروں کے ذریعے سے ایشیا، یورپ اور امریکہ کو بھیجا جاتا ہے۔ ② آبنائے جبل الطارق: یہ آبنائے بحیرۂ روم کو بحرِ اوقیانوس سے ملاتی ہے۔ اس کے شمال میں برطانوی مقبوضہ جبرالٹر اور سپین ہیں اور جنوب میں مراکش۔ ③ نہر سویز: یہ ایک مصنوعی آبنائے ہے جو بحیرۂ روم کو بحیرۂ قلزم (بحیرۂ احمر) سے ملاتی ہے۔ یہ مصر میں واقع ہے۔ ④ باب المندب: یہ بحیرۂ عرب اور خلیج عدن کو بحیرۂ احمر سے ملاتی ہے۔ اس کے ایک جانب یمن ہے اور دوسری جانب افریقی ملک جبوتی۔ جبوتی میں امریکہ اور فرانس کے فوجی اڈے ہیں۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدر متحدہ قومی مجلس کا انتخاب:

اتحاد کی قومی مجلس (اسمبلی) کے تیسرے دورانیے کے آغاز سے قبل ہی یکم مارچ 1977ء بروز منگل اس کے صدر کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس کے لیے جناب تریم بن عمران بن تریم کو صدر منتخب کرلیا گیا۔ وہ میرے عزیز ترین دوست ہیں۔ ہماری سوچ، خواہش اور جستجو ایک جیسی ہوتی ہے۔ ہم آغاز تعلیم سے اور پھر قاہرہ یونیورسٹی سے فراغت تک اکٹھے رہے۔ وہ شعبہ سوشیالوجی سے 1968ء میں اور میں شعبہ زراعت سے 1971ء میں فارغ التحصیل ہوا۔

میرے اور تریم بن عمران کے مابین فراغت کا جو تین سال کا فرق ہے، یہ وہی عرصہ ہے جو میں نے ٹیکنیکل اسکول شارجہ میں بطور مدرس گزارا تھا۔ حاکم شارجہ مرحوم الشیخ خالد بن محمد القاسمی کے دور میں تریم شارجہ میں عوامی معاملات کے شعبہ کے صدر رہے۔

انھوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمران بن تریم کے ساتھ مل کر اس ملک کا پہلا روزنامہ اخبار الخلیج اور پہلا ہفتہ وار جریدہ الشروق جاری کیا۔ یہ دونوں 1970ء میں شروع ہوئے۔ اتحادی حکومت کے قیام کے ساتھ ہی وہ قاہرہ میں متحدہ عرب امارات کے سفیر کے منصب پر فائز ہوئے۔ انھوں نے عرب لیگ میں بھی متحدہ عرب امارات کی نمایندگی کی۔

عرب یورپ مذاکرات میں ان کا بڑا اہم کردار رہا اور ابوظبی میں مذاکرات کا جو دور 1975ء میں ہوا، وہ انھی کی سربراہی میں ہوا۔

عرب جمہوریہ شام کا سرکاری دورہ:

18 مارچ 1977ء بروز جمعہ کی شام میں عرب جمہوریہ شام کے سرکاری دورے پر دمشق پہنچا۔ شام میں چار دن کی مصروفیت تھی۔ عرب جمہوریہ شام کے صدر حافظ الاسد نے میرا استقبال کیا۔ میں نے اسرائیلی صہیونیوں کے مقابلے میں سرگرم محاذ القنیطرہ کا بھی دورہ کیا۔[1] نیز میں نے شام کے بعض کارخانے اور

[1] القنیطرہ: یہ شام کے اسرائیل سے متصل علاقہ جولان (Golan) کا اہم شہر ہے۔ جولان کے ایک بڑے حصے پر اسرائیلی جون ◄◄

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عجائب گھر دیکھے۔

مملکت عربیہ سعودیہ کا دورہ:

7 مئی 1977ء بروز منگل کی صبح میں مملکت عربیہ سعودیہ کے ایک روزہ دورے پر سعودی عرب پہنچا۔ ریاض میں ہم نے شاہ خالد بن عبدالعزیز آل سعود کو بیرونِ ملک کامیاب علاج اور سفر سے بخیریت واپسی پر مبارک باد پیش کی۔

ائیر پورٹ پر ہمارا استقبال الریاض صوبہ کے گورنر امیر سلمان بن عبدالعزیز آل سعود نے کیا۔ میں نے شاہ خالد بن عبدالعزیز آل سعود کے ساتھ ملاقات میں ولی عہد جناب فہد بن عبدالعزیز آل سعود کی موجودگی میں متحدہ عرب امارات کے صدر، حکمرانوں، وزراء، ارباب اقتدار اور عوام کی طرف سے ان جذبات کی ترجمانی کی جو وہ حقیقی برادر ملک مملکت عربیہ سعودیہ اور اس کی راہنما حکومت کے بارے میں رکھتے ہیں۔

◄◄ 1967ء کی جنگ سے قابض ہیں۔ اسرائیل کے سرپرست امریکہ نے مارچ 2019ء میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مقبوضہ جولان کو اسرائیل کا حصہ تسلیم کرلیا۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواں باب

ہمارا دستور قرآن ہے!

اتحاد کی مجلس اعلیٰ کے اجلاس منعقدہ 6 نومبر 1976ء میں سال 1977ء کے لیے مالی امور کی وزارتی کمیٹی کی طرف سے بجٹ منصوبہ پیش کیا گیا۔

بجٹ منصوبہ بہت بڑا تھا، اس پر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت تھی۔ نائب صدر الشیخ راشد بن سعید المکتوم نے صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کو مشورہ دیا کہ میں وزارتی کمیٹی کی صدارت کروں جس میں حاکم الفجیرۃ الشیخ حمد بن محمد الشرقی، ولی عہد عجمان الشیخ حمید بن راشد النعیمی اور وزارتی کمیٹی کے اراکین شامل ہوں اور کمیٹی بجٹ کا جائزہ لے کر بہتر اور قابل عمل سفارشات پیش کرے۔ اس کام پر ہمارے چار ماہ صرف ہوئے۔

9 جون 1977ء بروز ہفتہ اتحاد کی مجلس اعلیٰ نے یہ بجٹ منظور کر لیا۔

21 جون 1977ء بروز منگل میں نے صدر جناب الشیخ زاید سے ملاقات کی اور انھیں بتایا کہ میں اتحاد کی مجلس اعلیٰ کے آئندہ اجلاس میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں، جس کا مختصر مدعا بھی میں نے بتا دیا۔ صدر صاحب نے میری تجویز سے موافقت کی۔ میں نے بجٹ پر سیر حاصل گفتگو کی اور ساتھیوں کے سوالات کے جوابات بھی دیے۔ احمد رحمت العامری کے عبوری دستور کے متعلق ایک سوال پر میں نے کہا: ”ہم ایک اسلامی ملک ہیں اور کئی لوگ اس بات کو خلط ملط کر کے لفظ دستور کا اطلاق قانون سازی کی شقوں پر کرتے ہیں جبکہ دستور تو قرآن کریم ہے۔ جب تک ہم ایک اسلامی ملک ہیں، ہم پر لازم ہے کہ اس دستور میں جو کچھ درج ہے، ہم اس کو نافذ کریں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دسواں باب

الشیخ زاید طہران میں

ایران کے بادشاہ محمد رضا شاہ پہلوی کی دعوت پر الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان نے یکم نومبر 1977ء سے سرکاری دورہ ایران کی دعوت قبول کر لی۔

الشیخ زاید کے دورہ طہران کا پروگرام:

شاہ نے مجھ سے درخواست کی کہ الشیخ زاید کے دورہ طہران سے قبل میں دورہ کروں۔ یہ اس گفتگو کا نتیجہ تھا جو شاہ کے اور میرے دوست کیم روز ویلٹ کے درمیان ہوئی۔ وہ اس علاقے میں امریکی سی آئی اے کا سٹیشن چیف تھا جبکہ ایرانی وزیر اعظم محمد مصدق کا دور حکومت تھا، جس نے 1951ء میں ایرانی تیل کو قومیا لیا تھا۔ شاہِ ایران محمد رضا پہلوی ملک سے فرار ہو گئے تھے اور پھر کم روز ویلٹ نے شاہ کو تخت واپس دلایا تھا۔

کیم روز ویلٹ شاہ ایران سے ملاقات کے لیے جانے سے قبل مجھ سے شارجہ میں ملا تھا۔ میں نے ہی اس کو الشیخ زاید کے آئندہ دورہ طہران کی خبر دی تھی۔ میں نے اسے بتایا تھا:

"الشیخ زاید میرے دوست ہیں۔ میں انھیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ الشیخ زاید کی جو تصویر شاہ کے سامنے پیش کی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ شاہ الشیخ زاید کو اپنا دوست بنائے، لہٰذا ضروری ہے کہ الشیخ زاید کا طہران میں ایسا استقبال ہو جس سے پتہ چلے کہ شاہ کے ذہن سے الشیخ زاید کی وہ تصویر محو ہو چکی ہے جو پہلے اس کے ہاں بن چکی تھی۔"

میرے دورہ ایران سے قبل یمن اور سوڈان کے دورے بھی طے ہو چکے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یمن کا دورہ جو نہ ہو سکا:

20 دسمبر 1976ء کو بیجنگ جاتے ہوئے جب یمنی صدر ابراہیم الحمدی شارجہ آئے تو وہ مجھے دورہ یمن کی دعوت دے کر کہہ گئے تھے کہ اس کا پروگرام بعد میں طے کیا جائے گا۔

میرا دورہ یمن اکتوبر 1977ء کے دوسرے نصف میں طے کیا گیا تھا، لیکن 12 اکتوبر 1977ء کو غداروں کے ہاتھوں صدر ابراہیم الحمدی کا قتل ہو گیا۔ اس طرح میرے دورہ یمن کا بھی قتل ہو گیا۔

سوڈان کا دورہ:

پچھلے سال سے یہ دورہ ملتوی چلا آرہا تھا، جس کی وجہ وہاں چند قتل کے واقعات تھے۔

22 اکتوبر 1977ء بروز ہفتہ سے ہمارا دورہ سوڈان شروع ہوا۔ اس میں مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل وفد بھی ہمراہ تھا۔

① الشیخ احمد بن سلطان القاسمی، وزیر مملکت

② جناب حمودة بن علی الظاہری، وزیر مملکت برائے امور خارجہ

③ جناب عبداللہ بن عمران بن تریم، وزیر برائے تعلیم و تربیت اور امور نوجواناں۔

④ جناب سلطان السویدی، شارجہ میں پروٹوکول انچارج

خرطوم کے ہوائی اڈے پر ہمارے استقبال کے لیے جمہوریہ سوڈان کے نائب صدر اول ابوالقاسم محمد ابراہیم، جناب رشید طاہر بکر، بڑی تعداد میں وزراء اور سوڈان کے اعلیٰ حکام موجود تھے۔ اس سفر میں سوڈانی صدر جعفر النمیری کے ساتھ ملاقات ہوئی اور ہم نے الجزیرہ [1] کے زراعتی منصوبے کا دورہ کیا۔

[1] الجزیرہ: خرطوم (سوڈان) کے مقام پر دریائے نیل کی دو بڑی شاخیں مل کر دریائے نیل بنتا ہے، وہ شاخیں ہیں: ① نیل ابیض (White Nile) جو جھیل وکٹوریہ اور یوگنڈا سے آ کر جنوبی سوڈان اور سوڈان میں بہتا ہے۔ ② نیل ازرق (Blue Nile) جو ایتھوپیا کی جھیل تانا سے نکل کر سوڈان میں داخل ہوتا ہے۔ نیل ابیض اور نیل ازرق کے درمیان کا علاقہ الجزیرہ کہلاتا ہے اور یہاں اس نام کا صوبہ بھی ہے۔ اسی طرح دریائے دجلہ اور دریائے فرات کا درمیانی علاقہ بھی تاریخی طور پر الجزیرہ کے نام سے موسوم ◄

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایران کا دورہ:

ہم 25 اکتوبر 1977ء کو طہران جانے کے لیے خرطوم ائیر پورٹ سے روانہ ہوئے۔ طہران ائیر پورٹ پر متعدد ایرانی وزراء اور حکام نے ہمارے وفد کا استقبال کیا۔

محمد رضا پہلوی شاہ ایران کے ساتھ ان کے محل میں ملاقات ہوئی۔ ان سے درج ذیل گفتگو ہوئی۔ میں نے کہا:

کیا آپ کیم روز ویلٹ سے ملے تھے؟

شاہ نے مسکرا کر کہا: ہاں، اور تم اپنے ساتھی کے لیے کیا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: مکمل اکرام، عزت اور استقبال۔

شاہ نے کہا: آپ نصیری سے مل لیں، وہ آپ کی ڈیمانڈ کے مطابق ہی پروگرام بنائے گا۔

جس دفتر میں ہماری ملاقات ہوئی، وہ محل کے ایک کونے میں تھا۔ میں وہاں سے نکل کر شاہی کار کے پاس آیا تو شاہ نے خود دروازہ کھولا اور میرے کار میں بیٹھنے کے بعد بند بھی کیا۔

شاہ مجھے محل کا باغیچہ دکھانے بھی لے گئے۔ وہاں سے ہم محل کی بڑی عمارت میں پچھلے دروازے سے داخل ہوئے۔ محل کے اندر بھی شاہ نے مجھے محل کے تمام حصے دکھائے، حتیٰ کہ ہم اس نشست گاہ میں پہنچے جہاں میرے ہمراہ آنے والا وفد بیٹھا تھا۔

وفد کے ساتھ تحائف کے تبادلے کے بعد ہم کھانے کی میز پر پہنچے۔ جب ہمارے سامنے چاول رکھے گئے تو جناب حمودۃ بن علی الظاہری نے چاولوں سے ایک دانہ پکڑا۔ وہ اپنی انگشت شہادت پر اس دانے کو ماپنے لگے۔ شاہ اس پر متوجہ ہوئے اور کہا: یہ لمبی قسم کے چاول ہیں۔ کئی دفعہ پکاتے ہوئے ٹوٹ جاتے ہیں، لیکن ان کے پکانے کا ایک خاص طریقہ ہے کہ چاول گرم پانی میں ڈالے جاتے ہیں، پھر انھیں ہلکی آنچ پر رکھا جاتا

◄◄ ہے۔ جہاں دریائے نیل ڈیلٹا بنا کر بحیرۂ روم میں گرتا ہے، وہاں نیل کی دو شاخوں کے درمیانی علاقے کو بھی الجزیرہ کہتے ہیں جو مصر کا ایک صوبہ ہے۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، حتی کہ وہ صحیح سالم گل جاتے ہیں۔

جناب حمودۃ بن علی نے کہا: عیش الملک، ملک العیوش...... بادشاہ کی گزران (عیش) گزرانوں کی بادشاہ ہے۔ لفظ عیش کو انھوں نے خاص مقامی لہجے میں بولا جس کا مطلب چاول بھی ہے۔

اس روز شام کو وزیر اعظم آموزگار نے ہمیں شام کے کھانے کی دعوت دی۔ میرے دائیں ہاتھ میز پر جناب نصیری تھے جو ایرانی خفیہ پولیس ساوک کے سربراہ تھے۔ نصیری نے مجھے بتایا: شاہ ایران نے میری ذمہ داری لگائی ہے کہ میں آپ کے ساتھ مل کر الشیخ زاید کے دورہ طہران کا پروگرام طے کروں۔

میں نے پوچھا: آپ الشیخ زاید جیسے آدمی کے لیے کس طرح پروگرام مرتب کرتے ہیں؟

نصیری نے کہا: کسی بھی سربراہ مملکت کی طرح۔

میں نے کہا: اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے؟

انھوں نے کہا: جب شاہ کسی سرکاری دورے پر جائے یا اس سے واپس آئے۔

میں نے کہا: بتایئے وہ کس طرح ہوتا ہے؟

کہا: آداب وسلام اور گارڈ آف آنر کے معاینے کے بعد شاہ سونے کی ایک بگھی پر سوار ہوتے ہیں جسے عمدہ سفید گھوڑے کھینچتے ہیں۔ اس بگھی کے دائیں بائیں سوشہسواروں کا گھیرا ہوتا ہے، حتی کہ وہ شہ باد آریامہر کی گراؤنڈ میں پہنچتا ہے۔ وہاں رقاصائیں شمعیں اور اگر بتیاں اٹھائے قومی رقص پیش کرتی ہیں۔

میں نے کہا: میں الشیخ زاید کے لیے ایسے ہی چاہتا ہوں۔

نصیری نے کہا: آپ بتائیں؟ اگر میں یہ کردوں تو پہلے والے مہمان ناراض ہوں گے اور آئندہ والے اس کا مطالبہ کریں گے۔

میں نے کہا: تم شاہ سے پوچھ لو۔ اگر وہ نہ مانیں تو پھر جو کچھ بھی وہ اپنے مہمان کے لیے پیش کریں گے، ان کی مرضی ہے۔

سید نصیری مجھے کچھ دیر کے لیے اکیلا چھوڑ گئے، پھر آئے تو میرے دائیں ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے بولے: شاہ نے آپ کا مطالبہ مان لیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

15 ذی القعدہ 1397ھ بمطابق 28 اکتوبر 1977ء کو میں طہران سے شارجہ واپس آ گیا۔ یہاں میرے سامنے ایک سنگین معاملہ تھا۔ ابوظبی ائیر پورٹ پر امور خارجہ کے وزیر مملکت جناب سیف بن غباش ایک منظم مجرمانہ حملے میں ناکردہ گناہ کی بھینٹ چڑھ کر شہادت پا گئے۔

شامی وزیرِ خارجہ کا پُر اسرار معاملہ

اسی دن شام کے وزیر خارجہ جناب عبدالحلیم خدام ابوظبی کے دورے پر آئے۔ ائیر پورٹ پر ان کے استقبال کے لیے سیف بن غباش موجود تھے کہ ان پر گولی چلائی گئی۔ وہ سید عبدالحلیم خدام کے بجائے سیف بن غباش کو جا لگی جس سے وہ موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔

مجھے عرب جمہوریہ شام کے صدر حافظ الاسد کے ساتھ اپنی ملاقات یاد آ گئی۔ میں شام کے سرکاری دورے پر تھا۔ 18 مارچ 1977ء کو میں وہاں پہنچا تھا اور 21 مارچ کو میرے دورے کا آخری دن تھا۔

یہ ملاقات میری درخواست پر ہوئی تھی۔ جس موضوع پر گفتگو کے لیے میں ان سے ملا تھا، اس پر تفصیلی بات چیت سے قبل وہاں سید عبدالحلیم خدام آ گئے۔ میں خاموش ہو گیا اور خاصی دیر تک خاموش رہا۔ مجبوراً میں حافظ الاسد سے اجازت طلب کر کے وہاں سے نکل آیا۔ دار الضیافت سے ائیر پورٹ کی طرف جانے سے پہلے ایوان صدر سے پیغام آیا کہ عبدالحلیم خدام کی معیت میں شارجہ کا وفد ائیر پورٹ پر پہنچ جائے، لیکن الشیخ سلطان القاسمی اکیلے صدر حافظ الاسد کے ساتھ ملاقات کر کے جائیں۔

دورانِ ملاقات صدر حافظ الاسد نے کہا: جب عبدالحلیم خدام آئے تو آپ نے اس موضوع پر خاموشی کیوں اختیار کر لی؟

میں نے کہا: وہ موضوع عبدالحلیم خدام کے متعلق تھا۔

صدر حافظ الاسد نے کہا: وہ کیا بات ہے؟

میں نے کہا: دمشق پہنچنے کے بعد جب ہم عبدالحلیم خدام سے ملاقات کے لیے ان کے دفتر میں گئے، وہ صدام حسین اور ان کے ساتھیوں کو گالیاں دینے لگے۔ انھوں نے دھمکی دی کہ وہ ایک گھنٹے میں بغداد پر قبضہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر سکتے ہیں۔ وہ یاسر عرفات اور ان کے ساتھی فلسطینیوں کو بھی گالیاں دے رہے تھے۔

جناب صدر! ایک وفد کے سامنے اور دیگر لوگوں کی موجودگی میں ایسی گفتگو مناسب نہیں ہوتی۔ اس بات کا نقصان اکیلے عبدالحلیم خدام کو نہیں ہوگا بلکہ پورے ملک شام کو ہو سکتا ہے۔

میں جب صدر سے رخصت ہوا تو جو کچھ میں نے بتایا تھا، وہ اس کے بارے میں سوچنے لگے۔

ابوظبی ایئرپورٹ کے حادثے کے فوراً بعد اتحاد کی مجلس اعلیٰ کا ہنگامی اجلاس، نیز کابینہ کا ہنگامی اجلاس 29 اکتوبر 1977ء بروز ہفتہ کو طلب کیا گیا۔ اتحاد کی مجلس اعلیٰ نے یہ بیان جاری کیا:

''قیام امن کے اداروں کو اپنے کام میں بہتری لانی چاہیے۔''

بحث مباحثہ کے دوران یہ بات بھی سامنے آئی کہ امن وامان کے انتظامات تسلی بخش نہیں تھے۔

قاتل پکڑ لیا گیا، اس کا تعلق عراقی فلسطینی گروہ سے تھا۔

جس استقبال کا انتظار تھا:

19 ذی قعدہ 1397ھ بمطابق یکم نومبر 1977ء بروز منگل میں اتحاد کی مجلس اعلیٰ کے اراکین کے ہمراہ ابو ظبی ایئرپورٹ پر صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کو رخصت کرنے کے لیے موجود تھا۔ وہ ابوظبی کے ہوائی اڈے سے ایران کے سرکاری دورے کے لیے روانہ ہو رہے تھے۔

پھر میں شارجہ لوٹ آیا۔ میں نے طویل انتظار کیا۔ میں طہران ایئرپورٹ پہنچنے پر صدر صاحب کے استقبال کی خبریں معلوم کرنا چاہتا تھا، حتی کہ اگلے دن اخبار الاتحاد کے صفحات پر اس استقبال کی خبریں اس طرح آئیں کہ یہ سرکاری، قومی اور بھرپور استقبال تھا۔ وہ دوپہر بارہ بجے چھ روزہ سرکاری دورے پر شہنشاہ محمد رضا پہلوی شاہ ایران کی دعوت پر پہنچے تھے۔ صدر صاحب کا طہران ایئرپورٹ پر استقبال کرنے والوں میں سب سے نمایاں خود شہنشاہ محمد رضا پہلوی تھے۔ وزراء، ارباب حکومت، ایران میں عرب اور دیگر ممالک کے سفارتی حلقوں کے لوگ بھی بڑی تعداد میں استقبال کے لیے آئے تھے۔

جب جناب صدر کا طیارہ طہران کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا، طہران میں امارات کے سفیر عیسیٰ خلفان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاز کی سیڑھیوں پر چڑھ گئے۔ وہ صدر صاحب کے ساتھ ائیر پورٹ کی سرزمین پر اترے۔ طیارے کی سیڑھی کے سامنے سب سے آگے شاہ ایران محمد رضا پہلوی موجود تھے۔ دونوں لیڈروں نے طویل معانقہ کیا، کچھ دیر تک باہمی محبت کی بات ہوئی، پھر ایک پھول سی بچی نے ایران کے اس بڑے مہمان کو پھولوں کے گلدستے کا تحفہ پیش کیا۔

پھر جناب صدر نے اپنے وفد کے ارکان کو شاہ ایران سے ملوایا۔ وفد کے ارکان یہ تھے:

❀ الشیخ مبارک بن محمد، وزیر داخلہ ❀ الشیخ محمد بن راشد، وزیر دفاع ❀ الشیخ احمد خلیفہ السویدی، وزیر خارجہ ❀ الشیخ سلطان بن احمد المعلا، وزیر تجارت واقتصادیات ❀ ڈاکٹر مانع سعید العتیبہ، وزیر تیل اور معدنی ذخائر ❀ جناب سعید غباش، وزیر منصوبہ بندی ❀ جناب سعید درکی، انچارج شعبہ پروٹوکول ❀ جناب علی الشرفا، ایوان صدر مملکت کے انچارج ❀ جناب عبد اللہ النویس، نمائندہ وزارت اطلاعات ❀ اور جناب عبدالرحیم المحمود، وزارت خارجہ کے انچارج وزیر۔

شاہ ایران نے ایران کی طرف سے استقبالیہ اراکین میں سے نمایاں افراد کا جناب صدر سے تعارف کرایا:

❀ جناب جمشید آموزگار، وزیر اعظم ❀ جناب جعفر شریف، صدر سینیٹ ❀ جناب عبداللہ ریاض، صدر قومی اسمبلی ❀ جناب امیر عباس ہویدا، وزیر قصر شاہی ❀ جناب عباس خلعت باری، وزیر خارجہ ❀ اور جناب غلام رضا، قائد ایوان۔

جناب صدر کے ان افراد سے مصافحہ کے بعد، دونوں سربراہ طہران ائیر پورٹ کے وسط میں بنائے گئے سلامی کے چبوترے پر گئے۔ ہر طرف ایران اور امارات کے جھنڈے لہرا رہے تھے، پھر جا بجا پھول بکھیرے گئے تھے۔ یہاں دونوں ملکوں کے قومی ترانوں کی دھنیں بجائی گئیں۔

اس دوران میں معزز مہمان کو اکیس (21) توپوں کی سلامی دی گئی۔ اس کے ساتھ ہی سات (7) جنگی جہازوں نے فضا میں خوبصورت انداز سے چکر لگائے، پھر دونوں لیڈروں نے گارڈ آف آنر کا معاینہ کیا جس میں دو سو سپاہی شامل تھے۔

فوجی پریڈ کے بعد جناب صدر اور شاہ ایران نے طہران میں متعین امارات کے سفارتی عملے سے مصافحہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ طہران ائیر پورٹ پر سرکاری رسومات ختم ہوئیں تو دونوں لیڈر شہ باد آریا مہر گراؤنڈ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ ایک بگھی میں سوار تھے، جسے سفید رنگ کے چھ (6) عمدہ گھوڑے کھینچ رہے تھے۔ شہسواروں کی ایک پلٹن نے اس بگھی کو حصار میں لے رکھا تھا، جن کی تعداد ڈیڑھ سو سے زیادہ تھی۔ ان کے گھوڑے کالے تھے۔ وہ چار حصوں میں اکٹھے قدم اٹھاتے اور رکھتے تھے۔ سارے راستے میں اس گراؤنڈ تک دونوں ملکوں کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔

راستے کے دونوں جانب طلبہ، طالبات اور ایرانی شہریوں کا جم غفیر موجود تھا۔ ان کی وجہ سے سڑکیں تنگ پڑ گئی تھیں۔ انھوں نے امارات کے جھنڈے اٹھا رکھے تھے۔ وہ خوش آمدید کے نغمے بیک زبان دہرا رہے تھے۔ بچوں، جوانوں، بوڑھوں، مردوں، عورتوں غرض سب کے چہروں پر اس دورے کی وجہ سے خوشی کے آثار تھے، ایرانی دارالحکومت میں اس دن درجہ حرارت بارہ (12) سینٹی گریڈ تھا۔

میدان شہ آباد آریا مہر کے سامنے پہنچنے پر اس میدان کے گرد چکر لگایا گیا، جہاں شہریوں کی بڑی تعداد کی وجہ سے جگہ تنگ ہوگئی تھی۔ اس میدان کی پیمائش تقریباً دو ہزار مربع میٹر ہے۔ اس میں سبزہ، پھول اور گھاس بڑی کثرت سے ہیں اور تیس سے زیادہ آبی فوارے ہیں۔ یہاں دونوں لیڈر شاہی بگھی سے نیچے اترے، کیونکہ انھیں میدان کے وسط میں یادگاری تختی نصب کرنا تھی۔

جناب صدر کی آمد پر ایک ایرانی لڑکے اور لڑکی نے اگر بتیاں جلائیں۔ ہجوم کے باعث جناب صدر اور شاہِ ایران کے لیے یادگاری تختی نصب کرنا بہت مشکل ہوگیا، کیونکہ راستے کے دونوں جانب کئی تنظیموں اور نوجوانوں کی ٹولیوں نے لائنیں بنا رکھی تھیں، جو جناب صدر صاحب کے لیے خوش آمدید کہتے اور تالیاں بجا رہے تھے۔

یادگاری تختی کی تنصیب کے موقع پر ایرانی دارالحکومت کے میئر نے جناب صدر کی خدمت میں استقبالیہ خطبہ پیش کیا، جس میں ان اچھے روابط کا ذکر کیا گیا جو امارات و ایران کے تعلقات کو مضبوط کرتے ہیں۔

شہر کے میئر نے جناب صدر کو چاندی کے بنے ہوئے چار قیمتی برتنوں کا تحفہ پیش کیا، جن کی شکل قہوہ انڈیلنے والے برتن کی طرح تھی۔ جناب صدر نے شکریہ کے ساتھ یہ تحفہ قبول کرلیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میدان سے دونوں لیڈر گلستان محل چلے گئے، جہاں اس دورے کے دوران جناب صدر کا قیام رہا۔ ان کے اس پورے دورے میں ان کے لیے شاندار پروگرام پیش کیے جاتے رہے۔

دوسرے حصے کا اختتام:

متحدہ عرب امارات کی حکومت کا چھٹا سال مکمل ہونے پر جناب صدر الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان نے قوم کو ایک قیمتی اور دائمی تحفہ پیش کیا، وہ العین شہر میں متحدہ عرب امارات یونیورسٹی کا افتتاح تھا جو 10 نومبر 1977ء بروز جمعرات ہوا۔ اس موقع پر صدر صاحب نے کہا:

"مال کی بہترین سرمایہ کاری قوم کے بچوں، طالب علموں اور استادوں پر سرمایہ کاری ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی عزت و بزرگی دوبارہ حاصل کریں۔ یہ کام صرف مال کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ جب تک مال کے ساتھ علم نہ ہو جو راہ بتائے اور جب تک عقلیں نہ ہوں جو روشنی اور ہدایت بخشیں تو انجام مال کا ضیاع اور قلت ہوتا ہے۔"

5 دسمبر 1977ء کو صدر مملکت کی صدارت میں مجلسِ اعلیٰ نے درج ذیل اہم قراردادیں منظور کیں:

① مجلس اعلیٰ نے وزارتِ داخلہ کو امن و امان کے قیام اور غیر قانونی ترکِ وطن کو کنٹرول کرنے کے لیے وسیع اختیارات دیے۔

② شہریت اور اقامہ کے معاملات میں مقامی حکومتوں کو مداخلت سے روک دیا گیا۔

③ مسلح افواج کی تنظیم پر نظر ثانی کے لیے مزید ریسرچ ورک کیا جائے۔

④ کابینہ کو پورے ملک میں اتحادی قوانین و ضوابط کے نفاذ کی تاکید کی جائے۔

1978ء کے آغاز میں متحدہ عرب امارات کا نیا بجٹ پیش کیا گیا جس کا حجم 10 ارب 50 کروڑ درہم تھا۔ جناب الشیخ زاید نے عوام کو اہم غذائی اشیاء کی فراہمی کے لیے 5 کروڑ درہم کی منظوری دی اور عوامی فلیٹوں میں رہنے والے ہم وطنوں کو رہائش الاونس دینے کا حکم دیا۔ اور ترقی کا یہ سفر جاری ہے۔

اتحاد کی مجلس اعلیٰ کا اجلاس 19 مارچ 1979ء بروز سوموار منعقد ہوا۔ اس موقع پر ملک کے مختلف علاقوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں سے بڑا جلوس دارالحکومت ابوظبی پہنچا۔ یہ جلوس اجلاس کے مقام پر پہنچ گیا، ان کا مطالبہ وحدت کا تھا۔ الشیخ زاید اجلاس سے اٹھ کر جلوس کے پاس آئے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ کہہ رہے تھے:

”ہم ہمیشہ اسی طرح اپنے پرشوق سفر پر گامزن رہیں گے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تیسرا حصہ

تمہید

متحدہ عرب امارات کی حکومت پر 1971ء سے 1977ء تک کے حالات بہت سخت گزرے۔ یہ ایک نئی حکومت تھی، اس میں عرب دنیا کے لیے اتحاد کا ایک نمونہ تھا۔ شارجہ کی حکمرانی کے سبب مجھ پر بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی تھی کہ میں نہ صرف اتحاد کو مضبوط بنانے کی کوشش کروں بلکہ اسے شاہراہِ ترقی پر ڈالنے کے لیے بھی کوشاں رہوں، نیز عالمِ عرب کو جو چیلنج درپیش ہیں اور دشمن اس کے خلاف جو سازشیں اور جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے ہیں، ان کا سدِ باب کرنے کے ساتھ ساتھ عرب دنیا کی فکری و تہذیبی صلاحیتوں کو بھی اجاگر کرتا رہوں۔

دنیا میں عربوں اور مسلمانوں کی ممکنہ تصویر کیا ہونی چاہیے، مجھے اپنے کردار سے یقین تھا کہ وہ ایسے ہی ہو گی۔ میں نے مشرق اور مغرب میں اس کے لیے کوشش کی کہ عرب اور مسلم تہذیب مشترکہ طور پر انسانی تہذیب اور تمدن کا ساتھ دے۔ مجھے اس راہ میں بہت مشکلات پیش آئیں، لیکن وہ مشکلات اس عظیم مقصد کے سامنے آسان ہوتی گئیں۔ میری ان کوششوں کے کچھ حصے اس کتاب میں وضاحت کے ساتھ آئیں گے۔

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

ملکہ برطانیہ کی آمد

ملکہ برطانیہ کے شارجہ پہنچنے سے پہلے داخلی اور خارجی محاذوں پر کچھ معاملات پیش آئے، جن کا مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

عرب شطرنج یونین کی جنرل کانگرس:

15 جنوری 1979ء کی صبح میں نے عرب شطرنج یونین کی جنرل کانگرس کے اجلاس کا ہوٹل ہالیڈے ان (شارجہ) میں افتتاح کیا۔ اجلاس میں السید محمد عبید غباش نائب صدر شطرنج یونین (امارات) اور کویت کی شطرنج یونین کے نائب صدر نے بھی خطاب کیا اور متحدہ عرب امارات کا شکریہ ادا کیا۔

اس کا پس منظر یہ تھا کہ صہیونی دشمنوں نے تل ابیب میں شطرنج کے مقابلے رکھے تھے۔ انھی دنوں لیبیا میں بھی مقابلے رکھے گئے۔ لیکن ہم نے صہیونی منصوبہ ناکام بنا دیا اور متحدہ عرب امارات کے مقابلوں میں عرب اور غیر عرب پچھتر ممالک نے شرکت کی۔ یہ ہماری بہت بڑی کامیابی تھی۔ عرب شطرنج یونین کی جنرل کانگرس کے افتتاحی اجلاس کے بعد میں نے وفود کے اراکین سے ملاقاتیں کیں۔ میں نے ان کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم آپس کے اختلافات بھلا کر عرب اتحاد اور ترقی کے لیے کوشش کریں۔

شاہ ایران کی رخصتی:

کئی ماہ سے ہزاروں لوگ طہران کی سڑکوں پر شاہ کے خلاف مظاہرے کر رہے تھے جبکہ آرمی چیف فسادات اور ہنگاموں کا قلع قمع کرنے کی دھمکیاں دے رہا تھا۔ آخرکار 16 جنوری 1979ء کو شاہ ایران ملک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے رخصت ہوا تو شاہ اور اس کے حامیوں کی حکومت کے خلاف پر تشدد مظاہروں کی جگہ پر امن مظاہروں نے لے لی۔

20 جنوری 1979ء کی صبح میں نے الشیخ خلیفہ بن زاید آل نہیان سے ملاقات کی جو کہ ابوظبی کے ولی عہد تھے۔ یہ ملاقات ابوظبی میں ان کے محل واقع الخالدیہ میں ہوئی اور دو گھنٹے جاری رہی۔ اس میں تریم بن عمران بن تریم بھی موجود تھے۔ متحدہ عرب امارات کے حالات اور ضروریات پر سیر حاصل بحث ہوئی۔ ایران کے مسئلے کا بھی ذکر ہوا۔ ان دنوں الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان پاکستان کے دورے پر تھے جو 4 جنوری 1979ء کو شروع ہوا تھا۔

متحدہ عرب امارات کے لیے اقتصادی کانفرنس کا اجلاس:

21 جنوری 1979ء بروز اتوار وزیر منصوبہ بندی جناب سعید غباش نے ملک کی سب سے بڑی اقتصادی و مالیاتی کانفرنس کا افتتاح کیا۔ اس کانفرنس میں اقتصادی شعبے سے متعلق لوگوں، بینکوں، تجارتی مراکز کے ذمہ داران اور تحقیقی اداروں کے دوسو پچاس (250) سے زائد افراد نے شرکت کی۔ امریکہ کی سٹین فورڈ یونیورسٹی کے نمائندے بھی شریک ہوئے۔

وزیر تیل ڈاکٹر مانع سعید عتیبہ اور سعودی عرب کے وزیر منصوبہ بندی ڈاکٹر ہشام ناظر خاص طور پر شریک ہوئے۔ یہ کانفرنس تین دن تک ابوظبی میں جاری رہی۔ بعد میں شرکاء دبئی چلے گئے۔ وہاں بینکوں اور مالیاتی اداروں کے موضوع پر اجلاس ہوئے جن میں عبدالملک حمر صدر مالیاتی فنڈ اور عبداللطیف جابر ڈائریکٹر گلف کمپنی برائے صنعتی سرمایہ کاری نے بھی شرکت کی۔

25 جنوری کو شرکاء شارجہ پہنچے۔ یہاں گفتگو کا محور زرعی خدمات تھا۔ میں نے متحدہ عرب امارات میں زرعی ترقی کے موضوع پر کانفرنس میں اپنا مقالہ پیش کیا۔

سابق امریکی صدر جیرالڈ فولڈ امارات میں:

میں نے سابق امریکی صدر جیرالڈ فولڈ کو امارات آنے کی دعوت دی تھی۔ وہ جمعرات 25 جنوری 1979ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی صبح ابوظبی کے ایئرپورٹ پر اترے۔ میں نے ان کا استقبال کیا اور انھیں اپنے ہمراہ ابوظبی کے مشرف محل میں ولی عہد الشیخ خلیفہ بن زاید آل نہیان سے ملاقات کے لیے لے گیا۔

اس دن دوپہر کے وقت وفود کے ساتھ ملاقات طے ہوئی جس میں عرب امارات کی جانب سے الشیخ خلیفہ بن زاید آل نہیان ولی عہد ابوظبی کی سربراہی میں درج ذیل افراد شریک ہوئے:

- جناب احمد خلیفہ السویدی، وزیر خارجہ
- جناب سعید غباش، وزیر منصوبہ بندی
- جناب راشد عبداللہ، امور خارجہ کے وزیر مملکت

امریکی وفد سابق صدر جیرالڈ فورڈ کی سربراہی میں درج ذیل افراد پر مشتمل تھا:

- برنٹ سکوکرافٹ، سابق قومی مشیر سلامتی
- فرانسوا ڈکمان، امارات میں امریکی سفیر

خلیج کے علاقے میں امریکی سیاست اور انقلاب کے بعد ایران میں ترقی موضوع گفتگو رہے۔ اس ملاقات کے بعد میں اپنے مہمان کو شارجہ لے آیا۔

سہ پہر کو کھانے اور آرام کے بعد میں سابق امریکی صدر کو الرولۃ میدان میں لے گیا، جہاں ان کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی تھی۔ اس میدان کی پختہ سیڑھیوں پر اہلِ شارجہ کی بڑی تعداد موجود تھی۔ اس تقریب میں امارات کے قومی ترانے کے بعد شارجہ کے سکولوں کے طلبہ اور طالبات نے ایک نظم پیش کی جو استاد احمد ابوبکر کی تخلیق تھی۔

نظم کے الفاظ تھے:

چیونٹی کا بل ہوتا ہے۔
پرندے کا گھونسلا ہوتا ہے۔
بھیڑیے کی کچھار ہوتی ہے۔
لیکن فلسطینی کا کوئی گھر نہیں ہے۔

میں اس نظم کے ہر فقرے پر سابق صدر کو ترجمہ کر کے سناتا رہا، پھر کچھ طلبہ نے ٹیبلو اور دیگر پروگرام پیش کیے۔ اس کے بعد محفل موسیقی ہوئی اور آخر میں امارات کا قومی ترانہ پڑھا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمعرات 25 جنوری 1979ء کی شام میرے اور سابق امریکی صدر جیرالڈ فورڈ کے درمیان ملاقات ہوئی، جس میں برنٹ سکو کرافٹ بھی شریک تھے۔ فلسطین کا مسئلہ زیر بحث تھا۔ 1948ء میں جو بچے، عورتیں اور بوڑھے لوگ صہیونیوں نے ذبح کیے، خصوصاً بچوں کے وحشیانہ قتل کے بیان میں مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ سابق صدر صاحب میری باتوں سے بہت متاثر ہو رہے ہیں تو میں نے کہا:

''آپ میرے جذبات کے ساتھ اپنے احساسات نہ ملائیں، اپنی عقل سے فیصلہ کریں۔ مجھ سے یا کسی عربی سے سن کر نہیں، ان صہیونیوں کی تحریریں پڑھیں جو اس قتل عام میں شریک تھے، پھر فیصلہ کریں۔''

جیرالڈ فورڈ نے کہا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا: بندوق۔

اس نے مسکرا کر کہا: میں جیرالڈ فورڈ ہوں، آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟

میں نے کہا: ''میدان میں آپ نے بچوں کے ترانے سنے ہیں، وہ فلسطینیوں کے لیے وطن کا مطالبہ کر رہے تھے، میری آواز بھی ان میں شامل کر لیں۔''

اگلی صبح 26 جنوری 1979ء کو سابق امریکی صدر کے پاس امارات میں متعین امریکی سفیر فرانسوا ڈکمان آیا۔ ہم اس وقت ائیر پورٹ جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ امریکی سفیر نے جیرالڈ فورڈ سے میرے بارے میں پوچھا: گزشتہ رات آپ نے میرے دوست کو کیسا پایا؟

جیرالڈ فورڈ نے کہا: اس نے میرا دماغ الٹا کر کے آگے سے پیچھے کر دیا۔

1981ء میں مصری صدر انور سادات کے جنازے کی آخری رسومات میں سابق امریکی صدر جیرالڈ فورڈ بھی شریک تھے۔ میں نے سنا وہ صحافیوں سے بڑے واضح لفظوں میں کہہ رہے تھے:

''میں فلسطینیوں کے لیے الگ وطن کا مطالبہ کرتا ہوں۔''

خورفکان شہر کا دورہ:

ریاست شارجہ کے مشرقی علاقے کے شہر خورفکان کا دورہ 21 فروری 1979ء کو شروع ہوا۔ پہلے ہم خلیل بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد ہائی سکول پہنچے، سکول کے کمرے اور کلاسیں دیکھیں، پھر سکول کے صحن میں تمام طلبہ اور اساتذہ کے ساتھ ملاقات کی۔ ایک طالب علم اسماعیل عبداللہ نے سکول کی سرگرمیوں کی وضاحت کی کہ کس طرح طلبہ علم کے زیور سے آراستہ ہو کر ملک وقوم کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اس نے اپنے سکول کے نظام کو مقاصد کے حصول کے لیے بہتر قرار دیا۔ یہاں ایک مدرس عبدالمنعم عواد نے جو شاعر بھی ہیں، ایک قصیدہ پیش کیا، جس میں حاکم شارجہ کی ملکی ترقی اور تعلیمی حوالے سے پیش کی گئی خدمات پر روشنی ڈالی گئی تھی۔

میں نے ان سب کا شکریہ ادا کرنے کے بعد کہا:

''ہماری حکومت امارات کی وحدت اور استعماری دور کے اثرات کے خاتمے کے لیے کوشاں ہے۔ وحدت کے تجربے میں مشکلات بھی پیش آتی ہیں، اس حوالے سے جرمنی کی مثال دی جاسکتی ہے۔''

جرمنی کی وحدت قائم کرنے والے بسمارک کے ہاں لوگ بڑی تعداد میں مبارک دینے گئے تو اس نے کہا: میرا شکریہ ادا نہ کرو بلکہ استاد کا شکریہ ادا کرو۔ [1]

ہم یہ ذمہ داری اپنے اساتذہ بھائیوں پر ڈالتے ہیں کہ وہ طلبہ کے دل و دماغ میں اتحاد کے بیج بو دیں، خصوصاً متحدہ عرب امارات کی سطح پر اور بالعموم عرب قوم کی سطح پر۔

پھر ہم نے خورفکان میں یرموک اور حطین نامی محلوں میں عوامی فلیٹ بنتے دیکھے۔ ایسے ہی فلیٹ لولویہ اور زبارہ محلوں میں بھی بنائے گئے۔ اس شام میں نے ادارہ قومی فنون لطیفہ (خورفکان) کا بھی افتتاح کیا۔ 23 فروری 1979ء کو خورفکان کھیل وثقافت کلب کا افتتاح کیا۔ اس کے بعد میں ہیلی کاپٹر پر راس الخیمہ گیا جہاں الشیخ صقر بن محمد القاسمی سے الشیخ عبداللہ بن حمید القاسمی کی وفات پر تعزیت کی۔ راس الخیمہ سے ہیلی کاپٹر پر ہی ابوظبی پہنچا، جہاں الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کے ہمراہ 24 فروری 1979ء کو ملکہ برطانیہ کا استقبال کرنا تھا۔

ملکہ برطانیہ کا دورہ امارات:

24 فروری 1979ء کی صبح دس بجے سربراہ برطانیہ ملکہ الزبتھ دوم اپنے خاوند شاہ فلپ کے ہمراہ شاہی

[1] جرمن ریاست پروشیا کے چانسلر (وزیراعظم) آٹووان بسمارک نے 1867ء میں شمالی جرمن ریاستوں کو متحد کیا، پھر 1870ء میں فرانس کو شکست دے کر متحدہ جرمن سلطنت قائم کی۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بجرے (Yacht) کے ذریعے زاید بندرگاہ پہنچیں۔

بندرگاہ کی گودی پر الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان نے ملکہ اور ان کے خاوند کا استقبال کیا، ملکہ کا متحدہ عرب امارات کا یہ پہلا دورہ تھا۔

استقبال کے بعد ملکہ اور ان کے شوہر کو میری ڈے ان ہوٹل ابوظبی پہنچایا گیا، جہاں انھوں نے کچھ دیر آرام کیا۔ دوپہر ایک بجے الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان صدر متحدہ عرب امارات اراکین مجلس اعلیٰ کے ساتھ مشرف محل ابوظبی کی ضیافت میں ملکہ اور ان کے شوہر کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ میں استقبالیہ مجلس میں ملکہ کے شوہر کے بائیں ہاتھ بیٹھا تھا۔ وہ مجھ سے آسٹریلیا جاتے ہوئے شارجہ سے وابستہ اپنی یادیں ذکر کرنے لگے۔ انھوں نے بتایا کہ میں ایک رات برطانوی معسکر (شارجہ) میں رہ چکا ہوں۔

میں نے کہا: فوج کا مہمان خانہ جہاں آپ سوئے تھے، ابھی تک ہے، ہم نے اسے محفوظ رکھا ہے۔

پرنس فلپ نے کہا: شارجہ ایئر پورٹ سے رخصت ہونے سے پہلے مجھے فوجی شارجہ شہر دکھانے کے لیے لے گئے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ وہ سمندر کنارے ایک چھوٹا سا شہر تھا۔

میں نے کہا: اب وہ بہت خوبصورت شہر بن گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کل ملکہ کے دورے میں آپ بھی ان کے ہمراہ شارجہ آئیں۔

اگلے دن ملکہ کو دبئی کا دورہ کرنا تھا۔ میں پہلے ہی برطانوی سفیر کو 25 فروری کی شام ملکہ کے دورہ شارجہ کے حوالے سے آگاہ کر چکا تھا کہ شارجہ میں سابقہ برطانوی چھاؤنی میں یہ ملاقات ہوگی جس کا نام اب قاسمیہ رکھ دیا گیا ہے۔

مجھے اس دن صبح پتہ چلا کہ برطانوی پروٹوکول کی طرف سے ملکہ کے دورہ شارجہ کے بارے میں معذرت کر لی گئی ہے۔ شارجہ انگلش سکول کے جن طلبہ وطالبات کو ملکہ کے استقبال میں شرکت کرنا تھی، وہ دبئی پہنچا دیے گئے۔ جب ملکہ ان کے پاس سے گزریں تو کہنے لگیں: میں تمھاری شکر گزار ہوں کہ تم لوگ میرے استقبال کے لیے ستر (70) میل سفر کی صعوبت برداشت کر کے آئے ہو!

ایک طالب علم نے جواب دیا: شارجہ سے دبئی کا فاصلہ صرف پانچ میل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس دن ملکہ نے دبئی کا دورہ کیا، اس شام انھوں نے اپنے بجرے پر ایک عشائیہ دیا۔ اس میں الشیخ راشد بن سعید آل مکتوم اور شمالی امارات کے حکمران شریک ہوئے۔ میں اس ضیافت میں شریک نہیں تھا۔

23 جنوری 1980ء کو برطانوی حکومت کے وزیر خارجہ مسٹر ڈگلس ہرڈ مجھ سے ملے، اس ملاقات میں علاقائی امور اور بعض ایرانی امور زیر بحث آئے۔ برطانوی وزیر نے کہا: ہم ان مشکلات کا جلد کوئی بہتر حل نکال لیں گے۔ انھوں نے ایران میں حکومتی استحکام کی اہمیت پر بھی زور دیا۔

برطانوی وزیر کے ساتھ عرب امارات میں برطانوی سفیر ڈیوڈ آرتھر رابرٹس اور برطانوی قونصل جنرل ڈونلڈ ہاسکل بھی تھے۔ ہاسکل کے بارے میں مجھے شبہ تھا کہ ملکہ کا دورہ کینسل کرانے کے پیچھے اس کا ہاتھ تھا۔ اس واقعے کے بعد اس نے مجھ سے ملاقات کی تھی تا کہ وہ مجھے بتائے کہ غلطی ملکہ کے پروٹوکول حکام سے ہوئی تھی۔ مجھ سے برطانوی وزیر نے پوچھا کہ آپ اس عشائیے کی ضیافت میں کیوں نہ آسکے، جو ملکہ برطانیہ نے دی تھی؟ تو میں نے ان سے سارا واقعہ بیان کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

وحدت پر قومی اجماع

عرب امارات کے لوگ اتحاد کے بجائے وحدت چاہتے تھے۔ وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ ریاستوں کی حدیں اور رکاوٹیں نہ ہوں۔ یہ ایک ملک ہو، اس کا ایک نظام ہو، ایک فوج ہو اور ایک کرنسی۔ اس کے حق میں اکثر جلوس نکلتے، مظاہرے ہوتے، جن میں وحدت کے لیے اپیل کی جاتی۔ ان مظاہروں میں بڑے بڑے بینرز اور پلے کارڈ بھی اٹھائے جاتے جن پر نعرے درج ہوتے اور یہ بہت جاذب نظر ہوتے تھے:

''اے حاکمو! وحدت! وحدت!''

''نہ حدود ہوں نہ رکاوٹیں!''

''ایک ہی آرزو، ایک ہی ہدف، ایک ہی راستہ!''

9 مارچ 1979ء کو اعلیٰ حکام کا قصر مشرف ابوظبی میں ایک بڑا اجلاس ہوا، جس میں تمام ریاستوں کے حکمرانوں اور افسروں نے شرکت کی۔ یہ اجلاس کئی روز تک جاری رہا۔ اس اجلاس کے کئی دور ہوئے جن میں وحدت کے متعلق امور زیر غور آئے اور اس حوالے سے مشکلات اور ترجیحات کا جائزہ لیا گیا۔

قصر مشرف کے اردگرد ہزاروں لوگ جمع رہے۔ وہ اجلاس کے فیصلوں سے آگاہی چاہتے تھے، بعض مواقع پر چند لوگ اجلاس گاہ کے اندر بھی اپنے مطالبات لے کر آگئے۔

اس دوران کئی مرتبہ الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان صدر متحدہ عرب امارات نے باہر آکر عوام سے خطاب کیا اور انھیں تسلی دی کہ ہم ان معاملات پر تفصیل سے غور کر رہے ہیں۔

ان کی گلوگیر آواز کے ساتھ ان کی آنکھوں سے ہدایت کے آنسو بہہ نکلے۔ وہ کہہ رہے تھے: ''ہم اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحت وراحت اور زندگی کی ہر شے وطن اور اہلِ وطن کے مفاد میں صرف کرنے کو مستعد ہیں۔ اس مشن پر ہمارا سفر تیز رفتار اور دائمی ہے۔" مظاہرین نے اپنے دل و جان سے صدر مملکت کی تائید و اطاعت کا اعلان کرتے ہوئے اپنے مطالبات پر مبنی "عوامی منشور" ان کی خدمت میں پیش کیا۔ صدر مملکت اجلاس سے پلٹ کر ان سے مخاطب ہوئے: "مجھے اور میرے بھائیوں کو آپ کے اس شعور پر فخر ہے کہ آپ عدم اتحاد کو ملکی ترقی و سلامتی کے خلاف گردانتے ہیں کیونکہ عدم اتحاد کمزوری ہے لیکن آپ کا مطالبہ خاص طور پر اس وقت درست نہیں کیونکہ اس میں خطرات مضمر ہیں۔"

26 مارچ 1979ء کی صبح عروبہ ہائی سکول کے طلبہ اور زہراء ہائی سکول کی طالبات کے ایک گروپ سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے کہا: "عرب قوم کی ایک شاندار تاریخ ہے۔ مشکلات کے باوجود اس قوم کی کچھ خصوصیات ہیں جو اسے اپنے حقوق کے حصول کے قابل بناتی ہیں۔

قوموں کی تاریخ دنوں اور برسوں سے نہیں بنتی۔ یہ مت سمجھیں کہ اسرائیل سے ہمارا جھگڑا ایک دن اور رات کا جھگڑا ہے بلکہ یہ نسلوں کا جھگڑا ہے۔ ہمیں آئندہ نسل کی اس حوالے سے تربیت کرنی چاہیے، جس سے انھیں قومی احساس اور شعور ملے کہ فلسطین دوبارہ آباد کرنا ہے اور عرب سرزمین کو آزاد کرانا ہے۔

امارات کی قوم کے سامنے دو موضوع ہیں۔ وحدت کی طرف سفر میں کامیابی اور دوسرا کیمپ ڈیوڈ معاہدہ۔[1] مصری قوم اپنے معاملات کو خوب سمجھتی ہے۔ دنیائے عرب میں وہ بہت آگے ہے۔ وہ اپنے دشمن کے مقابلے میں پیچھے نہیں ہٹے گی۔ وہ اپنے مسائل کے پیشِ نظر اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہے اور جو اس کے ارادے، مقاصد اور آرزوؤں کی خلاف ورزی کرے گا، وہ اس کا محاسبہ بھی کر سکتی ہے۔

میرے ساتھی، اعلیٰ حکام قوم کے جذبات اور مطالبات کو خوب سمجھتے ہیں اور انھیں پورا کرنے کی کوشش میں

[1] کیمپ ڈیوڈ معاہدہ: یہ معاہدہ 17 ستمبر 1978ء کو مصری صدر انور سادات اور اسرائیل کے وزیر اعظم مناحم بیگن کے مابین کیمپ ڈیوڈ (واشنگٹن) میں طے پایا۔ اس کا اہتمام امریکی صدر جمی کارٹر نے کیا تھا۔ اس کے مطابق اگلے سال 26 مارچ کو مصر اور اسرائیل میں حتمی امن معاہدہ ہوا جس کی رُو سے مصر نے اسرائیل کا وجود تسلیم کر لیا اور ان میں باقاعدہ سفارتی تعلقات قائم ہو گئے اور پھر اسرائیل نے 1982ء میں مصر کا جزیرہ نمائے سینا خالی کر دیا جس پر اسرائیلی جون 1967ء کی جنگ سے قابض تھے۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصروف ہیں۔ اگر آج ہم یہ مطالبات پورے نہ کر سکے تو آگے ہمارا مستقبل ہے، جو ہمارے ان ارادوں کو جس طرح چاہے پورا کرے گا۔ہم پر امید ہیں کہ وحدت کے متعلق سب کے تحفظات دور ہو جائیں گے۔دلوں کی نبضوں پر ہاتھ رکھ کے یا علانیہ طور پر یہ خواہشات برآئیں گی۔

میں نے طلبہ و طالبات سے کہا: اگلے دن آپ اپنی تجاویز بڑے ہی احسن طریقے سے اعلیٰ اختیارات کی اس مجلس کے سامنے رکھیں۔ اور امید رکھیں کہ یہ مطالبات پورے ہوں گے۔

پھر طلبہ و طالبات نے میرے سامنے معاہدہ کیمپ ڈیوڈ پر اپنے غم وغصہ کا اظہار کیا اور مطالبہ کیا کہ عرب قوم اس معاہدے کے منفی اثرات کے ازالے کے لیے اپنے اتحاد کو اور مضبوط کرے۔

زہراء سکول کی ایک طالبہ نے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

”زہراء سکول کی نمایندگی کرتے ہوئے میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمارے جذبات اور احساسات کی ترجمانی کی ہے۔ہمارا مقصود صرف قومی وحدت ہے۔“

27 مارچ 1979ء کو مجلسِ اعلیٰ کے اجلاس کے دوران میں الشیخ زاید نے قصرِ مشرف سے باہر آ کر عوام کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”ہم میں سے ہر ایک کو وطن کے لیے کام کرنا ہے۔کام زندہ رہے گا نہ کہ انسان۔ ہمیشہ رہنے والا کام ہے یا وطن۔خوش ہو جاؤ، اہلِ وطن! آپ جو امیدیں رکھتے ہیں، وہ آپ کے اپنے وطن، اپنے ملک، اپنی قوم اور اپنی آنے والی نسلوں پر ایمان و یقین کا نتیجہ ہیں۔ہم آپ کے ساتھ ہیں۔آپ کی محنت کا اصل پھل آئندہ نسل کھائے گی۔صبر کرو، سفر لمبا ہے۔ لمبے سفر ایک چھلانگ سے طے نہیں ہوتے۔علم و تحقیق کو نوجوان اپنا مقصود بنائیں، اسی سے وطن کو اصل ترقی اور کامیابی ملے گی۔“

اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی کا ایک اجلاس 30 اپریل 1979ء کو ہوا، جس میں الشیخ راشد بن سعید آل مکتوم کو ایک نئی وزارت سونپی گئی۔اس سے ایک رات پہلے جناب احمد خلیفہ سویدی نے میرے ساتھ ابوظبی کے ایک ہوٹل میں ملاقات کی، جس میں میں مقیم تھا۔ میں اعلیٰ مالیاتی کمیٹی کی صدارت چھوڑ چکا تھا۔اس نے مجھے کوئی دیگر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری قبول کرنے کی پیش کش کی، لیکن میں نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں شارجہ کے لیے کچھ وقت نکالنا چاہتا ہوں۔

28 مئی 1979ء کی صبح الشیخ راشد بن سعید آل مکتوم، نائب صدر اور وزیر اعظم نے مجھ سے شارجہ میں ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ایک نئی وزارت کی تشکیل پر بحث مکمل کر لی گئی۔ اسی روز نئی وزارت کی تشکیل کا اعلان کر دیا گیا، جو الشیخ راشد بن سعید آل مکتوم کی سربراہی میں قائم کی گئی۔

الشیخ راشد کی وزارت عظمیٰ کے دور میں عوامی فلیٹوں، عوامی فلاح، مثلاً سڑکوں اور ماہی گیروں کی گودیوں کی تعمیر کے کئی کام پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

شارجہ کے معاملات میں مصروفیت

میں نے اپنی کوششیں شارجہ کی تعمیر وترقی پر مرکوز کر دیں اور معیشت، معاشرت، صنعت، تجارت وغیرہ جملہ معاملات کو توجہ کا مرکز بنایا۔ میں نے کئی دفاتر، شعبے، کمیٹیاں اور محکمے قائم کیے، بعض کی اصلاح بھی کی تاکہ تمام معاملات میں شارجہ کو بھرپور ترقی اور کامیابی ملے، ان میں سے چند امور درج ذیل ہیں:

خورفکان بندرگاہ کا افتتاح

7 اپریل 1979ء کو خورفکان بندرگاہ (پورٹ) کا افتتاح عمل میں آیا۔ یہ درآمدات اور برآمدات کے لیے ایک جاندار شریان کی طرح چلنے لگی۔ اس پورٹ کے لیے کرینیں منگوائی گئیں، جن سے میناء (بندرگاہ) پر آنے جانے والے بحری جہازوں سے کنٹینرز کو اٹھایا جاتا ہے۔ یہ کرینیں برسٹل برطانیہ کی بندرگاہ سے منگوائی گئیں جن کی اب وہاں ضرورت نہیں تھی۔ پہلے بیرون ملک سے آنے والے کنٹینرز خورفکان کی بندرگاہ سے چھوٹے بحری جہازوں کے ذریعے قریب پڑنے والی ایرانی بندرگاہوں میں پہنچائے جاتے یا ٹرالروں پر امارات کے سٹورز تک یا شارجہ کی بندرگاہ تک پہنچتے تھے۔ اس طرح چھوٹے جہازوں کے ذریعے سامان خلیجی بندرگاہوں کویت، بحرین، الخبر، دوحہ وغیرہ بھیجا جاتا تھا۔ اس طریقے سے نقل وحمل پر بہت خرچہ اٹھتا تھا۔ بجائے اس کے کہ بڑے جہاز بندرگاہوں پر لنگر انداز رہیں اور کم تعداد میں کنٹینرز خالی ہوں، اب یہ انتظام ہو گیا کہ وہ جہاز براہِ راست خورفکان کی بندرگاہ پر سامان اتاریں اور جہاں سے چلے تھے، ادھر لوٹ جائیں۔

ان دنوں امریکہ کے جنگی بحری جہاز خلیج میں آنے جانے لگے اور ایرانی انقلابیوں اور امریکی حکومت کے درمیان ایک دوسرے کو دھمکیوں میں تیزی آ گئی۔ اس سے خلیج کے علاقے میں داخل ہونے والے بحری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہازوں کی سکیورٹی کی مشکلات بڑھ گئیں، پھر ایران عراق جنگ چھڑ گئی اور زمین خون سے تر ہو گئی۔ یوں یہ کہاوت سچ ثابت ہوئی: ایک قوم کے مصائب دوسری قوم کے نزدیک فائدہ مند ہوتے ہیں۔

شارجہ انٹرنیشنل ایئر پورٹ:

21 اپریل 1979ء کو میں نے نئے شارجہ انٹرنیشنل ایئر پورٹ کا افتتاح کیا۔ اس تقریب میں عجمان کے نائب حاکم اور ولی عہد الشیخ حمید بن راشد النعیمی اور بہت سے شیوخ اور شارجہ کے ارباب حکومت نے شرکت کی۔

عرب ممالک اور دیگر پچاس ممالک کے مندوبین اور تیس (30) ائیر لائنز کے نمائندے بھی اس تقریب میں شریک ہوئے۔ میں نے افتتاح کے لیے رسمی فیتہ کاٹا، پھر اس نئے ائیر پورٹ کے مختلف حصوں اور شعبوں کا جائزہ لیا۔

اس نئے ائیر پورٹ پر تین سو پچاس (350) ملین درہم لاگت آئی۔ اس کی تعمیر چار سال میں مکمل ہوئی۔ یہ شرقِ اوسط کا جدید ترین ائیر پورٹ بن گیا۔ اس کی تعمیرات میں خاص اسلامی طرز تعمیر کو ملحوظ رکھا گیا اور جدید ترین سہولیات مہیا کی گئیں۔

اس ائیر پورٹ کی عمارتوں کا رقبہ پندرہ ہزار مربع میٹر ہے جبکہ 45 میٹر چوڑے رن وے کی لمبائی 3760 میٹر ہے۔ ائیر پورٹ پر پہلے ہفتہ وار تیس (30) پروازیں اترتی تھیں، اب ان کی تعداد بڑھ کر ساٹھ (60) ہو گئی۔

شارجہ سٹی برائے انسانی وسائل:

20 اکتوبر 1979ء کی شام کو میں نے شارجہ سٹی برائے انسانی خدمات کا افتتاح کیا۔ اس میں معاشرتی ترقی کے پانچ ادارے جمع کیے گئے:

- حفاظت ونگہداشت کا ادارہ
- انسٹی ٹیوٹ برائے فکری تربیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- روشنی اور امید کا انسٹی ٹیوٹ
- ناخواندگی کے خاتمے اور صلاحیت بڑھانے کا انسٹی ٹیوٹ
- مشاورت اور تعلیم و تحقیق کا انسٹی ٹیوٹ برائے عائلی امور

عرب عائلی تنظیم کی سربراہ السیدہ نوریہ السدائی نے اس موقع پر اپنے خطاب میں صدر مملکت جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کی انسانی وسائل کی ترقی کے لیے اعلیٰ خدمات کا ذکر کیا جنھوں نے شارع عروبہ پر موجود ایک عمارت عطا کی جس کی آمدنی سے شارجہ سٹی میں کام آسان ہو گیا۔ السیدہ نوریہ نے میری کاوشوں کا بھی شکریہ ادا کیا۔

23 مارچ 1971ء کو میں نے خلیج و جزیرہ نمائے عرب کی عرب عائلی تنظیم کی شارجہ شاخ کھولنے کے لیے سرکاری فرمان جاری کیا کہ دیگر عرب ممالک کی طرح اس تنظیم کو شارجہ میں کام کرنے کے لیے مکمل سہولیات اور وسائل دیے جائیں۔

21 مئی 1981ء کو میں نے عرب عائلی تنظیم کے لیے ایک کمپلیکس کی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا تا کہ اس تنظیم کو یہاں تمام ضروریات فراہم کر دی جائیں۔

اس کے بعد افریقہ ہال میں شارجہ سٹی برائے انسانی خدمات نے تربیت حاصل کرنے والوں میں اسناد کی تقسیم کے لیے ایک تقریب منعقد کی، جس کے آخر میں طلبہ و طالبات کی کارکردگی پر مشتمل ایک متنوع نمائش دکھائی گئی۔

الجزیرہ سیر گاہ کا افتتاح:

30 اکتوبر 1979ء کی شام کو، جو کہ عید الاضحیٰ 1399ھ کا پہلا دن تھا، میں نے شارجہ میں الجزیرہ سیر گاہ کا افتتاح کیا۔ یہ سیر گاہ جو شہر شارجہ میں جھیل خالد کے اندر بنائی گئی ہے، مرکزی مارکیٹ کے قریب ہے۔

اس میں کئی میکانکی اور برقی کھلونے بچوں کے لیے تیار کیے گئے ہیں، مثلاً کاریں، جہاز وغیرہ۔ تیراکی کے لیے ایک تالاب بھی بنایا گیا ہے جس میں بچے اور بڑے سب نہاتے ہیں۔ ایک چھوٹی ریل گاڑی بھی چلائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئی جس کی پانچ بوگیاں ہیں، جن میں چالیس (40) افراد کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ یہ سیرگاہ کے تمام اطراف کا چکر لگاتی ہے۔ یہاں بطخوں اور آبی پرندوں کے لیے بھی الگ سے ایک تالاب بنایا گیا ہے۔

سیرہ گاہ میں کھجور کے سات سو درخت اور دوسرے بڑے چھ سو درخت لگائے گئے۔ تقریباً چار ہزار پودے بھی لگائے گئے۔ اس سیرگاہ میں ایک بڑا کھانے کا ہوٹل اور کیفے ٹیریا بھی بنایا گیا جس میں تازہ پھل اور فاسٹ فوڈ (ہلکے پھلکے کھانے) دستیاب ہیں۔ گاڑیوں کے لیے ایک سٹینڈ ہے جس میں تین سو کاریں کھڑی ہو سکتی ہیں۔

خالد تھیٹر کا افتتاح

20 دسمبر 1979ء کی شام کو میں نے شارجہ کے ادارہ عوامی فنون و تھیٹر کے ماتحت خالد تھیٹر کا افتتاح کیا۔ اس افتتاح کے موقع پر مختلف اداروں کے ارکان، ارباب حکومت اور عوام کے جم غفیر نے شرکت کی۔ شرکاء میں وزیر مملکت شیخ احمد بن سلطان القاسمی، وزیر محنت و معاشرتی امور سیف جروان اور حبیب رضا نمایندہ وزارت اطلاعات نمایاں تھے۔

صنعتی زون کا قیام:

میں نے ایک امریکی ماہر بارٹ اے پاف کو بلایا تھا تاکہ وہ ہلکی صنعتوں کے لیے ایک علاقے کی منصوبہ سازی کرے۔ شارع الوحدۃ کی مشرقی جانب کو شارجہ کے صنعتی زون کے لیے منتخب کیا گیا۔ 1979ء کے اواخر میں یہاں کارخانے وجود میں آنے لگے، پھر یہ مسلسل بڑھتے گئے حتی کہ پورے متحدہ عرب امارات کی ہلکی صنعتوں کا پچاس فیصد ہو گئے۔

مشرقی علاقے کا دورہ:

4 جنوری 1980ء کو میں نے خورفکان شہر اور اس کی قریبی بستیوں لولویہ اور زبارہ کا دورہ کیا تاکہ وہاں زیر تعمیر عوامی فلیٹوں اور سڑکوں کے سرکاری منصوبوں کے کام کی رفتار کا جائزہ لے سکوں۔ وہاں میں نے کام کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رفتار سست پائی اور لوگوں کی مشکلات اور مطالبات بڑی تعداد میں میرے سامنے آئے۔ اس دورے نے میرے کئی دن لے لیے۔

14 جنوری 1980ء کو میں نے کلباء شہر اور اس کی قریبی بستیوں کا جائزہ لینے کے لیے دورہ کیا۔ اس دوران میں الغیل، الطریف، سور کلباء اور خور کلباء بھی گیا، وہاں کے باسیوں کی شکایات اور درخواستوں کا جائزہ لیا۔ اس دورے میں تین دن لگ گئے۔

22 جنوری 1980ء کو میں نے دبا الحصن کا دورہ کیا اور وہاں کے رہنے والوں کے معاملات اور حاجات سے آگاہی حاصل کی۔

ذرائع ابلاغ کے ساتھ ملاقاتیں

12 دسمبر 1979ء کی صبح میں نے جرمنی کے چند صحافیوں کے ساتھ ملاقات کی۔ وہ ایک وفد کی شکل میں متحدہ عرب امارات کے چار روزہ سیاحتی دورے پر آئے تھے۔ میں نے انھیں بتایا:

متحدہ عرب امارات کی حکومت کا متحدہ جرمنی کے ساتھ خصوصی تعلق ہے ہم علاقے کی آئندہ صنعتی ترقی کے منصوبوں میں جرمنی کے تجربات سے فائدہ حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں۔ عرب ممالک میں بعض اختلافات کے باوجود سب عرب اپنے حقوق کے لیے متحد ہیں۔ ان کے غصب کردہ حقوق کی واپسی کے لیے جدوجہد جاری رہے گی۔ اپنی زمینیں غاصبوں سے چھڑانے کے لیے اگر ضرورت پڑی تو عرب سو (100) سال تک مزید بھی کوشش کرتے رہیں گے۔ یہ عربوں کا مسئلہ ہے، اس سے کوئی پیچھے نہیں ہٹے گا، حتی کہ فلسطینی بھی اپنے حقوق سے دستبردار نہ ہوں گے۔ عرب کسی عالمی رائے کے دھوکے میں نہیں آئیں گے۔

میں نے جرمن صحافیوں سے مطالبہ کیا کہ اپنی قوم کو عرب مسئلے کی تاریخ سمجھائیں تاکہ وہ اس کے قائل ہو جائیں۔ میں نے کہا: اسرائیل نے امریکہ اور دیگر ممالک میں ذرائع ابلاغ کو بے دریغ استعمال کیا ہے تاکہ وہ عرب قوم کی غیر مہذب تصویر پیش کرے۔ بلاشبہ اسرائیل دنیا بھر کی قوموں اور مختلف لوگوں سے آباد کیا گیا ہے، انھیں چاہیے کہ وہ سب اپنے اپنے ملکوں میں واپس جائیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ فلسطین میں پہلے سے آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرب یہود یہاں سے نکل جائیں، وہ مسلمان عربوں کے ساتھ مل جل کر رہ سکتے ہیں۔

میں نے سوال کیا: کیا اسرائیل کی مدد اور حمایت کرنے والے ممالک یہ کر سکتے ہیں کہ دو ڈھائی ملین یہودیوں کو اپنے وسیع و عریض ملکوں کے کسی گوشے میں آباد کر لیں؟

پھر میں نے انھیں شارجہ اور عرب امارات کی تہذیبی، تعلیمی، معاشرتی اور صنعتی ترقی کی تفصیلات بتائیں۔

جرمن اور فرانسیسی چینلوں کو انٹرویو

23 جنوری 1980ء کو مغربی جرمنی کے TV چینل ون کے لیے میرا انٹرویو عربی زبان میں اس چینل کے ڈائریکٹر ڈاکٹر کرٹ سٹازل نے لیا۔ یہ انٹرویو 14 فروری 1980ء کو جرمن چینل نے پینتالیس (45) منٹ تک دکھایا۔

10 فروری 1980ء کو فرانسیسی TV نے بھی میرا انٹرویو لیا تھا۔ یہ فرانسیسی صدر جسکارڈ دیستاں کے متوقع دورہ عرب امارات کی مناسبت سے تھا۔ یہ دورہ اوائل مارچ 1980ء میں رکھا گیا تھا۔ میں نے کہا: متحدہ عرب امارات ماضی سے کہیں مضبوط ہے۔ ہمارا اتحاد صحیح رُخ پر جا رہا ہے اور ہم عوام کی مستقبل کی خواہشات اور تمناؤں کو پورا کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ میں نے خلیجی خطے کے بین الاقوامی جھگڑوں سے دور رہنے کی ضرورت پر زور دیا۔ میں نے کہا کہ مختلف ممالک کے مفادات ہوتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی یہاں فساد کی تیلی لگائے اور سامراجی لالچیوں کو اکٹھا کر لے۔ ہم مخصوص مقاصد کے لیے لڑنے والے ہاتھیوں کے پاؤں کے نیچے مسلی جانے والی گھاس نہیں ہیں۔ ہمارے فرانس کے ساتھ مضبوط ثقافتی اور تجارتی تعلقات ہیں۔

شمالی امارات میں پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ:

تیل سپلائی کرنے والی کمپنیوں نے شمالی ریاستوں راس الخیمہ، فجیرہ اور شارجہ میں پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا، اس وجہ سے طلبہ و طالبات نے 9 اور 10 فروری 1980ء کو مظاہرے کیے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ پٹرول کی پہلی قیمتیں ہی برقرار رکھی جائیں۔

میں نے 10 فروری 1980ء کو زہراء گرلز ہائی سکول کی طالبات سے اور اسی روز عروبہ ہائی سکول کے طلبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے الگ الگ ملاقات کی اور ان سے مظاہروں سے الگ رہنے کی درخواست کی۔ میں نے کہا: آپ اپنی تعلیم پر توجہ مرکوز کریں، ہم اس معاملے کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

پھر میں نے اور سکولوں کے دورے کیے اور طلبہ کو پڑھائی کی تلقین کی۔ اس دوران پٹرول کی قیمتیں بڑھنے، متحدہ عرب امارات کے مشترکہ امور اور شارجہ کی تعمیر و ترقی کے متعلق مختلف سوالات آئے۔ میں نے طلبہ کے سوالات پر مفصل جوابات دیے۔ میں نے یہ بھی بتایا کہ بلدیہ شارجہ میں ہم نے بجلی کی بڑھائی گئی قیمتیں واپس لے لی ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں میں نے یہ کہا:

تمام سکولوں اور کالجوں میں حکومت مساجد تعمیر کرائے گی۔

طلبہ کے وظائف خصوصاً ضرورت مند خاندانوں کی امداد بند ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے میں نے کہا: مستحق خاندانوں کی مدد ہماری اولین کوشش ہے اور وزارتِ محنت و سماجی امور ایسے خاندانوں کی معاشرتی امداد بڑھانے کے سلسلے میں انھی دنوں سروے کر کے یہ کام انجام دے گی۔

8 فروری 1980ء کو میں نے اعلان کیا کہ پٹرول کی بڑھی ہوئی قیمتوں کا صدر مملکت الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان نے ابوظبی پٹرولیم کمپنی کی طرف سے تیل کی قیمتیں بڑھانے کا سخت نوٹس لیا ہے اور وہ مسئلے کے حل کی پوری کوشش کریں گے کہ ملک کے مختلف حصوں میں پٹرول کی قیمتیں کم کر کے عوام کا بوجھ ہلکا کیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب

شارجہ میں تیل اور گیس کی پیداوار

شارجہ میں تیل اور گیس نکلنے سے پہلے میں نے شارجہ کے کچھ ترقیاتی ادارے صحرائی علاقوں میں تشکیل دیے تھے، مثلاً:

بلدیاتی اداروں کی تاسیس:

شارجہ کی ترقی کے لیے جو منصوبے بنائے گئے، ان کی تکمیل کے لیے بلدیاتی اداروں کی تاسیس ضروری تھی۔ بلدیہ شارجہ میں شارجہ شہر کے علاوہ وسطی ضلع، شرقی ضلع اور حمریہ ضلع بھی شامل ہیں۔ شرقی ضلع دور ہونے اور وہاں تک خدمات جلد نہ پہنچ پانے کے سبب اس علاقے میں دو بلدیات بنانا ضروری ہو گیا۔ ایک بلدیہ کلباء اور دوسری بلدیہ خورفکان، جس میں دبا الحصن شہر بھی شامل کر دیا گیا۔ 11 مئی 1980ء کو میں نے ان بلدیات کے قیام کے لیے سرکاری فرمان جاری کر دیا، اس فرمان کے مطابق:

① بلدیہ خورفکان قائم کی گئی، جس میں خورفکان اور دبا الحصن شہر اور ان دونوں کے تمام مضافات شامل ہوں گے۔

② بلدیہ کلباء میں کلباء اور خور کلباء دونوں شہروں کی حدود میں آنے والے علاقے شامل ہوں گے۔

اس فرمان کے تحت الشیخ صقر بن محمد القاسمی کو خورفکان اور کلباء دونوں شہروں کی بلدیات کا سربراہ بنا دیا گیا اور الشیخ سعود بن سلطان القاسمی کو رئیس بلدیہ شارجہ کا منصب دیا گیا۔ ان کی سربراہی میں ہر بلدیہ کے الگ الگ ارکان بھی نامزد کر دیے گئے۔

ادارہ ثقافت وارشاد:

30 اپریل 1981ء کو میں نے ادارہ ثقافت وارشاد قائم کیا اور اس کی خدمات درج ذیل امور پر محیط تھیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① ثقافتی لیکچرز، کانفرنسیں منعقد کرنا، عام اور خصوصی لائبریریوں کی نگرانی اور لائبریریوں کے متعلقہ تمام معاملات وزارتِ اطلاعات اور ثقافت کے ساتھ مل کر نپٹانا۔

② فنون لطیفہ، فنی نمائشیں اور گھریلو دستکاریاں۔

③ ورزش گاہوں اور باڈی بلڈرز کی سرپرستی۔

④ قومی عجائب گھر کا انتظام اور قومی ورثے کا تحفظ۔

⑤ دیوان امیری کی سرگرمیوں، ثقافتی امور اور حکومتی اقدامات کی تشہیر۔

⑥ شارجہ سیاحتی مرکز کی نگرانی۔

ایک اور سرکاری فرمان کے تحت میں نے الشیخ احمد بن محمد القاسمی کو ادارہ ثقافت وارشاد شارجہ کا سربراہ مقرر کر دیا۔

18 جنوری 1982ء کو ادارہ ثقافت کی کوششیں رنگ لائیں اور ایکسپو سنٹر شارجہ میں کتب کی ایک بہت بڑی نمائش لگائی گئی، جس کا میں نے افتتاح کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ خطے کے ماحول، تاریخ اور ورثے کے متعلق ایک نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔

بعض قریبی رشتہ داروں کی وفات

1982ء کے آغاز میں مجھے اور میرے خاندان کو بعض عزیزوں کی رحلت کے صدمے سے دوچار ہونا پڑا۔

14 جنوری کو میرے چچا الشیخ خالد بن خالد القاسمی وفات پا گئے۔ ان کی نماز جنازہ ادا کر کے انھیں شارجہ کے الجبیل قبرستان میں دفن کیا گیا۔

13 مارچ کو میرے چچا زاد الشیخ سالم بن سلطان القاسمی نے وفات پائی۔ ان کے جنازے کے بعد تدفین الجبیل میں کی گئی۔

20 مارچ کو میری چچی الشیخہ عائشہ بنت صقر القاسمی نے انتقال کیا۔ ان کو بھی جنازے کے بعد الجبیل قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ ان سب مرحومین کے حوالے سے تعزیت کے لیے میرے پاس بہت لوگ آتے رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شارجہ میں تیل اور گیس کی پیداوار:

دسمبر 1980ء میں امریکی کمپنی اموکو (AMOCO) کی محنت رنگ لائی اور الصجعہ کے علاقے میں تیل اور گیس کی موجودگی کا انکشاف ہوا۔ 20 جون 1982ء کو میں نے الصجعہ کے پیداواری کمپلیکس میں یادگاری تختی کی نقاب کشائی کی، پھر میں نے ایک بٹن دبایا جس سے پائپوں میں گیس آ گئی اور ایک شعلے سے گیس جلنے لگی۔ یہ ایک پر رونق تقریب تھی جس میں خواص اور عوام کے جم غفیر نے شرکت کی۔

الصجعہ کے پانچ کنوؤں سے 25 ہزار بیرل تیل روزانہ نکلنے لگا اور 250 ملین مکعب فٹ گیس روزانہ حاصل ہونے لگی، پھر چار برسوں میں ''اموکو'' ایک لاکھ بیرل تیل روزانہ نکالنے میں کامیاب ہو گئی۔

تیل کا پہلا کنٹینر برآمد کرنے کے ساتھ ہی شارجہ میں تعمیر اور ترقی کے ایک شاندار دور کا آغاز ہو گیا۔

کویتی صحافی سے مکالمہ

اس موقع پر ایک کویتی صحافی کو انٹرویو دیتے ہوئے میں نے کہا: ''ہماری تیل کی پیداوار یا اس علاقے کی صنعتی اور زرعی پیداوار سے زیادہ اہم ایک عربی خلیجی انسان ہے جو علم، تعلیم اور ثقافت کے ساتھ دنیا کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرے۔ کیونکہ علم ایسی دولت ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔''

کویتی صحافی نے سوال کیا:

''جنابِ حاکم! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایران عراق جنگ ختم ہونے کا کوئی امکان ہے؟'' میرا جواب تھا:

میں کئی ایرانی حکام سے ملا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ الجزائر اب ان دونوں میں نتیجہ خیز ثالثی کے لیے تیار ہے۔ میرے خیال میں متحدہ عرب امارات اور اس کا برادر ملک الجزائر مل کر مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس خونریزی اور اموال کی تباہی سے کسی کو فائدہ نہیں ہو گا۔ میں اس امت کے معاملات پر غور کرتا ہوں تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ کیا ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اس خطے کو تباہ کر دیں جبکہ یہ دنیا میں اہم ترین خطہ ہے؟''

اخبار کے نمائندے نے پوچھا: شارجہ کی ترقی کیسے ہو گی؟ میں نے جواب دیا:

''حاکم کی حیثیت سے میرا مطمحِ نظر وطن کی تعمیر ہے۔ اہل وطن سے میرا مکالمہ ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں: آپ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عمر بن خطاب کیوں نہیں بن جاتے؟ میں کہتا ہوں: تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رعایا جیسے کیوں نہیں بنتے؟ مطلب یہ ہے کہ جب حاکم ٹیڑھا چلے تو تم اس کی اصلاح کر دو۔"

اس تفصیلی انٹرویو کی اشاعت پر اخبار نے اپنے تبصرے میں لکھا کہ الشیخ سلطان القاسمی کی بین الاقوامی حالات، مقامی وسائل اور ترقی کے اہداف پر گہری نظر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچواں باب

ہند اور سندھ کے درمیان

میں نے 1982ء میں جمہوریہ بھارت اور جمہوریہ پاکستان کے سرکاری دورے کیے۔

جمہوریہ بھارت کا سرکاری دورہ:

13 مئی 1981ء کو میں نے بھارت کی وزیراعظم اندرا گاندھی کا شارجہ کے قصر السیف میں استقبال کیا تھا۔ اس ملاقات میں بھارت اور خلیجی ممالک کے درمیان تاریخی تعلقات پر بات چل نکلی، خاص طور پر عرب امارات کے ساتھ یہ تعلقات زیر بحث آئے تھے۔ اندرا گاندھی نے مجھے بھارت کے سرکاری دورے کی دعوت دی تھی جو میں نے قبول کر لی تھی۔ میں نے کہا: اس دورے کی تاریخوں کا تعین آپ کی طرف سے ہوگا۔

اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ میرا یہ دورہ امارات بہت کامیاب رہا ہے۔ بھائیوں کے درمیان مکالمے کا اعادہ ہوا ہے۔ اس سے پہلے استعماری طاقت کا کھیل اس علاقے میں لمبے عرصے تک جاری رہا تھا، جس سے جمود پیدا ہوا۔ مجھے امید ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان سرکاری وفود کے دوروں سے ان کے باہمی تعلقات میں بہتری آئے گی۔

میں نے بھارت اور خلیجی ممالک کے درمیان تعلقات مضبوط ہونے کا ذکر کیا تھا اور یہ کہ ان کے دورۂ امارات سے مضبوط دوستی کا نیا آغاز ہوگا جس نے صدیوں سے ہندوستان کو خلیجی ممالک اور عرب دنیا سے جوڑ رکھا ہے۔

27 مئی 1982ء کو میں جمہوریہ بھارت کے سرکاری دورے پر گیا۔ اس دورے میں چند دن لگے۔ دورے میں میرے ساتھ میری اہلیہ الشیخہ جواہر بنت محمد القاسمی، میرے بچے اور درج ذیل افراد پر مشتمل ایک وفد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی تھا:

- الشیخ احمد بن سلطان القاسمی، وزیر مملکت
- الشیخ فیصل بن خالد القاسمی، رئیس دیوان امیری شارجہ
- الشیخ خلفان رومی، نائب رئیس بلدیہ شارجہ
- عبدالعزیز ناصر العویس، بھارت میں امارات کے سفیر
- علی بن مرزوق، نائب صدر ایوان صنعت وتجارت (شارجہ)
- السید عبدالرحمٰن ابو خاطر
- اور السویدی انچارج پروٹوکول ومہمانداری (شارجہ)

ہم شارجہ ایئر پورٹ سے اُڑے اور نئی دہلی ایئر پورٹ آ پہنچے، جہاں ہمارا استقبال جناب ہدایت اللہ نائب صدر جمہوریہ بھارت، اعلیٰ حکام اور سفارتکاروں نے کیا۔ میری اور افراد خانہ کی رہائش قصر جمہوریہ میں تھی۔

28 مئی 1982ء کو صدر جمہوریہ بھارت نیلم سنجیوا ریڈی سے ان کے دفتر میں ملاقات ہوئی، پھر میں وزیر اعظم اندرا گاندھی سے ملاقات کے لیے ان کے ہیڈ آفس پرائم منسٹر آفس گیا۔

مسٹر گاندھی کی سمادھی اور نہرو میوزیم

اس کے بعد ہم بھارتی لیڈر مسٹر گاندھی کی سمادھی پر پہنچے۔ میں نے اس پر پھولوں کی چادر چڑھائی اور رجسٹر میں اپنے تاثرات لکھے، ان میں برطانوی استعمار کے خلاف ان کی کوششوں کی تعریف کی۔گاندھی کی سمادھی سے ملحق باغیچے میں میں نے اپنے اس دورہ بھارت کی مناسبت سے ایک پودا لگایا۔

گاندھی کی سمادھی سے ہم بھارتی لیڈر جواہر لال نہرو کے گھر گئے، جسے اب عجائب گھر بنا دیا گیا ہے۔ میں نے عجائب گھر کے رجسٹر میں اپنے تاثرات لکھے، جن میں غیر جانبدار تحریک اور کمزور اقوام کے لیے ان کی کوششوں کو سراہا گیا۔

29 مئی 1982ء کی صبح میں بھارتی مرکز تحقیق زراعت گیا، جہاں مختلف زرعی اجناس کا جائزہ لیا۔ وہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختلف زرعی و حیوانی پیداوار کے نمونے پڑے تھے۔ اس مرکز کے ذمہ داران نے زرعی پیداوار کی ترقی کے مختلف مراحل اور آفات کے انسداد کے وسائل کی وضاحت کی۔

اس کے بعد ہم فرید آباد کے صنعتی زون گئے۔ وہاں میں نے بلڈوزر اور بڑی کرینیں بنانے کا کارخانہ اور ان کی مختلف اقسام دیکھیں۔

اس دن دوپہر کے وقت بھارتی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے میرے اور میرے اہل خانہ کے اعزاز میں خصوصی ظہرانہ دیا، جس میں ان کے بیٹے راجیو گاندھی اور اس کی بیوی سونیا اور ان کے بچے بھی شریک ہوئے۔ خاندانوں کی اس مجلس میں بڑوں اور چھوٹوں کے لیے اپنی اپنی خوشیاں تھیں۔

الشیخ ابوالحسن ندوی سے ملاقات

اس دن شام کو نائب صدر جمہوریہ جناب ہدایت اللہ نے ہمارے اعزاز میں عشائیہ دیا، جس میں وزیر اعظم اندرا گاندھی بھی شریک ہوئیں۔

30 مئی 1982ء کی صبح میں علامہ الشیخ ابوالحسن ندوی سے ملنے ندوۃ العلماء لکھنو گیا، جہاں میرے دورے کی مناسبت سے ایک بڑی محفل منعقد کی گئی۔ میرے الشیخ ابوالحسن ندوی اور ان کے تلامذہ کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ الشیخ ابوالحسن ندوی جب شارجہ آتے ہیں، میں ان سے ضرور ملتا ہوں۔ میں ان سے ان کی قیام گاہ پر ملنے خود جاتا ہوں، کیونکہ اس میں میری طرف سے ایک عالم کی عزت اور احترام ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ادارے کے طلبہ اور اساتذہ کو خطاب کرنے کے لیے جب میری باری آئی تو میں نے کہا: جب عالم سلطان کے دروازے پر ہو تو دین کے لیے شر ہے۔ اور جب سلطان عالم کے دروازے پر ہو تو دین کے لیے خیر ہے۔

شیخ عبداللہ سے ملاقات

31 مئی کو میرے ہمراہ آنے والا وفد شارجہ واپس چلا گیا۔ میں اور میرے اہل خانہ کشمیر کے اس حصے کی سیر کے لیے چلے گئے، جو ہندوستان میں شامل ہے۔ ہم اس کے دارالحکومت سری نگر گئے، وہاں ایک بڑی جھیل ہے،[1]

[1] یہ جھیل ڈل ہے جو سرینگر میں بہنے والے دریائے جہلم پر واقع ہے۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس کے ساتھ ساتھ سرسبز پہاڑ اور پررونق وادیاں ہیں۔

کشمیر میں کشمیری مسلمانوں کے لیڈر شیخ عبداللہ کے ساتھ ہم نے ملاقات کی۔ وہ خاصی مدت جیل میں گزار کر رہا ہوئے تھے۔ شیخ عبداللہ کے ساتھ ملاقات اس ہوٹل کے لان میں ہوئی جس میں میں ٹھہرا ہوا تھا۔ ①

جب وہ جیل کے اندر اور باہر کی تکالیف اور مشکلات کا ذکر کرنے لگے تو ہم نے باغیچے میں چہل قدمی شروع کر دی۔ وہ اپنے بائیں ہاتھ میں چھڑی کا سہارا رکھتے تھے اور کبھی کبھی تکلیف کا اظہار بھی کرتے تھے۔

کشمیر میں چند دن گزارنے کے بعد ہم بمبئی چلے گئے، جہاں کچھ دن ٹھہرے، پھر 7 جون 1982ء کو ہم شارجہ واپس آ گئے۔

جمہوریہ پاکستان کا سرکاری دورہ:

16 اپریل 1983ء کی صبح میں نے اپنے وفد کے ہمراہ راولپنڈی جانے کے لیے شارجہ ائیر پورٹ سے پرواز کی۔ ہمارا مقصود پاکستان کا سرکاری دورہ تھا، جو صدر پاکستان محمد ضیاء الحق کی دعوت پر کیا گیا۔ اس میں ہمیں کئی دن لگ گئے۔

اسی دن ظہر کے بعد ہم راولپنڈی ائیر پورٹ پہنچے۔ ہمارے استقبال کے لیے پاکستان کے وزیر خزانہ غلام اسحاق خان، صدر محمد ضیاء الحق صدر جمہوریہ پاکستان کی نیابت کر رہے تھے۔ پاکستانی اعلیٰ حکام پاکستان میں امارات کے سفیر سعید علی النویس اور امارات میں پاکستانی سفیر امیر گلستان جنجوعہ بھی اس موقع پر موجود تھے۔ موسیقی کی دھنوں پر امارات اور پاکستان کے قومی ترانے بجائے گئے، پھر میں نے گارڈ آف آنر کا معاینہ کیا، پاکستانی اعلیٰ حکام اور عرب ملکوں کے سفیروں سے باری باری مصافحہ کیا۔

پھر ہم راولپنڈی کے قصر ضیافت میں اپنی قیام گاہ پر گئے۔ اسی دن شام کو میرے اور صدر پاکستان محمد ضیاء الحق کے مابین مختلف معاملات پر گفتگو ہوئی۔ اس میں امارات کے پاکستان میں سفیر سعید بن علی النویس بھی شریک ہوئے۔ یہ ملاقات پونے گھنٹے تک جاری رہی۔ اس میں دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی، تجارتی اور

① شیخ محمد عبداللہ کی جیل یاترا دو مدتوں میں 1953ء سے 1964ء تک طویل تھی۔ ان کے ''دوست'' نہرو نے کشمیر میں رائے شماری کرانے کے مطالبے پر انھیں جیل میں ڈالا تھا۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صنعتی معاملات زیر غور آئے۔ نیز مشترکہ اسلامی اور عربی معاملات پر گفتگو ہوئی، خاص طور پر مسئلہ فلسطین اور مشرق وسطیٰ میں بڑھتی ہوئی مشکلات اور اس کے بارے میں عالمی رائے اور اس کے حل زیر غور آئے۔ عراق اور ایران کے مابین جنگ بھی زیر غور آئی اور دونوں ممالک کے درمیان خونریزی بند کرانے کے طریقوں پر غور کیا گیا کہ یہ دونوں ممالک اپنی کوششیں اپنے دشمن صہیونیوں کے خلاف متحد ہو کر بروئے کار لائیں۔

افغانستان کی مشکلات اور موجودہ صورتحال بھی زیر غور آئی۔

ضیاء الحق کا تلخ جملہ

صدر پاکستان محمد ضیاء الحق نے مجھ سے درخواست کی کہ میں کراچی میں پیش آنے والی بعض مشکلات میں الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان صدر متحدہ عرب امارات سے تعاون حاصل کرنے کی بات کروں۔ میں نے کہا: آپ الشیخ زاید بن سلطان سے مدد چاہتے ہیں، جبکہ آپ کو معلوم ہے کہ ان کے ہاں جناب بھٹو کا مرتبہ امت کے ایک لیڈر والا ہے۔ آپ امت کے لیڈر کو کیسے مار سکتے ہیں؟

صدر پاکستان کے چہرے پر غصے کے آثار نمایاں ہونے لگے، بس اتنا کہا: آیئے کھانے کی طرف۔ ہم ڈنر پر چلے گئے۔ کھانے کی میز پر جب پروٹوکول آفیسر نے محمد ضیاء الحق کے بیٹھنے کے لیے کرسی آگے کی تو میں نے سنا صدر نے اس سے اردو زبان میں، جو میں اچھی طرح سمجھتا تھا، کہا: اس کی زبان لمبی ہے۔ (یہ چرب زبان ہے۔)

رات کے کھانے پر جو ہمارے وفد کے اعزاز میں صدر پاکستان نے پیش کیا تھا، بڑی تعداد میں وزراء، فوجی افسران اور عرب اور دوسرے ممالک کے پاکستان میں متعین سفراء بھی تشریف لائے۔ میں نے صدر پاکستان سے انھی کی زبان (اُردو) میں اجازت چاہی اور یہ تقریب ختم ہوئی۔

17 اپریل 1983ء کی صبح پاکستانی وزیر خزانہ غلام اسحاق خان کے ساتھ ملاقات ہوئی، جس کا ہدف مختلف میدانوں میں دوطرفہ تعاون بڑھانا تھا۔

مشترکہ منصوبے شروع کرنے پر بھی غور کیا گیا، نیز تجارتی وفود کے تبادلے، پاکستانی پھلوں اور سبزیوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرب امارات خصوصاً شارجہ کو برآمد کا ذکر ہوا۔

پاکستانی وزیر خزانہ کے ساتھ بات چیت میں مویشیوں کی افزائش کے منصوبوں پر بھی غور کیا گیا۔ دونوں فریقوں نے بینک شارجہ الوطنی کی پاکستان میں برانچ کھولنے پر بھی اتفاق کیا۔ میں نے حاکم شارجہ کی حیثیت سے پاکستانی وزیر کو پیش کش کی کہ شارجہ کی سرمایہ کار کمپنی کراچی گیس کمپنی سے شارجہ کے صنعتی ورہائشی دو سیکٹرز میں صارفین تک گیس پہنچانے کے نظام میں معاونت چاہتی ہے۔

تربیلا ڈیم کا دورہ

اسی دن دوپہر کے وقت ہم نے تربیلا کے علاقے کا مطالعاتی دورہ کیا۔ یہ اسلام آباد شہر سے 102 کلومیٹر شمال میں واقع ہے۔ اس دورے میں پاکستانی وزیر زراعت ظفر اللہ خان جمالی بھی ہمارے ساتھ تھے۔

جب ہم وہاں پہنچے تو پاکستانی وزیر اطلاعات سید ظفر علی شاہ اور اعلیٰ حکام نے ہمارا استقبال کیا۔ ہم نے تربیلا ڈیم دیکھا۔ اور بریفنگ غور سے سنی جس میں بتایا گیا کہ کس طرح ڈیم کے پیچھے پانی جمع کیا جاتا ہے، ٹربائنیں بجلی پیدا کرتی ہیں، جو ڈیم کے ساتھ لگائی گئی ہیں، پھر کس طرح پیدا ہونے والی بجلی پاکستان کے تمام شہروں تک پہنچائی جاتی ہے۔ پھر ہم نے خود چکر لگا کے ڈیم دیکھا جس میں بڑی مقدار میں پانی سٹور کیا گیا تھا۔ اسی دوران ڈیم پر بجلی پیدا کرنے کی مشینیں بھی دیکھیں۔

اس وزٹ کی تکمیل پر پاکستانی وزیر اطلاعات نے ہمارے اعزاز میں ظہرانے کا اہتمام کیا تھا، لیکن اس کھانے سے میرے وفد کے تمام ارکان، امارات کے سفیر اور سفارتی عملے کو زہریلے اثرات نے آ لیا، جس کی وجہ سے سب رہائش گاہ تک پہنچتے پہنچتے پیٹ کی تکلیف کا شکار ہو گئے۔ ان سب میں سے صرف میں اکیلا بچا تھا جسے کوئی تکلیف نہ پہنچی تھی۔

اسی روز شام کو ہم نے مختلف تاریخی، سیاحتی اور زرعی مقامات کا دورہ کیا۔ ان میں اسلامی یونیورسٹی اور فیصل مسجد بھی شامل تھی، جس کی تعمیر حکومت سعودیہ کے خرچ پر جاری تھی۔

18 اپریل 1983ء کی صبح میں نے اپنی رہائش گاہ قصر ضیافت راولپنڈی میں تیل اور معدنیات کے پاکستانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وزیر راؤ فرمان علی سے ملاقات کی۔ فریقین کے مابین تبادلہ خیالات ہوا۔ اس خصوصی نشست میں امارات کی جانب سے شارجہ کے محکمہ تیل و معدنیات کے نگران اور حکومت امارات کے وزیر الشیخ احمد بن سلطان القاسمی اور پاکستان میں حکومت امارات کے سفیر سعید بن علی النویس شامل ہوئے، جبکہ پاکستان کی طرف سے امارات میں پاکستانی سفیر امیر گلستان جنجوعہ اور وزارت تیل کے متعدد افسران نے شرکت کی۔

اس کے بعد ہم مری کی سیر کو گئے، جو اسلام آباد کے شمال میں پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

قصہ جہلم کے دورے کا

گزشتہ رات 19 اپریل 1983ء کو میرے اور پاکستانی پروٹوکول آفیسر کے مابین تلخ کلامی ہوگئی تھی، کیونکہ اس نے میرا دورہ جہلم منسوخ کر دیا تھا۔ وہاں جامعۃ الحدیث (جامعہ اثریہ) کی زیارت کے حوالے سے تقریبات رکھی گئی تھیں۔ اس کے بانی الشیخ عبدالغفور کے ساتھ میرا رابطہ اللہ کے لیے دوستی اور محبت کی بنا پر قائم تھا۔ اس جامعہ کی تعمیر کے لیے میں نے بھی تعاون کیا تھا اور اس کی تعمیر تکمیل کے قریب تھی۔ الشیخ عبدالغفور جب بھی مجھ سے ملتے، مجھے اپنی جامعہ کی زیارت کی دعوت دیتے تھے۔ میں ان سے کہتا: جب بھی پاکستان آؤں گا، آپ کی جامعہ ضرور دیکھوں گا۔

جب ہمارا دورہ طے ہوگیا تو میں نے ان کو فون پر اطلاع کروا دی تاکہ انھیں ہمارے دورۂ پاکستان کی خبر مل جائے۔

اس رات میں نے پاکستانی پروٹوکول آفیسر سے پوچھا: میرا دورہ کیوں منسوخ کیا گیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ جگہ گندی ہے اور آپ کے لیے وہاں کا دورہ مناسب نہیں ہے۔

میں نے اسے جواب دیا: یہ درست ہے کہ وہ علاقہ گندا ہوگا لیکن ان کے دل صاف ہیں۔ اور تمھارا معاملہ ان کے برعکس ہے۔ تمھارا علاقہ صاف ہے لیکن تمھارے دل گندے ہیں۔ وہ بولا: وہاں آپ کو لے جانے کا میں ہی ذمہ دار ہوں۔

اسی وقت میں نے اپنے پروٹوکول آفیسر السید سلطان السویدی کو جو میرے ساتھ اس دورے پر تھے، بلا کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا: کل شارجہ واپس جانے کے لیے جہاز کا بندوبست کیا جائے۔ میں پاکستان کا سرکاری دورہ ختم کر رہا ہوں۔

اب پاکستانی پروٹوکول آفیسر مجھ سے معذرت کرتے ہوئے کہنے لگا کہ ہر پروگرام آپ کی مرضی کے مطابق ہوگا اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

اگلی صبح ہم اسلام آباد سے جہلم شہر کی طرف روزانہ ہوئے۔ ایئر پورٹ پر جناب غلام اسحاق وزیر خزانہ پاکستان نے ہمیں الوداع کیا۔ وہاں پاکستانی وفاقی وزراء اور اسلامی اور عرب ممالک کے پاکستان میں متعین سفراء بھی بڑی تعداد میں موجود تھے۔

اس دورے میں خوراک وزراعت کے وزیر اور میرے لیے پروٹوکول چیف جناب ظفر اللہ جمالی بھی میرے ساتھ روانہ ہوئے۔

جہلم شہر میں پورا علاقہ میرے استقبال کے لیے اُمڈ آیا۔ مرد، عورتیں اور بچے بڑی تعداد میں موجود تھے۔ ہم جامعہ کی عمارت میں پہنچے جہاں استقبالیہ تقریب منعقد کی گئی تھی۔ جامعہ کے زیر اہتمام ایک ہسپتال کا سنگ بنیاد بھی رکھا گیا۔ ہم نے جامعہ کی عمارت کا ایک چکر لگایا جو تکمیل کے مراحل میں تھی۔

زرعی یونیورسٹی (فیصل آباد) سے اعزازی ڈگری

جہلم سے ہم فیصل آباد شہر گئے، جہاں ہم نے زرعی یونیورسٹی کا دورہ کیا، یونیورسٹی کے اساتذہ سے ملاقات کی اور اس کے مختلف شعبوں کا معاینہ بھی کیا۔

اس یونیورسٹی نے سائنس میں مجھے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دینے کے لیے ایک تقریب منعقد کر رکھی تھی۔ بہت بڑے ہال میں مدعوین کی کثیر تعداد اپنی نشستوں پر براجمان تھی۔ ان کے درمیان بنائے گئے ایک لمبے سے راستے سے گزر کر میں اسٹیج پر پہنچا۔ یونیورسٹی کے سربراہ نے میرے بارے میں تعارفی کلمات کہے، پھر مجھے سائنس میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری سے نوازا گیا۔

اس اعزاز کے بعد میں حیران ہوا کہ مجھے یونیورسٹی کے بارے میں کلمات تشکر کہنے کا پابند کیا گیا۔ کہنے کے لیے اس وقت میرے ذہن میں کوئی بات نہیں تھی۔ میں اس وقت لمبی سوچ میں پڑ گیا کہ حکومت پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے میرے ساتھ جو معاملات ہوئے، صدر پاکستان کی طرف سے یا پروٹوکول آفیسر کی طرف سے وہ ذکر کروں یا کچھ اور۔ مجھے یہ بھی خدشہ تھا کہ اخباری نمائندوں سے بھی ملاقات ہوگی۔ میں اسٹیج پر کھڑا تھا اور ان چہروں کو دیکھ رہا تھا جو مجھ پر نگاہیں جمائے بیٹھے تھے کہ میں کیا کہنے والا ہوں۔

زرعی یونیورسٹی میں ناصحانہ ہنگامی خطاب

میں نے اس اعزاز پر یونیورسٹی کا شکریہ ادا کرنے کے بعد کہا: ''میرا تعلق شارجہ سے ہے۔ یہ ان ریاستوں میں سے ایک ہے جو برطانیہ کے زیر اثر تھیں۔ جب برطانیہ وہاں سے چلا گیا تو ہم نے آپس میں ایک اتحاد قائم کیا، جسے متحدہ عرب امارات کہا جاتا ہے، پھر ہم نے اور کوشش کر کے خلیجی ممالک کے درمیان رابطے کی ایک تنظیم بنائی جسے خلیج تعاون کونسل کہا جاتا ہے۔

آپ لوگوں نے برطانوی استعمار سے چھٹکارے کے لیے بہت محنت کی۔ آپ نے اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کی کوشش کی اور اپنے لیے ایک الگ وطن پاکستان کے نام سے بنا لیا جس میں اسلامی شریعت قائم کی جائے گی۔

لیاقت علی خان، امت اسلامیہ کے لیڈر محمد علی جناح کے معاون تھے، وہ کہتے تھے: میں ایسا وطن چاہتا ہوں جس میں اسلام آجائے۔

آپ نے قیمتی جانوں اور مالوں کی قربانیاں دے کر یہ ملک بنالیا اور ملکی قوانین بنا لیے۔ جب لیاقت علی خان وزیراعظم تھے، اس وقت سب مسلمان سمجھتے تھے کہ پاکستان سے خلافت اسلامیہ کا علم بلند ہوگا۔

آج ہم اٹھتی ہوئی ایسی آوازیں سن رہے ہیں کہ شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہو۔ کوئی پوچھتا ہے شریعت کا مطلب کیا ہے؟ میں کہتا ہوں: شریعت اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام ہے، اس میں انسان کے جمادات اور حیوانات کے ساتھ تعلق کی بھی وضاحت ہے۔ مسلمان کے اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ تعلقات بھی واضح کر دیے گئے ہیں۔ شریعت اسلامیہ وہ مجموعہ قوانین ہے جو ان تعلقات کو مضبوط بناتا ہے۔

آج ہم سن رہے ہیں کہ چوری کی حد پر ہاتھ کہاں سے کاٹنا ہے؟ اس پر آراء آرہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے اور دوسرا کہتا ہے کلائی سے اور کوئی اور کہتا ہے: صرف انگلیاں کاٹی جائیں گی۔

شریعت میں خیر کے کئی پہلوؤں کو فراموش کر کے بعض لوگ صرف ایک سزا کی تفصیلات کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے لیے اس کے تمام پہلوؤں پر غور کرنا ہوگا، اس کی ایک مثال یوں سمجھیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کپڑے تقسیم کیے، ہر بندے کو ایک ایک کپڑا ملا۔ ایک روز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے، انھوں نے انھی کپڑوں میں سے دو کپڑوں کا جوڑا بنا کر پہن رکھا تھا۔ فرمایا: لوگو! میری بات سنتے ہو؟

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نہیں سنتے۔

فرمایا: ابوعبداللہ! کیوں؟

کہا: آپ نے سب کو ایک ایک کپڑا دیا اور خود دو پہن لیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جلدی نہ کرو، اے ابوعبداللہ!

پھر آواز دی: عبداللہ بن عمر!

کہا: امیر المومنین! میں حاضر ہوں۔

فرمایا: میں تمھیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، بتاؤ جس کپڑے کا میں نے ازار بنایا ہے، یہ تمھارا کپڑا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ گواہ ہے کہ ہاں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا: اب کہیے: ہم سنیں گے۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے کہا:

آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟

یہ سربراہ مملکت کا علانیہ محاکمہ ہو رہا ہے کہ اس نے اس امت کے ہر مسلمان کے حصے میں آنے والے کپڑے کے علاوہ دو میٹر ان سلا کپڑا کہاں سے لیا ہے۔ احکامات کی خلاف ورزی تب ہوتی ہے جب سربراہ مملکت بھی واضح نہیں کرتا کہ یہ اختیار اسے کہاں سے ملا ہے؟ اب ضروری ہے کہ ہم شریعت اسلامیہ کو نافذ کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے پاکستانیو! اگر تم پارٹیوں کے لیڈر بنا چاہتے ہو تو اسلام کو اپنے لیے سواری نہ بناؤ۔

اے پاکستانیو! جب تم اقتدار حاصل کرنا چاہو تو اس کے لیے اسلام کو وسیلہ مت بناؤ۔

اے پاکستانیو! اسلام سے نئی راہیں نہ نکالو، جب تک تمھارا اس پر ایمان ہی نہیں ہے۔

اللہ تمھیں ان باتوں کی توفیق دے، جن میں اس امت کی بھلائی ہو۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔"

لاہور کے تاریخی مقامات کی سیر

فیصل آباد کے سفر کے بعد ہم لاہور گئے، جہاں گورنر پنجاب جنرل غلام جیلانی ہمارے استقبال کے لیے منتظر تھے۔ ان کے ساتھ متعدد صوبائی وزراء اور اعلیٰ حکام بھی موجود تھے۔ گورنر پنجاب غلام جیلانی خان نے ہمارے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا۔

20 اپریل 1983ء کی صبح میں جامعہ لاہور الاسلامیہ کی زیارت کے لیے گیا۔ وہاں درس کی تکمیل سے فارغ ہونے والوں کی خصوصی تقریب میں میں نے خطاب کیا اور ان کی توجہ تعلیم کی جانب مبذول کروائی۔ میں نے انھیں اسلامی عقیدہ اپنانے کی دعوت دی، پھر میں نے فارغ التحصیل ہونے والوں میں اسناد تقسیم کیں۔ [1]

اس روز میں نے لاہور میں واقع تاریخی مقامات کی سیر بھی کی۔ ان میں تاریخی بادشاہی مسجد ہے۔ اس مسجد میں میں نے ہاتھ سے لکھا ہوا قرآن کا ایک نادر نسخہ دیکھا۔ [2]

وہاں تاریخی قلعہ بھی دیکھا، پھر لاہور کا شالیمار باغ دیکھنے گئے۔

21 اپریل 1983ء کو لاہور ائیر پورٹ سے ہم صوبہ پنجاب ہی کے شہر ملتان کے لیے روانہ ہوئے، جہاں ہم نے کھاد کے کارخانے کا مطالعاتی دورہ کیا، جس کے راس المال میں اڑتالیس فیصد 48% حصص ابوظبی نیشنل پٹرولیم کمپنی کے ہیں۔ ملتان سے ہم کراچی شہر گئے، جہاں ہمارا سرکاری طور پر استقبال کیا گیا، ہم کراچی

[1] جامعہ لاہور الاسلامیہ گارڈن ٹاؤن (لاہور) میں علوم اسلامیہ کی بڑی درس گاہ ہے۔ (مترجم)

[2] بادشاہی مسجد کو مؤلف نے مسجد "باب شاہ" لکھا ہے، یعنی شاہی دروازے کی مسجد۔ یہاں موجود یہ قرآن پاک گتے پر کپڑا چڑھا کر سونے کے تاروں کے ساتھ لکھا گیا ہے اور ہر ہر پارے کی الگ الگ جلد ہے، جن کی بہت بڑی ضخامت ہے۔ (مترجم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے قصر ضیافت میں ٹھہرے۔

22 اپریل 1983ء کو ہم کراچی ایئر پورٹ سے شارجہ کے لیے عازمِ سفر ہوئے اور واپس وطن پہنچ گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹا باب

شارجہ میں منعقدہ کانفرنسیں، اجتماعات اور سیمینارز

1983ء کے سال میں شارجہ میں چند کانفرنسیں، اجتماعات اور سیمینارز منعقد کیے گئے، جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

عالمی تحریک کی دوسری علاقائی کانفرنس:

2 مارچ 1983ء کو شارجہ میں عالمی تحریک کی دوسری علاقائی کانفرنس منعقد کی گئی، جس میں بحرین، کویت، لیبیا، اردن، عراق اور متحدہ عرب امارات کے وفود شریک ہوئے۔ اس چار روزہ کانفرنس میں معذوری سے متعلق تمام امور پر غور وخوض ہوا اور عرب خاندانی تنظیم کی مدد کے لیے چند افراد کو ذمہ داری دینے کا فیصلہ کیا گیا، تاکہ جن لوگوں کو تنظیم میں تربیت دی گئی ہے، ان کی بہترین انسانی و پیشہ ورانہ خدمات کا اعتراف کیا جائے۔ نیز معذوروں کے لیے مرکز اقلیمی (علاقائی مرکز) کا نام ''مرکز حراك العربي للمعاقين'' (معذوروں کے لیے مرکزِ تحریکِ عربی) میں بدلنے کی بھی منظوری دی گئی۔

5 مارچ 1983ء بروز ہفتہ، میں نے اس کانفرنس میں شریک وفود سے قصر سیف کی بیرونی نشست گاہ میں ملاقات کی۔ وہاں آٹھ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جانا پڑتا تھا جبکہ وہیل چیئرز کے لیے کوئی ڈھلان نہیں بنائی گئی تھی۔ بحرین کے وفد میں ایک خاتون منیرۃ بنت ہندی تھیں۔ وہ وہیل چیئر پر تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا: آپ یہاں کیسے آئی ہیں؟

انھوں نے کہا: لوگ مجھے کرسی سمیت اٹھا کر لائے ہیں۔

میں نے اسی وقت حکم جاری کر دیا کہ تمام اداروں اور حکومتی دفاتر میں وہیل چیئرز کے لیے ڈھلانیں بنائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں۔ اس کا آغاز ہم نے قصر سیف کی اسی بیرونی نشست گاہ سے کیا، جہاں وہیل چیئرز کے لیے دو ڈھلانیں بنائی گئیں۔

وفود کے ساتھ اس ملاقات میں میں نے اس بات پر زور دیا کہ معذور طلبہ کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کیا جائے تاکہ وہ دوسروں سے اپنا فرق محسوس نہ کریں اور سب برابر شمار ہوں۔

1983ء کی ثقافتی سرگرمیاں

اس سال درج ذیل ثقافتی سرگرمیاں وقوع پذیر ہوئیں:

فائن آرٹس (فنون لطیفہ) کی دوسری سالانہ نمائش:

فائن آرٹس کی دوسری سالانہ نمائش 17 مارچ 1983ء کو ایکسپو سنٹر شارجہ میں منعقد ہوئی۔ اس نمائش کا افتتاح میں نے الشیخ صقر بن راشد القاسمی کی نمایندگی کرتے ہوئے کیا۔ اس دوران شارجہ میں ڈرامائی کھیلوں کی سرگرمیاں بھی جاری رہیں۔

انھی دنوں سکولوں میں درسی ڈرامے پیش کرنے کا جشن منایا گیا۔ منطقہ شارجہ کے سکولوں میں تعلیمی وتربیتی مقاصد کے لیے 4 اپریل 1983ء کو درسی ڈرامے پیش کیے گئے، پھر 13 اپریل 1983ء کو محترمہ الشیخۃ جواہر بنت محمد القاسمی نے خالد تھیٹر (شارجہ) میں طالبات کے مدارس کے خصوصی سالانہ میلے کا افتتاح کیا جس میں درسی ڈرامے سٹیج کیے گئے۔

شارجہ میں کتابوں کی دوسری نمائش:

13 اکتوبر 1983ء کو شارجہ میں دوسرے کتاب میلے کا افتتاح کیا گیا۔ اس کا اہتمام وزارت ثقافت اور اطلاعات نے کیا تھا۔ یہ نمائش دو ہفتے جاری رہی۔ اس میں امارات، لبنان، شام، سوڈان، عراق، تیونس، مصر، برطانیہ اور فرانس کے مکتبات شریک تھے۔ میلے میں بارہ ہزار سے زائد عنوانات (ٹائٹلز) کی تقریباً پندرہ لاکھ کتب آئیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میلے میں کتابوں کے بیس (20) سے زائد شعبے تھے، جن میں اسلامیات، فقہ، لغت، معاشرت، تاریخ، جغرافیہ، قانون، طبیعیات، فلسفہ، آداب، طب، ریاضی، سیاست، اقتصادیات وغیرہ شعبے نمایاں تھے۔ ایک خاص ونگ تعلیمی وسائل اور لائبریریوں کے سازوسامان پر مشتمل تھا جبکہ بچوں کی کتب کے شعبوں پر بھی خاص توجہ دی گئی تھی۔

اس نمائش کے دوران افریقہ ہال میں ثقافتی چار لیکچرز بھی ہوئے، جن میں ڈاکٹر محمود امین العالم نے ''عرب دنیا میں ثقافت''، ڈاکٹر محمد جابر الانصاری نے ''عرب دنیا میں کتب سے لگاؤ''، ڈاکٹر عبدالعظیم مناف نے ''عبدالناصر اور ثقافت'' اور استاذ زکریا تامر نے ''بچے کی ثقافت'' کے موضوعات پر لیکچرز دیے۔ [1]

شاعر خلیفہ وقیان اور شاعر احمد دحبور کے اعزاز میں دو شعری و ادبی شامیں بھی منعقد کی گئیں۔ ''ہالشکل یاز عفران'' کے نام سے ایک ڈرامہ بھی پہلی مرتبہ پیش کیا گیا جو قطر کے عبدالرحمٰن المناعی اور کویت کے فواد الشطی کی تخلیق تھا۔

خلیج تعاون کونسل کا اجلاس:

7 مارچ 1983ء سے چار دن تک شارجہ میں خلیج تعاون کونسل کے ممالک کے درمیان سٹرٹیجک اتحاد کے عنوان سے ایک سیمینار جاری رہا۔ اس میں امارات، بحرین، کویت، قطر، سلطنت عمان اور سعودیہ کے بڑے بڑے مفکرین شریک ہوئے۔ میں نے اس موضوع پر بڑی تفصیل کے ساتھ گفتگو کی۔ سیمینار میں درج ذیل اصحاب نے اپنی آراء پیش کیں:

① عبداللہ بشارہ، سیکرٹری جنرل خلیج تعاون کونسل

② دکتور عبدالعزیز جلال، عرب تنظیم برائے تربیت وثقافت وسائنس (تونس)

③ د، عبداللہ المعجل، سیکرٹری جنرل خلیجی تنظیم برائے صنعتی پیداوار

[1] ''عبدالناصر اور ثقافت'' کے زیرعنوان لیکچر میں مصر کے صدر جمال عبدالناصر کے دور (1952 تا 1970ء) کی ثقافتی سرگرمیوں کا احاطہ کیا گیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سیمینار کی سفارشات خلیج تعاون کونسل کے وزراء منصوبہ بندی تک پہنچانے کا فیصلہ کیا گیا۔

عبداللہ بشارہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ پچھلے دس برس میں خلیج کے خطے میں دو اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں:

① متحدہ عرب امارات کا قیام (دسمبر 1971ء)

② خلیج عربی تعاون کونسل کا قیام (مئی 1981ء)

انھوں نے کہا کہ ابوظبی میں جس اجتماع میں خلیج تعاون کونسل کا ڈول ڈالا گیا، وہ متحدہ عرب امارات کے قیام کے تجربے کا بدیہی نتیجہ تھا۔

سیمینار میں درج ذیل بڑے موضوعات زیرِ بحث آئے:

- تعلیم کے شعبے میں تعاون سے انسانی ترقی
- ناخواندگی کا خاتمہ
- خلیجی ممالک میں خاندانی مسائل
- تعلیم و تحقیق
- اقتصادی اور معاشرتی تعاون
- ترقی کے عمل میں ذرائع ابلاغ کا کردار
- زرعی و آبی ترقی
- خلیج کے مشترکہ پروگرام
- خلیج کی قومی لائبریری

سیمینار میں خلیج تعاون کونسل کے وزراء منصوبہ بندی کی کانفرنس (اپریل 1983ء) کے لیے سفاشارت مرتب کی گئیں۔

مسئلہ فلسطین پر انٹرنیشنل کانفرنس:

25 اپریل 1983ء کو میں نے مسئلہ فلسطین پر انٹرنیشنل کانفرنس کا افتتاح کیا۔ اس کا اہتمام اقوام متحدہ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اقتصادی کمیٹی برائے مغربی ایشیا'' کے تعاون سے کانٹی نینٹل ہوٹل شارجہ میں کیا تھا۔

میں نے اس میں مسئلہ فلسطین کے جملہ پہلوؤں پر کھل کر اظہار خیال کیا اور اس ہولناک سانحے کا ذکر کیا جو پچھلی گرمیوں میں بیروت میں پیش آیا تھا جس میں صہیونی اسرائیلیوں نے بڑی طاقتوں کی حمایت سے فلسطینیوں کے خلاف خونریز جارحیت کا ارتکاب کیا جنھیں 1948ء میں ان کے وطن سے جبراً نکال دیا گیا تھا۔[1]

عرب قوم سے امریکی قوم تک:

ایک فکری جمعیت ''عرب قوم سے امریکی قوم تک'' کا تاسیسی اجلاس 12 مئی 1980ء کو شارجہ میں منعقد ہوا تھا۔ اس تنظیم کا مقصد عرب اور امریکی قوم کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا اور دوریاں ختم کرنا تھا۔ میں نے تاسیسی اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے کہا: ''امریکہ نے کھلم کھلا فلسطینی تحریکِ آزادی کو کچلنے کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے اور اس کے لیے امن سمجھوتے اور حکومت خود اختیاری کا شوشہ چھوڑا جبکہ فلسطین میں صہیونی وجود عرب قوم کے دل میں سرطان کے مانند ہے۔ عربوں اور امریکیوں کے مابین کوئی تاریخی دشمنی نہیں سوائے اس کے کہ پے بہ پے امریکی حکومتوں نے یہاں نفرت اور دشمنی پھیلائی ہے اور صہیونی ریاست کو لے پالک بنا کر اس کی اندھا دھند حمایت کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔'' سہ روزہ کانفرنس کے تیسرے دن 14 مئی 1980ء کو مجھے اس تنظیم کا صدر اور شیخ عبداللہ قصمی کو نائب صدر منتخب کیا گیا اور محمد مہدی جو نیویارک شاخ کے صدر تھے سیکرٹری جنرل چنے گئے۔

جمعیت کا دوسرا اجتماع 20 مئی 1982ء کو شارجہ میں ہوا۔ تنظیم کی انتظامی باڈی کے اجلاس کی میں نے صدارت کی۔ اس میں جمعیت کا نام منظمہ (تنظیم) قرار پایا۔

تنظیم نے اپنی کوششوں سے 16 اہم امریکی شخصیتوں کو اپنا ہمنوا بنا لیا اور انھیں تنظیمی کمیٹی میں شامل کر لیا۔

[1] جون 1982ء میں جنرل ایریل شیرون کی قیادت میں اسرائیلی فوج نے لبنان پر حملہ کر دیا اور اگست میں مغربی بیروت پر بمباری کی جہاں تنظیم آزادیٔ فلسطین (PLO) کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ پی ایل او ایک جبری مفاہمت کے تحت بیروت سے تونس منتقل ہو گئی۔ پھر 16 ستمبر کو اسرائیلی فوج کی مدد سے لبنانی مسیحی حداد ملیشیا یا مغربی بیروت کے فلسطینی کیمپوں صبرہ و شتیلا میں داخل ہو گئی اور سینکڑوں فلسطینی بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کا قتل عام کیا۔ وہی قاتل شیرون فروری 2001ء میں اسرائیل کا وزیراعظم بن گیا۔ (محسن فارانی)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ان میں ایک وکیل عابد بن جبارۃ، ڈاکٹر ابراہیم ابو الغد اور ایک پادری ڈونلڈ ویگنر وغیرہ شامل تھے۔ یہ پادری شکاگو کی نارتھ پارک یونیورسٹی کا لیکچرار تھا اور امریکی عیسائیوں کا سرگرم نمائندہ تھا جو فلسطین کی مقدس سرزمین پر یہودی تسلط کے خلاف تھا۔

"عرب قوم سے امریکی قوم تک" کا تیسرا اور آخری اجتماع 22 ستمبر 1983ء کو میری صدارت میں شارجہ میں ہوا۔ اس میں فیصلہ ہوا کہ میں عرب دنیا کے سربراہان، وزراء، سیاستدانوں اور وزرائے اطلاعات کو خطوط لکھوں جن میں تنظیم کی سرگرمیوں اور مقاصد سے آگاہی دی جائے۔ خطوط کے ساتھ تنظیم کی تیار کردہ دو کتب "بیت المقدس میں اسرائیلی دہشت گردی" اور "مڈل ایسٹ کے لیے صہیونی منصوبہ" بھی ارسال کی گئیں جن میں صہیونی منصوبوں اور عالم عرب میں ان کے توسیعی اہداف کا پردہ چاک کیا گیا تھا۔ اجتماع میں السید جاوید غصین اور السید حسن حداد کو تنظیم کی طرف سے "عرب امریکن لیگ آف گریجوایٹس فرام امریکن یونیورسٹیز" کی کانفرنس میں نمائندگی اور میری نیابت کے لیے مامور کیا گیا۔ یہ کانفرنس نومبر 1983ء میں واشنگٹن میں منعقد ہوئی۔

اس کے بعد تنظیم کے سیکرٹری جنرل اور نیویارک شاخ کے صدر ڈاکٹر محمد مہدی تنظیمی اہداف کے برعکس امریکی حکومت کو گالیاں دینے لگے۔ امریکی ساتھیوں نے مجھ سے کہا: اسے سمجھایئے!! لیکن تنکا اونٹ کی کمر توڑ چکا تھا، جو کہ دس ہزار ڈالر کے چیک کی صورت میں تھا، وہ تنظیم کی طرف سے ڈاکٹر محمد مہدی نے شمالی آئرلینڈ کے باغیوں کو 1985ء کے شروع میں پیش کیا تھا۔ اس چیک کی تصویریں خبر کے ساتھ امریکی اخبارات نے شائع کر دیں۔ [1]

9 فروری 1985ء کو میں نے تنظیم کے شارجہ آفس کے سیکرٹری حسن حداد، مالی نگران جاوید الغُصین اور جنرل سیکرٹری شکر صالح زکی کے ساتھ ملاقات کی، اور ان پر واضح کیا کہ ڈاکٹر مہدی کا طرزِ عمل تنظیم کے مقاصد کی خلاف ورزی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں اس تنظیم سے علیحدہ ہو گیا۔ میرے بعد پادری ڈونلڈ ویگنر

[1] برطانیہ نے 1921ء میں آئرلینڈ کو آزادی دی تو شمالی آئرلینڈ کو جس میں پروٹسٹنٹ عیسائی اکثریت میں اور کیتھولک اقلیت میں ہیں، برطانوی بادشاہت میں شامل رکھا گیا۔ 1969ء میں شمالی آئرلینڈ کی آئرش ریپبلکن آرمی (IRA) نے برطانیہ سے علیحدگی کی مسلح جدوجہد شروع کر دی جو اپریل 1998ء کی مفاہمت تک جاری رہی۔ جولائی 2005ء میں آئی آر اے نے تشدد ترک کرنے اور تنظیم توڑنے کا اعلان کر دیا۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی نکل گئے۔

شارجہ عدالتی کمپلیکس میں ججز کانفرنس:

3 اکتوبر 1983ء کو میری سربراہی میں شارجہ عدالتی کمپلیکس میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں الشیخ حمد بن ماجد القاسمی، صدر محکمہ عدل شارجہ، محمد بن جمعۃ المطوع، نائب صدر محکمہ عدل اور بڑی تعداد میں وکلاء اور ججوں نے شرکت کی۔ اس اجتماع میں میں نے شارجہ میں شراب فروخت کرنے والی تمام دکانوں اور کمپنیوں کی بندش کا حکم دے دیا۔

اس اجتماع کے آخر میں الشیخ حمد بن ماجد القاسمی نے خطاب کیا اور عدالتی کارکردگی کے متعلق مختلف مسائل پر گفتگو کی۔ کانفرنس میں عوام کی ان شکایات پر بھی غور کیا گیا جو فیصلوں میں تاخیر کے سبب پیش آتی ہیں۔ میں نے منشیات کے مقدمے بھی شرعی عدالت کے سپرد کر دینے کا امکان ظاہر کیا تاکہ اسلامی شریعت کے مطابق سزائیں دی جائیں کیونکہ دین اسلام میں شراب حرام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتواں باب

سرکاری اور نجی دورے

تقریباً دو برس تک میں بعض سرکاری اور بعض ذاتی دوروں میں مصروف رہا، ان کی کچھ تفصیل حسب ذیل ہے:

سوڈان کا نجی دورہ:

تنظیم الدعوۃ الاسلامیہ کی طرف سے مجھے ان کی چوتھی سالانہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ میں نے معذرت کر لی کیونکہ لندن میں میرا ایک ضروری پروگرام طے ہو چکا تھا۔ انھوں نے میری حاضری پر اصرار کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ صدر جعفر النمیری نے یہ کانفرنس منسوخ کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ اگر میں حاضر ہو جاتا تو کانفرنس منسوخ نہ ہوتی۔ انھوں نے مجھ سے یہ بھی درخواست کی کہ سوڈان کی وزارت خارجہ کو میں اپنی آمد سے مطلع کروں۔ اس طرح سوڈان کے دورے کا پروگرام طے ہو گیا۔

12 مئی 1983ء کی صبح میں لندن ائیر پورٹ سے اپنی اہلیہ کے ہمراہ سیدھا خرطوم کی طرف روانہ ہوا۔ اس دن غروب آفتاب سے قبل ہم خرطوم ائیر پورٹ پر پہنچ گئے۔ ہمارے استقبال کے لیے جمہوریہ سوڈان کے نائب صدر اول جنرل عمر محمد الطیب موجود تھے۔ ان کے ہمراہ اعلیٰ سوڈانی حکام بھی تھے۔ متحدہ عرب امارات کے سوڈان میں سفیر عبید بن سالم الزعابی اور متحدہ عرب امارات میں سوڈان کے سفیر عبداللطیف عبدالحمید ابراہیم بھی اس موقع پر موجود تھے۔

طے پایا تھا کہ یہ دورہ چند گھنٹوں پر مشتمل ہوگا، پھر میں شارجہ لوٹ آؤں گا۔ خرطوم کے ایک ہوٹل میں میں نے اور اہلیہ نے کچھ دیر آرام کیا۔ وہاں مختار التوم مجھے ملنے آئے جو الشیخ خالد بن محمد القاسمی کے زمانے میں اور میری حکومت کے آغاز میں تھوڑی مدت تک بلدیہ شارجہ کے میئر رہ چکے تھے۔ میں نے مختار التوم کے سامنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی تقریر کے نکات پیش کیے جو میں کانفرنس میں کرنے والا تھا، اس نے بعض ترامیم کی تجویز دی جو میں نے قبول کر لی۔

میں نے خرطوم کو آتے ہوئے طیارے میں کاغذ پر اپنی تقریر کے نکات لکھ لیے تھے۔ وہ کچھ یوں تھے:

ایک ساتھی نے مجھ سے پوچھا: کہاں کا سفر ہے؟ میں نے کہا: خرطوم کا۔ اس نے پوچھا: وہاں کیا ہے؟ میں نے کہا: تنظیم دعوتِ اسلامیہ کی کانفرنس میں شرکت کرنی ہے۔

وہ بولا: کیا آپ وہاں طلاق اور نفاس پر بحث کریں گے؟

میں نے کہا: ہم حکمران کے قرآن سے تعلق پر بحث کریں گے۔

اپنی تقریر کا ایک اور حصہ میں نے اسے پڑھ کر سنایا: ''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تمھارا کوئی حاکم ٹیڑھی راہ چلے تو اسے قتل کر دو۔ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بولے: بلکہ اسے سیدھا کر دو۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلکہ اسے قتل کر دو، قتل کر دو تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

مختار التوم نے وہ کاغذ مجھ سے لے کر کہا: اس فقرے کو کاٹ دیں کہ یہ فتنہ اٹھائے گا۔

السید مختار التوم ٹھیک کہتے تھے۔ میں نے اس فقرے کو کاٹ دینا ہی بہتر جانا کیونکہ صحیح بات وہ ہے جس کا علم مجھے بعد میں ہوا، جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: ''میں چاہتا ہوں کہ میں اور آپ جہاز میں سمندر کی گہرائی میں ہوں اور لہریں ہمیں مشرق و مغرب میں لے جائیں۔ اور پیچھے لوگ کسی اور کو والی بنانے میں کوتاہی نہیں کریں گے، پھر اگر وہ سیدھی راہ چلا تو لوگ اس کی پیروی کریں گے اور اگر وہ ٹیڑھی راہ چلا تو اسے قتل کر دیں گے۔''

اس پر طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''آپ یہ کیوں نہیں کہتے: اور اگر وہ ٹیڑھی راہ چلا تو لوگ اسے معزول کر دیں گے۔''

عمر رضی اللہ عنہ بولے: ''نہیں، قتل بعد میں آنے والے کے لیے زیادہ عبرتناک سزا ہے۔''

میں نے صداقہ ہال خرطوم میں الدعوۃ الاسلامیہ تنظیم کے اجلاس کی افتتاحی تقریب میں درج ذیل گفتگو کی:

میں نے اس اجتماع میں شرکت کا فیصلہ یہ سوچ کر کیا کہ یہ کانفرنس مسلمانوں کے لیے وحدتِ کامل کی دعوت ہے، خیر اور حق کی طرف چلنے کا راستہ ہے۔ دین اور سیاست میں فرق نہیں ہے۔ ہماری قیادت قرآن پاک سے راہنمائی لے تاکہ ہم دلیری سے اپنا دفاع کر سکیں۔ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک ارب ہے اور کہیں بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کم نہیں ہے۔ ہم فخر کرتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام اس طرح داخل ہوا۔ ضرورت ہے کہ ہم اسلام کا پیغامِ خیر آگے پہنچائیں اور اس پر عمل بھی کریں۔ اسلام میں مشورے کی بہت اہمیت ہے۔ قرآن کی ایک سورت کا نام ہی شوریٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران (آیت:159) میں فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾

”(اے نبی) اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان کے لیے نرم دل ہیں اور اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے، سو آپ ان سے درگزر کریں اور ان کے لیے استغفار کریں اور اہم کام میں ان سے مشورہ کیا کریں۔ پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

سورۃ الشوریٰ (آیت 38) میں فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾

”(مومن) اپنے ربّ کے فرمان کو قبول کرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ان کا (ہر) کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور جو ہم نے انھیں دے رکھا ہے، اس میں سے (ہمارے نام پر) دیتے ہیں۔“

دعوت اسلامیہ تنظیم کی جانب سے رات کے کھانے کی دعوت کے بعد میں شارجہ جانے کے لیے خرطوم ائیر پورٹ پر پہنچا۔ میرے استقبال کی طرح ہی مجھے اچھے طریقے سے رخصت کیا گیا۔

عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ کا سفر:

18 رمضان 1403ھ مطابق 30 جون 1983ء کو میں اپنے وفد کے ہمراہ مملکت عربیہ سعودیہ روانہ ہوا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میرے استقبال کے لیے جدہ ائیر پورٹ پر مکہ کے نائب گورنر سعود بن عبدالمحسن اور سعودیہ میں متحدہ عرب امارات کے سفیر احمد ابورحیمہ موجود تھے۔ یکم جولائی 1983 کی صبح ہم مکہ مکرمہ گئے اور مناسک عمرہ ادا کیے۔

2 جولائی 1983 کی شام مملکت سعودیہ عربیہ کے فرمانروا شاہ فہد بن عبدالعزیز نے شاہی محل مکہ مکرمہ میں ہمارا استقبال کیا۔ اس ملاقات میں سعودی عرب میں متحدہ عرب امارات کے سفیر احمد ابورحیمہ اور متحدہ عرب امارات میں سعودی سفیر صالح سلیمان الفوزان بھی شریک ہوئے۔ میں اپنے وفد کے ہمراہ تھا۔ ہم نے افطاری کا کھانا شاہ فہد کے دستر خوان پر کھایا۔

حرم مکی میں عشاء کی نماز اور تراویح ادا کرنے کے بعد میں مملکت عربیہ سعودیہ کے مفتی اور ادارۂ علمی تحقیق اور دعوت وارشاد کے سربراہ جناب الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز سے ملنے ان کے گھر پہنچا۔ اس ملاقات میں مسلمانوں کے متعلق کئی اہم دینی مسائل پر بات چیت ہوئی۔

3 جولائی 1983ء کو میں نے اپنے اور وفد کے اعزاز میں دی گئی دعوت افطار میں شرکت کی، جو مملکت سعویہ عربیہ کے دفاع اور ہوابازی کے وزیر اور نائب وزیر اعظم سلطان بن عبدالعزیز نے مکہ مکرمہ میں اپنے محل میں آراستہ کی تھی۔ اس دعوت طعام میں احمد ابورحیمہ اور صالح سلیمان الفوزان بھی شریک ہوئے۔

جمہوریہ کروشیا کا نجی دورہ:

18 اگست 1983ء کو میں جمہوریہ کروشیا کے دار الحکومت زاغرب شہر کے دورے پر گیا۔ اس دورے میں زاغرب کی مسجد کی تعمیر کا جائزہ لینا تھا۔ ڈیڑھ سال پہلے جب زاغرب کے مفتی نے شارجہ میں میرے ساتھ ملاقات کی تو میں نے اس کی تعمیر کا خرچہ اپنے ذمے لے لیا تھا۔

دورے کے آغاز پر جمہوریہ کروشیا کے نائب وزیر اعظم جیکو استبکو وتش سے ملاقات ہوئی۔ میں نے مسلمانوں کے لیے اس مسجد کی تعمیر کی اجازت دینے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ پھر میں مسجد کا موقع دیکھنے گیا۔ یہ مسجد اپنی بڑی عمارت کی وجہ سے کئی کلومیٹر کی مسافت سے نظر آتی ہے۔ یہ اصل میں یورپ کے مغرب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشرق کی طرف آنے والی شاہراہ کے گول چکر کے قریب پڑتی ہے۔

مسجد کے برآمدوں میں چکر لگانے کے بعد (جو ابھی زیر تکمیل تھے) میں کروشیائی مسلمانوں کے مرکز گیا۔ وہ ایک فلیٹ میں قائم تھا، جہاں وہ اپنے دینی معاملات نپٹاتے تھے۔ اور اپنے مہمانوں اور خیر خواہوں کا استقبال کرتے۔

یہ دورہ چند گھنٹوں پر محیط تھا۔

اخباری مکالمہ (انٹرویو):

سلطنت عمان کے اپنے سرکاری دورے سے تین دن پہلے 21 مارچ 1984ء کو میں نے اخبار السیاست (کویت) کو انٹرویو دیا۔ اس میں جن معاملات پر گفتگو ہوئی، ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

پہلا سوال تھا: ''جناب الشیخ سلطان! خلیج تعاون کونسل، رکن ممالک کے مابین سماجی و اقتصادی تعاون کے میدان میں کہاں تک کامیاب رہی ہے؟''

میرا جواب تھا: تعاون کونسل خوب چل رہی ہے۔ میں باہمی تعاون کے معاملے میں تیزی کا قائل ہوں۔ ایک بار میں کویت گیا اور اپنا پاسپورٹ پاس رکھنا بھول گیا۔ کویت ایئرپورٹ پر میں نے ان سے یہ نہیں کہا کہ میں پاسپورٹ بھول آیا ہوں بلکہ یہ کہا: آپ پاسپورٹ کیوں مانگتے ہیں؟ میں تعاون کونسل کا شہری ہوں اور مجھے پاسپورٹ کی ضرورت نہیں۔ کونسل کے رکن ممالک میں باہمی تعاون کے تیز رفتار اقدامات سے تعاون کے اصولوں کو تقویت ملتی ہے، مثلاً ہم نے متحدہ امارات میں سرحدیں ختم کر دی ہیں اور ہم ایک ملک کی طرح رہ رہے ہیں، لہٰذا مجھے اس وقت بڑی خوشی ہوگی جب خطے کے ممالک کے شہری پاسپورٹ کے بغیر ایک ملک سے دوسرے میں صرف ایک ٹکٹ پر سفر کر سکیں گے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ایک اجنبی جس کے پاس انٹری ویزا ہو، وہ امارات یا بحرین یا تعاون کونسل کے کسی بھی ملک میں بلا روک ٹوک سفر کر سکے۔

خلیج کے مالی سرچشمہ ہونے کے سوال پر میں نے کہا: خلیج خلیج ہی رہے گی۔ یہاں اب ہر چیز نئی ہوگئی ہے مگر سیمنٹ کے جنگلوں اور کنکریٹ کی تہذیب نے اس کی ترقی کو قدرے روک دیا ہے۔ ہمیں بالفعل اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرورت نہیں۔ ماضی میں یہاں بلاجواز اخراجات ہوئے حتیٰ کہ خلیجی معاشرے کا فرد مال اڑانے کی مشین بن گیا گویا وہ تیل کا تاجر تھا۔ وہ قرض لیتا تھا تاکہ اسے خرچ کرے۔ وہ جو چاہتا مالیاتی ادارے اسے دے ڈالتے۔ ہم چاہتے ہیں یہ سلسلہ ختم ہو۔ لوگ شعور سے بہرہ ور ہوں اور جو وہ خرچ کریں، اس کی قدر سے آگاہ ہوں۔

دنیا کے ساتھ عرب امارات کے اقتصادی روابط پر بھی بات ہوئی۔ ایک سوال یہ پوچھا گیا کہ آپ کا روزانہ کا معمول کیا ہے؟

میں نے کہا: میں صبح جلدی نکلتا ہوں، اپنے دفتر جاتا ہوں، لوگوں سے ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ اکثر شکایات آتی ہیں، وہ سنتا ہوں اور ان کے حل کی کوشش کرتا ہوں۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ آپ مسقط کیوں جا رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ یہ ایک سرکاری دعوت ہے۔ میں نے پہلے عمان کا دورہ نہیں کیا۔ میرے بھائی سلطان قابوس کی دعوت ہے، اس لیے میں نے اس دورے کا فیصلہ کیا ہے۔

سلطنت عمان کا سرکاری دورہ:

سلطنت عمان کے بادشاہ سلطان قابوس بن سعید کی دعوت پر میں نے 24 مارچ 1984ء کو سلطنت عمان کا سرکاری دورہ شروع کیا، جس پر کئی دن صرف ہو گئے۔

میں اپنے وفد کے ہمراہ شارجہ ائیر پورٹ سے صلالہ ائیر پورٹ پہنچا، جہاں صلالہ کے ڈپٹی کمشنر اور سلطان قابوس کے مشیر ثوینی بن شہاب نے ہمارا استقبال کیا۔ اس موقع پر سلطنت عمان کے اعلیٰ حکام اور متحدہ عرب امارات کے سفارتخانے کے افسر اسماعیل عبید بھی موجود تھے۔

استقبالیہ لوگوں سے مصافحہ کے بعد میں ثوینی بن شہاب کے ہمراہ سلامی کے چبوترے پر گیا، جہاں موسیقی کی دھنوں پر عرب امارات اور سلطنت عمان کے قومی ترانے پیش کیے گئے، پھر میں نے گارڈ آف آنر کا معاینہ کیا۔

استقبالیہ تقریب کے مراحل کی تکمیل کے بعد میں الحصن محل پہنچا، جہاں میرا قیام رہا۔ عمان کے وزیر داخلہ بدر بن سعود بن حارب میرے لیے پروٹوکول کے سربراہ تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

اس دن دوپہر کے وقت سلطان قابوس بن سعید کے ساتھ قصر الحصن میں ملاقات ہوئی جو آدھ گھنٹہ جاری رہی۔ میرے ساتھ میرا وفد بھی تھا اور عمان کی طرف سے ثوینی بن شہاب، وزراء اور اعلیٰ حکام موجود تھے۔

25 مارچ 1984ء کی صبح میں جنوبی صوبے کے پہاڑوں کی سیر کے لیے گیا۔ اس سفر میں جناب ثوینی بن شہاب میرے ساتھ تھے۔ اس دن دوپہر کے بعد سلطان قابوس میری رہائش گاہ قصر الحصن آئے اور مجھے شہر صلالہ کی سیر کو لے گئے۔ اس دوران ہم نے دیسوت بندرگاہ اور سیمنٹ کا کارخانہ دیکھا۔

اس سفر سے واپسی کے بعد کچھ دیر آرام کیا، پھر سلطنت عمان کے وزیر خارجہ یوسف العلوی ملاقات کے لیے آئے۔ وزیر خارجہ کے ساتھ میں رات کے کھانے کی دعوت میں گیا، جو ہمارے اعزاز میں قصر الحصن میں ہی سلطان قابوس نے آراستہ کی تھی۔

26 مارچ 1984ء کو ہم ہوائی جہاز پر صلالہ سے مسقط گئے۔ وہاں میری رہائش گاہ قصر علم میں تھی جہاں سید فیصل بن علی بن فیصل ملاقات کے لیے آئے، جو عمان کے وزیر ثقافت اور قومی ورثہ تھے۔ اس ملاقات کے فوراً بعد ہم مسقط اور مضافات کے دورے پر نکلے۔ اس دورے میں جناب ثوینی بن شہاب اور بدر بن سعود بن حارب بھی میرے ساتھ تھے۔

اس مطالعاتی دورے میں ہم نے مسقط، مطرح شہر میں بندرگاہ قابوس، صوبہ روی، قرن، وطیۃ نخل کی بندرگاہ خوریر، غبرہ اور عذیبیہ کا دورہ کیا اور سیب شہر بھی گئے۔ زرعی فارموں کے علاوہ سیاحت اور سلطنت کی سماجی ترقی کے مناظر بھی دیکھے۔

سیب کے ہارس فارم میں ہم نے اعلیٰ نسل کے گھوڑے دیکھے۔ اس کے بعد قابوس یونیورسٹی گئے اور اس کے مختلف شعبوں کا جائزہ لیا، پھر پہاڑی کے دامن میں ایک عسکری مرکز دیکھا اور اس کے بعد ہم مسقط میں اپنی رہائش گاہ قصر العلم لوٹ آئے۔

27 مارچ 1984ء کی صبح میں جبل اخضر کی سیر کو گیا، اس میں ثوینی بن شہاب اور بدر بن سعود میرے ساتھ تھے۔ یہ پہاڑ سطح سمندر سے چھ ہزار دو سوفٹ بلند ہے۔

ہم نے العین کا علاقہ اور جبرین کا قلعہ بھی دیکھا جو یعربی بادشاہوں کے زمانے میں بنایا گیا تھا۔ صوبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنوف اور صوبہ نزوی کے اہم مقامات کا دورہ بھی کیا۔

اس روز شام کو عمان میں امارات کے سفارت خانے کے انچارج اسماعیل عبید یوسف نے اپنی رہائش گاہ الخویر میں ہمارے اعزاز میں عشائیہ دیا۔

28 مارچ 1984ء کی صبح ہم نے مسقط کے السیب ایئر پورٹ پر الوداعی رسومات کے بعد شارجہ کا واپسی سفر اختیار کیا۔

مملکت بحرین کا سرکاری دورہ:

جناب الشیخ عیسیٰ بن سلمان آل خلیفہ امیر بحرین کی دعوت پر 25 فروری 1985ء کو میں بحرین کے سرکاری دورے پر روانہ ہوا۔ اس دورے میں دو دن صرف ہوئے۔

بحرین ایئر پورٹ پر ہوائی جہاز کی سیڑھی کے پاس الشیخ عیسیٰ بن سلمان آل خلیفہ میرے استقبال کے لیے موجود تھے۔ نمایاں استقبالی افراد سے مصافحہ کے بعد دو بچیوں نے مجھے اور امیر بحرین کو پھولوں کے گلدستے پیش کیے۔

سہ پہر کو میں نے الشیخ عبداللہ بن خالد آل خلیفہ وزیر عدل و اسلامی امور کے ہمراہ عربین شپ یارڈ کمپنی کا دورہ کیا۔ موصوف میرے لیے اعزازی وفد کے سربراہ بھی تھے۔

میں نے یہاں ایک دستاویزی فلم بھی دیکھی جس میں سنگ بنیاد سے لے کر اب تک کمپنی کی خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا اور دیوقامت جہازوں کی مرمت کے مراحل دکھائے گئے۔ اس کمپنی کی خدمات سے امارات، قطر، بحرین، سعودی عرب، کویت، عراق اور لیبیا استفادہ کرتے ہیں۔ میں نے وہاں خشک گودی دیکھی۔ شپ یارڈ کے عملے نے گودی میں سمندری پانی کے بھرنے اور اسے خالی کرنے کے عمل اور آئل ٹینکروں کی مرمت کے مراحل سمجھائے۔ میں نے عربین آئرن اینڈ سٹیل مل کا بھی معاینہ کیا اور مجھے خام لوہے کو پگھلانے اور اسے لوہے میں ڈھالنے کے طریقوں سے آگاہ کیا گیا۔ یہ بھٹی (Furnace) دنیا کی بڑی بھٹیوں میں شمار ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

25 فروری کی شام کو الشیخ عیسیٰ بن سلمان آل خلیفہ امیر دولت بحرین نے قصر دفاع میں ہمارے اعزاز میں رات کے کھانے کی تقریب منعقد کی، جس میں وزیر اعظم الشیخ خلیفہ بن سلمان آل خلیفہ، ولی عہد اور سپہ سالار افواج الشیخ حمد بن عیسیٰ آل خلیفہ اور بڑی تعداد میں وزراء اور اعلیٰ حکام شریک ہوئے۔

26 فروری 1983ء کی صبح کو میں نے مرکز قومی ورثہ کا دورہ کیا۔ اس دورے میں میرے ساتھ الشیخ عبداللہ بن خالد آل خلیفہ وزیر عدل و اسلامی امور نائب وزیر اطلاعات بھی تھے۔ اس مرکز میں پہنچنے پر میرے استقبال کے لیے الشیخ عیسیٰ بن راشد آل خلیفہ موجود تھے جو کہ وزارت اطلاعات کے نمایندے ہیں۔ مرکز کے دورے سے مجھے ماضی اور حال کے کئی مناظر اور نوادرات دیکھنے کا موقع ملا۔

اس دورے کے اختتام پر میں نے مرکز کے ذمہ داران کی کاوشوں کو سراہا۔ پھر ہمارا قافلہ مثالی شہر عیسیٰ پہنچا۔ میں نے اس کے مختلف محلے دیکھے۔ اس شہر کا سنگ بنیاد الشیخ عیسیٰ بن سلمان آل خلیفہ کی حکومت کے دورِ اوائل میں 1962ء میں رکھا گیا، اس میں رہائشی اپارٹمنٹس، تجارتی مارکیٹیں، کھیلوں کے مراکز، سکول، انسانی خدمات و ضروریات کے مراکز، ہسپتال وغیرہ بنائے گئے ہیں۔

پھر ہم مثالی شہر حمد پہنچے، جس کا افتتاح 15 دسمبر 1984ء کو امیر بحرین کے دست مبارک سے کیا گیا۔ یہاں محدود اور متوسط وسائل والے طبقے کے لیے مکانات تعمیر کیے گئے ہیں۔ ہسپتال، مارکیٹیں، کھیلوں کے مراکز اور عوامی پارک بڑی تعداد میں بنائے گئے ہیں۔ وزارت تعمیرات نے اس شہر کی تعمیر پر بہت محنت کی۔ اس کی عمارتوں کی عمدگی اور رہائشی مکانات کی تعمیر میں مقامی انجینئرز اور بحرین قومی کمپنی کا خاص کردار رہا۔ اس کے بعد میں نے اور میرے وفد نے بحرین سعودیہ "پل" دیکھا، جو شہر کے وسط سے تقریباً 30 کلومیٹر دور ہے۔ وہاں ہمارے استقبال کے لیے الشیخ عیسیٰ بن عبداللہ آل خلیفہ موجود تھے، جو وزارت صنعت و ترقی کے ڈائریکٹر اور منصوبے پر عمل درآمد کرنے والی کمپنی کے چیئرمین ہیں۔

اس دن شام کو ہماری شارجہ واپسی ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آٹھواں باب

خلیج میں عربی ڈکیتی کا فسانہ

میں ایکسٹر یونیورسٹی (برطانیہ) سے تاریخ میں ڈاکٹریٹ (PHD) کی ڈگری کے حصول کے لیے اپنا مقالہ (تھیسز) بعنوان ''خلیج میں عربی ڈکیتی کا فسانہ'' (أسطورة القرصنة العربية في الخليج) تیار کر رہا تھا، اس کے متعلق میں اس باب کے آخر میں گفتگو کروں گا، اس تعلیم سے ملتی جلتی، یعنی کچھ ہم نصابی سرگرمیاں بھی اس عرصے میں جاری رہیں، ان کا ذکر مختصراً ذیل میں کیا جاتا ہے:

پہلا قومی فنون میلہ:

یکم مارچ 1984ء کی شام کو میں نے شارجہ میں پہلے قومی فنون میلے کا افتتاح کیا، اس کا اہتمام شعبہ اطلاعات وثقافت شارجہ نے کیا تھا، یہ 17 مارچ 1984ء تک جاری رہا۔ امارات کی سرزمین پر اس میلے کے انعقاد کو ایک اہم ثقافتی سنگ میل سمجھا گیا۔ یہ میلہ شارجہ میں بین الاقوامی نمائش گاہ ایکسپو میں منعقد ہوا، اس میں درج ذیل پروگرام اور نمائشیں شامل تھیں:

جمعیت برائے فنون لطیفہ (امارات) کی طرف سے تیسری سالانہ نمائش

امارات کل اور آج کے مابین، تصاویر کی روشنی میں

امارات کی تاریخ، ڈاک ٹکٹوں کی روشنی میں

نمائش: ہمارا زندہ ورثہ

نمائش: فن کارٹون سازی

نمائش: ہمارے بچوں کی ڈرائنگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میلے کے دوران درج ذیل سیمینار اور لیکچرز بھی ہوئے:

① ''سیاسی کارٹون سازی'' پر لیکچر: فنکار ناجی العلی نے اتوار 4 مارچ کی رات آٹھ بجے النادی العربی (عربی تھیٹر) میں لیکچر دیا۔

② سیمینار ''عربی ماڈل'': اس میں فنکاروں صادق قمش (تیونس)، شاکر حسن آل سعید (عراق)، محمد یوسف اور عصام شریدہ (امارات) نے شرکت کی، یہ سیمینار 5 مارچ کی شام ایکسپو (شارجہ) میں ڈاکٹر یوسف عیدابی کے زیر ہدایت منعقد ہوا۔

③ ''عربی کارٹون سازی کا فن'': اس میں ناجی العلی، حامد نجیب اور جلال الرفاعی نے شرکت کی، یہ منگل 6 مارچ کی شام کو محمد العکش کے زیر ہدایت مکمل ہوا۔

④ ''تیل کے دور میں چھلانگ آپریشن کے سبق'' پر لیکچر عبدالحمید الرمیثی نے دیا، یہ پروگرام ایوان صنعت و تجارت (شارجہ) میں 7 مارچ بدھ کی شام منعقد ہوا۔

⑤ سیمینار: بچوں کی خطاطی، اس میں ڈاکٹر نواف فواز، ڈاکٹر الطیب زروق اور حمدہ خمیس نے شرکت کی، یہ ایکسپو میں منعقد ہوا۔

⑥ ''عربی شاعری کے مسائل'' پر سیمینار میں مقامی اور مہمان شاعروں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ یہ پروگرام ایوان صنعت وتجارت کے ہال میں 13 مارچ کو زیر صدارت محمد عبداللہ منعقد ہوا۔

⑦ ''خلیجی ورثہ'' پر لیکچر علی عبداللہ خلیفہ نے النادی البحری (Marine Club) میں دیا۔

⑧ ''مقامی تھیٹر، موجودہ حالات اور خواہشات'' کے موضوع پر سیمینار 15 مارچ کی شام منعقد ہوا۔ اس کا اہتمام ڈاکٹر یوسف عیدابی اور سلیمان الجاسم نے کیا۔

⑨ ''مغرب عربی (شمالی افریقہ) میں فنون لطیفہ کی تحریک'' پر لیکچر صادق قمش (تیونس) نے دیا۔ یہ پروگرام امارات کی جمعیت برائے فنون لطیفہ کے دفتر میں منعقد ہوا۔

اس میلے میں شعر عربی پر بھی مختصر پروگرام رکھے گئے تھے، چنانچہ درج ذیل شعری شامیں منعقد ہوئیں۔

ہفتہ 10 مارچ کو شاعر محمد مہدی الجواہری کے ساتھ شام ''افریقہ ہال'' میں منائی گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

12 مارچ کو شعراء علی عبداللہ خلیفہ، عبداللہ صیخان، ڈاکٹر احمد امین المدنی، عارف خواجہ اور احمد راشد ثانی کے اعزاز میں شام منعقد کی گئی۔ یہ محفل ایوان صنعت وتجارت (شارجہ) کے ہال میں سجائی گئی۔

بدھ 14 مارچ کو النادی العربی (عربی کلب) میں شعری شام عبدالرحمٰن رفیع، ڈاکٹر محمد عبدہ غانم، حمدہ خمیس، فتحی کو املہ، سالم الزمر اور عمر ابو سالم کے ساتھ منائی گئی۔

جمعرات 15 مارچ کی شام النادی البحری میں درج ذیل شعراء کے اعزاز میں منعقد ہوئی: راشد بن طناف، سالم الجمری، محمد الکوس، ربیع بن یاقوت اور راشد بن مکتوم۔

17 مارچ کی شام افریقہ ہال میں درج ذیل شعراء کے ساتھ سجائی گئی: عبداللہ الخلیلی، عارف الشیخ، ڈاکٹر زین عباس عمارہ، محمد خلیفہ بن حاضر، سلطان جبتور اور حسین حیدر۔

اتوار 18 مارچ کو نادی المنتزہ (پارک کلب) میں درج ذیل شعراء کے اعزاز میں شام منائی گئی: ڈاکٹر سعاد الصباح، امینہ عبدالعزیز، ہالہ حمید معتوق، روٰی سالم، سارہ حارب اور منی سیف۔

سوموار 19 مارچ کو افریقہ ہال میں امارات کے نامور شعراء کے اعزاز میں ایک شب تکریم منعقد کی گئی، اس میں شعری مقابلے کے نتیجے کا اعلان ہوا اور انعامات دیے گئے۔

اس دوران میں 2 اور 9 مارچ کو بحیرہ خالد (شارجہ) میں چھوٹی کشتیوں کی دوڑ کے مقابلے ہوئے۔ 5 اور 12 مارچ کو شارجہ کی فوج، پولیس اور سول اداروں کے اہلکاروں نے اپنی مہارت کے مظاہرے کیے۔

میلے کے کئی حصے شارجہ سے ختم ہو کر خورفکان پہنچ گئے اور وہاں 22 مارچ سے 27 مارچ تک پروگرام پیش کیے گئے۔

تیسرا شارجہ کتاب میلہ

8 اکتوبر 1984ء کو میں نے تیسرے شارجہ کتاب میلے کا افتتاح کیا۔ یہ میلہ 19 اکتوبر تک جاری رہا۔ اس کا اہتمام محکمہ ثقافت اور اطلاعات نے کیا تھا۔ اس نمائش کے پانچ شعبے تھے: عربی کتب، غیر ملکی کتب، بچوں کی کتب، مقامی مؤلفین کی کتب اور امارات میں مقیم عرب مؤلفین کی کتب۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نمائش میں کتب کے تیس (30) ہزار عنوانات تھے۔ کل دو سو چون (254) ناشرین نے اپنی کتب سجائیں جبکہ ایک سو انچاس (149) عربی اداروں نے نمائش میں حصہ لیا جن میں سے 12 مقامی تھے۔ ایک سو پانچ (105) ادارے بیرونی اور دس فلسطینی تھے۔ یونیسف تنظیم کا نمائندہ بھی تھا اور امارات میں ادباء و مصنفین کی یونین کا سٹال بھی لگایا گیا تھا۔

میں نے تمام حصوں کا دورہ کیا اور اس امید کا اظہار کیا کہ آئندہ شارجہ اور امارات میں کتب کی دستیابی آسان ہوگی، بالخصوص بچوں کے لیے ہر کتاب آسانی سے میسر ہوگی۔

میں نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ ہر گھر میں ادبی تحریک پہنچنی چاہیے جس سے معاشرے اور خاندانی نظام میں بہتری آئے گی۔ نمائش میں معروف مصری افسانہ نگار اور ادیب ڈاکٹر یوسف ادریس نے بھی شرکت کی۔

انسانی وسائل منظّم کرنے کی دوسری خلیجی کانفرنس:

12 نومبر 1984ء کو شارجہ میں انسانی وسائل منظم کرنے کی دوسری خلیجی کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ کانفرنس 15 نومبر تک جاری رہی۔ اس کانفرنس کے شرکاء نے اس حوالے سے باہمی تعاون کی ضرورت پر زور دیا۔

15 نومبر کو میں نے کانفرنس کے نمائندہ وفد کا استقبال کیا۔ انھوں نے مجھے کانفرنس کی تفصیلات، اغراض ومقاصد اور نتائج سے آگاہ کیا۔ اس موقع پر مجھے ''خلیج عربی میں انسانی وسائل کی ترقی کے لیے 1984ء کے قائد کا ایوارڈ'' دیا گیا۔ یہ اس حوالے سے میری خدمات کا اعتراف تھا۔ میں نے کہا کہ بچے کو بچپن سے لے کر معاشرے کا کامیاب فرد بنایا جائے حتی کہ وہ یونیورسٹی تک اعلیٰ تعلیم سے فارغ ہو جائے، اپنی عملی زندگی میں مشغول ہو اور عمل و محنت کے میدانوں میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کرے۔ اس ملاقات میں یہ بھی طے ہوا کہ اس ادارے کے لیے شارجہ میں ایک مستقل ہیڈکوارٹر قائم کیا جائے۔ میں نے اس کی منظوری دی اور تمام سہولیات مہیا کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ میں نے اپنی تقریر میں خلیج تعاون کونسل کے ترقیاتی منصوبوں کے اہداف کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ خلیج تعاون کونسل کے ممالک کی مجموعی آبادی ایک کروڑ 20 لاکھ کے لگ بھگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جبکہ اس میں تارکین وطن ایک تہائی سے زائد ہیں حتی کہ بعض ممالک میں یہ تناسب 80 فیصد تک ہے اور بیشتر تارکینِ وطن علاقے کی ثقافت اور ہم آہنگی سے ناآشنا ہیں۔ ادھر کارکنان میں ہم وطنوں کا تناسب 50 فیصد کے قریب ہے جبکہ بعض ممالک میں یہ فقط 10 فیصد ہے۔ علاوہ ازیں ہم وطن کارکنان کا ارتکاز سرکاری سیکٹر اور انتظامی فیلڈ میں ہے، حالانکہ ہم وطن انسانی عنصر حقیقی ترقی کے آغاز اور اس کے تسلسل کی واحد ضمانت ہے۔

شہری ایئر پورٹس کی عالمی یونین کی 24 ویں کانفرنس:

18 نومبر 1984ء کو میں نے شہری ایئر پورٹس کی عالمی یونین کی چوبیسویں کانفرنس کا افتتاح کیا۔ اس یونین نے کانفرنس کا اہتمام محکمہ شہری ہوابازی (شارجہ) کے تعاون سے کیا تھا۔ یہ کانفرنس چھ دن جاری رہی۔ اس میں چار سو (400) شخصیات نے دنیا کے دو سو (200) ایئر پورٹس کی نمائندگی کرتے ہوئے شرکت کی۔ مزید برآں شہری ہوابازی کے ماہرین اور اس فن سے وابستہ محققین بھی شریک ہوئے۔

کانفرنس کے مختلف سیشنوں میں کئی تجاویز و آراء سامنے آئیں ایئر پورٹس اور ان کو استعمال کرنے والے مسافروں، کسٹمز عملے اور شہری ہوابازی کے عملے کے مابین تعلقات زیر بحث آئے۔

شارجہ شہری ہوابازی کے محکمے نے عرب ممالک کے ایئر پورٹس کو شرکت کی خاص دعوت دی تھی۔ کانفرنس میں یونین کی عرب ممالک کی شاخ کے قیام کا فیصلہ ہوا جس میں سب عرب ایئر پورٹ شامل ہوں۔

یہ بھی طے ہوا کہ شہری ہوائی اڈوں کی عالمی یونین ایئر پورٹس پر پہلے سے رائج تین عالمی زبانوں کے ساتھ عربی بھی استعمال کی جائے گی۔ پہلی زبانیں انگریزی، فرانسیسی اور ہسپانوی ہیں۔

پانچویں عرب تعاون کانفرنس:

ایوان حاکم (دیوان امیری) ڈائریکٹر کے انچارج الشیخ فیصل بن خالد القاسمی کو میں نے ذمہ داری دی کہ وہ پانچویں عرب تعاون کانفرنس کا افتتاح کریں۔ یہ کانفرنس 17 فروری 1984ء کو کانٹی نینٹل ہوٹل (شارجہ) میں منعقد ہوئی اور پانچ روز تک جاری رہی۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ الشیخ فیصل قاسمی نے میری نیابت میں درج ذیل کلمات کہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"ہم آپ کے دوسرے وطن متحدہ عرب امارات میں پانچویں عرب تعاون کانفرنس کا افتتاح کرتے ہیں۔ ہم عرب قوم سے ہر قسم کے تعاون کے لیے اپنے بازو کھولتے ہیں تاکہ عربوں کے باہمی تعاون کے اہداف حاصل کر سکیں۔"

بچوں کی ثقافت کا پہلا میلہ:

"بچے سب سے پہلے" کے نعرے کے تحت پہلی مرتبہ 9 فروری 1985ء کی شام کو میں نے بچوں کے پہلے ثقافتی میلے کا افتتاح کیا۔ اس کا اہتمام شعبہ ثقافت (شارجہ) نے کیا تھا۔ یہ میلہ ایک ہفتہ تک جاری رہا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے میں نے کہا:

بچہ مستقبل کا آدمی اور قائد ہے، اس پر قوم کی ترقی کی بنیاد ہے۔ تاریخ کے سامنے ہم جوابدہ ہیں کہ ہم بچوں کی ثقافت کو فروغ دینے کی ذمہ داری اچھے طریقہ سے ادا کریں۔

اسی روز شام کو الشیخہ جواہر بنت محمد القاسمی نے نادی المنتزۃ (شارجہ) میں لڑکیوں کے لیے بچوں کی کتب اور پینٹنگز کی نمائش کا افتتاح کیا۔ اس حوالے سے شارجہ کے بازاروں میں اسی رات ایک واک بھی ہوئی۔

10 فروری 1985ء کو الشیخ احمد بن محمد القاسمی صدر شعبہ ثقافت نے بچوں کی ثقافت کے متعلق دو لائبریریوں الفلاح اور الرفاع کا افتتاح کیا۔ ہر لائبریری میں بچوں کے لیے تین سو موضوعات کی کتابیں رکھی گئیں۔

شارجہ ثقافتی ایام (دوسرا مرحلہ)

شارجہ ثقافتی ایام کے دوسرے مرحلے کا آغاز 28 مارچ 1985ء کی شام سے کیا گیا جو 4 اپریل 1985ء تک جاری رہا۔ اس عرصہ میں مختلف پروگرام اور تہذیب وثقافت کے ڈرامے پیش کیے گئے۔ شعبہ ثقافت شارجہ کی دعوت پر مختلف ممالک کے درج ذیل ماہرین ثقافت شریک ہوئے:

قاسم محمد (عراق)، سعد اللہ ونوس (شام)، منصف السویسی (تونس) اور ڈاکٹر محمد علی الخزاعی (بحرین)

متحدہ عرب امارات میں تہذیب وثقافت کے متعلق ایک کانفرنس ہوئی جس کا عنوان "1960ء سے 1985ء تک مقامی تہذیبی تجربہ اور عالمی ترقی" تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

27 مارچ 1985ء کو شارجہ میں عالمی ڈرامہ ڈے کی مناسبت سے ایک پروگرام ہوا، اس میں بھی میں نے مختصر تقریر کی۔

اس سے پہلے 20 مارچ 1985ء کو افریقہ ہال (شارجہ) میں شیکسپیئر لندن موبائل پارٹی نے ''میکبتھ'' نامی ڈراما پیش کیا جسے عوام کی بڑی تعداد نے دیکھا۔

دوسرا قومی فنون میلہ:

پہلے میلے کی کامیابی کے بعد 28 مارچ 1985ء کو الشیخ خالد بن سلطان القاسمی نے میری نیابت کرتے ہوئے ''ایکسپو'' میں دوسرے قومی میلے کا افتتاح کیا۔ اس کا اہتمام شعبہ ثقافت (شارجہ) نے کیا تھا۔ اس کی افتتاحی تقریب میں الشیخ عیسیٰ بن راشد آل خلیفہ بحرین سے شرکت کے لیے آئے کیونکہ اس میں بحرین کے بائیس (22) فنکاروں پر مشتمل ایک وفد بھی شامل تھا۔ جمعیت امارات برائے فنون وثقافت کی سالانہ نمائش بھی ہوئی، اس میں امارات کے پینتالیس (45) فنکار شریک ہوئے۔

شارجہ ثقافتی مرکز:

مارچ 1985ء کے آخر میں جب مرکز ثقافت کے لیے تمام ضروریات پوری ہوگئیں تو میں نے اس مرکز کے آغازِ کار کی ہدایات جاری کیں۔ اس میں ایک مرکزی لائبریری دفتر دستاویزات بنایا گیا۔ فن وثقافت کی نمائشوں کے لیے ہال بنائے گئے، ایک تھیٹر بنایا گیا جس میں آٹھ سو کرسیاں لگائی گئیں۔ لیکچر کے لیے بھی ایک ہال تعمیر کیا گیا۔

میری کوشش یہی تھی کہ عربی اسلامی ثقافت کے لیے یہاں سہولیات وافر ہوں اور ان میدانوں میں ترقی کی راہیں آسان ہوں۔

چوتھا شارجہ کتاب میلہ:

5 نومبر 1985ء کی شام کو میں نے ایکسپو میں چوتھے شارجہ کتاب میلے کا افتتاح کیا۔ اس کا اہتمام شعبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثقافت شارجہ نے اٹھارہ (18) سے زائد ممالک کے ساتھ مل کر کیا تھا جس میں عرب اور دوسرے ملک شامل ہیں۔ اس میں ایک سو بیاسی (182) سے زائد ناشرین کتب نے حصہ لیا۔ مختلف سٹالز کے دورے کے بعد میں نے جمعیت امارات برائے فنون لطیفہ کی عربی خطاطی کی نمائش دیکھی۔

اس دوران الخزامیہ شارجہ کے علاقے میں بچوں کے لیے تیسری لائبریری کا افتتاح کیا گیا۔ اس کا مقصد سب لوگوں بالخصوص ہمارے جگر کے ٹکڑوں کو عربی تہذیب وثقافت سے روشناس کرانا قرار دیا گیا۔

حاکم شارجہ کی طرف سے استقبالات:

21 جنوری 1985ء کو میں نے بلجیم کے ولی عہد پرنس البرٹ کا استقبال کیا۔ پرنس البرٹ نے مجھے اعلیٰ سول میڈل لیو پولڈ پہنایا، جو بلجیم میں اعلیٰ ایوارڈ شمار کیا جاتا ہے، میں نے پرنس البرٹ کو اس مناسبت سے ایک یادگاری تحفہ پیش کیا اور ان کے اور ان کے ہمراہ آنے والے وفد کے اعزاز میں ظہرانہ دیا۔

2 جون 1985ء کو میں نے عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم ژاؤزیانگ کا استقبال کیا۔ وہ برطانیہ اور ہالینڈ کے دورے کے لیے چین سے لندن جا رہے تھے اور دو گھنٹے کے لیے شارجہ ائیر پورٹ پر رکے تھے۔

چین کے وزیر اعظم نے چینی صدر کی جانب سے صدر متحدہ عرب امارات جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کے نام نیک تمناؤں کے پیغامات اور تحائف پیش کیے، نیز وزیر اعظم امارات جناب الشیخ راشد بن سعید آل مکتوم کے لیے بھی نیک تمناؤں کا اظہار کیا گیا۔

میں نے معزز مہمان کو شارجہ شہر کا وزٹ کرایا اور تاریخی مقامات کی سیر کرائی، نیز جدید تعمیری ترقی کے مناظر دکھائے۔ چینی مہمان نے شارجہ انٹرنیشنل ائیر پورٹ کے مختلف حصوں کا دورہ بھی کیا اور اس کے متعلق چند تجاویز بھی دیں۔

میں نے دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی تعلقات اور وفود کے تبادلوں کی ضرورت پر زور دیا، جس پر چینی مہمان نے کہا کہ چین بہت ترقی کر رہا ہے اور وہ اپنے ترقیاتی روابط صرف مغربی ممالک کے ساتھ نہیں بلکہ تیسری دنیا کے ممالک خاص طور پر خلیجی عربی ممالک کے ساتھ بھی بڑھانا چاہتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطالعاتی دورے

22 اپریل 1985ء کو میں نے شارجہ حکومت کے ماتحت جزیرۃ صیر ابونعیر کا مطالعاتی دورہ کیا۔ میں نے وہاں مچھلیوں کے شکار کی بندرگاہ کا مشاہدہ کیا جو حکومت شارجہ بنا رہی تھی۔ بندرگاہ کی گودی سمندر میں 350 میٹر تک چلی گئی ہے، اس کی چوڑائی 250 میٹر اور پانی میں گہرائی 3 میٹر ہے۔

اس جزیرے کے دورے میں میں نے دریافت ہونے والے چند آثار بھی دیکھے، جو قدیم پتھروں اور چٹانوں پر مشتمل تھے۔

27 اپریل 1985ء کو میں نے عدالتی ہیڈ کوارٹرز کا دورہ کیا، وہاں رجسٹرار الشیخ حمد بن ماجد القاسمی، ان کے نائب السید محمد بن جمعۃ المطوع اور بعض ججوں نے میرا استقبال کیا۔ میں نے ججوں اور عدالتی اہلکاروں کے ساتھ میٹنگ کی اور ان کی مشکلات غور سے سنیں جن کی وجہ سے فیصلوں میں تاخیر ہو جاتی ہے۔

میں نے اس بات پر زور دیا کہ مقدمات میں لوگوں کے فیصلے جلد کیے جائیں اور ان کا یہ مطالبہ منظور کر لیا کہ ایک بڑا عدالتی کمپلیکس بنایا جائے جس میں عدالتوں کے متعلقہ تمام شعبے اور دفاتر قائم کیے جائیں۔

خلیج میں عربی ڈکیتی کا فسانہ:

5 اپریل 1983ء کو میں نے مغربی جرمنی کی یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور محققین کے ایک وفد کا استقبال کیا۔ یہ وفد ڈاکٹر کورڈس کی سربراہی میں وزارت خارجہ کی دعوت پر متحدہ عرب امارات کے دورے پر آیا تھا۔ میں نے وفد کے سامنے امارات کی ماضی کی تاریخ پیش کی۔ یہ بھی بتایا کہ کس طرح قاسمیوں نے برطانوی حملوں کو روکا، حتی کہ برطانوی ان کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے اور انھوں نے قاسمیوں کی سرزمین پر تسلط کے لیے ان سے کچھ مشترکہ معاہدے کیے۔

انھوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس معاملے کو غلط رنگ دے کر قاسمیوں کی جدوجہد کو حملہ یا ڈکیتی قرار دیا، تاکہ اس علاقے پر قبضے کا جواز پیش کر سکیں۔ اس کے بعد اس علاقے پر انھوں نے ڈیڑھ سو سال تک

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومت کی اور اس کو باقی دنیا سے الگ کر دیا۔ یہ ممالک دنیا کی دیگر اقوام سے کٹ گئے اور ان سے بیرونی رابطے منقطع کر دیے گئے۔

اس ملاقات کے بعد میں نے برطانیہ کی ایکسٹر یونیورسٹی کے ایک وفد کا استقبال کیا، جو اپنے چانسلر ڈاکٹر ہیری کائی کی سربراہی میں آیا تھا، اس وفد میں ایکسٹر یونیورسٹی کے شعبہ عربی واسلامیات کے صدر اور مرکز مطالعہ خلیج عربی کے چیئرمین ڈاکٹر محمد عبدالحی شعبان بھی تھے۔ یہ وفد الشیخ راشد بن سعید آل مکتوم کا شکریہ ادا کرنے آیا تھا جنھوں نے ایکسٹر یونیورسٹی کی لائبریری تعمیر کرنے کے لیے سات لاکھ سٹرلنگ پاؤنڈ کا عطیہ دیا تھا۔

مرکز مطالعہ خلیج عربی (ایکسٹر یونیورسٹی) کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو مجھے ایک خیال آیا، وہ میں نے وفد کے سامنے پیش کیا کہ اس سنٹر میں حقائق پیش نظر رکھے جائیں اور صرف برطانوی نقطہ نظر نہ بتایا جائے۔ اس ملاقات سے کچھ عرصہ پہلے جرمن وفد سے میری جو گفتگو ہوئی تھی، میں نے اس کا خلاصہ بھی ان کے سامنے پیش کر دیا۔

انھوں نے کہا: اگر آپ کے پاس حقائق ہیں جو برطانوی افتراء اور الزامات کو دور کر سکیں تو آپ وہ پیش کریں۔

میں نے کہا: میں یہ پیش کر سکتا ہوں، لیکن یونیورسٹی میں مقالے (تھیسز) کی صورت میں پیش کروں گا۔

ایکسٹر یونیورسٹی کے چانسلر نے میری بات مان لی، لیکن یہ کہا کہ اس بارے میں جلد ہی یونیورسٹی ایک کمیٹی قائم کرے گی، اس کمیٹی کے فیصلے کے بعد یہ مقالہ منظور ہوگا۔

میں نے یونیورسٹی میں داخلے کے لیے مطلوبہ کاغذات بھیج دیے۔

27 اپریل 1983ء کو مجھے یونیورسٹی کی طرف سے تاریخ میں ڈاکٹریٹ کے مقالے کی منظوری کا لیٹر مل گیا۔

اس تھیسز میں میرے نگران ڈاکٹر محمد عبدالحی شعبان مقرر کیے گئے جو یونیورسٹی کے شعبہ عربی و اسلامیات کے صدر تھے۔ میں نے تحقیق کا آغاز انڈیا آفس لائبریری سے کیا۔ وہاں کام کی رفتار بہت سست تھی۔ میں نے ایک فائل لی، اس کا مطالعہ گھنٹے میں مکمل کر لیا۔ میں نے جب دوسری فائل مانگی تو مجھے بتایا گیا کہ وہ آپ کو کل ملے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس میز پر میں بیٹھا تھا، اسی میز پر ایک بوڑھی ہندوستانی خاتون بیٹھی تھی۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا تحقیق کر رہی تھی، البتہ میں نے اس سے اس نظام کے بارے میں پوچھا جو اس لائبریری میں رائج تھا۔ اس نے میرا مقصود معلوم کرنے کے بعد مجھے بتایا کہ اس لائبریری کے بمبئی آرکائیوز میں اس طرح کا ریکارڈ بہت ہے، آپ وہاں رابطہ کریں۔ میں نے وہاں کے انچارج ڈاکٹر ایس ڈی کارتک سے رابطہ کیا اور اس کے لیے 15 مارچ 1984ء کا دن طے ہو گیا۔

میں نے وہاں متعلقہ مواد بہت مقدار میں پایا۔ خلیج میں بحری ڈکیتی کے متعلق مواد ایک مطبوعہ کتاب میں تھا، جس کے صفحات کی میں نے فوٹو کاپیاں لیں۔ خلیج میں ڈکیتی کے متعلق تین ہزار (3000) سے زائد صفحات کا ایسا مواد بھی وہاں موجود تھا جو مرتب نہیں تھا اور نہ اس کی تبویب ہوئی تھی۔

یہ ریکارڈ بمبئی میں برطانوی حکومت (بمبئی) کے فرسٹ سیکرٹری نے جمع کیا تھا اور 1819ء میں قاسمیوں پر حملے سے پہلے کا مواد تھا۔

فروری 1984ء میں میں نے ہیگ (ہالینڈ) کے پبلک آرکائیوز کا دورہ کیا اور اس کی ڈائریکٹر ڈاکٹر بین سلوٹ سے ملاقات کی۔ وہاں خلیج میں 1630ء سے 1720ء تک کے درمیانی عرصے میں تجارت کے متعلق بہت قیمتی کاغذات ملے، کیونکہ اسی عرصے میں خلیج میں ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی نے راہ پائی تھی۔

مجھے لندن میں ایک کتب فروش ادارے کے ہاں تاریخی کتب کا ایک باکس ملا، جس میں درج ذیل تاریخی ریکارڈ تھے:

① اس منصوبے کا مسودہ جو جان میلکم نے برطانیہ کی طرف سے خلیج میں فوجی چھاؤنی (1800ء) قائم کرنے کے لیے بنایا تھا۔

② ڈیوڈ سٹون کے قاسمی خاندان کے ساتھ معاہدے اور 1806ء کا روز نامچہ۔

③ اس دور کے مختلف عربی وانگریزی خطوط اور مراسلات۔

④ راس الخیمہ پر 1809ء میں حملہ کرنے والے لشکر کے کمانڈر کیپٹن وین رائٹ کے کاغذات۔

⑤ راس الخیمہ پر 1820ء میں حملہ کرنے والے ایک کمانڈر کیپٹن تھامسن کے کاغذات اور قبضے کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راس الخیمہ میں ڈپٹی کمانڈر اور مترجم کے کاغذات۔

اس باکس کے اندر اس عمومی معاہدے کا مسودہ بھی تھا، جو ساحلی عرب شیوخ اور حکومت برطانیہ کے مابین طے ہوا تھا۔

میرے مقالے میں جو کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا تھا، اس بات کی پوری وضاحت کر دی گئی کہ ایسٹ انڈیا کمپنی اور قاسمی خاندان اور خلیج کے عربی قبائل کے درمیان تنازع اٹھارہویں صدی کے اواخر میں شروع ہو گیا تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کو حکومت برطانیہ مدد فراہم کرتی تھی۔ یہ مفادات کا تنازع تھا۔ کمپنی اپنے مفادات کی راہ میں حائل ہر کسی سے لڑائی کرتی تھی، وہ کوئی خارجی ہو یا مقامی ہو۔ اس نے اس خطے پر بار بار حملے کیے اور وہ اس پر عسکری غلبے کے لیے کوشاں رہی۔ بعد میں اس نے قاسمیوں کی بری تصویر پیش کی اور ان پر بحری علاقے کے ڈاکو ہونے کا الزام عائد کیا۔

10 مئی 1985ء کی صبح ایکسٹر یونیورسٹی میں تاریخ میں ڈاکٹریٹ کے مقالے کا وائیوا مکمل ہوا۔ ایکسٹرنل (بیرونی) ممتحن لندن یونیورسٹی کے شعبہ مطالعہ افریقہ (SOAS) سے جناب ڈی کوان تھے۔ ایکسٹر یونیورسٹی کے ممتحن پروفیسر عبدالحی شعبان اور جناب جی آر سمارٹ تھے۔ تین گھنٹے کی مسلسل بحث و تمحیص کے بعد کمیٹی نے مجھے درجہ امتیاز میں ڈاکٹریٹ عطا کرنے کا فیصلہ کیا۔ ساتھ ہی ایکسٹر یونیورسٹی نے مجھے رول آف آنر سے نوازا۔

امتحانی کمیٹی نے میرے لیے شکریے کا لیٹر بھی جاری کیا کہ میں نے مقالے کا مواد جمع کرنے اور اس کی تیاری میں بہت محنت کی ہے اور اس میں ایسی معلومات اور ریکارڈ پیش کیے ہیں جو پہلی مرتبہ سامنے آئے ہیں۔ اس میٹنگ کے فوراً بعد میں اس جگہ گیا جہاں میری اہلیہ الشیخہ جواہر بنت محمد القاسمی بیٹھی تھیں۔ میں نے انھیں مقالے کا ایک نسخہ درج ذیل تحریر کے ساتھ پیش کیا:

میری اہلیہ محترمہ جواہر بنت محمد القاسمی کی خدمت میں، جو اس مقالے کی تحقیق اور تیاری کے دوران میرے ساتھ کھڑی رہیں، جنھوں نے علم و دانش کی قدر و قیمت پہچانی۔ انھوں نے مجھ پر یہ بھی کرم فرمائی کی کہ ان کے اور ہمارے بچوں کے لیے جو وقت مخصوص تھا، اس میں سے بڑا حصہ میں نے تحقیق و تحریر کے لیے نکال لیا۔ میں کئی کئی گھنٹے، بسااوقات لگاتار نو (9) گھنٹے پڑھنے لکھنے میں مشغول رہتا۔ وہ میرے ساتھ والے کمرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہوتی، لیکن میری تنہائی میں مخل نہ ہوتی۔ جب میں مطالعہ وتحقیق سے فارغ ہوتا تو وہ اپنی مسکراہٹ کے ساتھ میرا سامنا کرتی اور کہتی: اللہ آپ کو عافیت دے۔

معاہدات کے سلسلے میں ہر نئے انکشاف پر یا جب کوئی بھی نئی معلومات سامنے آتیں تو وہ خوشی میں میرے ساتھ شریک ہوتی۔

وہ تاریخ کے سو (100) سالہ سفر کی مدت میں میرے ساتھ شامل رہی۔ کسی لیڈر کے کردار پر ہم اکٹھے خوش ہوتے اور کسی دوسرے پر ناراض ہوتے تھے۔اور ہم استعماری کھیل کا مذاق اڑا کر ہنسا کرتے تھے۔

تیرے لیے اَے جواہر، میری طرف سے پوری محبت، عقیدت اور احترام کے ساتھ۔

آپ کا مخلص خاوند

سلطان بن محمد القاسمی

10 ـ 05 ـ 1985

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواں باب

ایک ملین شہداء کے وطن کی زیارت

جمہوریہ الجزائر کا سرکاری دورہ:

29 جنوری 1986ء کو جمہوریہ الجزائر کے متحدہ عرب امارات میں سفیر جناب ہاشمی قدوری نے میرے ساتھ ملاقات کی۔ اس ملاقات میں جناب احمد بن بیلا کے 2 جنوری 1982ء کے دورہ شارجہ پر بات چل نکلی جب وہ جیل سے رہا ہو کر شارجہ آئے۔ مجھے بتایا گیا کہ جمہوریہ الجزائر کے صدر شاذلی بن جدید اس دورہ پر خوش نہیں تھے کہ شارجہ میں ان کا پرجوش استقبال، خورفکان میں مظاہرہ وغیرہ ایسے معاملات ہیں جو الجزائر میں ان کے حامیوں کا حوصلہ بڑھاتے ہیں۔

میں نے سفیر کو جواب دیا کہ شارجہ کی طرف سے جناب احمد بن بیلا کا استقبال آزادی کے بعد الجزائر کے پہلے صدر کے اعزاز کے طور پر تھا اور اس پر چار برس بیت چکے ہیں۔

22 فروری 1986ء کو الجزائری وزیر خارجہ ڈاکٹر احمد طالب ابراہیمی ایک وفد کے ہمراہ متحدہ عرب امارات کے دورے پر آئے۔ وہ مختلف ممالک سے ہو کر یہاں آئے تھے۔ گفتگو کے دوران میں میں نے جمہوریہ الجزائر کے سفیر کی طرف سے جناب احمد بن بیلا کے دورہ شارجہ پر گفتگو کا ذکر کیا تو الجزائری وزیر خارجہ نے مجھ سے کہا: آپ کو الجزائر کا ایک دورہ ضرور کرنا چاہیے تاکہ آپ صدر شاذلی بن جدید سے ملاقات کریں۔ میں نے کہا کہ میرے نزدیک اس دورے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

5 مارچ 1986ء کو مجھے جمہوریہ الجزائر کے صدر جناب شاذلی بن جدید کا ہاتھ سے لکھا ہوا خط ملا۔ یہ خط الجزائر کے سفیر جناب ہاشمی قدوری لے کر آئے۔ اس خط میں جمہوریہ الجزائر کے سرکاری دورے کی دعوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش کی گئی تھی۔ اس کی تاریخ 15 مارچ 1986ء مقرر کی گئی تھی۔ یہ دورہ چند دنوں پر مشتمل تھا۔ دورے کے پروگرام کی تفصیل طے کر لی گئی تھی۔ سفیر الجزائر نے مجھے اس دورے کے پروگرام سے مطلع کیا تو میں نے اس پر موافقت کر دی۔

15 مارچ 1986ء کو میں نے اپنے وفد کے ہمراہ شارجہ ائیر پورٹ سے سفر شروع کیا۔ الجزائر کے اس سرکاری دورے میں میرے ساتھ درج ذیل افراد شریکِ سفر تھے:

- الشیخ فیصل بن خالد بن محمد القاسمی، حاکم شارجہ کے دفتر کے ڈائریکٹر
- الشیخ احمد بن سلطان القاسمی، وزیر مملکت اور محکمہ پٹرول ومعدنیات
- الشیخ فیصل بن خالد بن سلطان القاسمی، ایوان امیر شارجہ کے ڈائریکٹر
- جناب خلفان الرومی، وزیر محنت اور معاشرتی امور
- جناب تریم بن عمران بن تریم
- جناب عبدالرحمٰن الجروان، ایوان امیر شارجہ کے مشیر
- جناب سلطان بن حمد السویدی، پروٹوکول آفیسر
- جناب عقید علی بن عبداللہ الحیان، عسکری رابطہ کار (ملٹری سیکرٹری)

اسی دن شام کو ہم الجزائر شہر کے ائیر پورٹ پر پہنچے۔ استقبالیہ وفد میں سب سے نمایاں سید عبدالحمید ابراہیمی، وزیر اعظم الجزائر تھے۔

گارڈ آف آنرز کے معاینے کے بعد میں نے نمایاں استقبالیہ افراد سے مصافحہ کیا، جن میں وزراء اور الجزائری حکومت کے اعلیٰ حکام شامل تھے۔ امارات کے الجزائر میں سفیر جناب محمد ابراہیم الجویعد اور سفارتی عملے کے ارکان بھی یہاں موجود تھے۔

اخباری نمایندوں کا ایک گروپ میری طرف بڑھا تو میں نے درج ذیل بیان دیا:

ہمیں خوشی ہے کہ ہم فدا اور قربان ہونے والوں کی سرزمین اور ایک ملین شہداء کے ملک میں آئے ہیں۔ یہ انقلاب مستقبل پر ہماری نگاہیں مرکوز کرتا ہے تا کہ ہم عرب قوم کی کامیابی کی راہ پر چل سکیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر ہم الجزائر شہر میں اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے گئے۔

اسی شام صدر الجزائر شاذلی بن جدید میری رہائش گاہ پر مجھ سے ملنے آئے۔ وہاں سے ہم عشائیہ کی دعوت پر چلے گئے، جو میرے لیے اور میرے وفد کے اعزاز میں صدر الجزائر نے دیا تھا۔

16 مارچ 1986ء کی صبح الجزائری صدر نے اپنے دفتر میں میرا استقبال کیا۔ یہ انفرادی ملاقات ایک گھنٹے کے قریب جاری رہی، پھر اس گفتگو میں امارات کی طرف سے ❁ جناب احمد بن سلطان القاسمی ❁ جناب تریم بن عمران بن تریم ❁ جناب خلفان الرومی ❁ جناب عبدالرحمٰن الجروان ❁ اور جناب محمد ابراہیم الجویعد شریک ہوئے۔ الجزائر کی طرف سے: ❁ ڈاکٹر احمد طالب ابراہیمی، وزیر خارجہ ❁ السید عربی ابوالخیر، ڈائریکٹر ایوان صدر ❁ جناب محمد رویغی، وزیر آبپاشی، جنگلات و ماحولیات ❁ اور جناب ہاشمی قدوری، شریک گفتگو ہوئے۔

اس نشست میں الجزائر اور امارات کے درمیان دوطرفہ تعاون کے امکانات اور تعلقات پر غور کیا گیا، پھر میں نے ''مقام شہید'' نام کی یادگار کی زیارت کی، اور اس پر پھولوں کی چادر چڑھائی۔

مقام شہید کے قریب ہی الجہاد میوزیم واقع تھا۔ ہم اس کے مطالعاتی دورے میں مشغول ہو گئے۔ اس میں فرانسیسی قبضے کے دوران الجزائری انقلاب کی تاریخ کے مختلف ادوار دکھائے گئے تھے۔ میوزیم کے ذمہ داران کی طرف سے دی گئی بریفنگ کو ہم نے غور سے سنا۔ اس میں الجزائر کی تاریخ، الجزائر پر فرانس کے قبضے کی تیاری کی خفیہ رپورٹیں اور فرانسیسی وزیر جنگ کی الجزائر پر حملے کی رپورٹیں پڑھ کر سنائی گئیں۔

اس عجائب گھر میں الجزائر شہر پر فرانسیسی قبضے کی دستاویزات اور امیر عبدالقادر کی مزاحمت اور اس اسلحے کی تصاویر اور پینٹنگز ہیں جو انھوں نے فرانسیسیوں کے خلاف استعمال کیا۔ نیز قسطنطینہ شہر پر 1937ء کے حملے کے مناظر اور البائی احمد کی مزاحمت کی تصاویر بھی میوزیم میں رکھی گئی ہیں۔

اسی طرح 1920ء سے 1945ء تک آزادی کی جنگ میں استعمال ہونے والے آلات سجائے گئے تھے۔ میں نے عجائب گھر میں بارودی سرنگوں کے نمونے بھی دیکھے جو اولین انقلابیوں اور نیشنل لبریشن فرنٹ (جیش التحریر الوطنی) کے دستوں نے تیار کی تھیں۔ اس وزٹ کے اختتام پر میں نے مقام تراحم کی زیارت کی اور وہاں رکھی گئی تاثراتی کتاب میں میں نے اپنے تاثرات مختصراً اس طرح قلم بند کیے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ تاریخ بہادروں سے بھرپور ہے، قربانیوں کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے اور عربی وطن کے ہر فرد کے لیے ایک مثال ہے، کیونکہ اس عرب قوم کی کامیابی کا راستہ الجزائر کے انقلاب سے نکلتا ہے۔ اس وطن کی آزادی پر شہداء کی ارواح خوش ہوں گی۔ راہ حریت اور استقلال کے شہیدوں کو سلام۔

پھر ہم ''ریاض الفتح'' کے تجارتی مرکز پہنچے، یہاں دستکاریوں اور روایتی مصنوعات کے اعلیٰ نمونے موجود تھے اور کھلی فضا میں ایک تھیٹر تھا۔

الجزائری جہادِ آزادی کے لازوال مراحل

اسی دن شام کو میں نے الجزائر کے ثقافت محل میں اپنے اراکین وفد اور اعیان حکومت الجزائر کی موجودگی میں ''انقلاب الجزائر کی کامیابیاں'' کے عنوان سے ایک مفصل لیکچر دیا، جس میں شرکاء محفل بڑی تعداد میں موجود تھے۔

لیکچر کا خلاصہ یہ ہے: ''یہ فخر و اعتزاز کی بات ہے کہ عصرِ جدید میں ہماری عرب قوم نے جو عظیم ترین کامیابی حاصل کی، وہ الجزائر میں 10 لاکھ شہداء کی قربانی سے جنم لینے والا الجزائری انقلاب ہے جو عربوں کی عظیم جنگِ آزادی سے عبارت ہے۔ الجزائر کے دورے کی دعوت قبول کرتے ہوئے یہ فخر و اعتزاز میرے دل پر دستک دے رہا تھا۔ ہمارے پیارے ملک الجزائر پر فرانسیسی استعمار 130 برس کے لگ بھگ مسلط رہا جس نے اپنی دیگر عرب نو آبادیوں کے برعکس الجزائر کو خصوصی طور پر فرانس کا حصہ بنا لیا تھا۔ فرانسیسیوں نے نہ صرف اس پر قبضہ کیا بلکہ اس کے عربی تشخص کو مٹا ڈالنے کی کوشش کی، اس کے تہذیبی و ثقافتی ورثے سے اس کو کاٹ دینا چاہا اور یہاں عربی زبان کو ختم کر کے فرانسیسی زبان کو مسلط کرنا ان کا ہدف ٹھہرا تھا۔ ادھر الجزائری عوام شروع ہی سے جان گئے کہ یہ ان کے وجود اور بقا کا معرکہ ہے۔ یہ اس قوم کی عربیت اور اسلام کا معرکہ تھا۔ ان دونوں عناصر کے تحفظ ہی سے الجزائر کو حصولِ آزادی میں کامیابی ملی ہے۔

میں ایک الجزائری مصنف کی کتاب سے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ جب استعماری حملوں میں شدت آ گئی اور الجزائر کے قصبے شدید لڑائی کے بعد یکے بعد دیگرے سقوط سے دوچار ہونے لگے تو ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہاڑی مقام کے گرد ایسی خونریز لڑائی ہوئی جو مزاحمت، شجاعت اور سرفروشی کی تمام حدیں پار کر گئی اور قابض فوج نے ہر مزاحمت کچل دی تو وہاں انھیں کوئی ذی حیات نہ ملا جو اسلحہ اٹھا سکتا مگر جلد ہی فرانسیسی سپہ سالار نے جان لیا کہ ان مزاحمتی معرکوں کا بھید ''لالا فاطمہ'' میں پوشیدہ ہے جس کا نام بنت رسول فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسبت سے بابرکت تھا۔ یوں اسلام اور دینی شعور الجزائری عوام کے قلب و ذہن میں راسخ تھا۔ اس جذبے نے فرانسیسی استعمار کا راستہ روکنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ اس طرح اسلام اور عربی زبان سے وابستگی وطن کے لیے مزاحمت کا مظہر تھی۔ دوسرا عنصر جو الجزائری انقلاب میں ڈھل گیا، وہ عوامی انقلاب کا تسلسل تھا جبکہ لشکر آزادی کی اساسی تشکیل نوجوانوں اور مردوں سے ہوئی تھی جو الجزائری دیہات کی گہرائیوں سے کھنچے چلے آتے تھے۔''

لیکچر کے اختتام پر میں نے ثقافت محل میں ہی منعقدہ توانائی کے نئے وسائل کی قومی نمائش دیکھی۔ اس میں توانائی کے جدید ترین وسائل کے نمونے رکھے گئے تھے، مثلاً جن دیہات میں بجلی نہیں ہے وہاں شمسی توانائی کو استعمال میں لانے کے آلات۔

17 مارچ 1986ء کی صبح ہم قسنطینہ ریاست کے دورے پر نکلے۔ ایئر پورٹ پر قسنطینہ کے گورنر جناب سیدی سعید حمید، مسلح افواج کے کمانڈر جناب بودربال طاہر اور اعلیٰ حکام موجود تھے۔ استقبالی افراد سے مصافحہ کرنے کے بعد ایک بچی نے مجھے پھولوں کا گلدستہ پیش کیا، پھر ہم قسنطینہ یونیورسٹی برائے علوم اسلامیہ میں پہنچے۔ اس کے وائس چانسلر ہمارے دوست الشیخ محمد الغزالی اور اساتذہ کی بڑی تعداد نے ہمارا استقبال کیا۔ ہم نے یونیورسٹی کے مختلف شعبے دیکھے۔ ان میں فزکس لیبارٹری اور سمعی وبصری وسائل کا قومی مرکز بہت اہم تھے۔ یونیورسٹی کی لائبریری میں آٹھ لاکھ کتب تھیں۔ لیکچرز کے لیے ایک بہت بڑا ہال تھا۔ شعبہ سوشیالوجی بھی قابل ذکر ہے۔

یہاں سے ہم ٹریکٹر بنانے والے کارخانے میں گئے۔ وہاں ہم نے ٹریکٹر کے مختلف حصے بننے کے مراحل دیکھے۔ جہاں گورنر جناب سعید حمید نے ہمارے اعزاز میں ظہرانے کا اہتمام کیا تھا۔ اس کے بعد ہم امیر عبدالقادر الجزائری اسلامیہ یونیورسٹی پہنچے، اس کے مختلف شعبے اور لائبریری دیکھی۔ ہم شام ہونے سے پہلے الجزائر شہر واپس پہنچ گئے۔ اس پورے دورے میں جنگلات اور ماحولیات کے وزیر اور ہمارے وفد کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروٹوکول انچارج جناب محمد رویغی ہمارے ساتھ رہے۔ اسی طرح الجزائر میں امارات کے سفیر جناب محمد ابراہیم الجویعد اور امارات میں الجزائر کے سفیر جناب ہاشمی قدوری بھی شریک سفر رہے۔

18 مارچ 1986ء کی صبح میں نے الجزائری دارالحکومت کے اہم مقامات کی سیر کی۔ اس میں قومی عجائب گھر، چڑیا گھر، کھیل اور تفریح کا مرکز، نوجوانوں کو گھڑ سواری سکھانے کا مرکز اور قومی انسٹی ٹیوٹ برائے تحقیق جنگلات کا وزٹ شامل تھا۔ قومی عجائب گھر کی بریفنگ میں میں نے زراعت پر گفتگو میں خصوصی دلچسپی لی۔

الجزائر شہر میں باغات ہیں جن میں مختلف براعظموں سے حاصل کر کے نوع بنوع درخت لگائے گئے ہیں، اسی طرح ان درختوں اور باغات میں پرورش پانے والے حیوانات پر بھی بات ہوئی۔

گھڑ سواری کے تربیتی مرکز میں ہم نے چالیس اقسام کے عربی نسل کے گھوڑے دیکھے۔ اسی طرح الجزائر کے قومی انسٹی ٹیوٹ برائے تحقیق جنگلات میں تین ہزار ایک سو انتالیس (3139) مختلف اقسام کے درخت دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ان میں سے آٹھ سو مقامی درختوں کی اقسام تھیں۔ تینتالیس (43) جنگلی قسم کی بوٹیاں تھیں۔ چھ سو چالیس (640) قسم کے درخت کمیاب اور پینتیس (35) اقسام کے نایاب تھے۔

الجزائری اخبارات نے الجزائر اور امارات کے مابین برادرانہ تعلقات کو اول صفحات پر جگہ دی۔ ان میں میری زندگی کے مختلف پہلوؤں اور سفر الجزائر کو خاص کوریج دی گئی۔

آخری دن میرے اور ڈاکٹر احمد طالب ابراہیمی کے مابین انفرادی ملاقات کا ایک دور ہوا۔ اس ملاقات کے بعد ہم الجزائر ائیر پورٹ پہنچے۔ ڈاکٹر احمد طالب ابراہیمی ہمیں چھوڑنے آئے۔ میں نے الجزائر میں اپنے استقبال اور عزت افزائی کا شکریہ ادا کیا، میں نے کہا:

”ہم نے الجزائر کی سرزمین کو بہادروں کا ملک پایا ہے۔ اس میں عربیت اور علم کی مضبوط بنیادیں ہیں اور عمدہ تجربہ ہے جس سے عالم عربی استفادہ کرسکتا ہے۔“

میں نے اس امید کا بھی اظہار کیا کہ مشرقی عرب اور مغربی عرب باہم ملیں تاکہ الجزائر کے تجربات سے استفادہ کیا جائے اور اس ترقی سے بھی جو الجزائر نے حاصل کی ہے اور جس کی مشرقی عرب کو ضرورت بھی ہے۔

الجزائر ائیر پورٹ سے میں اپنے وفد کی ہمراہی میں لندن کی طرف ایک نجی دورے پر روانہ ہوگیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دسواں باب

امیر احمر (سرخ حکمران)

1986ء کا آغاز مختلف اقتصادی، انسانی اور اسلامی سرگرمیوں کے ساتھ ہوا، ان میں سے بعض کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں:

امارات اور چین کے مابین تعلقات:

5 جنوری 1986ء کو قبل از دوپہر میں نے چین کی عالمی تجارتی ترقی کی کمیٹی کے سربراہ وانگ یاؤ شنگ سے ملاقات کی۔ ان کے ساتھ ایک وفد بھی آج صبح ہی شارجہ پہنچا تھا۔
جناب وانگ نے وضاحت کی کہ امارات کی حکومت نے عموماً اور شارجہ نے خصوصاً جو اقتصادی و معاشرتی ترقی کی ہے، اس کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ چین اور امارات کے مابین مختلف میدانوں میں تعلقات بھی قابل قدر ہیں اور ہم ان کو ترقی دینے کے خواہاں ہیں۔ اس ملاقات میں عوامی جمہوریہ چین کے امارات میں سفیر ہوتشانگ لین اور ایوان صنعت و تجارت شارجہ کے اراکین بھی شریک تھے۔

خلیج تعاون کونسل کے ممالک کا امید کیمپ:

19 جنوری 1986ء کی صبح میں نے شارجہ میں معذوروں کے پہلے اُمید کیمپ کے علاوہ خلیجِ عرب تعاون کونسل کے معذوروں کی فنی نمائش کا افتتاح کیا، جس کی میزبانی ''شارجہ سٹی برائے انسانی خدمات'' نے کی تھی۔ افتتاح تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا تھا۔ اس میں خطے کے ممالک سے ساٹھ ماہرین شریک ہوئے۔ خلیج تعاون کونسل کے چھ ممالک میں سے ایک ایک وفد نے نمائندگی کی جبکہ امارات کی چھ تنظیموں نے کیمپ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرکت کی: معہد العمل، معہد التربیۃ الفکریہ، فصول التربیۃ الخاصہ اور ابوظبی اور دبئی میں معذوروں کی دیکھ بھال کے 2 مراکز۔ کیمپ میں 100 سے زیادہ معذورین شریک ہوئے جن میں ذہنی طور پر پسماندہ، بہرے، جسمانی معذور اور نابینا افراد شامل تھے۔ کیمپ کے پروگرام موسیقی، مصوری، خطاطی، زراعت، باغبانی، دستکاری، تفریحی مقابلوں اور کھیلوں پر مشتمل تھے۔ فنی نمائش میں دستکاریاں، اُونی مصنوعات، بچوں کے کپڑے، قومی ورثے کی اشیاء، تصویری تختیاں، پھولوں کی اشیاء اور مٹی کے برتن سجائے گئے تھے۔

معذوروں کی دیکھ بھال کی اہمیت:

شارجہ سٹی برائے انسانی خدمات نے پہلے امید کیمپ کی رپورٹ شائع کی۔ اس میں معذوروں کی دیکھ بھال کی اہمیت اجاگر کی گئی۔ میں نے اس حوالے سے گزارش کی کہ ہمیں معذورں کی بحالی پر توجہ دینی چاہیے، ان کے لیے جملہ وسائل بہم پہنچانے چاہئیں کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴾

”اور تم نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو اور تم ظلم و زیادتی پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔“ (المآئدۃ 2:5)

رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”مسلمانوں کی مثال ان کی باہمی محبت اور رحمت میں ایک جسم کی طرح ہے۔ جب اس کا ایک عضو بیمار ہو تو سارا جسم بے خوابی، تھکاوٹ اور بخار کو محسوس کرتا ہے۔“ (صحیح مسلم، البر والصلة، حدیث: 2586)

شارجہ سٹی برائے انسانی وسائل کا قیام میری نگرانی میں اکتوبر 1979ء میں عمل میں آیا تھا۔ اس کا مقصد معاشرے کے معذور افراد خصوصاً بچوں کی بحالی اور لیکچرز اور سیمینارز کے ذریعے سے ان کے سماجی، ثقافتی، نفسیاتی اور صحت کے مسائل حل کرنا تھا۔

اس سٹی میں گونگے بہرے بچوں کے لیے ”ادارۂ امید“ قائم کیا گیا جس میں پہلی جماعت سے چھٹی تک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک سو پچاس (150) سے زائد گونگے بہرے بچے اور بچیاں زیرِ تعلیم تھے جبکہ چالیس بچے بچیاں نفسیاتی معذورین کے کنڈرگارٹن انسٹی ٹیوٹ میں داخل تھے۔ علاوہ ازیں 1985ء میں شعبۂ ذہنی تربیت میں طلبہ و طالبات کی تعداد اسّی (80) تھی۔ ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا:

① تعلیم کے قابل ② تربیت کے قابل ③ جسمانی علاج (فزیکل تھیراپی) کے قابل

شارجہ سٹی میں پیشہ ورانہ بحالی کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ جو طلبہ و طالبات اس مرحلے تک پہنچ جاتے ہیں، انھیں پیشہ ورانہ تعلیم یا کسی مناسب پیشے کی تربیت دی جاتی ہے، مثلاً: سلائی کڑھائی، امور خانہ داری، پرنٹنگ، تجارت، پیکنگ، جلد سازی وغیرہ۔ شارجہ سٹی برائے انسانی خدمات کی 1985ء میں ایک نئی شاخ خورفکان میں قائم کی گئی، جس میں اس وقت پینتالیس (45) طلبہ و طالبات تھے، شارجہ سٹی برائے انسانی خدمات کی چیئر پرسن الشیخہ جمیلہ بنت محمد بن سلطان القاسمی نے اپنی رپورٹ میں ادارے کی کارکردگی بہتر انداز میں پیش کی۔

سن رسیدہ افراد کی خبر گیری کے ادارے کا قیام:

30 مارچ 1986ء کو میں نے سن رسیدہ افراد کی خبر گیری کے ادارے کے قیام کے حوالے سے ایک فرمان جاری کیا اور اس پر عمل کا حکومت شارجہ کو پابند بنایا کہ وہ اس کے متعلق ایک سالانہ بجٹ مقرر کرے۔ فرمان میں اس بات کی بھی اجازت دی گئی کہ شارجہ میں کسی بھی دوسری جگہ بوقت ضرورت اس کی شاخیں قائم کی جاسکتی ہیں۔

یہ ادارہ اپنے ہم وطن عمر رسیدہ مردوں اور عورتوں کا خیال رکھتا ہے۔ پانچ افراد کی ایک کمیٹی اس کی نگرانی کرتی ہے۔ انھیں حاکم امارت تین سال کی قابل تجدید مدت کے لیے نامزد کرتا ہے۔

بچوں کی ثقافت کا دوسرا میلہ:

8 فروری 1986ء کو میں نے بچوں کی ثقافت کے دوسرے میلے کا افتتاح کیا۔ اس کا اہتمام محکمہ ثقافت شارجہ نے کیا تھا اور یہ 14 فروری 1986ء تک جاری رہا۔

میلے کے آغاز کا رسمی فیتہ کاٹنے کے بعد میں نے میلے کے مختلف حصے دیکھے۔ میلے کے آغاز پر ایکسپو سنٹر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بچوں کی کتب کی نمائش ہوئی، جس میں پینتیس (35) سے زیادہ ناشرین کتب بچوں کی تعلیم، کہانیوں اور کمپیوٹر کھیلوں پر مشتمل پانچ ہزار سے زائد عنوانات کی کتب لائے۔

اس میلے میں بچوں کی پینٹنگز کے ایک ہزار سے زائد نمونے بھی رکھے گئے تھے، جن میں صوبہ شارجہ کے پرائمری سکولوں کے طلبہ و طالبات کے فن پارے بھی شامل تھے۔ یہاں کلباء، خورفکان اور دبا کے طلبہ کی سرگرمیوں کی نمائندگی بھی موجود تھی۔

شارجہ ڈراما ڈیز (تیسرا مرحلہ)

17 مارچ 1986ء کی شام کو شارجہ ڈراما ڈیز کا تیسرا مرحلہ رکھا گیا۔ یہ مرحلہ 27 مارچ 1986ء تک جاری رہا۔ ان دنوں عالمی ڈرامہ ڈے بھی منایا جارہا تھا۔

ان تقریبات میں آٹھ مقامی پارٹیوں نے ڈرامے پیش کیے۔ ''ڈراما برائے معاشرہ'' کے عنوان سے فکری سیمینار منعقد ہوئے جن میں سعدار دش (مصر)، فواد شطی (کویت) اور عبدالرحمٰن المناعی (قطر) جیسے فنکاروں نے شرکت کی۔

پانچواں شارجہ کتاب میلہ:

4 نومبر 1986ء کو میں نے ''ایکسپو'' (شارجہ) میں پانچویں کتاب میلے کا افتتاح کیا، اس کا اہتمام محکمہ ثقافت شارجہ نے کیا تھا۔ یہ میلہ 15 نومبر 1986ء تک جاری رہا۔ اس میں تین سو بیس کتب خانوں اور دارالاشاعت نے تیس ہزار سے زیادہ ٹائٹل پیش کیے۔

اس نمائش کی مناسبت سے جو کانفرنسیں اور لیکچر ہوئے، ان کے لیے عرب کے نامور ادباء کو مدعو کیا گیا۔ ان میں نمایاں طور پر فاروق شوشہ (مصر)، طیب صالح (سوڈان)، خالد سعود زید (کویت)، سلیمان عیسیٰ (شام)، عبدالرحمٰن غنیم (شام)، شاعر علی احمد سعید ادونیس (شام)، شاعر حبیب صائغ (امارات)، سمیع عیسیٰ (شام)، عبدالواحد ابراہیم (تیونس) اور ڈاکٹر حشمت قاسم (مصر) شامل تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لائق طلبہ کی حوصلہ افزائی:

9 اپریل 1986ء کی شام کو میری سربراہی میں، مئی 1985ء کے امتحانات ترجمہ اور شہادتِ عامہ (فرسٹ پارٹ) میں نمایاں پوزیشنیں حاصل کرنے والے طلبہ، قرآن کریم کے مقابلوں میں ممتاز رہنے والے طلبہ اور ثقافتی، سماجی اور تدریسی شعبوں میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کے لیے مدرسہ فاطمۃ الزاہراء کے ہال میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔

محکمہ تعلیم شارجہ کے اہتمام سے 10 اپریل 1986ء کو نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کی حوصلہ افزائی کے لیے بھی ایک تقریب الشیخہ جواہر بنت محمد القاسمی کی سربراہی میں منعقد کی گئی۔

ان دونوں تقریبات میں 150 طلبہ و طالبات کو اسناد اور خصوصی انعامات سے نوازا گیا۔ ان تقریبات میں بچوں نے ہم نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار بھی کیا۔ بعض طلبہ نے ڈاکٹر، فوجی، انجینئر، مزدور اور خطاط اور دوسروں نے مسخرے، سکاؤٹ اور ایتھلیٹ کے روپ دھار رکھے تھے۔ مختلف شکلوں کی دس گاڑیوں کا قافلہ بھی تھا جو مچھلی، جہاز، پیالے یا جانور کی شکل کی تھیں اور ان کے اندر بچے بیٹھے تھے۔

مائع گیس کے کارخانے کا مطالعاتی دورہ:

19 اپریل 1986ء کو میں نے صجعہ کے علاقے میں مائع گیس کے کارخانے کا مطالعاتی دورہ کیا۔ میرے وہاں پہنچنے پر جناب احمد بن سلطان القاسمی، وزیر مملکت اور صدر شعبہ پٹرول و معدنیات حکومت شارجہ کے ہمراہ متعدد انجینئرز نے میرا استقبال کیا۔ ہم نے کارخانے کے مختلف حصے، پریشر پیدا کرنے والی مشینری اور قدرتی گیس سے مائع گیس الگ کرنے کے مختلف مراحل دیکھے۔ ہمیں بریفنگ میں تفصیل سے بتایا گیا کہ کس طرح قدرتی گیس پیوریفکیشن یونٹ میں داخل ہوتی ہے جو اسے کثافتوں اور آبی بخارات سے پاک کرتا ہے، پھر وہ کمپریسنگ یونٹ میں چلی جاتی ہے۔ اس کے بعد زیر دباؤ گیس Expansion unit (پھیلاؤ خانہ) میں جا کر مائع گیس میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بعد میں سیال گیس مختلف یونٹوں سے گزرتی ہے جہاں وہ پروپین گیس، بیوٹین گیس اور لائٹ آئل میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ پھر انھیں پائپوں کے ذریعے سے 30 کلومیٹر دور حمریہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندرگاہ پہنچایا جاتا ہے۔ وہاں انھیں سٹور کرنے کے ٹینک ہیں۔ پروفین اور بیوٹین کو کم درجہ حرارت تک ٹھنڈا کر کے ٹینکوں میں سٹور کیا جاتا ہے، پھر ان کی بیرونِ ملک برآمد عمل میں آتی ہے۔ صجعہ سے میں حمریہ گیا، وہاں تیل برآمد کرنے والی بندرگاہ پر کام کا جائزہ لیا اور جہازوں کے آنے جانے، سامان اتارنے اور چڑھانے کی تفصیلات سے آگاہی حاصل کی۔

نیو میکسیکو سٹی امریکہ میں اسلامی مرکز:

28 مئی 1986ء کو میں نے پروفیسر نورالدین دورکی رئیس مرکز اسلامی نیو میکسیکو سٹی (امریکہ) کا استقبال کیا۔ یہ اصل میں امریکی ہیں، پہلے عیسائی تھے۔ جب اسلام قبول کیا تو اس دین کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ اس ملاقات میں مجھے المرکز الاسلامی کی خدمات اور مختلف شعبوں میں کارکردگی سے آگاہ کیا گیا۔

پروفیسر نورالدین کا میرے ساتھ ملاقات کا مقصد مادی اور روحانی طور پر طلب تعاون تھا۔ وہ نیو میکسیکو شہر سے باہر ایک ایسی اسلامی بستی بسانا چاہتے تھے جس میں مقامی اور اردگرد کے مسلمان اسلامی فضا میں اچھے طریقے سے زندگی گزار سکیں، یعنی وہاں اذان دی جائے تو پوری بستی میں سنی جائے۔ مارکیٹ ہو جس میں حلال گوشت دستیاب ہو۔ نماز باجماعت ادا ہو۔ اسلامی مجالس ہوں۔ عربی اور دین حنیف کی تعلیم کا انتظام ہو۔

میں نے اس مرکز اور ملحقہ بستی کے جملہ اخراجات کا ایک سال کے لیے ذمہ اٹھالیا، حتی کہ یہ مرکز ان بنیادوں پر قائم ہو جائے، جس طرح پروفیسر نورالدین چاہتے ہیں۔

امریکی سیاست کے تین محور

جنوری 1986ء میں دبئی کے امریکی قونصل نے مجھے ٹیلی فون کیا اور ایک امریکی وفد کے ساتھ ملاقات کا وقت طلب کیا جو ان دنوں متحدہ عرب امارات کے دورے پر تھا۔

میں نے امریکی قونصل سے کہا: کل جمعہ ہے اور چھٹی کا دن ہے۔ اس نے کہا: وہ آپ سے زیادہ وقت نہیں لیں گے۔ میں نے کہا: وہ کون ہیں؟

اس نے کہا: وہ اپنا تعارف خود کرائیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمعہ کی صبح میں نے اپنے دفتر قصر سیف میں تین افراد کا استقبال کیا۔ ہمارے درمیان استقبالیہ الفاظ کا تبادلہ ہوا۔ میں نے کہا: کون بات کرے گا ؟

ان میں سے ایک نے کہا: ہم امریکی کانگریس کی خارجہ کمیٹی کے ارکان ہیں۔ ہم شرق اوسط میں امریکی سیاست کے بعض امور پر آپ کو اعتماد میں لینے آئے ہیں۔ ہمیں وضاحت کے ساتھ بتائیں اور اس موضوع پر سچی بات کریں۔

میں نے کہا: مجالس کی بات امانت ہوتی ہے۔

ان میں سے ایک نے کہا: یہ موضوع اوپن کرنے والا نہیں ہے اور یہ بات راز رہے گی۔

میں نے کہا: امریکی سیاست تین باتوں کے گرد گھومتی ہے اور وہی امریکی انتخابات پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

① امریکی تیل کمپنیاں: امریکی بیرونی سیاست ان کمپنیوں کے ہاتھ میں ہے۔ ان کے مفادات مقدم ہیں، حتی کہ امریکی حکومت پٹرولیم کے مفادات کو سامنے رکھ کر بعض ممالک کی پالیسیوں کو نظر انداز کرتی ہے اور انسانی حقوق اور ماحولیاتی مسائل کی پروا نہیں کرتی۔

② اسلحہ ساز فیکٹریاں: یہ فیکٹریاں چالو رکھنے کے لیے تاکہ اسلحہ تیار ہوتا رہے، ملکوں کی لڑائی ضروری ہے، چنانچہ پر امن ملکوں پر جنگ مسلط کی جاتی ہے اور وہاں فتنے اٹھائے جاتے ہیں تاکہ جنگ کے شعلے بھڑکتے رہیں۔

③ صہیونی لابی: یہ اسرائیلی مفاد کے لیے کام کرتی ہے اور امریکہ اس کی پشت پناہی کرتا ہے۔ صہیونی لابی کی حمایت کے لیے امریکہ بین الاقوامی فیصلوں کو دیوار پر دے مارتا ہے اور صہیونیوں کے کہنے پر وہ فلسطینیوں کے حقوق کے خلاف ہر موقع پر ویٹو کا حق استعمال کرتا ہے۔

امیر احمر (سرخ سردار) کون؟

وہ تینوں میرے پاس سے اُٹھ گئے۔ انھوں نے جو سنا تھا، اس کی تصدیق نہیں کر رہے تھے۔ اس طرح کی باتیں انھوں نے ہرگز نہ سنی ہوں گی اور نہ وہ سنیں گے، کیونکہ ان کے خیال میں ایسی باتیں وہی شخص کر سکتا ہے جو سوویت یونین کا حامی اور کٹر کمونسٹ ہو کہ اس کی ہر کوشش امریکہ کے خلاف ہو، لہٰذا انھوں نے میرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعلق بھی یہی رائے قائم کر لی۔

ماہ جون 1986ء کے آغاز میں، میں نے اپنے ایک برطانوی دوست سے ملاقات کی۔ اس نے مجھ سے کہا: گزشتہ رات میری ایک امریکی دوست سے ملاقات ہوئی جو کانگریس کا رکن ہے۔ جب میرے برطانوی دوست نے اسے بتایا کہ کل میری سلطان کے ساتھ ملاقات طے ہے تو وہ بولا: تم اس سے کیوں ملتے ہو؟

میرے برطانوی دوست نے کہا: وہ میرا دوست ہے اور حاکم شارجہ ہے۔

امریکی بولا: وہ امیر احمر (سرخ حکمران) ہے، پکا کمونسٹ ہے۔

برطانوی دوست نے اس سے کہا: مجھے اس کے بارے میں کچھ بتاؤ؟ اس نے کہا: میں کانگریس کی خارجہ کمیٹی کا رکن ہوں، ہمیں تین ملکوں کے دورے کا حکم ملا۔ ہم تین ارکان خارجہ کمیٹی اس سفر پر نکلے۔ ہمارا مقصد شرق اوسط میں امریکی سیاست کے بعض معاملات کو اچھی طرح سمجھنا تھا۔ ہم نے اس دورے کی درج ذیل رپورٹ پیش کی:

جب ہم کینیا گئے، ہم نے ان سے متعدد شعبوں میں تعاون طلب کیا تو کینیا کے بااختیار حکام نے ہمیں کہا کہ یہ معاملہ راز رہے گا۔

ہم صومالیہ گئے، ہم نے ان سے متعدد شعبوں میں تعاون مانگا۔ ہم نے کہا: ہم چاہتے ہیں تعاون خفیہ طور پر ہو، لیکن انھوں نے کہا: صدر سیاد باری کا اصرار ہے کہ ہر قسم کا تعاون علانیہ ہوگا۔

ہم متحدہ عرب امارات کے دورے پر گئے، وہاں ہماری ملاقات حاکم شارجہ الامیر سلطان القاسمی کے ساتھ ہوئی۔ وہ تو ریڈ (سرخ) امیر اور کمونسٹ ہے۔ اس کا ذہن سوویت یونین کے افکار سے مسموم ہے۔

میں نے اپنے برطانوی دوست کو اصل بات بتائی تو اس نے کہا: میں اپنے دوست کو سمجھا دوں گا۔

انصاف پسند یہودی دانشور

14 جون 1986ء کی شام کو میں امریکی دارالحکومت واشنگٹن پہنچا۔ وہاں میں واٹر گیٹ ہوٹل میں ٹھہرا۔ اگلے دن 15 جون کو امریکہ میں متحدہ عرب امارات کے سفیر جناب احمد المقرب نے ایک بہت بڑی تقریب منعقد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی۔ اس میں ممتاز امریکی عربی افراد اور عرب اور دیگر ممالک کے سفارتخانوں سے وابستہ افراد بڑی تعداد میں شریک تھے۔

اس تقریب میں میرا ایک دوست ڈاکٹر الفرڈ لیلن تھال بھی آیا جو مذہباً یہودی تھا، لیکن بہادر صحافی، انصاف پسند دانشور اور حقیقت پسند مؤرخ تھا۔ وہ شروع سے امن پسند تھا۔ جب 1949ء میں اسرائیل کا قیام عمل میں آیا تو اس کی اس بات نے بڑی شہرت پائی کہ اسرائیل کا جھنڈا میری نمایندگی نہیں کرتا۔

اس تقریب میں اس نے میرے ساتھ تعلقات اور اس وفا کا ذکر کیا جو اسے میرے ہاں سے ملی اور یہ وفا اسے اور بہت سے دوستوں سے نہیں ملی تھی۔

قرآنی پارسلوں پر امریکی تشویش

اس رات مجھے جناب احمد المقرب نے بتایا کہ معاون امریکی وزیر خارجہ جناب رچرڈ مرفی میرے ساتھ ملاقات کے خواہاں ہیں۔ میں نے معذرت کر لی کیونکہ میں ایک نجی اور ذاتی دورے پر تھا۔ مجھے سفیر امارات احمد المقرب نے بتایا کہ میں نے معاون امریکی وزیر خارجہ کو بتادیا ہے کہ وہ ذاتی دورے پر ہیں، لیکن اس نے پھر بھی ملاقات پر اصرار کیا تو میں نے ہاں کر دی۔ مجھے یقین تھا کہ ''امیر احمر'' کے موضوع پر وہ ضرور بات کرے گا۔ 16 جون 1986ء کی صبح کو معاون وزیر خارجہ مجھ سے ملاقات کے لیے آن پہنچا۔ بلا تمہید میں نے بات شروع کی کہ ہم جب بھی مشترکہ مفاہیم پر قریب آنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں غلط فہمیاں ایک دوسرے سے دور کر دیتی ہیں، پھر میں نے کہا: اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ ہم سرخ قمیص پہن لیں تو ہمارے لیے کوئی مانع نہیں ہے۔

اس پر معاون وزیر خارجہ نے بات کاٹتے ہوئے کہا:

میں آپ سے ان پارسلوں کے متعلق پوچھنے آیا تھا، جو آپ کی طرف سے امریکی مراکز میں بھیجے گئے ہیں۔

تب میں نے کہا: ہاں! وہ دو سو پارسل ہیں، ان میں قرآن کریم اور اس کی تفسیر کی ریکارڈنگ پر مشتمل آڈیو کیٹیں ہیں۔ میں نے وہ امریکہ کے اسلامی مراکز کے لیے بھیجے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیارھواں باب

صنعاء سے خرطوم تک

پروگرام اس طرح طے ہوا کہ میں 14 فروری 1987ء کو یمن کے سرکاری دورے پر نکلوں گا اور اس سے متصل 17 فروری 1987ء کو سوڈان کا سرکاری دورہ ہوگا۔

عرب جمہوریہ یمن کا سرکاری دورہ:

20 فروری 1982ء کو عرب جمہوریہ یمن کے صدر جناب علی عبداللہ صالح سلطنت عُمان جاتے ہوئے کچھ دیر شارجہ ائیر پورٹ پر ٹھہرے اور میں نے ان کا استقبال کیا تھا۔ تھوڑا وقت آرام کرنے کے بعد وہ میرے ساتھ شارجہ کے اہم وتاریخی مقامات کے مطالعاتی دورے پر نکلے تھے۔ ہم نے شارع العروبہ، مرکزی بازار، بحیرہ خالد، منطقہ الخان، شارجہ کی بندرگاہ اور شارع الوحدہ کی سیر کی تھی۔

جب میں نے انھیں شارجہ انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر الوداع کیا تو انھوں نے مجھے دورہ یمن کی دعوت دی تھی جو میں نے قبول کر لی اور طے پایا کہ مستقبل قریب میں یہ دورہ ہوگا۔

27 اکتوبر 1986ء کو میں نے متحدہ عرب امارات میں یمن کے سفیر جناب محمد حاتم الخاوی کا استقبال کیا۔ اس ملاقات میں متحدہ عرب امارات کے یمن میں سفیر جناب احمد عبداللہ لوتاہ بھی شریک تھے۔ یمنی سفیر نے یمن کے دورے کا دعوت نامہ اٹھا رکھا تھا جو کہ ڈاکٹر عبدالعزیز عبدالغنی وزیر اعظم اور یمن کی مستقل حکومتی کمیٹی کے رکن کی طرف سے تھا۔ میں نے یہ دعوت قبول کر لی لیکن شرط رکھی کہ دعوت صدر علی عبداللہ صالح کی طرف سے ہونی چاہیے۔

صدر علی عبداللہ صالح کی دعوت پر 14 فروری 1987ء کی صبح میں نے عرب جمہوریہ یمن کے سرکاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

دورے پر جانے کے لیے شارجہ ائیر پورٹ سے پرواز کی۔ میرا یہ دورہ تین دنوں پر محیط تھا۔ صنعاء کے انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر میرے استقبال کے لیے جناب ڈاکٹر عبدالعزیز عبدالغنی، وزیر اعظم اور عسکری اور اعلیٰ سول حکام موجود تھے۔ یمن میں امارات کے سفیر احمد عبداللہ لوتاہ اور امارات میں یمن کے سفیر محمد حاتم الخاوی بھی چلے آئے تھے۔

عرب جمہوریہ یمن کے صدر علی عبداللہ صالح نے ہمارا استقبال مسلح افواج کے ہیڈ کوارٹر صنعاء میں واقع اپنے دفتر میں کیا۔ اس ملاقات میں وزیر اعظم ڈاکٹر عبدالعزیز عبدالغنی، نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ ڈاکٹر عبدالکریم الاریانی، اعلیٰ حکام اور دونوں ملکوں کے سفیر بھی موجود تھے۔ اس موقع پر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کی جانب سے صدر علی عبداللہ صالح کو تحائف پیش کیے گئے اور دونوں ملکوں کے برادرانہ تعلقات اور ان کے مزید امکانات زیر غور آئے۔

قدیم صنعاء کی سیر

اس دورے میں قدیم صنعاء کی سیر بھی شامل تھی۔ ہم نے اس کی خوشنما تاریخی عمارتیں اور بازار دیکھے۔ وہاں یمن کی روایتی مصنوعات، خنجر اور چاندی کی اشیاء بھی دیکھنے میں آئیں۔

پھر میں نے اروہ بنت احمد کے نام سے جامع مسجد کی زیارت کی۔ یمن میں اسلام کی آمد کے بعد سب سے پہلے یہ مسجد بنائی گئی تھی۔ میں نے اس بڑی الجامع الکبیر مسجد کی لائبریری بھی دیکھی جس میں 50 ہزار مخطوطات ہیں۔ ان میں قرآن پاک کا ایک خطی نسخہ بھی تھا جس کی تاریخ ابتدائی ہجری برسوں تک پہنچتی ہے؟ میں نے نہایت اہتمام اور خوشی سے ان قیمتی مخطوطات کی حفاظت پر غور کیا اور ان میں دلچسپی ظاہر کی۔

اس کے بعد میں نے کئی آثار قدیمہ دیکھے۔ ان میں ایک غمدان محل ہے، جس کی بنیاد قبل مسیح تک بتائی جاتی ہے، یہ یمن کی قدیم تہذیب کا سب سے بڑا مظہر شمار کیا جاتا ہے۔

پھر میں آثار قدیمہ کے قومی عجائب گھر کی سیر کو گیا۔ یہ امام یحییٰ حمید الدین کے محلات میں سے ایک ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ 1352ھ میں بنایا گیا۔ یمنی انقلاب کے بعد اسے قومی عجائب گھر میں تبدیل کر دیا گیا۔* اس میں زمانہ قبل از اسلام کے آثار اور اسلامی آثار رکھے گئے ہیں۔ یہاں سبائی، معینی اور حمیری تہذیبوں کے آثار بھی ہیں۔ ان میں جنگی معرکوں کے نقشے اور مورتیاں بھی ہیں۔

اس کے بعد میں اپنے وفد کے ہمراہ جنگی عجائب گھر (میوزیم) دیکھنے گیا، جو عسکری تاریخ اور یمن میں گزرنے والی مختلف تہذیبوں کے ساتھ ساتھ عسکری ترقی کے مراحل کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ تاریخ یمنی انقلاب کے بعد تک ہے۔

ڈاکٹر عبد العزیز عبد الغنی نے ہمارے اعزاز میں اسی رات شیرٹن ہوٹل صنعاء میں عشائیہ دیا، اس کھانے میں وزیر اعظم کے نائب، اعلیٰ مشاورتی مجلس کے اراکین، وزراء، مستقل حکومتی کمیٹی کے اراکین، قومی مجلس تاسیس کے اراکین اور اعلیٰ فوج افسران بھی موجود تھے۔

15 فروری 1987ء کو میں نے مکتبہ وطنیہ (قومی لائبریری) کا معاینہ کیا جو محکمہ آثار قدیمہ و دار الکتب کے زیر انتظام ہے۔ اس میں قیمتی و نادر تاریخی کتب ہیں۔ اس لائبریری کو 1969ء میں اس کے قیام سے لے کر اب تک قارئین اور محققین کے لیے ایک قومی لائبریری شمار کیا جاتا ہے۔

آثارِ قدیمہ کا میوزیم (صنعاء)

پھر میں صنعاء یونیورسٹی گیا جہاں میرے استقبال کے لیے یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر عبد العزیز المقالح، جامعہ کے ذمہ داران اور شعبوں کے سربراہان موجود تھے۔ میں نے یونیورسٹی کے مختلف شعبے دیکھے۔ وائس چانسلر نے مجھے یونیورسٹی کی شیلڈ کے ساتھ جامعہ کی شائع کردہ چند کتب کا تحفہ بھی دیا۔

صنعاء یونیورسٹی کے شعبہ آرٹس کے زیر اہتمام میں نے آثارِ قدیمہ کا ایک میوزیم بھی دیکھا، جس میں یمن

* یمنی انقلاب ستمبر 1962ء میں برپا ہوا جب بریگیڈیئر جنرل عبداللہ سلال نے شاہِ یمن امام احمد بن یحییٰ کا تختہ اُلٹ کر جمہوریہ یمن کا اعلان کر دیا۔ امام احمد کے بیٹے بدرالدین چند سال سلال حکومت کے خلاف گوریلا جنگ کی قیادت کرتے رہے حتیٰ کہ 1970ء میں خانہ جنگی ختم ہوگئی۔ اس خانہ جنگی میں جمال عبدالناصر کی 80 ہزار مصری فوج بھی شریک رہی حتیٰ کہ جون 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد مصری فوج یمن سے واپس بلائی گئی۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے قدیم زمانوں کے آثار تھے۔ وہاں سنگ مرمر کی حیوانی اور انسانی مورتیاں اور پچھلے وقتوں کی کرنسی بھی تھی۔اس میں اسلامی آثار، مزارات کی تصاویر، مخطوطات، بخور دانیاں، شمع دان، اسلامی کرنسی اور روایتی اسلحہ کے بعض نمونے بھی تھے۔

اسی دن دوپہر سے قبل بذریعہ طیارہ ہم مآرب پہنچ گئے۔ ہمارا استقبال کرنے والوں میں عبد اللہ بن عبدالرحمٰن المدانی گورنر صوبہ مآرب نمایاں تھے۔ وہاں پہنچتے ہی ہم مآرب کا بند (ڈیم) دیکھنے کے لیے روزانہ ہوئے۔ میرے ساتھ وزیر مواصلات اور ٹرانسپورٹ انجینئر احمد الانسی، جناب محمد حاتم خاوی اور جناب احمد عبداللہ لوتاہ بھی تھے۔

قدیم و جدید مآرب ڈیم

جدید سدِ مآرب کی سطح زمین سے بلندی 38 میٹر اور دو پہاڑوں کے مابین اس کی لمبائی 763 میٹر ہے۔ اس کے آبی ذخیرے میں پانی کی زیادہ سے زیادہ مقدار 40 کروڑ مکعب میٹر ہوتی ہے۔ یہ پانی 50 ہزار ہیکٹر زرعی اراضی کو سیراب کرسکتا ہے۔ ان دنوں جھیل (آبی ذخیرے) میں پانی کی مقدار 10 کروڑ مکعب میٹر کے لگ بھگ تھی۔ ڈیم کے پیچھے جھیل 30 کلومیٹر تک لمبی ہے اور اس کی چوڑائی آدھ کلومیٹر ہے۔ برسات میں جھیل کا پھیلاؤ 10 ہزار مربع کلومیٹر تک پہنچ جاتا ہے۔

یہ پانی صنعاء کے مشرقی پہاڑی علاقوں اور زمار ورداع وغیرہ سے آتا ہے۔ ڈیم کے دو گیٹ ہیں جن کے کھلنے سے 35 مکعب میٹر پانی فی سیکنڈ خارج ہوتا ہے۔

ایک کنٹرول گیٹ کا افتتاح میرے ہاتھ سے کرایا گیا۔ پھر ہم قدیم سد مآرب کے ٹیلوں پر چڑھ گئے، جن کی تاریخ سات سو برس قبل مسیح تک بتائی جاتی ہے۔ قدیم مآرب ڈیم جنوبی عرب اور سبائی یمنی تہذیب کا سب سے بڑا نشان سمجھا جاتا ہے۔ اس سے نکلنے والے نالوں سے سو کلومیٹر تک زمینیں سیراب ہوتی تھیں۔

پھر ہم مآرب کے جمہوری محل میں گئے۔ وہاں گورنر نے ہمارے اعزاز میں ظہرانے کا اہتمام کیا تھا۔ بعد از دوپہر ہم نے صوبہ تعز کا سفر اختیار کیا۔ وہاں ایئر پورٹ پر صوبائی گورنر کرنل محسن الیوسفی اور صوبائی کمانڈر کرنل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد ضیف اللہ ہمارے استقبال کے لیے موجود تھے۔اس رات گورنر نے ہمارے اعزاز میں عشائیہ دیا۔

خالد بن ولید زرہ

16 فروری 1987ء کی صبح ہم نے تعز شہر کا دورہ کیا اور اس کے نمایاں تہذیبی مقامات دیکھے۔اس کے بعد ہم فوجی چھاؤنی خالد بن ولید گئے جو شہر سے ساٹھ کلومیٹر دور ہے۔وہاں ہمارا استقبال چھاؤنی کے ڈپٹی کمانڈر محمد محسن النہمی نے کیا،مختلف یونٹوں میں گئے۔ چھاؤنی کے ڈپٹی کمانڈر نے مجھے اس دورے کی مناسبت سے ''خالد بن ولید زرہ'' عطا کی۔

اس کے بعد ہم تعز سے 104 کلومیٹر دور مخا کی بندرگاہ پر گئے۔ہم نے بندرگاہ کے بعض حصے اور شہر کے تاریخی مقامات دیکھے۔پھر ہم اسٹیم اور اسٹیشن پر گئے جہاں بجلی پیدا کی جاتی ہے۔وہاں اسٹیشن انچارج انجینئر عبدالحمید الوہبلی ہمارے استقبال کے لیے موجود تھے۔انھوں نے ہمیں اسٹیشن کی تعمیر کے مراحل پر بریفنگ دی۔اس اسٹیشن نے 1983ء میں کام شروع کیا تھا۔اس کے چار یونٹ ہیں اور اس کی کل پیداوار ایک سو ساٹھ میگاواٹ ہے،یعنی ہر یونٹ کی پیداوار چالیس میگا واٹ ہے۔

بعد از دوپہر ہم تعز سے صنعاء واپس روانہ ہو گئے۔شام کو عرب جمہوریہ یمن کے صدر جناب علی عبد اللہ صالح نے فوجی ہیڈ کوارٹر صنعاء میں ہمارا استقبال کیا۔اس ملاقات میں میرے اور یمنی صدر کے مابین تحائف کا تبادلہ ہوا۔میں نے ان کو چاندی کا خنجر پیش کیا،صدر نے مجھے یمن کی مشہور تلوار پیش کی اور ممتاز یمنی خنجر بھی عطا کیا۔

متحدہ عرب امارات کے سفیر جناب احمد عبد اللہ لوتاہ نے ہمارے اعزاز میں عشائیہ دیا۔اس میں نائب وزیر اعظم لیفٹیننٹ کرنل مجاہد ابو الشوارب،قومی مجلس تاسیس کے صدر الشیخ ابو اللحوم سنان اور سفارتکاروں نے شرکت کی۔

ٹیکسٹائل مل کی سیر

17 فروری 1987ء کی صبح ہم کپڑے کا کارخانہ دیکھنے گئے۔وہاں ہمارا استقبال جناب احمد الرحومی نے کیا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو اس کارخانے کے منیجر تھے۔انھوں نے ہمیں 1964ء سے قائم اس کارخانے کی پیداواری صلاحیت سے آگاہ کیا جو ہر روز پینتیس ہزار گز پیور کاٹن اور مکس کاٹن تیار کرتا ہے، اس میں پندرہ ہزار مرد وخواتین کام کرتے ہیں۔ کپڑا بنانے کے اس کارخانے میں ایک حصہ چھپائی اور رنگائی کا ہے، یہاں سلائی کی مشینیں بھی کام کر رہی تھیں۔ یہ کارخانہ مسلح افواج کو کپڑے کی فراہمی کے علاوہ مقامی مارکیٹ کی بیس فیصد ضروریات بھی پوری کر رہا تھا۔

17 فروری 1987ء کو قبل از دوپہر یمنی وزیر اعظم نے صنعاء کے ہوائی اڈے پر ہمیں رخصت کیا اور ہم نے خرطوم کی طرف پرواز کی۔

صنعاء سے روانگی سے چند لمحے پہلے میں نے صدر علی عبداللہ صالح کے لیے درج ذیل تار بھیجا:

میں خوشی کے احساسات لیے اپنے دوسرے وطن سے واپس جا رہا ہوں۔ میں اور میرا وفد آپ کی صاحبِ تکریم شخصیت، اچھی حکومت اور معزز قوم کے شکر گزار ہیں۔ ہم شکر و امتنان کے اعلیٰ جذبات کے ساتھ رخصت ہو رہے ہیں۔ آپ کے پروقار ملک کے دورے میں حسن ضیافت پر ہم ممنون احسان ہیں۔

ہم نے یمن میں جو تعمیر و ترقی دیکھی ہے، یہ آپ کی اچھی قیادت اور ان کاوشوں کی دلیل ہے جو آپ اپنے ملک اور اپنی معزز قوم کی سربلندی کے لیے کر رہے ہیں۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کی رہنمائی کرے اور آپ کے ملک اور عرب قوم کو آپ کی راہنمائی اور قیادت میں ہر خیر اور خوشحالی بہم پہنچائے۔'' [1]

سوڈان کا دورہ:

اس دورے کی دعوت مجھے 4 اکتوبر 1986ء کو پیش کی گئی تھی جب متحدہ عرب امارات میں سوڈان کے سفیر ڈاکٹر عبداللطیف عبدالحمید ابراہیم میرے پاس تشریف لائے تھے۔ ان کے ساتھ خرطوم یونیورسٹی کے وائس

[1] افسوس کہ صدر علی عبداللہ صالح نے عرب بہار کے آغاز پر اقتدار سے ہٹنے کے بعد حوثی باغیوں کا ساتھ دیا جنھوں نے صدر عبد ربہ منصور ہادی کی قانونی حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھائے تھے۔ دسمبر 1917ء میں انھی حوثی باغیوں کے ہاتھوں علی عبداللہ صالح کی ہلاکت عبرتناک تھی۔ یاد رہے علی عبداللہ صالح زیدی شیعہ حوثیوں کے ہم مسلک تھے۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چانسلر ڈاکٹر یوسف فضل بھی تھے، جو اس وقت متحدہ عرب امارات کے دورے پر تھے۔ سوڈان کے سفیر نے مجھے سوڈان کی حکومتی کونسل کے سربراہ اور صدر جمہوریہ سوڈان جناب احمد میرغنی کی طرف سے سرکاری دورے کا دعوت نامہ پیش کیا۔ خرطوم یونیورسٹی میں مجھے شارجہ ہال کا افتتاح کرنا تھا، جو حکومت شارجہ کے خرچ پر تعمیر ہوا تھا۔ اس سفر کے لیے ماہ فروری 1987ء کا وقت طے پایا تھا۔

ڈاکٹر یوسف فضل نے اشارہ بھی دیا تھا کہ اس موقع پر عرب افریقہ تعلقات کا سفر کے عنوان سے ایک علمی کلوکیم بھی منعقد ہوگا، جس کا انتظام افریشیائی مطالعہ کا انسٹی ٹیوٹ، اتحاد مؤرخین عرب کے ساتھ مل کر کرے گا۔

میں اور میرا وفد 17 فروری 1987ء کو خرطوم پہنچے۔ ہوائی اڈے پر محمد الحسن عبداللہ یاسین نے ہمارا استقبال کیا جو سٹیٹ کونسل کے رکن تھے۔ ان کے ساتھ صحت اور سوشل خدمات کے وزیر ڈاکٹر حسین ابو صالح اور خرطوم میں متحدہ عرب امارات کے انچارج سفیر جناب احمد الحوسنی بھی تھے۔

اسی شام دوستی ہال (قاعة الصداقہ) خرطوم میں ہمارا استقبال اعلیٰ حکومتی کمیٹی کے صدر جناب احمد میرغنی نے کیا۔ اس موقع پر مجھے امارات اور سوڈان کے درمیان بہتر تعلقات فروغ دینے پر اعلیٰ سرکاری ایوارڈ دیا گیا۔ میرے چند ساتھیوں کو نشان جمہوریت درجہ اول اور بعض کو دوسرے درجے کا تمغہ عطا کیا گیا۔

صدر احمد میرغنی کے ساتھ ملاقات میں دونوں ملکوں کے درمیان دوطرفہ تعلقات کی اہمیت پر غور کیا گیا۔ عرب اور دنیائے اسلام کے مسائل بھی زیر غور آئے، خصوصاً وہ مسائل جو انھی دنوں اسلامی سربراہ کانفرنس منعقدہ کویت میں زیر بحث آئے تھے۔ صدر احمد میرغنی نے عرب اور عالمِ اسلام کے حالات سدھارنے میں صدر امارات جناب الشیخ زاید بن سلطان کے جذبے اور کاوشوں کی تعریف کی۔

صدر سوڈان نے میرے لیے استقبالیہ کلمات میں کہا: آج ہمارے ملک کو الشیخ ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی نے شرف زیارت بخشا ہے۔ ہم انھیں سوڈان میں جمہوریت کے مددگاروں میں شمار کرتے ہیں۔ ان کی واضح آراء اور صریح افکار کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ الشیخ سلطان واضح فکر کی حامل شخصیت ہیں۔ وہ عرب دنیا کے معاملات کا شعور اور سچی اسلامی تعلیمات پر کامل ایمان رکھتے ہیں۔ وہ ہمارے عزیز دوست ہیں، جو اپنے دوسرے وطن سوڈان آئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وزیراعظم صادق المہدی سے یادگار ملاقات

صدر احمد میرغنی سے ملاقات کے بعد سوڈانی وزیراعظم جناب صادق المہدی سے ان کے دفتر میں ملاقات ہوئی۔ اس موقع پر ذرائع ابلاغ کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے صادق المہدی نے کہا:

یہ موقع ہے کہ فریقین مشترکہ امور کے متعلق ضروری تبادلہ خیال کریں۔

لیکن صادق المہدی کے ساتھ گفتگو میں چلتے چلتے بات ان فوجی افسروں کی طرف نکل گئی جنھوں نے ''الجزیرہ آبا'' پر حملہ کیا تھا۔ یہ جعفر النمیری کا دور حکومت تھا اور وہ افسر اس وقت جیل میں بند تھے۔[1] جب ہم پرائم منسٹر ہاؤس کے باغیچے میں کرسیوں پر بیٹھے تھے تو درج ذیل گفتگو ہوئی:

میں نے کہا: آپ کے مصر کے ساتھ کیسے تعلقات ہیں؟

صادق المہدی: اچھے ہیں۔

میں نے کہا: کیا آپ نے حسنی مبارک کو معاف کر دیا ہے جس نے آپ کے ہیڈ کوارٹر پر اپنے طیاروں سے بمباری کی تھی؟

صادق مہدی: جی ہاں، اس پر ہم نے انھیں معاف کر دیا ہے۔

میں نے کہا: قریبی لوگ حسن سلوک اور طاقت ہونے پر بھی معافی کے زیادہ حق دار ہوتے ہیں۔ مناسب ہوگا جن کا آپ کو ابھی فیصلہ کرنا ہے، انھیں بھی معاف کر دیں۔

صادق المہدی: چلیے ہم نماز مغرب ادا کریں۔

[1] یہ 1971ء کا واقعہ ہے جب دریائے نیل کے اندر ''جزیرہ آبا'' میں واقع جماعت الانصار کے ہیڈ کوارٹر پر بمباری کی گئی تھی جس میں مجاہد آزادی مہدی سوڈانی (وفات 1885ء) کے خلف الرشید ہادی عبدالرحمان المہدی اور ان کے کئی انصار شہید ہو گئے تھے۔ تب مصری حکومت سوڈان کے فوجی آمر جنرل جعفر نمیری کی پشت پناہی کر رہی تھی۔ ہادی المہدی مبینہ طور پر ایتھوپیا فرار ہونے کی کوشش میں مارے گئے تھے۔ امام ہادی المہدی اُمہ پارٹی کے سربراہ صادق المہدی کے چچا تھے۔ صادق المہدی وزیراعظم تھے جب 1989ء میں بریگیڈیئر عمر احمد حسن البشیر نے ان کا تختہ الٹ دیا تھا۔ صدر عمر احمد حسن البشیر کے طویل دورِ حکومت کا خاتمہ اپریل 2019ء کے عوامی انقلاب میں ہوا۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے وفد کے ساتھی بھی آ گئے۔ صادق المہدی امامت کے لیے کھڑے ہوئے۔ ہم نے گھاس پر بچھائی گئی صفوں پر نماز شروع کر دی۔ ہم دوسری رکعت میں تھے کہ قریبی مساجد کے لاؤڈ سپیکروں سے اذانیں شروع ہوئیں اور ان کے اختتام تک صادق المہدی نماز مکمل کر چکے تھے۔

نماز مغرب ادا کر کے صادق المہدی نے پریشان حالت میں ہی مجھے الوداع کیا۔ وہ اپنے دفتر کے باغیچے کے ایک کونے میں تھے۔ میں اکیلا ہی اپنی کار کی طرف گیا۔ دفتر کے مین گیٹ کے پاس میری گاڑی کھڑی تھی۔ میں اس میں داخل ہوا ہی چاہتا تھا کہ اچانک صادق المہدی مجھے دوبارہ رخصت کرنے کے لیے تیز قدم چلتے ہوئے آئے۔ وہ بھول گئے تھے کہ مجھے پہلے بھی الوداع کر چکے ہیں۔

18 فروری 1987ء کی صبح میں نے خرطوم یونیورسٹی کے شارجہ ہال کا افتتاح کیا۔ اس کی تعمیر پر اخراجات میں نے اٹھائے تھے جن کا تخمینہ ایک ملین ڈالر تھا۔ یہ میری طرف سے عرب افریقہ تعلقات میں اضافے اور دونوں اقوام کو قریب لانے کا ایک حصہ تھا۔

اس عمارت میں ایک بڑا ہال تھا جس میں 280 افراد بیٹھ سکتے تھے۔ ایک چھوٹا ہال بھی تھا جس میں تقریبا 60 افراد کی گنجائش تھی۔ ان کے ساتھ دفاتر وغیرہ تعمیر کیے گئے تھے۔ اس میں علاقائی اور بین الاقوامی کانفرنسوں کے لیے جدید ترین وسائل بھی مہیا کیے گئے تھے۔ چار زبانوں میں ترجمہ کرنے والے کمپیوٹر، ایک سینما سکرین اور تقاریر ریکارڈ کرنے والی جدید مشینری یہاں مہیا کی گئی تھی۔ اس افتتاحی تقریب میں صدر احمد میرغنی، تنزانیہ کے نائب وزیر اعظم اور وزیر دفاع جناب احمد سالم، جامعہ خرطوم کے وائس چانسلر ڈاکٹر یوسف فضل حسن، شعبہ جات کے صدور، سوڈان میں عرب ممالک کے سفیروں اور میرے وفد نے شرکت کی۔

شارجہ ہال (خرطوم یونیورسٹی) میں تقریر

کلوکیم کا آغاز تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا، پھر ڈاکٹر سید حامد حریز ادارہ افریشیائی مطالعہ کے ڈائریکٹر، ڈاکٹر مصطفیٰ عبدالقادر نجار سیکرٹری جنرل اتحاد عرب مؤرخین اور ڈاکٹر یوسف فضل حسن کے خطابات ہوئے۔ ازاں بعد مجھے دعوت خطاب دی گئی۔ میں نے تقریر کا آغاز یوں کیا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدرِ محترم، اساتذہ کرام، مردانِ فکر و علم، معزز شرکائے محفل!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں نے اس تقریب میں اپنی شرکت کو باعث سعادت ٹھہراتے ہوئے عرب افریقہ تعلقات کی تاریخی قدامت، ضرورت اور اہمیت بیان کی۔ میں نے بتایا کہ دس برس گزر گئے ہیں جب 1976ء میں شارجہ میں افریقہ کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اس دوران میں ہمارے عرب اور افریقی ممالک میں سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی شعبوں میں بے پناہ تبدیلیاں رُونما ہوئی ہیں۔ اور جیسے کہ کہا جاتا ہے پلوں کے نیچے سے بہت سا پانی بہہ چکا ہے، پھر ہم نے کیا تیاری کی ہے جس سے کہ ان تبدیلیوں کا سامنا کرسکیں اور اپنے اہداف و مقاصد کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینے اور اپنی بے عملی سے چھٹکارا پانے میں مدد لے سکیں؟ اس کانفرنس کے مطالبات کے پیش نظر ہمیں ان تصورات کو ترجیح دینی چاہیے جن کا تعلق ماضی سے زیادہ مستقبل سے ہے۔ میں نے کہا:

''اگر میں یہ کہوں تو غلط نہیں ہوگا کہ اس صدی کی اسی کی دہائی میں ہماری عرب افریقہ کانفرنس کا انعقاد خوش آیند ہے جو کہ برلن کانفرنس کے تقریباً 100 برس بعد منعقد ہوئی ہے۔ برلن کانفرنس (1884ء۔1885ء) کو 100 برس ہوگئے ہیں جب وہاں استعماری قوتوں نے افریقہ پر قبضہ جمانے کے لیے اس کی بندر بانٹ کی تھی تاکہ وہ یہاں لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کرسکیں۔ اسی زمانے میں سامراجی اقوام نے مصر، تونس اور عدن پر قبضہ کر کے عرب دنیا میں اپنے پنجے گاڑے تھے۔ اس سو سال میں بڑی خونریزی ہوئی اور جنگوں اور معرکوں میں فتوحات اور ناکامیوں کے کئی مد و جزر آئے۔ اور آج ہم عرب اور افریقی لوگ آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہو چکے ہیں۔ حصولِ آزادی کے لیے ہم نے جو قربانیاں دیں اور کامیابیاں حاصل کیں، ان کی روشنی میں ہم درپیش چیلنجوں کا سامنا کرسکتے ہیں اور مستقبل کی تعمیر عمل میں لاسکتے ہیں۔

معرکوں کا انداز مختلف ہوسکتا ہے اور اسلوب بدل سکتے ہیں لیکن فتح و نصرت کی بنیاد ایک ہی ہے: قومی عزم، قومی قوتوں میں اتحاد اور حریت کیش دلاور انسان۔

برادرانِ ملت! ہم عرب اور افریقی الگ ہونے کے باوجود ایک اکائی ہیں۔ تاریخ کے مختلف مراحل میں ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلبے اور محکومیت کے بدلتے ادوار سے گزرے ہیں حتیٰ کہ ہمارے لیے باہم گہرے روابط قائم رکھنا مشکل بنا دیا گیا جس کا سبب مغربی اقوام کی استعماری دیسیسہ کاریاں تھیں۔

آپ مجھے اجازت دیں کہ میں عرب افریقہ تعاون اور افریقی ترقی کے لیے چند تجاویز پیش کرسکوں۔

اول: جب ہمارا اعتقاد ہے اور درست بھی ہے کہ ہمارا تاریخ کا فہم صحیح اسلوب پر ہے، جو عرب افریقہ تعلقات کا صحیح نقشہ پیش کرتا ہے۔ ہماری کامیابی اس پر منحصر ہے کہ ہم اپنی تاریخ کے فہم میں خود پر اعتماد کریں۔ ہمیں کسی بدنیت، بیگانے اور اجنبی کو درمیان میں لائے بغیر اس کی درست تعبیر کرنا ہوگی جبکہ بدنیت استعماری قوتیں اس تاریخ کی غلط تصویر پیش کرتی ہیں۔

ثانی: عرب کی طرح افریقہ کی بھی ایک خاص تہذیب اور ثقافت ہے۔ استعماری قوتوں کی یہ بات درست نہیں ہے کہ افریقہ تاریخ سے خارج تھا حتی کہ یورپی حملوں اور قبضوں کے بعد اسے تہذیب و تاریخ نصیب ہوئی۔ ہمارے ماہرینِ تعلیم جو مغرب کی ثقافتی یلغار کے سدِ باب کی ذمہ داری اٹھائے ہوئے ہیں، انھیں تربیت کے نصاب اور ذرائع ابلاغ میں پوری تفصیل و تحقیق کے ساتھ ان حقائق کو پیش کرنا چاہیے۔

ثالث: جب حقائق سے ثابت ہے کہ اسلام افریقہ کے لیے مشرق سے مغرب تک تہذیب و تاریخ کے نئے مفاہیم لے کر آیا اور اس کو اسلامی عربی تہذیب سے روشناس کیا تو وہ تہذیب یورپ کی سی مسترد شدہ تہذیب نہیں تھی جس کا خاتمہ ہونے والا ہے بلکہ اسلامی عربی ہمیشہ قائم رہنے والی تہذیب ہے۔ عرب اور افریقہ دونوں علاقے باہم اثر قبول کرتے ہیں۔ عرب کے تہذیبی اثرات افریقی قبائل نے قبول کیے حتی کہ دونوں کی زبانوں میں بہت سے مشترک الفاظ مستعمل ہیں تو پھر ہم تہذیب وفن کے مشترکہ پروگرام کیوں نہ شروع کریں؟

رابع: جب ہم عربی اور افریقی تیسری دنیا کا حصہ ہیں، مضبوط بنیادیں ہمیں آپس میں جوڑتی ہیں، ہماری تیسری دنیا میں ایک خاص پہچان ہے، ہم یورپ، امریکہ اور ایشیا کے درمیان امتیازی حیثیت رکھتے ہیں، دولت کی پیداوار کا اہم مرکز ہیں، ہماری سٹریٹجک اہمیت ہے، ہم دنیا کے لیے اہم تجارتی منڈی ہیں، تو اس طرح ہماری اہمیت بڑھتی ہے، اس کے ساتھ ہی ہمارے خطے کو تنازعات اور خطرات نے گھیر رکھا ہے۔ وہ خطرات استعماری طاقتوں ہی کے پیدا کردہ نہیں بلکہ ہمارے اندر کے خطرات بھی تشویشناک ہیں۔ لیکن ہمارے اکثر ممالک نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی ترقی کے لیے خاص منصوبے نہیں بنائے، بعض فرضی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہیں، وہ مفروضوں اور اوہام کی بنیاد پر مغلوب ہیں یا ہمت چھوڑ بیٹھے ہیں۔ جو سوال ہمارے سامنے آتا ہے اور جس کا ہمیں صحیح جواب ڈھونڈنا ہے، وہ یہ ہے:

ہمارے لیے کس طرح ممکن ہے کہ ہم ایک پائیدار قومی معیشت قائم کرنے کے لیے اپنی عربی افریقی صلاحیتوں کو اکٹھا کر کے مستقبل کے چیلنجز کا مقابلہ کریں اور عالمی منڈی میں برابری کی بنیاد پر شریک ہوں، نہ کہ مغلوب انداز میں؟

عربوں اور افریقیوں کے لیے کس طرح ممکن ہے کہ وہ قومی وسائل کو بروئے کار لانے اور جدید ٹیکنالوجی کے حصول کے لیے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرسکیں، جس سے قومی اور براعظمی سطح پر تحقیق و ترقی کے اہداف کا حصول ممکن ہو؟

تاریخ نے ہمیں مشترکہ ورثہ اور مشترکہ آزاد ثقافت بخشی ہے۔ درپیش مشکلات اور سامراجی منصوبوں کے مقابلے کے لیے اتحاد کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ بڑی مشکلات خشک سالی، صحراؤں کا پھیلاؤ، قرضے اور عالمی تجارت پر پابندیوں کا بحران ہیں۔ آزادی اور ذاتی ترقی کی خواہش اور جمہوری مطالبات ان کے علاوہ ہیں، اور جدید عالمی نظام کی پیشکش نیا موضوع ہے جس پر ترقی، آزادی اور جمہوریت کا دارومدار ہے۔

خامس: میرے بھائیو! میں آخر میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہمارا مستقبل کا طریق کار دو بنیادی اہداف پر مرکوز ہونا چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ فکری، علمی، ثقافتی اور سیاسی کوششیں ان دونوں کے حصول میں لگائی جائیں گی:

① ہماری کوششوں، محنتوں اور جملہ کاوشوں کا مقصود عرب و افریقہ میں تہذیبی آزادی کا منصوبہ ہو جس کی بنیاد آزاد انسان ہے۔

② مختلف قومی اجتماعات کے ذریعے سے قوم میں زیادہ سے زیادہ اور فعال کردار ادا کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ اور یہ محض سرکاری اور رسمی کارروائیوں تک محدود نہ ہو بلکہ اس میں پوری قوم کا تعاون شامل ہو۔ آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ آپ نے میری باتوں کو غور سے سنا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد میرے عرب، افریقہ سطح پر علمی کردار کی قدر کرتے ہوئے مجھے خرطوم یونیورسٹی کی طرف سے قانون میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دی گئی۔ پھر میں نے ہال کے مختلف حصوں کا جائزہ لیا۔ میرے ساتھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی تھے۔

میں نے کتاب میلے کا چکر بھی لگایا جو اسی ہال میں تین دن کے لیے لگایا گیا تھا۔ اس کا اہتمام ''عرب افریقہ تعلقات کونسل'' نے کیا تھا۔ اس میلے میں دو ہزار کتب تاریخ، لوک کہانیوں اور عربی ادب پر مشتمل تھیں، نیز مجلّات و جرائد کے علاوہ سیاسی و اقتصادی کتب، خصوصاً افریقی و ایشیائی ممالک کے متعلق کتب 150 عنوانات کے تحت رکھی گئی تھیں۔ عرب افریقہ تعلقات سیمینار کا آغاز بھی میری صدارت میں ہوا، جو 20 فروری 1987ء تک جاری رہا اس میں عرب اور افریقہ کے چنیدہ مفکرین نے شرکت کی۔

تنزانیہ کے نائب وزیراعظم اور وزیر دفاع سالم احمد سالم نے اپنے خطاب میں عرب افریقہ تعلقات کی اہمیت واضح کی۔ پھر تربیت، ثقافت اور سائنس کی عرب تنظیم کے ڈائریکٹر ڈاکٹر محی الدین صابر نے اس موضوع پر لب کشائی کی۔ انھوں نے عرب افریقہ تعلقات خصوصاً مشرقی افریقہ سے روابط کے سلسلے میں قاسمی خاندان کی خدمات کا خاص ذکر کیا۔

19 فروری 1987ء کو قبل از دوپہر میری رہائش گاہ پر جمہوری اتحاد پارٹی (حزب الاتحادی الدیمقراطی) کے سربراہ محمد عثمان میرغنی ملنے آئے۔ انھوں نے میرے اعزاز میں رات کے کھانے کی دعوت دی جو میں نے قبول کرلی۔ بعد از دوپہر میں نے نُزہہ کشتی پر دریائے نیل کی سیر کی جس میں محمد عثمان میرغنی اور اعلیٰ سوڈانی حکام بھی ہمارے ساتھ شامل تھے۔

جنوبی سوڈان کے عیسائی لیڈروں کی دلداری

اس دن نماز عشاء کے بعد ہم جمہوری اتحاد پارٹی کے مرکز پہنچے۔ اس مرکز سے نصف کلو میٹر پہلے ہی ہمارے سامنے لوگوں کی کچھ ٹولیاں آئیں جو دف بجا کر مذہبی گیت پڑھ رہی تھیں۔ ہم مرکز کے میدان میں پہنچے جو وسیع تھا۔ ہمارے ساتھ ایک گروہ اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کا ورد کرتا جا رہا تھا۔ جب ہم سٹیج کے قریب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچے تو جمہوری اتحاد پارٹی کے بڑے بڑے ذمہ داران نے ہمارا استقبال کیا۔ وہ سب مسلمان تھے۔ میں نے محمد عثمان میرغنی سے کہا: آپ صبح بتا رہے تھے کہ آپ کی پارٹی میں جنوبی سوڈان کے کئی عیسائی لیڈر بھی ہیں تو آپ نے ان کو اس کھانے میں کیوں نہیں بلایا؟

محمد عثمان میرغنی نے کہا: میں نے انھیں بلایا ہے۔ میں نے کہا: وہ کہاں ہیں؟

میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ وہ مجھے مرکز کے ایک تنگ کمرے میں لے گئے۔ جنوبی مسیحی مہمان وہاں بیٹھے تھے۔ میں نے ان سے باری باری مصافحہ کیا۔ وہ سب ہمارے ساتھ کھانے کی میز پر آ گئے۔ کھانے کی بہت بڑی میز پر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کا ورد بھی جاری تھا کہ میں نے اپنے ساتھ بیٹھے محمد عثمان میرغنی سے کہا:

کیا اس طرح تکبیر و تہلیل سے تم جنوب کے عیسائیوں کو اپنے ساتھ ملاؤ گے؟

میں نے کھانے کی میز پر اپنے ساتھ بیٹھے شخص کو غور سے دیکھا، وہ سابق وزیر اعظم جزولی دفع اللہ تھے۔ میں انھیں دیکھتا رہا۔ وہ میرے مسلسل دیکھنے سے سمجھ گئے کہ میں دل میں کہہ رہا ہوں: کاش! تمھاری حکومت اب تک ہوتی!

جمہوری اتحاد پارٹی کے مرکز سے ہم شارجہ جانے کے لیے خرطوم ایئر پورٹ کی طرف نکلے۔ صدر، وزراء، سفراء اور امارات کے سفارتکار ہمیں رخصت کرنے کے لیے ایئر پورٹ پر موجود تھے۔ خرطوم سے نکلتے وقت میں نے صدر سوڈان کے نام ایک تار دیا جس میں اپنے دورہ سوڈان کے دوران میں استقبال اور عزت افزائی پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

20 فروری 1987ء کی صبح ہم اپنے وفد کے ہمراہ شارجہ آن اترے۔

ناکام انقلاب اور بھائی سے حسن سلوک

17 جون 1987ء بروز بدھ نصف شب سے کچھ پہلے میرا خصوصی طیارہ دبئی کے فوجی ایئر پورٹ پر اترا۔ اسی شام انقلاب کا واقعہ پیش آیا تھا جو میرے حقیقی بھائی الشیخ عبدالعزیز بن محمد القاسمی نے برپا کیا تھا۔ آل مکتوم کے مہمان خانے تک ہمارے وفد کو پہنچانے والے پروٹوکول آفیسر نے مجھ سے سوال کیا: آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ کون ہے؟

میں نے کہا: میرے ساتھ اللہ ہے۔

اس نے کہا: اللہ بہتر ساتھی ہے۔

چند روز کی مشاورت کے بعد میں 25 جون 1987ء بروز جمعرات قبل از فجر شارجہ پہنچا تا کہ میں اللہ کی اس زمین پر اس کی شریعت نافذ کروں اور اپنی حکومت کا تسلسل جاری رکھوں۔ اس واقعے کے فوراً بعد میں نے ان کے بارے میں قرآن سے راہنمائی لی جنھوں نے میرے ساتھ برا سلوک کیا تھا۔ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۭ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝﴾

''اور (مومن) جو ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم (وتعدی) ہو تو (مناسب طریقے سے) بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ تو اسی طرح کی برائی ہے مگر جو درگزر کرے اور (معاملے کو) درست کر دے تو اس کا بدلہ اللہ کے ذمے ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جس پر ظلم ہوا ہو، اگر وہ اس کے بعد انتقام لے تو ایسے لوگوں پر کچھ الزام نہیں۔ الزام تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کو تکلیف دینے والا عذاب ہوگا۔ اور جو صبر کرے اور قصور معاف کر دے تو یہ ہمت کے کام ہیں۔'' (الشوریٰ 42:39-43)

اسی طرح اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

"اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو، پھر (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس شخص کے اور تمھارے درمیان دشمنی تھی، وہ گویا تمھارا گرم جوش دوست ہے اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں۔" (حٰم السجدة 41:34-35)

میں نے اس واقعہ کو شارجہ اور راس الخیمہ کے قاسمی خاندان میں ایک دراڑ سمجھا، پھر میں نے ان میں سے بعض کو مقنع کندی شاعر کا قصیدہ لکھ بھیجا، وہ کہتا ہے۔

وإن الذى بيني وبين بني أبي   وبين بني عمى لمختلف جدا

"جو میرے اور میرے باپ جائے بھائیوں کے مابین ہوا ہے اور میرے چچا زاد بھائیوں کے مابین ہوا ہے وہ بہت اختلافی معاملہ ہے۔"

فإن يا كلوا لحمى وفرت لحومهم   وإن يهدموا مجدى بنيت لهم مجدا

"اگر وہ میرا گوشت کھائیں، میں ان کے گوشت بڑھاؤں گا۔ اگر وہ میری عزت گرائیں، میں ان کی عزت بناؤں گا۔"

وإن ضيعوا غيبي حفظت غيو بهم   وإن هم هووا غيي هويت لهم رشدا

"اگر وہ غائبانہ میری عزت ضائع کریں، میں ان کی غائبانہ حفاظت کروں گا۔ اور اگر وہ میرے لیے گمراہی پسند کریں، میں ان کے لیے ہدایت پسند کروں گا۔"

وليسوا إلى نصرى سراعا وإن هم   دعوني إلى نصير أتيتهم شدّا

"وہ میری مدد میں جلدی نہیں کرتے اور اگر وہ مجھے مددگار کے طور پر بلائیں تو میں ان کے پاس دوڑتا جاؤں گا۔"

وإن زجروا طيرا بنحس تمر بي   زجرت لهم طيرا تمر بهم سعدا

"اگر وہ میرے لیے منحوس پرندہ اڑائیں، جو میرے پاس سے گزرے، میں ان کے لیے سعادت والا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرندہ اڑاؤں گا، جوان کے پاس سے گزرتا جائے۔"

ولا أحمل الحقد القديم عليهم　　　وليس كريم القوم من يحمل الحقدا

"میں ان کے لیے پرانا کینہ نہیں پالتا، وہ قوم کا معزز نہیں ہے جو کینہ پرور ہو۔"

مجھ سے پوچھا گیا: تم عبدالعزیز کا برے الفاظ میں ذکر کیوں نہیں کرتے؟

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ﴾

"کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟"

(الحجرات 12:49)

مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْۗءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ ﴾

"اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو علانیہ برا کہے مگر وہ جو مظلوم ہو اور اللہ (سب کچھ) سنتا اور جانتا ہے۔ اگر تم لوگ کھلم کھلا بھلائی کرو گے یا چھپا کر یا برائی سے درگزر کرو گے تو اللہ بھی معاف کرنے والا، صاحب قدرت ہے۔" (النسآء 4:148-149)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا حصہ

مقدمہ

اس حصے میں کئی امور ہیں، بعض خلیجی ہیں اور کچھ متحدہ عرب امارات سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن اس کا بڑا حصہ امارتِ شارجہ اور میری ذات سے تعلق رکھتا ہے۔

خلیج سے متعلق امور میں صدام حسین کے کویت پر قبضے اور اس سے آزادی کا ذکر کیا ہے۔ متحدہ عرب امارات سے متعلق امور اس کے دستور اور اتحاد کے متعلق ہیں، اس میں اتحاد کے محور اور بانیوں نائب صدر الشیخ راشد بن سعید آل مکتوم اور صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کے یکے بعد دیگرے وفات پا جانے کا تذکرہ بھی ہے۔

اس کا بڑا حصہ امارت شارجہ کی تعمیر وترقی، علم، سائنس اور ثقافت میں پیشرفت کے ذکر پر مشتمل ہے۔

اس میں میرے کردار بطور حاکم شارجہ اور ذاتی معاملات کا ذکر بھی آئے گا۔

یہ سب میں نے اس امید پر لکھا ہے کہ میرا یہ عمل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پاک کے لیے خالص ہو جائے اور یہ متحدہ عرب امارات کی تاریخ کا مطالعہ اور تحقیق کرنے والوں کے لیے نفع بخش ثابت ہو۔

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

شارجہ میں اہم سرگرمیاں

ناکام انقلاب کے ایک ہفتہ بعد شارجہ کے سب معاملات اپنے فطری معمول کے مطابق جاری ہو گئے۔ لندن سے جاری ہونے والے اخبار الشرق الاوسط کو میں نے 30 جون 1987ء کو ایک انٹرویو دیا جس میں شارجہ کی اقتصادی ترقی کے آیندہ اہداف پر گفتگو کی۔ میں نے بتایا کہ حکومت شارجہ نے اموکو کمپنی کے ساتھ 55 ملین ڈالر کی شراکت سے تیل کی مزید تلاش کا معاہدہ کیا ہے۔ نئے کنوؤں سے پانچ ہزار بیرل روزانہ تیل حاصل ہو گا جبکہ سمندری کنوؤں سے تیل کی پیداوار 6 ہزار بیرل روزانہ سے بڑھ کر 20 ہزار بیرل روزانہ ہو جائے گی۔

نابینا حضرات کے لیے ساتواں عرب کیمپ:

12 ستمبر 1987ء کو میں نے ساتویں عرب کیمپ فار بلائنڈز کا افتتاح کیا، جو مرکز ثقافت شارجہ میں منعقد کیا گیا۔ یہ کیمپ 19 ستمبر تک جاری رہا۔ افتتاحی تقریب میں معزز شیوخ، وزراء اور سفارتی اہلکاروں نے شرکت کی۔

26 ستمبر 1987ء کو میں نے خلیج عرب انٹرنیشنل یوتھ کمیٹی کے لیے مرکز ثقافت شارجہ میں دوسرے ڈراما مقابلے کا افتتاح کیا جو یکم اکتوبر تک جاری رہا۔

چھٹا کتاب میلہ:

4 نومبر 1987ء کی صبح میں نے چھٹے کتاب میلے کا افتتاح کیا جو پندرہ نومبر تک جاری رہا۔ اس نمائش میں بائیس ممالک کے تین سو ناشرین کتب نے چوالیس ہزار ٹائٹل پیش کیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد میں نے عرب اور دیگر ممالک کے اسٹالوں اور ''دور النشر المشارکہ'' کا دورہ کیا اور آخری مرحلے میں کتابوں کی طباعت کی تفصیل اور اس طرح کی نمائشوں میں شرکت کے متعلق تفصیلی گفتگو کی۔ دور النشر کے اصحاب نے مجھے نئی کتابوں کے تحائف دیے۔

پہلی سوشل کلچرل اسمبلی:

17 نومبر 1987ء کو میں نے پہلی سوشل کلچرل اسمبلی کا افتتاح کیا جو خلیج تعاون کونسل کے ممالک کے لیے منعقد کی گئی۔ مرکز ثقافت (کلچرل سینٹر) میں اس کا اہتمام ''جمعیت الاجتماعیین'' (سوشیالوجسٹوں کی سوسائٹی) نے کیا تھا، یہ بیس نومبر تک جاری رہی۔ اس اسمبلی میں جمعیت اجتماعیین بحرین، رابطہ اجتماعیین کویت اور جمعیت اجتماعیین متحدہ عرب امارات کے علاوہ مملکت عربیہ سعودیہ، حکومت قطر، سلطنت عمان، خلیج تعاون کونسل کے آفس اور خلیجی ممالک کے وزرائے محنت وسماجی امور کی کونسل کے دفتر (منامہ، بحرین) کے نمایندے شریک ہوئے۔

انتظامی وفنی ترقی کی کونسل

17 جنوری 1988ء کو میں نے قصر السیف (شارجہ) میں انتظامی وفنی ترقی کی کونسل کے پہلے اجتماع کی صدارت کی۔ اس کونسل کی بنیاد ستمبر 1985ء میں الشیخ سلطان بن خالد بن سلطان القاسمی کی صدارت میں پڑی تھی۔ اس کونسل کے قیام کا مقصد انتظامی تربیت کے جدید ترین اسالیب سے اعلیٰ قیادتوں کی تربیت اور خصوصی تربیتی پروگراموں کا اہتمام تھا، نیز دیگر ممالک میں رائج جدید ترین تربیتی پروگراموں پر عمل درآمد اور خصوصی تربیتی مرکز کا قیام، مقامی انتظامی ڈھانچے کی تشکیل نو اور اس کی کارکردگی میں حائل رکاوٹوں کا مطالعہ اور مستقبل میں فنی تربیت اس کے مقاصد میں شامل تھے۔

سٹوڈنٹس لیڈرشپ کے لیے معاشرتی تیاری کیمپ

20 جنوری 1988ء کو میں نے امام احمد بن حنبل سکول (شارقہ) میں اپنے طالبعلم فرزندوں سے ملاقات کی جو طلبہ قیادت کے لیے معاشرتی تیاری کیمپ میں شریک تھے۔ وزارت تربیت وتعلیم کے زیرِاہتمام یہ کیمپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

16 تا21 جنوری منعقد ہوا۔ میں نے طلبہ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہماری امتِ اسلامیہ نے علم وفن کے ذریعے سے ابتدائی معاشرے کو ترقی پذیر معاشرے میں بدل ڈالا تھا اور طلبہ کو چاہیے کہ وہی علوم ومعارف کی شمع ہاتھ میں لے کر اپنے ملک کو رفعت وترقی سے ہمکنار کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ پھر میں نے طالبعلم اور استاد کے دوطرفہ تعلق پر گفتگو کی اور انھیں بتایا کہ یہ صرف شاگرد اور استاد کا تعلق نہیں کہ استاد کسی ملازم کی طرح اجرت لیتا ہو بلکہ یہ ایک مربی اور اس کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کا تعلق ہے اور عزت واحترام اس کا حق ہے اور یہ کہ صحیح وصالح تربیت حصولِ علم کی بنیاد ہے۔

میں نے طلبہ پر زور دیا کہ وہ مضبوط کردار اپنائیں جو اوروں کے لیے قابلِ تقلید ہو اور حصولِ علم سے ملک کے لیے نفع بخش ثابت ہوں۔ ان کے لیے وسیع مواقع ہیں کہ وہ ملکی یونیورٹی یا بیرونی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر سکتے ہیں جبکہ یہ سہولت ان سے پہلی نسل کو حاصل نہیں تھی، لہٰذا ان سے جو توقعات وابستہ ہیں، ان کے اہل ثابت ہوں۔ وہ مردانِ مستقبل ہیں اور سرمایۂ فردا ہیں۔

فنی تعلیم کے حوالے سے میں نے کہا کہ طلبہ صرف کتابی علم حاصل کرتے ہیں اور ووکیشنل سکولوں کے الیکٹریکل شعبے سے طالبعلم حقیقی تجربات کے بغیر نکلتے ہیں۔ میں نے محکمہ بجلی (شارجہ) کو انڈسٹریل سکول سے منسلک کرنے کے منصوبے کا اعلان کیا تاکہ طالبعلم فارغ التحصیل ہو کر معاشرے میں وہ مقام حاصل کر سکیں جس سے ان کی عملی زندگی ملک وقوم کی خدمت سے عبارت ہو۔ میں نے طلبہ کو وصیت کی کہ ان کی عقل اور توجہ استاذ کی طرف مرکوز ہونی چاہیے اور وہ آج کا کام کل پر ہرگز نہ چھوڑیں۔

ہنگامی مشاہداتی دورے:

14 فروری 1988ء کو شارجہ اور اردگرد کے علاقے میں موسلا دھار بارشوں کا سلسلہ شروع ہوا، جو 17 فروری تک جاری رہا۔ اس کے بعد میں نے مختلف علاقوں کا جائزہ لیا تاکہ نقصانات کا جائزہ لیا جائے۔

18 فروری 1988ء کو میں نے شارجہ الذید روڈ پر بطحاء الرفیعہ کا دورہ کیا جہاں کثرت بارش سے خاصا نقصان ہوا تھا اور لوگوں کے نقصانات کے ازالے کا حکم دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

21 فروری 1988ء کو وادی شي، خورفکان میں الرفیصہ ڈیم کا معاینہ کیا، جس میں پانی کی سطح بہت بلند ہو گئی تھی اور 20 کروڑ گیلن پانی جمع ہو گیا تھا جس کی گہرائی 25 میٹر تھی۔ یہ ڈیم خورفکان شہر سے پانچ کلو میٹر دور ہے۔ اس کی لمبائی ڈیڑھ سو میٹر ہے۔ اس پر پچیس ملین درہم اخراجات اٹھے تھے۔ اس کی تعمیر دو سال میں مکمل ہوئی جس کا آغاز جون 1984ء میں ہوا تھا۔

29 فروری 1988ء کو میں نے شارجہ الذید روڈ پر غدیر المسند علاقے کا دورہ کیا، اس کے نشیبی علاقوں میں بلند علاقوں سے پانی آ کر جمع ہو گیا تھا۔

چھٹی فٹ بال چیمپئن شپ:

25 مارچ 1988ء کی شب میں نے چھٹی انٹرنیشنل فٹ بال چیمپئن شپ کا افتتاح کیا۔ اس کی میزبانی شارجہ سپورٹس کلب نے اپنی گراؤنڈ میں کی تھی۔ یہ 15 اپریل 1988ء تک جاری رہی۔ میزبان ٹیم (شارجہ) کے علاوہ اس چیمپئن شپ میں چار ٹیموں الاتفاق (سعودی عرب)، الرفاع الغربي (بحرین)، کاظمہ (کویت) اور فنجا (عمان) نے شرکت کی۔

اقتصادی حالات

حکومت شارجہ دو متوازی منصوبوں پر کام کر رہی تھی:

① 1986-87ء کے دو برسوں میں عوامی منصوبوں کے بروئے کار آنے سے جن لوگوں کے گھر متاثر ہوئے تھے، انھیں 6 کروڑ درہم معاوضہ ادا کیا گیا جبکہ 1988ء کے وسط میں 200 اشخاص کو 2 کروڑ 10 لاکھ درہم بطور معاوضہ دیے گئے۔ گریجوایٹ نوجوانوں اور افسران کے لیے تعمیراتی امداد کی مد میں 2 کروڑ 20 لاکھ درہم وقف کیے گئے۔

② دسمبر 1982ء میں جنرل پٹرولیم کمپنی (امارات) اور اموکو آئل کمپنی (شارجہ) میں سرمایہ کاری کے معاہدے پر دستخط ہوئے تھے۔ اس کی رو سے شمالی امارات میں پاور سٹیشنوں اور آبی ذخائر کو قدرتی گیس کی فراہمی کا آغاز نومبر 1983ء میں ہو گیا تھا، پھر طرفین میں اختلافات رونما ہوئے کیونکہ پٹرولیم کمپنی نے گیس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خریداری پر مالی ادائیگیاں روک لی تھیں۔ آخر کار معاہدہ ختم ہو گیا اور حکومت شارجہ کو ایک ارب 20 کروڑ درہم اور اموکو کمپنی کو 30 کروڑ درہم ملے۔ 1978ء کے معاہدے کی رو سے اموکو کمپنی (شارجہ) کو امارات میں تیل کی تلاش کا لائسنس دیا گیا تھا۔ اب 31 جنوری 1988ء کو نیا معاہدہ طے پایا اور حکومت شارجہ نے اموکو کے 60 فیصد حصص خرید لیے جن کی مالیت 83.2 ملین امریکی ڈالر تھی۔

ساتواں شارجہ کتاب میلہ:

پچھلی نمائش کتب کی نسبت اس مرتبہ 25% فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا۔ میں نے 2 نومبر 1988ء کو ایکسپو (شارجہ) میں اس کتاب میلے کا افتتاح کیا، یہ میلہ 13 نومبر تک جاری رہا۔ اس میں پچیس ممالک کے چار سو کے قریب اشاعتی اداروں نے پینسٹھ ہزار ٹائٹل پیش کیے۔ یہ کتب عربی، انگریزی، فرنچ اور دیگر زبانوں میں مختلف علوم ومعارف، اسلامی ادب، فن تعمیر، صحت، تاریخ، صرف ونحو، مینجمنٹ بحری اور ہوائی جہازوں کے علوم اور کمپیوٹر مضامین پر مشتمل تھیں۔

اس نمائش کے متعلق شارجہ کے محکمہ پولیس کے جریدے الشرطی کو انٹرویو دیتے ہوئے میں نے کہا: ''جب پیٹ بھوکے ہوں تو وہ لاشیں کھا جاتے ہیں۔ اسی طرح جب عقلیں بھوکی ہوں تو وہ بدبودار افکار کھا جاتی ہیں۔ اس منطق کی رو سے ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنی عقلوں میں جہالت کو جگہ پکڑنے کا موقع نہ دیں بلکہ انھیں خوبصورت چیزوں سے پر کریں اور ہر خبیث شے کو ان سے دور رکھیں۔

تاریخ اور ورثہ کو حقیقی انداز میں سمجھنے کے متعلق ایک سوال کے جواب میں میں نے کہا: ہم خلیج والوں کی چند خصوصیات ہیں:

ایک خصوصیت ہمارا خلیجی ہونا ہے، اس لیے خلیج کے ورثہ اور عادات ورسوم کو ہمیں ملحوظ رکھنا ہوگا۔

دوسری خصوصیت یہ کہ ہم عرب ہیں۔ ہمیں اپنی زبان، ورثہ اور عربی اصلیت کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔

تیسری خصوصیت ہمارا مسلمان ہونا ہے۔ اس حالت میں ہمیں اپنی اسلامی اقدار، عقیدے اور دینی اصولوں پر کاربند رہنا ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شارجہ کا منظر نامہ ان تینوں خصوصیات کا حامل ہے۔ ہم خلیج، عرب اور اسلام کی اقدار کو تھامے ہوئے ہیں۔ ہم کوئی نئی چیز شامل نہیں کرنا چاہتے۔ سب سے بڑھ کے ہمارا عربی زبان کے ساتھ تعلق ہے، جو بڑی پیاری ہے اور قرآن کریم کی زبان ہے۔

شارجہ میں ٹیلی ویژن کے اجراء کے حوالے سے میں نے کہا:

''ٹیلی وژن تعمیر اور تخریب کا ایک آلہ ہے۔ جس نے اس کا اچھا استعمال کیا، اسے نفع دے گا اور جس نے اس کا برا استعمال کیا، اسے نقصان دے گا۔ اس کا ایک نقصان یہ ہے کہ یہ بلا اجازت گھروں میں بہت کچھ داخل کر دے گا، لیکن اس بارے میں ہمیں سوچنا ہوگا کہ کس طرح یہ نفع بخش ثابت ہوسکتا ہے تاکہ یہ ایک اچھا استاد، راہنما اور سب کا ناقد ہو اور معاشرے پر تنقید و تحقیق کا فریضہ انجام دے۔''

کتاب میلے کے ساتھ ایک سیمینار بھی تھا، چنانچہ 9 جنوری 1989ء کو میں نے ایک علمی سیمینار برائے احیاء ورثہ ابن ماجد کا افتتاح کیا جس کے متعدد اجلاس اسی شام کو مرکز ثقافت (شارجہ) میں ہوئے۔ [1]

شارجہ سے متحدہ عرب امارات ٹیلی وژن کا افتتاح:

11 فروری 1989ء کو میں نے شارجہ ٹیلی وژن کا افتتاح کر دیا۔ اس موقع پر شیوخ، محکموں کے افسران، سربراہان، ذرائع ابلاغ کے نمائندے اور عرب و دیگر ممالک کے سفارت کار موجود تھے۔

ٹیلی وژن کے مختلف شعبے دیکھتے ہوئے میں نے تاکید کی کہ ٹیلی وژن کے قیام کا ایک اعلیٰ اور بلند مقصد ہے اور وہ ہے ایک صالح معاشرے کا قیام، جو اسلام کی بنیادوں پر قائم ہو جس میں علم، ثقافت اور تہذیب کی نمائندگی ہو۔ ٹیلی وژن پر پہلے انٹرویو میں ٹی وی کے کارکنان کو مخاطب کر کے میں نے کہا:

''ہم نے یہ ذریعہ ابلاغ کا اہم ہتھیار پیش کر دیا ہے۔ میں آپ کو دعوتِ عمل دیتا ہوں کہ یہ گھروں

[1] ابن ماجد کے ورثے سے مراد احمد ابن ماجد نجدی (مشہور مسلم جہاز ران) کی جہاز رانی کا ورثہ ہے جس کی رہنمائی میں پرتگالی جہاز ران واسکوڈے گاما 1498ء میں مشرقی افریقہ سے بحرِ ہند پار کر کے ہندوستان کے ساحلِ مالابار پر کالی کٹ پہنچا تھا۔ احمد ابن ماجد نے بحرِ ہند، بحیرۂ عرب، خلیج فارس اور بحیرۂ احمر میں جہاز رانی کے متعلق کتاب بھی لکھی۔ اس عظیم جہاز ران کا تعلق عُمان سے تھا۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں تمام تر احترام و احتشام سے داخل ہو اور آپ لوگ دینِ اسلام اور اقدار و روایات سے وابستگی کی قومی آرزو پر پورا اُتریں۔ کام کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ ٹی وی سکرین سے اچھی چیزیں پیش کریں اور ہر بری چیز اس سے دور رکھیں جبکہ اچھی چیزیں بے شمار ہیں۔"

میں نے بعض اصول وضوابط وضع کرنے کی ضرورت پر زور دیا تاکہ ٹی وی سے کوئی مشکوک اور قابلِ اعتراض بات نشر نہ ہو۔

پانچواں چائلڈ کلچرل میلہ:

شارجہ ٹیلی وژن کے افتتاح والے دن بعداز دوپہر پروگرام "بچوں کا میلہ" پیش کیا گیا۔ میدان اتحاد شارجہ سے ساڑھے تین بجے "بچوں کا میلہ" کے عنوان سے براہ راست پروگرام پیش کیا گیا۔ اس دن یادگاری تختی سے نقاب نہ ہٹایا گیا بلکہ اس کی نقاب کشائی یکم دسمبر 1989ء کو ملک کے قومی دن کے موقع پر کی گئی۔

اس دن کے اخبار الاتحاد نے میرا یہ بیان شائع کیا جس میں، میں نے کہا:

"ماں کی تربیت کو اہمیت دینا بچوں کی صحت وسلامتی والی پرورش کے لیے ضروری ہے، کیونکہ خاندانی نظام میں ماں ہی سب سے بنیادی اور اہم ستون ہے۔ میں ذرائع ابلاغ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے پیش کردہ مواد میں بچوں کی تعلیم وتربیت اور ان کی جسمانی، عقلی اور جذباتی ضروریات کا خیال رکھیں۔"

الشیخ زاید کا دورہ شارجہ:

4 جولائی 1989ء کو صدر متحدہ عرب امارات جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان شارجہ تشریف لائے۔ ان کا میں نے شارجہ شہر میں استقبال کیا اور ان کے اعزاز میں دوپہر کا کھانا پیش کیا، جس میں متحدہ عرب امارات کے حکمران شریک ہوئے۔ شارجہ کے دورے کے بعد وہ دیگر امارات کے سفر پر چلے گئے۔ صدر صاحب کا یہ مستقل طریقہ تھا۔ وہ اس طرح کے دوروں میں ہم وطنوں کے ساتھ بلا واسطہ ملاقاتیں کیا کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1410ھ کی چند دیگر سرگرمیاں

عمرہ کی ادائیگی:

16 ربیع الاول1410ھ بمطابق 15 اکتوبر 1989ء کو میں ادائیگی عمرہ کے لیے روانہ ہوا۔ ہم اسی روز حرم مکی شریف پہنچ گئے اور مناسک عمرہ ادا کیے، پھر ہم مدینہ منورہ پہنچے اور رسول اکرم ﷺ کے روضہ کی زیارت کی۔ مسجد نبوی میں ہم نے عصر کی نماز پڑھی۔ وہاں الشیخ محمد متولی الشعراوی بھی موجود تھے۔ مسجد نبوی سے ملحق ایک حجرے میں میرے اور ان کے مابین طویل گفتگو ہوئی۔

اس کے بعد ہم جدہ گئے، جہاں خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود نے قصر السلام میں ہمارا استقبال کیا۔ انھوں نے آنے والے کئی شہریوں کے ساتھ بھی ملاقات کی جو انھیں سلام کرنے آئے تھے۔ اس ملاقات میں گورنر اور شہزادے بھی شریک تھے۔ سب نے خادم حرمین شریفین کے دستر خوان پر رات کا کھانا کھایا۔ آدھی رات کے وقت ہم شارجہ کی طرف لوٹ آئے۔

سلطان قابوس کا دورۂ شارجہ

میں نے 10 جنوری 1989ء کو صحار کے بہجۃ الانظار زرعی فارم پر سلطان قابوس بن سعید سے ملاقات کی تھی۔ اب 19 اکتوبر 1989ء کو سلطان قابوس بن سعید کی ''السلطانی آل سعید'' نامی شاہی کشتی (Yacht) شارجہ کی خالد بندرگاہ پر لنگر انداز ہوئی۔ میں نے سلطان قابوس بن سعید کا استقبال کیا کہ وہ خصوصی برادرانہ محبت کے ساتھ ہمارے ہاں متحدہ عرب امارات تشریف لائے تھے۔ میں اپنے ملک کے اس مہمان کو ساتھ لے کر شارجہ شہر پہنچا۔ باہمی محبت کی گفتگو کے بعد جناب سلطان نے شارجہ کے شیوخ اور اعیانِ حکومت کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

پھر ہم نے بحیرہ خالد کے کنارے الجزیرہ سیرگاہ کا دورہ کیا۔ وہاں عوامی رقص پیش کیے گئے اور تیراکی کا ایک مقابلہ ہوا۔ شارجہ ٹیلی وژن یہ کھیل اور پروگرام براہ راست دکھا رہا تھا۔ شام کو میں نے خالد بندرگاہ پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلطان قابوس بن سعید سے ان کی کشتی میں ملاقات کی۔ اس کے بعد شاہی کشتی بندرگاہ صقر (راس الخیمہ) کی طرف روانہ ہوگئی۔

راشد ایوارڈ برائے علمی امتیاز

جناب الشیخ مکتوم بن راشد آل مکتوم نائب وزیر اعظم اور دبئی کے ولی عہد 22 نومبر 1989ء کی شام ایک خصوصی تقریب کی صدارت کے لیے شارجہ تشریف لائے۔ یہ تقریب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والوں، یعنی ڈاکٹریٹ اور ایم اے کی ڈگریاں حاصل کرنے والے اس ملک کے حضرات و خواتین کے اعزاز میں منعقد کی گئی۔ علمی امتیاز کا راشد ایوارڈ بھی اس میں دیا جانا تھا۔

اس تقریب کا آغاز امارات کے قومی ترانے سے ہوا۔ جب تقریب شروع ہوئی تو میں نے جناب الشیخ مکتوم بن راشد آل مکتوم کے دست مبارک سے اعزازی سند اور راشد ایوارڈ برائے علمی امتیاز وصول کیا۔

کویتی یادگاری تختی

میں نے 25 فروری 1990ء کو کویتی یادگاری تختی کی نقاب کشائی کی۔ یہ تختی شارجہ کے الکویت چوک میں نصب کی گئی۔ یہ تقریب برادر ملک کویت کے قومی دن کے موقع پر منعقد ہوئی، جس میں مقامی لوگوں کے علاوہ کویت کے ایک بڑے وفد نے کویتی وزیر داخلہ جناب الشیخ سالم الصباح کی سربراہی میں شرکت کی۔

میں نے جناب الشیخ سالم کی ہمراہی میں دو سڑکوں کا افتتاح کیا اور دو سکولوں کی تقریبات میں شرکت کی۔ یہ ان جذبات اور احساسات کے آئینہ دار پروگرام تھے، جو دونوں برادر ملکوں کے عوام اور حکمرانوں کے مابین محبت اور الفت کی بنیاد ہیں، بالخصوص 1953ء سے 1972ء تک کے عرصے میں کویت نے شارجہ کی جس طرح ہر شعبے میں مدد و راہنمائی کی، وہ ہمیشہ انمٹ اور ناقابل فراموش رہے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

جنگ کویت

بغداد میں عرب سربراہ کانفرنس کا غیر رسمی اجلاس 28 سے 30 مئی 1990ء تک منعقد ہوا۔ اس کانفرنس کا جو مشترکہ بیان جاری ہوا، وہ فلسطین کے مسئلے، اس کے عوام کے حقوق اور عربوں کے اعلیٰ مفادات کے متعلق تھا۔

چند ماہ ہی گزرے تھے کہ یہ بیان بے فائدہ ہو کر رہ گیا، حالانکہ کانفرنس نے عرب لیگ کے قومی کردار اور اس تنظیم کو مزید فعال بنانے کی ضرورت پر زور دیا تھا تاکہ اس کے منصوبوں پر عمل درآمد ہو سکے اور عرب اور عالمی تنظیموں کے ساتھ اس کے تعلقات مضبوط ہوں۔

کویت پر عراقی حملہ:

2 اگست 1990ء کو عراق نے کویت پر اپنی فوج چڑھا دی۔ اس حملے کو دو دن ہی گزرے تھے کہ عراقی لشکر نے پورے کویت پر قبضہ کر لیا، پھر صدرِ عراق صدام حسین نے ایک مزاحیہ ڈرامہ نومولود کویتی حکومت کی شکل میں پیش کیا۔ کرنل علاء حسین کی سربراہی میں ''جمہوریہ کویت'' کے نام سے حکومت بنائی جو صرف چار دن تک چل سکی۔ 9 اگست کو عراقی حکومت نے پورے کویت کو عراق میں ضم کرنے کا اعلان کر دیا اور اسے عراق کے انیسویں صوبے کا نام دے دیا۔

صدام حسین نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ کویتی سفارتخانے ختم کر دیے۔ سڑکوں کے نام بدلے، ادارے اور کمپنیاں برباد کر دیں۔ بے گناہ لوگوں، کویت کے لڑکوں اور لڑکیوں کو سزائیں دیں اور انھیں قتل کیا گیا۔ کویت کے لوگ منہ اٹھائے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ادھر ادھر بھاگ کھڑے ہوئے۔ وہ اس حملے کے بعد پناہ کی تلاش میں نکل پڑے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدام حسین کے مغالطے

عراق ایران جنگ (88-1979ء) کے دوران کویت اور مملکت عربیہ سعودیہ نے عراق کی مالی مدد کی تھی۔ صرف کویت کی مدد چودہ ارب ڈالر کے قریب تھی۔ عراق نے کویت سے اس قرضے کی معافی کا مطالبہ کیا جو کویت نے منظور نہ کیا۔

دوسری جانب عراق عالمی بینکوں کے قرضوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ یہ قرضے پچاس ارب ڈالر کے قریب تھے۔ جب عراق قرضے ادا کرنے سے عاجز آ گیا تو اس نے کویت اور متحدہ عرب امارات پر الزام لگایا کہ انھوں نے اپنی تیل کی پیداوار بڑھا دی ہے، اس وجہ سے تیل کی فی بیرل قیمت گر گئی ہے، حالانکہ تیل کی پیداوار اور برآمد والے ممالک کی تنظیم اوپیک نے وضاحت کر دی تھی کہ دس ممالک نے اپنی برآمدات بڑھا دی ہیں جن میں ایک عراق بھی ہے جبکہ کویت اور متحدہ عرب امارات ہر دو نے اپنی پیداوار کم رکھی ہے اور اوپیک کی طرف سے مقرر کردہ اپنے حصے کی پوری پابندی کی ہے۔

صدام حسین نے ایک جھوٹا دعویٰ یہ بھی کیا کہ کویت الرمیلہ آئل فیلڈ میں تیل کے لیے کھدائی کر رہا ہے۔ یہ فیلڈ عراق اور کویت کے مابین مشترکہ علاقے میں تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ عراق کھدائی کرنے والوں کو اس زمین سے بھگا دیتا، لیکن اس کے بجائے اس نے کویت پر قبضہ کر لیا۔

فرزندان امارات جہاد اور دفاع کویت کا جھنڈا اٹھاتے ہیں:

رضا کاروں کی بھرتی کا اعلان امارات کے جوانوں کے لیے ابر بن کر برسا۔ وہ بطور رضا کار بھرتی کے لیے نکلے۔ ان کی مسلح ٹریننگ ہوئی، جس کی تکمیل 2 اکتوبر 1990ء کو ہوئی۔

صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان جو کہ مسلح افواج کے کمانڈر ان چیف بھی تھے اور ان کے ساتھی امارات کے حکمران، اتحاد کی مجلس اعلیٰ کے ارکان زاید عسکری چھاؤنی کی اس بڑی تقریب میں شریک ہوئے۔ اس میں امارات کے رضا کاروں کی پہلی کھیپ تیار ہوئی جو بیس بٹالین پر مشتمل تھی۔

انھوں نے بھرتی کے اعلان پر لبیک کہتے ہوئے سات ہفتوں کی سخت ٹریننگ مکمل کی تھی۔ نظریاتی اور عملی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تربیت کے دوران میں انھیں ہر قسم کے اسلحے اور خصوصی فوجی کارروائیوں کی تربیت دی گئی تھی۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے صدر صاحب نے خوشی کا اظہار کیا اور ارا کین مجلس، امارات کے حکمرانوں کو مبارک دی۔ انھوں نے کہا کہ خلیجی خطہ جن خطرناک اور مشکل حالات سے دوچار ہوا ہے، اس کی طویل تاریخ میں پہلے کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔ یہ ہمارے لیے انتباہ ہے کہ ہم ہر نوع کے امکانات کا سامنا کرنے کے لیے جاگتے رہیں۔ ہماری تمنا ہے کہ یہ سانحہ گرمائی بادل ثابت ہو جو چھٹ جاتا ہے۔ اللہ کی مدد سے ہمارے ملک میں کوئی گھناؤنا واقعہ پیش نہیں آیا اور ہم اس وطن میں خیر و عافیت اور مستحکم حکومت کے ساتھ خوش رہیں گے۔ صدرِ محترم نے مسلح افواج کا بھی شکریہ ادا کیا جنھوں نے رضا کاروں کو تربیت دی تھی۔ ان میں سے بعض کی عمریں بارہ سال سے سولہ سال کے درمیان تھیں۔ الشیخ زاید نے تقریر کے آخر میں کہا:

”عزت کی زندگی جیسی کوئی زندگی نہیں اور وطن کے بغیر عزت کی زندگی کا کوئی وجود نہیں اور میں امارات کے نوجوانوں کے لیے عزت کی زندگی کا متمنی ہوں۔ ہم اور ہمارے فرزند خیر و اطمینان کی زندگی سے بہرہ ور ہیں اور یہ ملک اللہ کی مدد سے سعادت و استحکام کی علامت رہے گا اور اللہ کی راہ میں یہی ہماری آرزو ہے۔“

صدام حسین کی قابض افواج نے ہزاروں کویتیوں سے ان کے مال و متاع، پاسپورٹ، ڈرائیونگ لائسنس اور تمام دستاویزات چھین کر انھیں ملک سے باہر نکالنا شروع کر دیا۔ انھوں نے مقبوضہ شہر میں زندگی کو ناقابلِ برداشت جہنم بنا دیا تھا اور ہر طرف خوف و دہشت اور موت کے سائے پھیلا دیے تھے۔

اہل کویت شارجہ میں:

4 نومبر 1990ء کو میں نے السیف محل میں ”ہم سب کویت کے لیے ہیں“ نامی شامِ یکجہتی کے مہمانوں سے ملاقات کی۔ یہ ایک ڈرامہ تھا، جو شارجہ کلچرل سنٹر کے تھیٹر سے پیش کیا گیا۔ اس کا انتظام شارجہ قومی تھیٹر نے کویتی بھائیوں سے اظہارِ یکجہتی کے لیے قطر کے فنکاروں کی ٹیم کے ساتھ مل کر کیا تھا۔

میں نے کویتی اور قطری فنکاروں کے ساتھ ملاقات میں پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ شام محکمہ اطلاعات و

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ثقافت، شارجہ کی طرف سے منعقد ہوگی۔ اس میں فنکاروں کو اپنے ڈرامائی کردار سے اس مسئلے کی اہمیت خوب اجاگر کرنی چاہیے اور کویتی بھائیوں کی مشکلات اور ان کے ملک پر گزرنے والی مصیبت کی پوری پوری عکاسی کرنی چاہیے۔

میں نے اماراتی اور قطری فنکاروں کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ اپنے کویتی بھائیوں کے لیے جو شام منا رہے ہیں، اس سے اس خطے کے باشندوں کی خوشیوں اور تکالیف میں ایک دوسرے کے ساتھ وحدت و محبت اور بھائی چارے کا ثبوت پیش کریں گے۔

میں نے اس بات کی طرف فنکاروں کی توجہ بھی مبذول کرائی کہ ایسے مشترک پروگرام مسلسل ہونے چاہئیں۔ اس کے لیے ہمارے تمام ذرائع ابلاغ کی خدمات میسر ہوں گی۔

کویتی اعلیٰ شخصیات کی عزت افزائی

22 نومبر 1990ء کی صبح میں نے السیف محل میں جناب الشیخ سالم الصباح السالم وزیر داخلہ کویت اور جناب جاسم موسیٰ وزیر منصوبہ بندی کویت کا استقبال کیا۔ وہ دونوں مختلف ممالک کے دورے کے سلسلے میں یہاں آئے تھے۔ اس ملاقات میں برادر ملک کویت پر عراقی حملے، کویت کی آزادی اور اس کی قانونی حکومت کی بحالی کے طریقوں اور اس سلسلے میں عالمی اور عرب ممالک کی کوششوں پر غور وخوض کیا گیا۔

28 نومبر 1990ء کو میں نے کویت کے وزیر تعلیم و تربیت جناب ڈاکٹر عبداللہ الغنیم کا السیف محل میں استقبال کیا، جو مختلف ممالک کے دورے پر نکلے تھے۔

4 دسمبر 1990ء کو میں نے السیف محل میں کویت کے ساتھ یکجہتی کے لیے عالمی اسلامی طلبہ کانفرنس کے ارکین سے ملاقات کی۔ یہ کانفرنس شارجہ کی میزبانی میں 25 تا 28 نومبر جاری رہی۔ اس کا موضوع ''مسئلہ کویت کے لیے اصل اسلامی نقطہ نظر سے رجوع'' تھا۔ طلبہ کے وفد نے کانفرنس کے لیے میری سرپرستی اور جملہ سہولیات مہیا کرنے پر حکومت شارجہ کا شکریہ ادا کیا۔

مجھے خوشی ہوئی کہ کویتی طلبہ کی متحدہ تنظیم نے ہماری کاوشوں کو سراہا۔ میں نے ان سے کہا کہ اس مسئلہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح حل تک ہم ہر طرح کویت کے ساتھ اپنا تعاون جاری رکھیں گے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ طلبہ کی اس کانفرنس کی مختلف نشستوں میں شرکت کرنے والے افراد کی تعداد سترہ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

25 دسمبر 1990ء کی شام میں نے سابق کویتی وزیر جناب حمود یوسف النصف کی سربراہی میں آنے والے وفد کا استقبال کیا۔ اس وفد کے اعزاز میں ہم نے کھانا پیش کیا، اس موقع پر میں نے اپنے وطن کے باوقار موقف پر زور دیا جو اس نے کویتی عوام کی خاطر اختیار کیا تھا، عراقی حملے کی مذمت کی تھی اور برادر ملک کویت کی آزادی لوٹانے کا مطالبہ کیا تھا۔ میں نے کہا: ماضی میں کویت امارات کے طلبہ کے لیے جو خدمات پیش کرتا رہا ہے، وہ ناقابل فراموش ہیں۔ رہا ہمارا تعاون تو یہ محض بھائی چارے کا حق ہے اور ضرورت پڑنے پر بھائیوں کی مدد ہے۔

26 دسمبر 1990ء کو میں نے السیف محل میں متحدہ عرب امارات میں کویتی سفیر محمد سعود زین اللمیع کا استقبال کیا۔ انھوں نے مجھے امیر کویت جناب الشیخ جابر الاحمد الجابر الصباح کی طرف سے ایک یادگاری میڈل پیش کیا۔ یہ اسلامی کانفرنس تنظیم کے قیام پر بیس برس مکمل ہونے کی مناسبت سے تھا، جس کی صدارت اس سال کویت کر رہا تھا۔ میں نے اس دن کویتی سفیر سے کہا: کویت نے مجھے اور میرے ملک کے بچوں کو تعلیم اور صحت دی ہے، جو اس نے کسی اور کو نہیں دی۔

کویت کی آزادی:

26 فروری 1991ء کو کویت پر عراق کا قبضہ ختم ہو گیا۔ یہ متحدہ فورسز کے حملے کے نتیجے میں ہوا، جس میں عراق کے خلاف امریکہ کے زیر قیادت چونتیس ممالک شامل تھے۔ اس اتحاد کے فوجیوں کی مجموعی تعداد دس لاکھ کے قریب تھی۔ [1]

[1] آزادئ کویت کے لیے خلیجی جنگ کی متحدہ کمان میں امریکہ، برطانیہ، سعودی عرب، مصر، مراکش، متحدہ عرب امارات، اردن، بحرین، قطر اور دیگر ممالک نے شرکت کی۔ عراق پر امریکی و برطانوی بمباروں اور میزائلوں کا حملہ 16 جنوری 1990ء سے شروع ہوا۔ 23 فروری کو زمینی حملے کا آغاز ہوا اور چار دنوں میں عراقی افواج کو کویت سے نکال باہر کیا گیا۔ 10 لاکھ عراقی فوج میں سے پونے دو لاکھ قیدی بنا لیے گئے جبکہ عراقی ہلاک شدگان اور زخمیوں کی تعداد 85 ہزار تھی۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزادیٔ کویت کے لیے اتحادی فورسز میں شرکت کے سلسلے میں متحدہ عرب امارات پیش پیش رہا تھا۔ متحدہ عرب امارات کی افواج کے دو افراد نے شہادت پائی۔ اللہ ان پر رحمت فرمائے اور ہمارے ملک کو ہر تکلیف سے محفوظ فرمائے۔

الودیعہ:

کویت کے قومی دن 25 فروری 1989ء کے سلسلے میں اس وقت کے شارجہ ٹیلی وژن کے ڈائریکٹر احمد سالم نے کویت کی تاریخ اور ورثے پر مشتمل ایک پروگرام پیش کیا تھا۔ یہ چار گھنٹے کا پروگرام تھا۔ کویت ٹیلی وژن نے اس کے لیے چار گھنٹوں کی ویڈیو کیسٹیں ارسال کی تھیں۔

11 فروری 1990ء کو کویت ٹیلی وژن نے دو گھنٹے کی نئی کیسٹیں بھیجیں جن میں کویت کی فکری اور ثقافتی ترقی پیش کی گئی تھی۔ شارجہ ٹیلی وژن نے 25 فروری 1990ء کو کویت کے قومی دن کے موقع پر دو گھنٹے کی یہ ریکارڈنگ پیش کی۔

کویت کی آزادی کے بعد شارجہ ٹیلی وژن نے الودیعہ یعنی ''امانت'' کے نام سے یہی پروگرام چھ گھنٹے میں پیش کیا، جو کویت کی تاریخ و ورثہ پر مشتمل تھا۔ یہ پروگرام کویت ٹیلی وژن نے شارجہ ٹیلی وژن کو جنگ سے پہلے بھیجا تھا۔ بعد میں صدام حسین نے کویت سے منسوب ہر چیز کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

میرا دورۂ چین

1991ء کے آغاز میں مجھے حکومت کی طرف سے عوامی جمہوریہ چین کے سرکاری دورے کی دعوت دی گئی اور طے ہوا کہ یہ دورہ 20 مئی 1991ء کو ہوگا۔

17 دسمبر 1989ء کو چینی صدر ینگ شنگ کن جب شارجہ ایئر پورٹ سے گزرے تھے تو میں نے السیف محل میں ان کے اعزاز میں رات کا کھانا دیا تھا جس میں جناب صدر اور ان کے ہمراہ وفد نے شرکت کی تھی۔ اس موقع پر انھوں نے مجھے چین کا دورہ کرنے کی تاکید کی تھی۔

14 مئی 1991ء کو متحدہ عرب امارات میں چینی سفیر ہوانگ تشن مجھ سے ملنے آئے، ملاقات کے بعد انھوں نے امارات کے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ چین کی قیادت، حکومت اور قوم جناب ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی کے دورۂ چین کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس کے شدت سے منتظر ہیں۔

چینی سفیر نے یہ بھی بتایا کہ میرا یہ دورہ گزشتہ سال کے اُس کامیاب دورے کے بعد ہو رہا ہے، جو دورہ جناب صدر الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کر چکے ہیں۔ سفیر نے اس امید کا اظہار کیا کہ میرے دورے سے دونوں ممالک کے مابین تعلقات مضبوط ہوں گے۔

آخر کار 20 مئی 1991ء کی صبح ہم شارجہ ایئر پورٹ سے بیجنگ کی طرف روانہ ہوئے۔ میرے ہمراہ وفد میں درج ذیل افراد بھی شریک تھے:

- الشیخ فیصل بن خالد بن سلطان القاسمی، صدر دفتر حاکم شارجہ
- الشیخ سلطان بن محمد بن سلطان القاسمی، نائب صدر دفتر حاکم شارجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- الشیخ محمد بن خالد بن محمد القاسمی، ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ اطلاعات وثقافت
- الشیخ محمد بن سعود بن سلطان القاسمی، نائب صدر محکمہ تیل ومعدنیات
- جناب عبدالرحمٰن علی الجروان، مشیر ایوان امیر شارجہ
- جناب عبداللہ جمعہ السری، نائب صدر اقتصادی کمیٹی شارجہ
- جناب سعید عبید الجروان، صدر ایوان صنعت وتجارت شارجہ
- جناب عبدالرحمٰن حسن، صدر صحافتی امور ایوان امیر شارجہ
- جناب سلطان احمد سویدی، انچارج پروٹوکول ومہمان داری
- اور کرنل علی عبداللہ الحیان، ملٹری سیکرٹری

بیجنگ: دنیا کے سب سے بڑے ملک کا دارالحکومت

20 مئی 1991ء کی شام ہم بیجنگ ایئرپورٹ پر اُترے۔ ایئرپورٹ پر ہمارے استقبال کے لیے نائب وزیر خارجہ ینگ فوشنگ اور متعدد اعلیٰ حکام موجود تھے۔ امارات کے چین میں سفیر اسماعیل عبید یوسف اور عوامی جمہوریہ چین میں خلیجی ممالک کے سفراء بھی حاضر تھے۔

استقبال کے لیے آنے والوں سے مصافحے کے بعد ہم قصرِ ضیافت پہنچے جہاں ہمیں اپنے دورے کے دوران ٹھہرنا تھا۔

بیجنگ پہنچتے ہی اخباری نمایندوں سے گفتگو کرتے ہوئے میں نے کہا: ہمیں چین پہنچ کر بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ عربوں کے ہاں چین کا ایک تاریخی مقام اور تہذیبی مرتبہ ہے۔ میں نے عربوں کے منصفانہ فیصلوں کی تائید میں چین کے اہم کردار کو سراہا۔

میں نے زور دے کر کہا کہ اس دورے سے ہمارے اچھے تعلقات مزید مضبوط ہوں گے اور امید ہے کہ یہ دورہ ترقی وتعاون کے مختلف شعبوں میں راہنما اور مددگار ہوگا۔

21 مئی 1991ء کی صبح میں نے چینی وزیر خارجہ اور مشیر حکومت تشیان تشی تشن سے ملاقات کی۔ اس ملاقات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دوران چین اور امارات کے ما بین دوستی کی مضبوطی اور تعاون کے طریقے زیر غور آئے۔ چینی وزیر نے حکومت امارات اور چین کے درمیان مشترکہ تعاون کی اہمیت اور اس کی بہتری پر زور دیا۔ اس ملاقات میں امارات کے سفیر اسماعیل عبید الیوسف، چینی وزیر تجارت جناب ہوینگ اور چائنہ ائیر لائنز کے سربراہ جناب جینگ بھی شریک ہوئے۔ اس روز شام کو چینی وزیر خارجہ نے میرے اعزاز میں کونلان ہوٹل میں عشائیہ دیا، جس میں ہمارا وفد اور چین میں امارات کے سفیر بھی شامل ہوئے۔

22 مئی 1991ء کی صبح ہم نے اخبارات کا مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ گزشتہ رات جنوبی بھارت میں سابق بھارتی وزیراعظم راجیو گاندھی ایک بم دھماکے میں مارے گئے۔ فوراً ہی میں نے صدر جمہوریہ بھارت راما سوامی وینکٹ رامن کو تار بھیجا جس میں راجیو گاندھی کی موت پر اظہار افسوس کیا۔

راجیو گاندھی کانگریس کے صدر اور آئندہ انتخابات میں پارٹی کے امید وار تھے۔ انھوں نے متحدہ عرب امارات کا دورہ بھی کیا تھا۔ میں نے فروری 1991ء میں شارجہ کے السیف محل میں راجیو گاندھی کا استقبال کیا تھا۔ ہماری گفتگو بھارت میں مسلمانوں کے احوال کے متعلق ہوئی۔ وہ اس وقت ہندوستان کے وزیراعظم تھے۔ ان کی والدہ اندرا گاندھی کے توسط سے بھی میری ان کے ساتھ دوستی تھی۔ ان دونوں کی مہربانی سے میں نے بھارتی مسلمانوں کے کئی مسائل حل کرائے اور انھوں نے مجھے اجازت دے رکھی تھی کہ میں مسلمانوں کے کسی بھی مسئلے میں جتنی چاہوں رقم خرچ کرسکتا ہوں۔

تیان آن مین اور قصر شاہی

اس کے بعد میں نے بیجنگ میں تیان آن مین کا میدان اور قصر شاہی کا عجائب گھر دیکھے۔ اس تیان آن مین کا بڑا گیٹ پانچ سو برس پہلے تعمیر کیا گیا تھا جس پر کئی شاہی خاندانوں کے ادوار گزرے ہیں۔ اس دروازے کی بنیاد تین تہ والی لکڑی کی کمان پر مضبوط کی گئی ہے۔ تیان آن مین کا میدان دنیا میں سب سے بڑا میدان سمجھا جاتا ہے اس کا کل احاطہ چار لاکھ مربع میٹر ہے۔

پھر میں شاہی محل دیکھنے گیا جو بیجنگ کے مرکز میں واقع ہے۔ اس کی بنیاد 560 برس قبل پڑی تھی۔ اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمانہ قدیم میں ''ارغوانی مقدس شہر'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

اس میں چوبیس شہنشاہ مقیم رہے۔ اس محل کا احاطہ دو ہزار سات سو مربع میٹر ہے۔ اس کی فصیل دس میٹر سے زیادہ اونچی ہے۔ وہاں پانی سے بھری خندق ہے جس کی چوڑائی باون میٹر ہے۔ محل کی بڑی عمارت رنگین نقاشی سے مزین ہے جو سورج کی روشنی میں چمکتی ہے۔ اس وقت یہ محل چین میں سب سے بڑا عجائب گھر شمار کیا جاتا ہے۔ اس میں بڑی تعداد میں تاریخی اشیاء، نوادرات اور نفیس فنی شاہکار جمع کیے گئے ہیں۔

میں نے ان تاریخی نوادرات کے لیے خصوصی اہتمام اور حفاظت کو سراہا کہ یہ چین کی آئندہ نسلوں کے لیے ایک زندہ تاریخی سبق ہوگا کہ وہ زمانوں کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ملک کی تاریخ اور ثقافت کے ادوار جان سکیں۔ میں نے زور دے کر کہا کہ کوئی بھی قوم اپنی تاریخ کو محفوظ کیے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتی۔ حال کی تشکیل اور مستقبل سنوارنے کے لیے قومیں اپنی تاریخ پر خاص توجہ دیتی ہیں۔

اس دن میں نے اس ظہرانے میں شرکت کی جو ہمارے اعزاز میں محکمہ شہری ہوا بازی کے سربراہ جو بینگ نے دیا تھا۔

22 مئی 1991ء کی شام چینی صدر ینگ شنگ کن نے بیجنگ کے قصر ضیافت میں میرا استقبال کیا۔ اس ملاقات میں میں نے جناب صدر الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کی طرف سے نیک تمناؤں کا اظہار کیا جبکہ صدر نے ان کے دورۂ امارات (مئی 1990ء) میں گرم جوشی سے ان کے استقبال اور تکریم پر اظہارِ تشکر کیا۔

چینی صدر نے صدر امارات کے لیے صحت، سلامتی اور سعادت کی آرزو کی، نیز امارات کے عوام کے لیے بھی ہر طرح کی تعمیر و ترقی کی خواہش کا اظہار کیا۔ میرے دورے کے متعلق چینی صدر نے کہا کہ یہ دورہ دو طرفہ تعلقات میں بہتری کی جانب ایک اہم قدم ہوگا اور اس کے ذریعے دونوں ممالک کے مابین اقتصادی، ثقافتی، معاشرتی اور زراعتی روابط مضبوط ہوں گے۔

چینی صدر نے ہمارے اعزاز میں عشائیہ دیا۔ اس ملاقات اور عشائیہ میں میرے وفد کے اراکین اور اعلیٰ چینی حکام بھی شریک تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیجنگ کے مسلمان:

23 مئی 1991ء کی صبح میں اور میرے وفد کے اراکین نے ہوئی مسلم قومیت کے پرائمری اسکول کا دورہ کیا، جو بیجنگ کے نیوجیہ محلے میں واقع ہے۔ اہل محلّہ کی جانب سے ہمارا گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔ اس اسکول کے قیام کو اسی (80) برس ہونے کو آئے ہیں۔ اس وزٹ میں ہم نے اسکول کی سرگرمیاں اور اس کی تیس (30) کلاسیں دیکھیں جن میں تیرہ سو (1300) طلبہ و طالبات زیر تعلیم تھے۔ اسکول کی انتظامیہ نے اس اسکول کے نظام تعلیم اور دیگر خدمات کے متعلق ہمیں بریفنگ دی۔ طلبہ نے ہمارے دورے کی خوشی میں مختلف پروگرام اور چینی ٹیبلو پیش کیے۔

میں نے اپنی گفتگو میں خوشی کا اظہار کیا کہ یہ اسکول اپنے بچوں کو اسلامی آداب و ثقافت گہرائی کے ساتھ سمجھانے میں اپنا کردار خوب ادا کر رہا ہے۔

پھر میں اور اراکین وفد اسی محلے نیوجیہ میں واقع مسجد کی زیارت کے لیے گئے۔ وہاں ہم نے مسجد کے امام، عوامی اسمبلی کے رکن اور چینی کانگرس کے نائب صدر شی کون بین سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں چینی مسلمانوں کے حالات زیر غور آئے جن کی تعداد بیس ملین نفوس پر مشتمل ہے۔ ہمیں چین کی اسلامی جماعتوں اور اسلامی مراکز کی ان خدمات کی معلومات حاصل ہوئیں جو وہاں کے مسلمانوں کے اسلامی عقیدے کی مضبوطی کے لیے انجام دی جا رہی ہیں۔ میں نے چینی مسلمانوں کے اچھے کردار کو سراہا اور اپنے مسلمان بھائیوں کی اس قدیم ملک میں اسلام سے وابستگی، دین کے ساتھ ان کے مضبوط تعلق اور بلند تر دینی خدمات پر ان کی تعریف کی۔

امام مسجد نے اس مسجد اور اسلامی اسکول کے ہمارے دورے پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ اس طرح کے دورے سے چین اور متحدہ عرب امارات کے مسلمانوں کے مابین تعلقات کو فروغ ملے گا۔

یہ مسجد تقریباً ایک ہزار برس قبل تعمیر کی گئی۔ اس میں تقریباً ایک ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے اور اس کی عمارت چینی اور عربی فن تعمیر کا ایک جامع شاہکار اور آئینہ دار ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنکیانگ: مسلم اکثریت کا علاقہ

23 مئی 1991ء کو ہم بیجنگ سے نکل کر شمال مغربی چین کے شہر اُرمقی (سابق ارچی) کی جانب روانہ ہوئے۔ یہ شہر صوبہ سنکیانگ (موجودہ شن جیانگ) کا دارالحکومت ہے۔ اس صوبے کے باسیوں کی تعداد پندرہ ملین نفوس ہے، جن میں سے نو (9) ملین مسلمان ہیں۔ یہ علاقہ تیل، معدنیات، زراعت اور افزائش حیوانات کی خصوصیات کے ساتھ ممتاز ہے۔ ہمیں بیجنگ سے سنکیانگ کے لیے چینی نائب وزیر خارجہ ینگ فوشنگ نے رخصت کیا۔

اس روز شام کو ہم ارمقی شہر پہنچے۔ ایئر پورٹ پر صوبہ سنکیانگ اویغور کی عوامی حکومت کے نائب صدر جناب یوسف محمد اور متعدد ذمہ داران ہمارے استقبال کے لیے موجود تھے۔

خود مختار اویغور صوبہ سنکیانگ کی عوامی حکومت کے سربراہ جناب تیمور کے ساتھ ہماری پہلی ملاقات ارمقی شہر کے عوامی ہال میں ہوئی۔ اس ملاقات میں دونوں ملکوں کے مابین اچھے تعلقات کو سراہا گیا اور انھیں مزید استوار کرنے کے امکانات کا جائزہ لیا گیا۔

جناب تیمور نے ہمارے اعزاز میں عشائیہ دیا۔ اس ملاقات اور عشائیہ میں اراکین وفد اور چین میں امارات کے سفیر اسماعیل عبید یوسف بھی شریک تھے۔

24 مئی 1991ء کی صبح ہم نے اُرمقی کے اسلامک انسٹی ٹیوٹ کا دورہ کیا۔ وہاں پہنچنے پر ہمارا استقبال اس معہد کے انچارج جناب محمد صالح، اساتذہ اور طلبہ نے کیا۔

ہم نے اس صوبے میں اسلام اور مسلمانوں کی خدمات میں اس انسٹی ٹیوٹ کے نمایاں کردار کا مشاہدہ کیا۔ ہمیں بتایا گیا کہ یہ مرکز چار برس قبل قائم کیا گیا اور یہ ائمہ مساجد کے لیے ریفریشر کورس منعقد کرتا ہے۔ اب تک پانچ سو ائمہ مساجد یہ کورس مکمل کر چکے ہیں۔ یہ معہد علوم اسلامیہ کی تعلیم کا ایک چار سالہ کورس بھی کروا رہا ہے، جس میں تفسیر قرآن، حدیث شریف، اسلامیات، تاریخ اسلام وغیرہ علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ اس انسٹی ٹیوٹ میں ایک مسجد بھی ہے جو چینی، اسلامی اور اویغوری طرز تعمیر کی آئینہ دار ہے۔ میں نے معہد کے کردار کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سراہا اور اس بات کی تاکید کی کہ علمائے اسلام کو مسجد کا کردار نمایاں کرنا ہوگا۔ اس طرح دین کی کامل نشر و اشاعت ہو سکے گی۔

میں نے اس دن ارمقی شہر کی ینگ ہنگ مسجد میں نماز جمعہ ادا کی۔ اس مسجد میں ایک ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔شہر کے وسط میں واقع یہ مسجد تقریباً پچانوے (95) برس قبل تعمیر کی گئی۔

اس روز شام کو میں نے ایک فنی محفل میں شرکت کی جو قصر ضیافت کے تھیٹریکل ہال منعقد کی گئی۔ اس تقریب میں صوبہ سنکیانگ کی عوامی حکومت کے صدر جناب تیمور نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر صوبائی نائب صدر جناب یوسف محمد، اراکین وفد اور امارات کے چین میں سفیر بھی موجود تھے۔ اس میں چین کی تہذیب و ثقافت، رسوم و رواج اور عوامی رہن سہن کی نمائندگی کی گئی۔صوبائی صدر نے ہمارے اعزاز میں عشائیہ بھی دیا۔

25 مئی 1991ء کی صبح ہم نے چینی قالین اور اونی کپڑا بنانے کے کارخانے تیانشان کا دورہ کیا، جو ارمقی میں قائم کیا گیا ہے۔ہم نے کارخانے کے مختلف شعبے دیکھے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس کارخانے اور کمپنی کی مصنوعات امریکہ اور یورپی ممالک کو برآمد کی جاتی ہیں۔ یہاں اعلیٰ اونی دھاگے کی سالانہ پیداوار کا حجم 100 ٹن کے قریب ہے۔ یہ کارخانہ چین اور جاپان کے اشتراک سے گیارہ سال قبل قائم کیا گیا تھا۔

قالین بنانے کا کارخانہ دس سال قبل تعمیر کیا گیا۔ دستکاری سے تیار کردہ قالینوں کی سالانہ پیداوار بیس (20) ہزار مربع میٹر ہے۔

شیان: تاریخی ثقافتی شہر

ارمقی سے صوبہ شی جیانگ کے دارالحکومت ہانگ چو جاتے ہوئے ہم شیان شہر کے ائیر پورٹ پر رکے۔ یہ شہر چین کا سب سے مشہور تاریخی شہر ہے جو ایک ہزار برس تک چین کا دارالحکومت رہا۔ یہاں تیرہ خاندانوں نے حکومت کی۔ چین میں وحدت پیدا کرنے والے شہنشاہ تشین اول کا مقبرہ یہیں ہے۔ یہ مقبرہ عجائبات عالم میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں گھوڑوں اور شہسواروں کی پکی مٹی سے بنائی گئی مورتیاں قابلِ ذکر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی شام ہم صوبہ ہانگ چو پہنچ گئے، جہاں ایئر پورٹ پر ہمارے استقبال کے لیے صوبائی نائب صدر شی سنگ موجود تھے۔

شی جیانگ چین کے تین خوبصورت ترین صوبوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کا رقبہ چالیس (40) ہزار مربع کلومیٹر پر محیط ہے۔

اس کے باسیوں کی تعداد چالیس ملین نفوس ہے۔ ثقافتی اور اقتصادی شعبوں میں یہ ملک کے سب سے بڑے صوبوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہ ریشم، چائے اور چاول کی پیداوار میں مشہور ہے، نیز اس صوبے میں مچھلی کی پیداوار کے لیے پانی کے سب سے بڑے ذخائر موجود ہیں۔

میں نے اپنی قیام گاہ پر شی جیانگ کے گورنر جناب ہونگ شنگ کا استقبال کیا۔ ان سے ملاقات میں اس صوبے کے وزٹ پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے میں نے اقتصادی، ثقافتی اور سیاحت کے شعبوں میں عوامی جمہوریہ چین اور متحدہ عرب امارات کے مابین روابط کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ مشترکہ منصوبوں کے قیام پر بھی غور کیا گیا۔

26 مئی 1991ء کی صبح کو ہم نے ہانگ چو شہر کے چینی چائے کے عجائب گھر کا دورہ کیا۔ اس میوزیم کا افتتاح اپریل 1991ء میں ہوا تھا۔ اس کے متعدد شعبے ہیں۔ یہاں نو سو سال سے چین کی چائے اور اس کی مختلف اقسام کی کاشت کی تاریخ واضح کی گئی ہے۔ چینی محقق اور سائنس دان یوا کی کانسی کی مورتی بھی نصب کی گئی ہے، جسے چینی چائے کی پیداوار اور اس کی مختلف اقسام کی ایجاد کا موجد مانا جاتا ہے۔

ایک حصہ چین کی قدیم چائے کی ان انواع کے لیے مختص کیا گیا ہے جسے چینی لوگ شہنشاہی زمانوں میں استعمال کرتے تھے۔ ایک گیلری چائے کی صنعت کے آلات اور ساز و سامان کے لیے مختص کی گئی ہے۔

پھر ہم ہانگ چو شہر کے پاس جھیل ویست کی سیر کے لیے گئے۔ ہم نے یہاں حسین مناظر دیکھے۔ دریائی جھیل کے یہ دلفریب مناظر دنیا بھر کے سیاحوں کی دلچسپی اور توجہ کا مرکز ہیں۔

اس روز شام کو ہم عوامی جمہوریہ چین سے رخصت ہو کر واپس شارجہ پہنچ گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب

متحدہ عرب امارات کا دستور

متحدہ عرب امارات کا دستور عارضی اور وقتی تھا، 21 فروری 1976ء کو اتحاد کی مجلس اعلیٰ کا اجتماع ہوا تھا جس میں مستقل کمیٹی برائے قانون سازی کو اپنا کام تیز کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ پھر 10 جولائی 1976ء کو اتحاد کی مجلس اعلیٰ کے اجلاس میں عارضی دستور کو مزید پانچ سال کی مدت کے لیے جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ مدت 2 دسمبر 1976ء سے شروع ہوئی، پھر دو مزید مدتوں تک یہ قانون نافذ رہا۔

متحدہ عرب امارات کے دستور میں اختیارات کی تقسیم تین اداروں میں تھی:

ا) مقننہ ب) عدلیہ ج) انتظامیہ

متحدہ عرب امارات ایک اتحادی حکومت ہے جس میں سیاسی اتھارٹی کے درج ذیل اجزاء ہیں:

ا) اتحادی مجلس اعلیٰ ب) صدر مملکت اور نائب صدر ج) اتحادی وزراء کی کابینہ

د) اتحادی قومی مجلس (پارلیمنٹ) ہ) اتحادی عدلیہ

ذیل میں ہم اتحادی وزراء کی کابینہ اور پھر اتحاد کی مجلس اعلیٰ کے بارے میں مختصر وضاحت کرتے ہیں۔

اتحادی وزراء کی کابینہ:

2 دسمبر 1971ء کو متحدہ عرب امارات کی حکومت کے قیام ہی سے الشیخ مکتوم بن راشد آل مکتوم وزیراعظم تھے۔ 1978ء میں الشیخ راشد بن سعید آل مکتوم حاکم دبئی و نائب صدر متحدہ عرب امارات نے اتحادی حکومت تشکیل دی۔ ملک کی تعمیر و ترقی میں ان کا کردار بہت نمایاں رہا تھا۔ 1986ء میں ان کو پٹھوں کی تکلیف شروع ہوگئی اور بیماری نے ان کو کام سے روک دیا، چنانچہ دبئی کے ولی عہد، یعنی ان کے بیٹے الشیخ مکتوم بن راشد کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کا نائب بنا دیا گیا۔ الشیخ مکتوم بن راشد آل مکتوم نائب وزیر اعظم کے زیر قیادت حکومت متحدہ عرب امارات کے کام بخیر و خوبی انجام پاتے رہے۔ 7 اکتوبر 1990ء کو الشیخ راشد بن سعید آل مکتوم اٹھہتر برس کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ لازمی بات تھی کہ ولی عہد الشیخ مکتوم بن راشد آل مکتوم کو دبئی کا حاکم بنایا جاتا۔

تعزیتی مراحل کی تکمیل کے بعد 21 اکتوبر 1990ء کو اتحادی مجلس اعلیٰ کا اجلاس صدر متحدہ عرب امارات جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میں حاکم دبئی الشیخ مکتوم بن راشد آل مکتوم کو ایک سال کے لیے متحدہ عرب امارات کا نائب صدر منتخب کر لیا گیا۔ اصل میں یہ مدت مرحوم الشیخ راشد بن سعید آل مکتوم کی مدت نائب صدارت سے باقی بچتی تھی۔ الشیخ مکتوم کو وزیر اعظم بھی مقرر کیا گیا اور انھیں اپنی حکومت تشکیل دینے کا اختیار دے دیا گیا۔

28 اکتوبر 1991ء کو اتحادی مجلس اعلیٰ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں 2 دسمبر 1991ء سے پانچ برس کی مدت کے لیے الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کو پھر صدر مملکت مقرر کر دیا گیا، نیز اسی مدت کے لیے الشیخ مکتوم بن راشد آل مکتوم کو ملک کا نائب صدر منتخب کر لیا گیا۔

عارضی دستور پر نظر ثانی کے لیے ہر ریاست کا نمائندہ شامل کر کے الشیخ حمدان بن راشد آل مکتوم وزیر صنعت و مال کی سربراہی میں دستور ساز کمیٹی قائم کر دی گئی، تاہم عارضی دستور 2 دسمبر 1991ء سے پانچ برس کی مزید مدت کے لیے نافذ العمل ہو گیا۔

20 مئی 1996ء کو اتحادی مجلس اعلیٰ کا اجلاس جناب صدر الشیخ زاید بن سلطان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میں آئین سے عارضی کا لفظ ہٹانے کی منظوری دی گئی اور ملک کا دار الحکومت ابوظبی قرار دیا گیا۔ مجلس اعلیٰ نے وزیر صنعت و مال اور دبئی کے نائب حاکم الشیخ حمدان بن راشد آل مکتوم کی سربراہی میں قائم دستوری اصلاحات کمیٹی کو مزید ایک سال اپنا کام جاری رکھنے کی منظوری بھی دی۔

اتحادی مجلس اعلیٰ

1992ء میں اتحادی مجلس اعلیٰ کے بہت اجلاس منعقد ہوئے۔ 11 مئی 1992ء کو اس کا ایک اجلاس مشرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

محل ابوظبی میں جناب صدر الشیخ زاید بن سلطان کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں خلیج کی تازہ ترین صورتِ حال اور داخلی مسائل زیرِ غور آئے جو وطن اور اہلِ وطن کے لیے اہمیت رکھتے تھے۔

اس اجلاس میں یہ طے کیا گیا کہ امارات کی کوئی ریاست اگر کسی ہمسایہ ملک کے ساتھ کوئی معاہدہ کرے گی تو وہ پورے متحدہ عرب امارات کے ساتھ معاہدہ شمار ہوگا۔

31 اکتوبر 1992ء کو مشرف محل ابوظبی میں صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان کی صدارت میں ایک اجلاس ہوا جس میں ملک کی تعمیر و ترقی پر اظہارِ اطمینان کیا گیا۔ اس میں خلیج میں تازہ ترین صورت حال بھی زیرِ بحث آئی اور صدرِ مملکت نے تین عرب جزیروں طنب کبریٰ، طنب صغریٰ اور ابوموسیٰ پر ایران کے مسلسل قبضے کے مسئلے پر روشنی ڈالی جو کہ متحدہ عرب امارات کا جزو لاینفک ہیں۔ انھوں نے اس تنازع کو حق و انصاف کی بنیاد پر پرامن طریقے سے حل کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

16 اپریل 1995ء کو اتحاد کی مجلس اعلیٰ کا اجلاس جناب صدر کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں تمام حکام شریک ہوئے اور اہم معاملات زیرِ غور آئے۔

2 دسمبر 1996ء کے اجلاس میں ایک مرتبہ پھر الشیخ زاید بن سلطان کو صدر متحدہ عرب امارات اور جناب الشیخ مکتوم بن راشد کو نائب صدر چن لیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچواں باب

یونیورسٹیوں کا شہر

شارجہ کے مدینۃ الجامعات (یونیورسٹیز سٹی) میں امریکی یونیورسٹی، شارجہ یونیورسٹی، ہائر ٹیکنالوجی کالجز اور پولیس ٹریننگ اکیڈمی شامل ہیں۔

سنگ بنیاد اور افتتاح

(۱) امریکی یونیورسٹی شارجہ:

رمضان المبارک 1416ھ کی ایک شب جو کہ ماہ جنوری 1996ء میں آئی تھی، میں اور میری اہلیہ محترمہ الشیخہ جواہر بنت محمد القاسمی اعلیٰ تعلیم کے حوالے سے گفتگو کر رہے تھے کہ ہمیں سیکنڈری اسکولز سے بڑی تعداد میں فارغ ہونے والے طلبہ اور طالبات کے متعلق کیا کرنا ہے؟ ہماری رائے یہ ٹھہری کہ ایک یونیورسٹی بنائی جائے جس میں یہ ساری تعداد کھپ جائے۔

محترمہ الشیخہ جواہر نے تجویز دی کہ یہ امریکی یونیورسٹی کے طرز پر ہو۔ انھوں نے بیروت کی امریکی یونیورسٹی کی مثال پیش کی جہاں وہ لبنان کی خانہ جنگی سے پہلے پڑھاتی تھیں۔ میں نے ان سے اتفاق کیا اور اگلے دن بیروت کی امریکی یونیورسٹی کے حکام سے ٹیلی فونک رابطہ کر کے ان سے درخواست کی کہ وہ شارجہ میں امریکی یونیورسٹی کے قیام میں ہماری مدد کریں۔

رمضان شریف 1416ھ کے نصف میں 5 فروری 1996ء کو بیروت کی امریکی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر عبد الحمید الحلاب شارجہ آئے۔ اگلے دن میں نے علی الصبح ان سے ملاقات کی۔ ان کے ساتھ امریکی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

یونیورسٹی شارجہ کے قیام کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔ اس کے فوراً بعد ہم یونیورسٹی سائٹ (موقع) دیکھنے نکل گئے۔ یہ جگہ میں بہت پہلے سوچ چکا تھا۔ تین ماہ کے دوران عمارت کا ڈیزائن مکمل ہو گیا اور یہ بڑا منصوبہ ایک کمپنی کے سپرد کر دیا گیا۔

25 جون 1996ء کو امریکی یونیورسٹی شارجہ کے منصوبے پر عمل درآمد کا آغاز ہوا۔ میں نے اپنے دفتر میں امریکی یونیورسٹی بیروت کے چانسلر ڈاکٹر روبر حداد کا استقبال کیا۔ ان کے ساتھ وائس چانسلر ڈاکٹر عبدالحمید حلاب بھی تھے۔ ان سے ملاقات میں یونیورسٹی کے قیام کے بنیادی مراحل، اہم پہلوؤں اور علمی و تربیتی اہداف پر گفتگو ہوئی۔ میں نے کہا کہ اس عظیم منصوبے کی تعمیر تقریباً ایک سال میں مکمل ہو گی اور اسے فرانسیسی کمپنی "گمبیر" بن لادن کمپنی کے تعاون سے عملی جامہ پہنائے گی۔ ڈاکٹر روبیر حداد نے کہا کہ شارجہ میں امریکی یونیورسٹی عربی معیار کی حامل ہو گی۔ اس کے قیام کا مقصد امارات کے نوجوانوں اور بیرونِ ملک سے عرب اور غیر ملکی طلبہ کی خدمت ہے۔

اس منصوبے کے متعلق میں نے اور ڈاکٹر روبر حداد نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد منصوبے کی دستاویزات پر میں نے اور ڈاکٹر روبر نے دستخط کیے۔

طے یہ ہوا کہ شروع میں یونیورسٹی چار کالجوں پر مشتمل ہو گی: سائنس و آرٹس کالج، اکنامکس و مینجمنٹ کالج، انجینئرنگ و ٹیکنالوجی کالج اور اپلائیڈ آرٹس کالج اور بعد میں مزید کالج اس سے منسلک ہو جائیں گے۔

ستمبر 1996ء میں ایک سال سے کم عرصے میں یونیورسٹی کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ اس میں کلاسز بھی شروع ہو گئیں، پھر اس کا تعلق ریاستہائے متحدہ امریکہ کی واشنگٹن یونیورسٹی کے ساتھ بھی مضبوط ہو گیا۔

9 فروری 1998ء کو میں نے امریکی یونیورسٹی شارجہ کا باقاعدہ افتتاح کیا اور تعلیم کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

ب) شارجہ یونیورسٹی:

امریکی یونیورسٹی بیروت نے شرط رکھی تھی کہ وہ امریکی یونیورسٹی شارجہ کا انتظام و انصرام مخلوط یونیورسٹی کی بنیاد پر سنبھالے گی۔ میں نے امریکی یونیورسٹی شارجہ کی تعمیر شروع ہونے کے پانچ ماہ بعد ہی شارجہ یونیورسٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنانا شروع کر دی اور اس کی تعمیر چھ ماہ میں مکمل ہوگئی۔

4 اکتوبر 1997ء کو جب امریکی یونیورسٹی شارجہ میں پڑھائی شروع ہوئی، اسی دن شارجہ یونیورسٹی نے بھی طلبہ و طالبات کے لیے الگ الگ کالجوں میں پڑھائی کا آغاز کر دیا۔ اس یونیورسٹی کا رسمی افتتاح کچھ تاخیر سے ہوا۔ اس کا باقاعدہ افتتاح 4 مارچ 1999ء کو کیا گیا۔ میں نے افتتاحی تقریب میں اپنے خطاب میں کہا:

''برادرانِ من! آج ہمیں تہذیب اور سائنس کی طرف سے جو چیلنج درپیش ہیں، ان کا مقابلہ کرنے کے لیے دین حنیف پر پختہ ایمان، علم حدیث اور عصری ٹیکنالوجی کے حصول کا التزام، اعلیٰ تعلیم کے پیشرو اداروں کا قیام اور محنت و مشقت ہمارے ہتھیار ہیں۔ میں اس علمی اسٹیج سے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں، طلبہ و طالبات سے کہتا ہوں کہ آپ کو جدید علوم میں مہارت حاصل کرنے کے لیے جو وسائل درکار ہیں، وہ سب ہم مہیا کر رہے ہیں۔ آپ سے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اپنی دینی، قومی اور علمی ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برا ہوں کہ آپ ہی عرب قوم کو خوشحال زندگی اور مشرق کے مستقبل کی امید ہیں۔''

ج) اعلیٰ ٹیکنالوجی کالجز:

مئی 1997ء میں میں نے اعلیٰ تعلیم اور علمی تحقیق کے وزیر جناب الشیخ نہیان بن مبارک آل نہیان کے ساتھ ملاقات کی۔ میں نے ان سے شارجہ میں اعلیٰ ٹیکنالوجی کالجوں کے آغاز کی درخواست کی۔ انھوں نے مالی وسائل کی عدم دستیابی کا عذر پیش کیا تو میں نے کہا:

اگر ان کالجوں کی تعمیر و سہولیات کا میں بندوبست کر دوں تو کیا اعلیٰ تعلیم کی وزارت آئندہ سال کے شروع میں وہاں تعلیمی سرگرمیاں شروع کر سکتی ہے؟

جناب الشیخ نہیان بن مبارک آل نہیان نے اس پر موافقت کر لی۔ تین ماہ کے دوران تعلیم کے لیے تمام ضروری لوازمات کے ساتھ بوائز ٹیکنیکل کالج اور گرلز ٹیکنیکل کالج مکمل طور پر تیار ہو گئے۔ انھوں نے بھی اس دن داخلے شروع کیے جس دن شارجہ امریکی یونیورسٹی اور شارجہ یونیورسٹی نے کیے تھے، یعنی 4 اکتوبر 1997ء کو۔

20 مارچ 1999ء کو میں نے اعلیٰ تعلیم اور علمی تحقیق کے وزیر جناب الشیخ نہیان بن مبارک آل نہیان کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

موجودگی میں طلبہ اور طالبات کے ان الگ الگ کالجوں کا افتتاح کیا۔

د) شارجہ اکیڈمی برائے پولیس ٹریننگ:

13 جولائی 1996ء کو میں نے قانون نمبر 2 سال 1996ء متعلقہ پولیس ٹریننگ اکیڈمی جاری کیا۔ اس کے مطابق طے پایا کہ ریاست شارجہ میں یہ اکیڈمی یکم ستمبر 1996ء سے تعلیم کا آغاز کرے گی۔ یہ عرب ممالک میں پولیس ٹریننگ کی پہلی اکیڈمی ہوگی۔ اس کا تعلیمی پروگرام تین حصوں پر تقسیم ہوگا:

① سپاہیانہ صلاحیت ونظم: یہ حصہ جسمانی لیاقت، اسلحے کا استعمال، لڑائی کی مہارت، عسکری ٹریننگ اور پیشہ ورانہ امور۔

② قانونی نصاب: قانون کی تعلیم، قانونی ضابطے، عدالتی ریمانڈ، پولیس ریمانڈ اور سپلیمنٹری لاز۔

③ جرائم کی روک تھام: جرائم کی تحقیقات وتفتیش، منشیات کا انسداد، کریمنل سوشیالوجی، کریمنل سائیکالوجی، جوڈیشل پٹیشن، شہری تعاون اور پولیس آپریشنز، انگریزی زبان وغیرہ۔

اس سے پہلے کہ یونیورسٹیز سٹی شارجہ میں اکیڈمی کی بلڈنگ تیار ہو، اکیڈمی نے اپنا کام وسطی ضلع کی چھاؤنی خضیراء میں شروع کر دیا۔ پھر 19 اپریل 2001ء کی شام کو میں نے مدینۃ الجامعات میں اکیڈمی کے مستقل ہیڈ کوارٹرز کا افتتاح کر دیا۔

تقریبات فراغت

30 مئی 2001ء کو یونیورسٹیز سٹی ہال میں امریکی یونیورسٹی شارجہ کے پہلے بیج کی فراغت پر تقریب تقسیم اسناد و انعامات منعقد کی گئی۔ مختلف شعبوں سے تعلیم کی تکمیل کرنے والے طلبہ وطالبات کی مجموعی تعداد 82 تھی۔

میں نے اپنے خطاب میں اس یونیورسٹی کے قیام اور تعلیمی کامیابیوں کا ذکر کیا۔ میں نے بتایا کہ یہ یونیورسٹی ایک انٹرنیشنل کلچرل اکیڈمی کا روپ دھار گئی ہے جس میں متعدد ثقافتیں جمع ہوگئی ہیں لیکن یہ اس علاقے کی عرب اسلامی ثقافت کے ہم آہنگ ہیں۔ میں نے کہا: ''ہم نے امریکی طرزِ تعلیم کی یونیورسٹی اس لیے قائم کی ہے کہ علم کی کوئی حد نہیں، یہ تمام انسانیت کی ملکیت ہے، جیسے ماضی میں عرب اور مسلمان علم کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرچشمہ ثابت ہوئے تھے جس سے مغربی تہذیب نے استفادہ کیا اور ترقی کی۔ اب عربوں اور مسلمانوں کا دور آ گیا ہے کہ وہ ان علمی ترقیات سے فائدہ اٹھائیں جن میں ان کے آباء و اجداد نے حصہ ڈالا تھا۔ جہاں مغربی تہذیب انجام کو پہنچ رہی ہے، شاید ہم وہاں سے انسانی ترقی کو آگے بڑھا سکیں۔''

میں نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''امریکی جامعہ شارجہ ایک خواب تھا جسے میں نے اولوالعزمی سے حقیقت کا روپ دیا۔ میری آرزو تھی کہ عربوں اور مسلمانوں کا شاندار دور لوٹایا جائے اور یہاں علم و دانش کے سوتے پھوٹیں۔ ہمارے اسلاف علم و حکمت میں پیشرو تھے اور وہ دنیا کے حکمران بن گئے کہ ان کا اسلامی عقیدہ شاندار اور انسانیت نواز تھا۔ انھوں نے علم و دانش کے مختلف شعبوں میں اساسی کارنامے انجام دیے اور آج دنیا کی بڑی بڑی یونیورسٹیاں انھی علمی بنیادوں پر کام کر رہی ہیں، خواہ علم طب یا جیومیٹری (ہندسہ) ہو، بیالوجی، فزکس اور کیمیاء ہو یا فلسفہ اور آرٹ ہو۔ آج جامعہ شارجہ اور اس کے ساتھ دیگر جامعات، انسٹی ٹیوٹ اور کالج شارجہ اور امارات میں علم کی روشنی پھیلا رہے ہیں اور ان کے دروازے عالم عرب کے طلبہ اور ان طلبہ کے لیے کھلے ہیں جو اس پاکیزہ سرزمین میں ہمارے ساتھ مقیم ہیں۔''

6 جون 2001ء کو یونیورسٹیز سٹی ہال میں شارجہ یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم مکمل کرنے والے 235 طلبہ و طالبات میں اسناد و انعامات تقسیم کرنے کی تقریب منعقد ہوئی۔ ان میں 40 طلبہ تھے اور 195 طالبات جبکہ 35 طلبہ و طالبات نے امتیازی پوزیشنیں حاصل کیں۔ اس موقع پر میں نے ادارے کی محنت اور طلبہ کی کامیابی پر خلوص دل سے مبارکباد پیش کی۔

27 جنوری 2001ء کو میں نے پولیس ٹریننگ مکمل کرنے والے پہلے بیج کی تقریب تقسیم انعامات میں شرکت کی، جو پولیس اکیڈمی شارجہ میں منعقد ہوئی۔ اس بیج میں پچاس طلبہ شامل تھے جنھوں نے چار برس تک بہت محنت کی۔ انھیں محکمہ پولیس کے متعلقہ علوم کی تکمیل پر بی اے (BA) کی ڈگریاں اور میڈل دیے گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹا باب

1998ء کے لیے شارجہ عرب کا ثقافتی مرکز

تعلیم، سائنس اور ثقافت کی انٹرنیشنل تنظیم یونیسکو (UNESCO) نے اپنی جنرل کونسل کے انتیسویں اجلاس میں 1998ء کے لیے شارجہ کو عرب دنیا کا ثقافتی مرکز (Cultural Capital of Arab World) قرار دے دیا۔ یہ انتخاب یونیسکو سے متعلق ان ثقافتی سرگرمیوں کی وجہ سے ہوا جو شارجہ نے بین الاقوامی معیار پر پیش کی تھیں۔

یونیسکو نے کہا: ''شارجہ شہر ثقافتی و علمی سرگرمیوں میں ممتاز ہے۔ اس میں کئی میوزیم ہیں: فطری تاریخ کا میوزیم ہے جس میں نئے اور پرانے فنون کے آثار ہیں۔ آثار قدیمہ کا میوزیم ہے، سائنسی میوزیم ہے، پھر ریاستی سطح پر اور مراکز بھی ہیں۔ بچوں کی ثقافت کے متعلق خصوصی میوزیم بھی ہیں۔ شارجہ نے عوامی مفاد کے کئی اجتماعی کام بھی شروع کیے ہیں۔ 1997ء میں امریکی یونیورسٹی اور شارجہ یونیورسٹی کا آغاز کیا گیا، جن میں سائنس و ٹیکنالوجی کی تعلیم دی جارہی ہے۔''

شارجہ کو ''عالم عرب کا مرکز'' قرار دینے کا اعلان پیرس میں ہوا تھا، لیکن شارجہ میں یہ اعلان 11 نومبر 1997ء کو کیا گیا۔ عالم عربی کے ثقافتی مرکز کے طور پر شارجہ کی باری قاہرہ اور تیونس کے بعد آئی۔

1998ء کے لیے شارجہ کا عرب دنیا کے ثقافتی مرکز کے طور پر جو انتخاب ہوا، اس کی بنیاد درج ذیل ثقافتی سرگرمیاں تھیں:

٥ شارجہ کے ثقافتی مراکز اور انجمنیں

شارجہ اپنے معلوماتی عجائب گھروں، ثقافتی مراکز اور ان اداروں کے سبب اس میدان میں نمایاں ہوا جن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعے سے ثقافتی تحریک مسلسل جاری رہتی ہے، ان میں سے چند کا تعارف ذیل میں دیا جاتا ہے:

① آثار قدیمہ میوزیم:

5 جنوری 1993ء کی صبح ''آثار شارجہ میوزیم'' کا افتتاح کیا گیا جس میں عالمِ عرب اور خصوصاً شارجہ کی تاریخ وثقافت کے متعلق اشیاء رکھی گئیں۔ اس کے لیے مجھے ذاتی طور پر بہت محنت کرنا پڑی کہ میں نے ان تاریخی آثار کو دوبارہ جمع کیا جو مدتوں پہلے یہاں سے لوٹ کر لے جائے جا چکے تھے۔

10 مئی 1997ء کو ''آثار شارجہ میوزیم'' کے نئے سنٹر کا میں نے افتتاح کر دیا جو آثار قدیمہ کے لیے خصوصی طور پر تعمیر کیا گیا۔

② شارجہ آرٹس میوزیم:

13 اپریل 1995ء کی شام شارجہ آرٹس میوزیم کا افتتاح ہوا۔ یہ خلیج کے علاقے میں اپنی نوعیت کا پہلا میوزیم ہے جو شہر شارجہ کے ایک محلے شویہیین میں بنایا گیا ہے۔

9 اپریل 1997ء کی شام منطقہ فنون میں تین عمارات کا افتتاح ہوا: شارجہ آرٹس سنٹر، شارجہ آرٹس گیلری اور شارجہ آرٹس میوزیم کی نئی عمارت۔

③ آرٹس ایریا (منطقہ فنون):

یکم نومبر 1995ء کی شام میں نے آرٹس ایریا کا افتتاح کیا۔ یہ محلّہ شویہیین میں قائم کیا گیا۔ اس میں شارجہ آرٹس میوزیم کے علاوہ چار دیگر عمارتیں شامل کی گئیں: جمعیت امارات برائے فنون لطیفہ، خصوصی آرٹس گروپ، مقہیٰ فنی اور مرحوم عبید الشامسی کا مکان۔

④ صحرائی سیر گاہ (منتزہ صحرا):

8 نومبر 1995ء کی صبح صحرائی سیر گاہ کا افتتاح ہوا، جس میں فطری تاریخ کا میوزیم اور مختلف نباتات کی ایک نرسری قائم کی گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑤ مجلس اعلیٰ برائے بچگان:

9 نومبر 1995ء کو میں نے ریاست شارجہ میں مجلس اعلیٰ برائے بچگان کے قیام کا اعلان کیا۔ اس سے پہلے میں نے اپنے دفتر میں آئے وفود کا استقبال کیا تھا جو پہلی عرب بچگان اسمبلی میں شرکت کے لیے آئے تھے۔ اسمبلی کی سرپرستی گرلز کلب کر رہا تھا جو میری اہلیہ محترمہ الشیخہ جواہر بنت محمد القاسمی کی صدارت میں قائم کیا گیا تھا۔ اس دوران میں نے مجلس اعلیٰ برائے بچگان کے قیام کے خصوصی فرمان پر دستخط کیے اور اس کا صدر میں خود بنا۔

⑥ شارجہ سائنسی میوزیم:

17 اپریل 1996ء کی صبح شارجہ سائنسی میوزیم کا افتتاح ہوا، جو بچوں اور بڑوں کے لیے علمی استفادے کی مختلف جہتیں پیش کرتا ہے۔

⑦ اسلامی میوزیم:

6 نومبر 1996ء کی شام شارجہ اسلامی میوزیم کا افتتاح ہوا۔ یہ شارجہ کے قدیم علاقے میں بنایا گیا۔ اس کے قیام کا مقصد اسلامی آثار کی حفاظت ہے تاکہ ہماری نئی نسل اسلام کے متعلق اپنے فریضے سے آگاہ رہے۔

⑧ مراکز اطفال:

شارجہ آرٹس میلے کے شرکاء کی تکریم کی خاطر 9 اپریل 1997ء کی شام کو میں نے بچوں کے متعلق خصوصی ثقافتی مراکز کی تکمیل کے آرڈر پر دستخط کیے جو 4 سے 9 برس کی عمر کے اطفال کے لیے بنائے گئے۔ ان میں ان کی صحت، تعلیم، کھیل، دلچسپیوں وغیرہ کا اہتمام کیا گیا۔ میں نے یہ بھی اعلان کیا کہ سال مکمل ہونے سے پہلے کچھ اور مراکز کا افتتاح ہوگا جو دس سال اور اس سے زائد عمر کے بچوں کی سرگرمیوں کے لیے مخصوص ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑨ شارجہ کا قلعہ (حصن الشارقہ):

10 اپریل 1997ء کو میں نے جدید قلعہ شارجہ کا افتتاح کیا جو قدیم شارجہ کے محلّہ الشیوخ کے برج میدان میں نئے سرے سے تعمیر کیا گیا۔ یہ قلعہ جو شارجہ کی میراث اور ثقافت کی بنیاد ہے، دور جدید میں اس کو مضبوط اور محفوظ کر لیا گیا۔

⑩ فنون لطیفہ:

جمعیۃ امارات برائے فنون لطیفہ متحدہ عرب امارات کی سطح پر قائم کی گئی تھی، اس کا صدر دفتر شارجہ میں ہے۔ یہ اہل وطن کی آرٹس وغیرہ میں دلچسپی قائم رکھنے والی انجمن ہے۔ یہاں فنکاروں کی حوصلہ افزائی کے لیے میلے منعقد ہوتے ہیں۔

ب) ثقافتی سرگرمیاں

① شارجہ آرٹس میلہ:

14 اپریل 1993ء کو میں نے اس پہلے میلے کا افتتاح کیا۔ جمعیۃ امارات برائے فنون لطیفہ کے ساتھ مل کر محکمہ اطلاعات و ثقافت شارجہ نے اس کا اہتمام کیا تھا۔ اس طرح کے دوسرے میلے میں عرب و دیگر ممالک سے 223 فنکاروں نے شرکت کی تھی۔ اس کے تیسرے مرحلے میں یہ میلہ عالمی اداروں کی قدر دانی سے شارجہ کا انٹرنیشنل آرٹس میلہ بن گیا۔

② شارجہ کتاب میلہ:

شارجہ کتاب میلہ بھی ہر سال ایک دفعہ منعقد کیا جاتا تھا۔ یہ ترقی کرتا ہوا عرب ممالک میں سب سے بڑے کتاب میلے اور پھر شارجہ انٹرنیشنل کتاب میلے کی شکل اختیار کر گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ عرب ثقافتی مرکز کے اعزاز میں تقریب:

3 مئی 1998ء کی صبح شارجہ کو رسمی طور پر 1998ء کے لیے عالمِ عرب کے ثقافتی مرکز ہونے کا تاج پہنایا گیا تاکہ یہ وسیع تر عالمِ عرب کا ثقافتی دارالحکومت بن کر ثقافتی ترقی میں اپنا کردار ادا کرے۔ اس کے لیے ایک خصوصی پر رونق تقریب منعقد کی گئی۔

یونیسکو کے سیکرٹری جنرل فیڈ ریکو مائر اس تقریب کے لیے خصوصی طور پر شارجہ آئے۔ ان کے ساتھ ملاقات میں نائب حاکم شارجہ الشیخ سلطان بن محمد بن سلطان القاسمی، ایوان امیر شارجہ کے صدر الشیخ عبداللہ بن سالم القاسمی اور صدر محکمہ اطلاعات وثقافت شارجہ الشیخ عصام بن صقر القاسمی بھی شامل ہوئے۔

اس موقع پر ایک خصوصی یادگاری منارہ تعمیر کیا گیا، جس کی میں نے نقاب کشائی کی۔ 4 مئی 1998ء کو فیڈ ریکو مائر نے شارجہ سٹی برائے انسانی خدمات کا دورہ کیا۔

④ شارجہ ایوارڈ برائے عرب ثقافت:

4 مئی 1998ء کو بعد از دوپہر حاکم شارجہ کے دفتر میں حکومت شارجہ اور اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو کے مابین شارجہ ایوارڈ برائے عرب ثقافت کے اجراء کے معاہدے پر دستخط ہوئے۔ حکومت شارجہ نے اس ایوارڈ کے لیے ڈھائی ہزار ڈالر مختص کیے، جو کسی ایسے فرد، جماعت یا ادارے کو دیا جائے گا جو عرب ثقافت کے احیاء وترقی کے لیے نمایاں خدمات انجام دے گا۔ یہ ایوارڈ ہر دو سال بعد یونیسکو کی جنرل کونسل کے اجلاس عام کے موقع پر جاری کیا جائے گا۔ اس کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں حکومت شارجہ اور یونیسکو کے نمائندے شامل ہوں گے۔ اس موقع پر مجھے دورہ پیرس کی دعوت دی گئی۔

⑤ شارجہ یونیسکو پیرس میں:

25 اکتوبر 1997ء کی صبح میں نے شارجہ ائیر پورٹ سے پیرس کے لابورگیہ ایئر پورٹ کے لیے اڑان بھری۔ اسی شام کو ہم پیرس پہنچ گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

26 اکتوبر 1998ء کی صبح میں نے یونیسکو کے پیرس مرکز میں سیکرٹری جنرل فیڈریکو مائر سے ملاقات کی۔ انھوں نے پھر سے شارجہ کے عرب دنیا کا ثقافتی مرکز بننے پر مجھے مبارک باد دی۔ اس کے بعد مجھے چند کتب اور مطبوعات کا تحفہ پیش کیا، جن میں تاریخ و ثقافت کی کتب شامل تھیں۔ ایک کتاب ''شارجہ شہر میں ثقافتی ورثہ'' تھی اور ایک مجلد ''کتاب فی جریدہ'' (جریدی کتاب) تھی جس کی اشاعت میں صدر امارات الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان نے معاونت کی تھی اور جس میں کتبِ میراث اور امہات الکتاب سے منتخب کہانیاں، اشعار اور ہر نوع کا تخلیقی مواد شامل تھا جو بڑے عربی اخبارات میں شائع ہوتا رہا اور قارئین روزنامے کی قیمت میں اسے پڑھتے رہے۔ اس موقع پر میں نے تنظیم میں عرب ممالک کے سفیروں اور مندوبین سے بھی ملاقات کی، جن میں اس وقت فرانس میں متحدہ عرب امارات کے سفیر جناب عبدالعزیز بن ناصر الشامسی بھی شامل تھے۔

26 اکتوبر 1998ء کی شام فیڈریکو مائر نے ایک پروقار تقریب میں مجھے یونیسکو کی جانب سے ''ابن سینا'' گولڈ میڈل پہنایا۔ یہ میڈل ثقافت، تعلیم اور تربیت کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دینے والی شخصیات کو پہنایا جاتا ہے۔

میں نے انسانی ترقی اور خدمات کے لیے یونیسکو کے کردار کو سراہا اور شارجہ کے عرب دنیا کا ثقافتی مرکز بننے کے اسباب اور اہمیت پر بھی روشنی ڈالی۔ میں نے بتایا کہ شارجہ اور عرب امارات صدر جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کی قیادت میں رُوبہ ترقی ہیں۔

میں نے بتایا کہ انسان کی تہذیب میں ارتقاء کے لیے تہذیبِ نفس ضروری ہے تاکہ دنیا میں برائیوں، گھناؤنی کارروائیوں اور جنگوں کا سدِ باب ہو سکے۔ میں نے کہا کہ ''ہماری قوم کی تہذیب و ثقافت کی جڑیں اس روشن اور ترقی یافتہ اسلامی تہذیب میں ہیں جس نے دنیا کو فلسفہ، ریاضی، جیومیٹری، طب وغیرہ میں علم و دانش کے گراں بہا ذخیرے دیے جن سے وہ آج تک فیضیاب ہو رہی ہے۔'' میں نے اعلان کیا کہ شارجہ نے ہمیشہ انسانی خدمات کے اداروں پر نظر رکھی ہے اور ان کے ساتھ ہر طرح کا تعاون بھرپور انداز میں کیا ہے اور وہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

یونیسکو کی ایگزیکٹو کمیٹی کے صدر پال بتا کی نے ثقافت کے میدان میں ہماری کوششوں کو یہ کہہ کر سراہا کہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شارجہ کے عجائب گھروں میں قومی ورثے کا بخوبی تحفظ کیا گیا ہے۔ میں نے یونیسکو کی لائبریری بھی دیکھی جس میں یونیسکو کی منظور شدہ مختلف زبانوں میں مختلف علوم کی تقریباً 20 ہزار کتابیں تھیں۔ اس دوران میں اس عالمی ادارے کے زیرِ اہتمام ایک نمائش ''اندلس کا ورثہ'' دیکھنے بھی گیا جس میں اندلسی معاشرے کے عالم عرب اور خطۂ بحیرۂ روم کے ساتھ تاریخی تعلقات کے افق واضح کیے گئے تھے۔

میں نے یونیسکو میں عربی زبان و ثقافت کے فروغ کے لیے خاصے بڑے مالی عطیے کا اعلان کیا اور یونیسکو میں عرب نمایندوں پر زور دیا کہ وہ ہمیشہ یہاں مفکرین اور اصحابِ رائے کو لائیں اور ایسی قرار دادیں پیش کریں کہ اس عالمی ادارے میں جاندار اور سرگرم کردار ادا کرسکیں۔

⑥ عالم عرب انسٹی ٹیوٹ پیرس میں:

ہماری پیرس میں موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عالم عرب انسٹی ٹیوٹ پیرس کے صدر کمیل کابانا نے مجھے اپنے مرکز کے دورے کی دعوت دی، چنانچہ 27 اکتوبر 1998ء کی صبح میں اس مرکز میں پہنچ گیا جہاں کمیل کابانا اور مدیر محمد بنونہ نے ہمیں خوش آمدید کہا۔

ایک محبت بھری تقریب میں کمیل کابانا نے مجھے عالم عرب انسٹی ٹیوٹ میڈل پہنایا۔ یہ میری ثقافت، فکر و ادب کے میدان میں خدمات کا اعتراف تھا، نیز یہ اشارہ تھا کہ میرا یہ وزٹ متحدہ عرب امارات اور عالم عرب انسٹی ٹیوٹ کے مابین تعاون کا ثمر آور آغاز تھا۔

⑧ عرب وزرائے ثقافت کی شارجہ میں کانفرنس:

میری پیرس سے واپسی پر چند دن ہی گزرے تھے کہ عالمِ عرب کے وزرائے ثقافت نے شارجہ میں اپنی میٹنگ رکھ لی تاکہ میری عزت افزائی کی جائے۔

21 نومبر 1998ء کی صبح میں نے عرب وزرائے ثقافت کے اکیسویں اجلاس کا افتتاح مرکز ثقافت، شارجہ میں کیا۔ یہ اجلاس دو دن تک جاری رہا۔

افتتاحی اجلاس سے میرے خطاب کے بعد دوسرا خطاب تیونس کے وفد کے سربراہ اور وزیر ثقافت عبدالباقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الہرماسی کا تھا، جو سابقہ دورانیہ میں اس کانفرنس کے صدر رہے تھے اور تیسرا خطاب جناب محمد الملیلی کا تھا جو تربیت، ثقافت اور سائنس کی عرب تنظیم کے سیکرٹری جنرل تھے۔

اس کے بعد عرب وزرائے ثقافت کی کانفرنس کا پہلا اجلاس شروع ہوا، جس میں موجودہ دورانیہ کے لیے صدر، نائب صدر اور سیکرٹری جنرل کے عہدوں کا انتخاب کیا گیا۔ اس کے بعد متحدہ عرب امارات کے وزیر اطلاعات و ثقافت الشیخ عبد اللہ بن زاید آل نہیان نے خطاب کیا، پھر عرب، اسلامی اور دیگر ممالک کے نمایندوں اور عالمی اداروں کے ذمہ داران کے خطابات ہوئے۔ اس طرح پہلے دن کی کارروائی اپنے شیڈول کے مطابق مکمل ہوگئی۔

22 نومبر 1998ء کی شام شارجہ آرٹس سنٹر، بیت السرکال میں محکمہ اطلاعات و ثقافت نے مندوبین کے اعزاز میں عشائیہ دیا، اس میں میں بھی شریک ہوا۔ اس عشائیے کے ساتھ ہی ان کا اکیسواں (21) اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

اختتامی تقریب کے بعد میں مہمانوں کو آرٹس میوزیم دکھانے لے گیا۔ انھوں نے اس کی سیر کے بعد ثقافت، آرٹس، آثار قدیمہ وغیرہ فنون کے حوالے سے میری دلچسپی اور شارجہ میں کیے گئے اقدامات کو سراہا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتواں باب

ریاست شارجہ میں ادارہ جاتی نظام

سال 1999ء کے آغاز کے ساتھ ہی ریاست شارجہ میں زندگی کے تمام شعبوں میں ترقی کی رفتار تیز ہو گئی۔ امریکی یونیورسٹی شارجہ اور شارجہ یونیورسٹی دونوں کا صدر بننے کے بعد میری مصروفیات بہت بڑھ گئیں، دفتری اوقات کار تنگ ہونے لگے اور مجھ پر بوجھ بڑھنے لگا۔

ہلکی صنعتوں کے شعبے میں بھی شارجہ ترقی کرنے لگا۔

امریکی اور شارجہ یونیورسٹی سے بڑی تعداد میں طلبہ و طالبات کی فراغت اور تکمیل علم کے بعد دنیا کی نظریں ان پر جم گئیں۔ اجلاسوں، کانفرنسوں اور میٹنگز کا انعقاد بڑھ گیا، ان کا افتتاح اور ان میں خطاب بھی میری ذمہ داریوں میں شامل ہو گئے، اس لیے میں نے فیصلہ کیا کہ میں ریاست شارجہ کی ایک مجلس منتظمہ قائم کر دوں۔

ریاست شارجہ کی مجلس منتظمہ:

16 نومبر 1999ء کو میں نے ایک قانون جاری کیا جو ریاست شارجہ کی مجلس منتظمہ (ایگزیکٹو کمیٹی) کے قیام سے متعلق تھا۔ اس کا مقصد حاکم کی اہم ذمہ داریوں اور فرائض کی ادائیگی اور عوامی پالیسیوں پر عمل درآمد میں اس کی معاونت تھا تاکہ امن وامان کی بہتری ہو، معاشرتی و اقتصادی ترقی کی شرح بلند ہو اور عوامی مفادات کا خیال رکھا جا سکے۔

یہ کمیٹی معاشرتی خدمات کے تمام محکموں کی نگرانی کرے گی۔ اس کی باڈی میں صدر، نائب صدر اور ارکان ہوں گے، جنھیں حاکم کے فرمان سے مقرر کیا یا ہٹایا جا سکے گا۔ یہ اپنے ہم وطنوں میں سے متعلقہ شعبوں میں مہارت اور تجربے کے حامل لوگ ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرکاری فرمان کے مطابق محکمے تشکیل دینا، انھیں مضبوط کرنا یا انھیں ختم کرنا، ان کے سربراہ مقرر کرنا، انھیں ہٹانا یا کام پر لگانا بھی اس مجلس کے فرائض منصبی میں سے ہو گا۔ شارجہ کی پہلی مجلس منتظمہ درج ذیل محکموں پر محیط تھی:

❁ ایوان حاکم ❁ محکمہ سمندری بندرگاہیں اور کسٹم ❁ محکمہ شہری ہوا بازی ❁ مرکزی محکمہ مالیات ❁ محکمہ اطلاعات و ثقافت ❁ محکمہ معاشرتی امور ❁ محکمہ اقتصادی ترقی ❁ محکمہ ادارہ جاتی نگرانی ❁ محکمہ منصوبہ بندی وسروے ❁ شعبہ پانی و بجلی ❁ شعبۂ ماحولیات و قدرتی وسائل ❁ محکمہ دیہات وقصبات

طے پایا کہ مجلس منتظمہ کا صدر اس کے اجلاسوں کی صدارت کرے گا، تمام شعبوں اور محکموں سے رابطہ رکھے گا، مجلس کے فیصلوں کے نتائج حاکم کے سامنے پیش کرے گا اور مجلس کی نمایندگی کرتے ہوئے اس کے فیصلوں پر دستخط کرے گا۔

ریاست شارجہ کی مجلس مشاورت:

6 دسمبر 1999ء کو میں نے ریاست شارجہ کی مجلس مشاورت کے قیام کا فرمان جاری کر دیا۔ یہ مجلس عوام کے فائدے کے لیے حکومت کو مشورے اور آراء دے گی اور خاص طور پر اس کی درج ذیل ذمہ داریاں ہوں گی:

ا) مجلس منتظمہ کے پیش کردہ منصوبوں کا جائزہ لینا اور قانون کے مطابق ان کے نفاذ کے لیے ان پر نظر ثانی کرنا۔

ب) عوامی پالیسیوں کے متعلق حاکم کو رائے دینا اور اس کے بارے میں مناسب تجاویز پیش کرنا۔

ج) محکموں کے سربراہوں کو مفاد عامہ کے معاملات پر رائے دینا اور اپنی سفارشات حاکم تک پہنچانا۔ محکموں کے سربراہان کی بھی ذمہ داری ہے کہ مجلس مشاورت کے ارکان کے سوالات خصوصاً داخلی امور کے متعلق وضاحت کریں۔

د) سروسز (خدمات) اور عوامی معاملات اور قدرتی و ماحولیاتی وسائل کی ترقی و تحفظ پر غور کرنا۔

ہ) سرکاری اداروں سے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی ترقی کے متعلق تحریری یا تقریری تجاویز اور آراء طلب کرنا۔

و) عوامی شکایات، مشوروں اور تجاویز کا جائزہ لینا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ز) دفتری ضابطوں پر عمل درآمد کی نگرانی تاکہ عوامی نظام بہتر اور مضبوط ہو سکے۔

ح) دیگر امور پر رائے دینا، جو حاکم مجلس مشاورت کے سامنے رکھے گا۔

7 دسمبر 1999ء کی صبح میں نے شارجہ کی مجلس مشاورت منعقد کی۔ اس موقع پر میں نے اپنے خطاب میں کہا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على أشرف المرسلين سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

میرے ہم وطن بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ بزرگ و برتر اپنی محکم کتاب میں فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾

''اور جنھوں نے اپنے رب کی بات کو قبول کیا اور انھوں نے نماز قائم کی اور ان کا معاملہ باہم مشاورت پر مبنی ہے اور جو ہم نے انھیں رزق دیا ہے، وہ اس سے خرچ کرتے ہیں۔'' (الشورىٰ 42:38)

اللہ بزرگ و برتر کی توفیق سے اور ملکی ترقی کے قائد الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کی بابرکت قیادت میں (اللہ ان کی عزت میں اضافہ فرمائے اور انھیں صحت و عافیت بخشے) یہ آپ کی معزز مجلس قائم کی جا رہی ہے تاکہ چند ہفتے قبل جو ہم نے مجلس منتظمہ بنائی تھی، اس کے مشن کی تکمیل ہو۔ یہ دونوں مجلسیں ایک جانب حکومت کے بوجھ اٹھائیں گی تو دوسری جانب اتحادی اداروں کو مضبوط و مستحکم کریں گی۔ آج آپ کی مجلس کا افتتاح ہمارے اٹھائیسویں قومی دن کے پرمسرت موقع پر ہو رہا ہے۔ شارجہ علم و ثقافت کا منارہ بن گیا ہے۔ اسے عرب ثقافت کا مرکز ہونے کا اعزاز بخشا گیا ہے۔

معزز اراکین!

میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ قومی ترقی کے عمل میں شریک ہو کر فعال کردار ادا کریں، شرع کے موافق سچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات کہیں، قانون اور عوامی مفادات کا خیال رکھیں، کلمۂ حق کی سربلندی اور قومی آرزوؤں اور خواہشات کی تکمیل کی جدوجہد کریں۔ ہماری اور پوری قوم کی آپ پر نگاہیں لگی ہیں کہ کس طرح آپ مشاورت کے ساتھ اس ملک کو آگے لے کر چلتے ہیں۔ میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کو اپنے ہر حکم پر عمل کرنے اور اپنی ہر نہی سے رکنے کی قوت عطا فرمائے اور میں آپ کے لیے توفیق اور راستی کا خواستگار ہوں۔ وہی بہتر مالک اور وہی بہتر مددگار ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ ﴾

''اور کہو کہ تم عمل کرو، پس عنقریب اللہ تمھارا عمل دیکھے گا اور اس کا پیغمبر ﷺ اور مومنین بھی۔''

(التوبة 105:9)

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''

خاندان کے لیے مجلس اعلیٰ:

26 نومبر 2000ء کو میں نے ریاست شارجہ میں خاندان کے لیے مجلس اعلیٰ قائم کرنے کا فرمان جاری کیا اور اس کے پانچ شقوں پر مبنی اہداف متعین کیے: باہمی تعاون کے اصول کو فروغ دینا اور پرائیویٹ سیکٹر میں اس کا مکینزم وضع کرنا، معاشرتی بنیادوں اور اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ شراکت و شفافیت کا اصول اختیار کرنا اور معاشرے میں خاندان کے کردار کو آگے بڑھانا، خاندان کے باہمی روابط کا قیام و استحکام اور خاندان خصوصاً لڑکیوں کو درپیش مشکلات کا سروے اور ان کے مناسب حل کی تجاویز پیش کرنا اور ماؤں کی صحت کے شعور کو عام کرنا، بچے کی ثقافت میں دلچسپی اور اس کا تحفظ، نیز عورتوں کو سماجی زندگی میں شرکت کی ترغیب دلانا، کارکن خواتین کے حالات کو بہتر بنانا، خاندان کے پیداواری منصوبوں کو فروغ دینا اور خصوصی ضرورت مندوں کی بحالی و تحفظ کا اہتمام کرنا۔

ریاست شارجہ میں بلدیاتی ادارے:

پہلے ریاست شارجہ میں تین بلدیاتی ادارے تھے: شارجہ، خورفکان اور کلباء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک علاقے سے دوسرے علاقے کی دوری اور مسافت کی وجہ سے ان تک وسائل اور عوامی فوائد آسانی سے نہیں پہنچتے تھے، اس لیے فیصلہ کیا گیا کہ چھ بلدیاتی ادارے بنا دیے جائیں۔

5 مارچ 2004ء کو میں نے ریاست شارجہ کی بلدیات کے متعلق ایک فرمان جاری کیا، جس کی دوسری شق میں کہا گیا تھا کہ ریاست میں درج ذیل چھ بلدیات قائم ہوں گی:

- بلدیہ شارجہ
- بلدیہ الذید
- بلدیہ خورفکان
- بلدیہ کلباء
- بلدیہ دبا الحصن
- بلدیہ الحمریہ

ہر بلدیہ کی جغرافیائی حدود اور اس میں شامل ٹاؤن کمیٹیوں کی حدود مقرر کی جائیں گی، جبکہ دیگر بلدیات بنانا یا ختم کرنا یا ان کو مدغم کرنا حاکم کے فرمان کے تابع ہوگا۔

یہ چھ بلدیات تو قائم ہو گئیں لیکن پھر میں نے مزید بلدیات کی ضرورت محسوس کی تو 12 اکتوبر 2004ء کو درج ذیل تین نئی بلدیات قائم کرنے کے فرمان جاری کیے:

ا) بلدیہ المدام ب) بلدیہ البطائح ج) بلدیہ ملیحہ

اس طرح شارجہ میں امن و امان کے قیام اور عوامی سہولتوں کی فراہمی کے متعلق ملکی دستور کے مطابق ایک لامرکزیت قائم ہوگئی اور امارات کی سماجی و اقتصادی ترقی کو نئی راہیں ملیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آٹھواں باب

اندلس میں اسلام کی واپسی

1970ء میں آزادیٔ ادیان کا قانون جاری ہونے کے بعد اندلس (اسپین) کے لوگ اسلام قبول کرنے لگے تھے، پھر ہسپانوی پارلیمنٹ نے 1992ء میں قبول اسلام کی آزادی دے دی۔ مسلمانوں کو ان کے دستوری حقوق دیے گئے اور اس سلسلے میں قوانین وضع کیے گئے، مثلاً: اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں علوم اسلامیہ پڑھانے اور اسلامی ثقافت پیش کرنے کی اجازت، نیز کتب اور ایسے جرائد کی اشاعت جن میں اندلس کی پرانی تاریخ پیش کی گئی ہو، اور اس ضمن میں مطالعات وتقاریر کا اہتمام۔

الثغرہ کلچرل سوسائٹی، اندلس:

اس ثقافتی سوسائٹی کی بنیاد 1993ء میں رکھی گئی۔ استاذ عبدالصمد انتونیو رومیرو اس ثقافتی سوسائٹی کی اندلس میں عمارت بنانے کے لیے عطیات اکٹھے کرنے لگے۔ میں نے بھی اس میں حصہ ڈالا تھا۔ جب یہ عمارت بن گئی تو استاد عبدالصمد نے سوسائٹی کی عمارت کے افتتاح کے لیے مجھے دعوت دی۔

6 جولائی 2001ء کو قبل از دوپہر میں اسپین کے غرناطہ ائیر پورٹ پر پہنچا۔ اسی روز شام کو میں نے الثغرة کلچرل سوسائٹی کا غرناطہ میں افتتاح کر دیا۔

اس موقع پر میری اہلیہ الشیخہ جواہر بنت محمد القاسمی، میرا بیٹا الشیخ خالد بن سلطان بن محمد القاسمی، اندلس کی صوبائی حکومت کے نمائندے جناب خوسیہ جامیثو اور اسپین میں متحدہ عرب امارات کے سفیر جناب سلطان راشد الکتیوب بھی موجود تھے۔ الثغرة ثقافتی سوسائٹی کے مرکز پہنچنے پر ہمارے استقبال کے لیے امریکہ اور یورپ میں اسلامی عرب جماعتوں، اداروں، تنظیموں، کالجوں اور انسٹی ٹیوٹس کے نگران، صدور، چیئرمین اور بڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داران موجود تھے، مثلاً: ڈاکٹر شوقی باشیتس، یورپ میں صدر مجلس اعلیٰ برائے تربیت و ثقافت۔ ڈاکٹر عبداللہ المعطانی، صدر اسلامی بینک برائے ترقی کے مشیر۔ ڈاکٹر مصطفیٰ زباخ، مدیر ثقافت و رابطہ، اسلامی تنظیم برائے تربیت، سائنس و ثقافت (ISESCO)۔ جناب اوگسٹو اریاس ہیرو، میئر بوبیلا ڈی ڈون فیڈریکا، غرناطہ۔

ان کے علاوہ بڑی تعداد میں اسپین کے مسلمان، ارباب ثقافت اور اندلس کی عربی اسلامی ثقافت کے ماہرین شریک ہوئے۔

سوسائٹی کی افتتاحی تقریبات کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔ میں نے مسجد الورود کے پاس یادگاری تختی کی نقاب کشائی کی۔ اس تختی پر ہسپانوی صوبہ اندلس میں الثغرۃ کلچرل سوسائٹی کے قیام میں میرے کردار کا ذکر بھی تھا۔[1] پھر میں استاد عبدالصمد انتونیو رومیرو کے ہمراہ مسجد کا جائزہ لینے لگا، جس میں دو ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔ میں نے سوسائٹی کی مرکزی بلڈنگ کے مختلف شعبوں کا معاینہ کیا اور اس کی علمی خدمات سے آشنائی ہوئی۔ اس عمارت میں اندلس کالج برائے عربی تعلیم اور لیکچرز کے ہال ہیں جن میں تین سو طلبہ بیٹھ سکتے ہیں، پھر میں نے لائبریری اور تحقیقی مرکز دیکھا جو تحقیق، ترجمہ اور تاریخ کے شعبوں پر مشتمل ہے۔

ادارے کی طرف سے پیش کی گئی بریفنگ میں مجھے اسپین میں عربی ثقافت کی خدمت کے لیے مستقبل کے منصوبوں اور پروگراموں سے آگاہ کیا گیا جن میں عربی زبان نہ بولنے والوں کے لیے متعدد ذرائع سے عربی کی تعلیم کا پروگرام شامل تھا۔ ایک اسلامی ثقافتی مجلّے کی اشاعت بھی زیر غور تھی۔

الشیخ خالد القاسمی کی ہسپانوی تقریر

پھر ہم اس ہال میں پہنچے جہاں تقریب منعقد ہونا تھی۔ قرآن حکیم کی تلاوت کے بعد میرے بیٹے الشیخ خالد

[1] ملک اسپین (Spain) کا اصل نام Espana (اسپانا) ہے جسے لاطینی میں ''ہسپانیہ'' کہا گیا۔ یہاں ونڈال قوم کے آباد ہونے کے باعث اس کا جنوبی حصہ ''اندلوسیہ'' کہلاتا تھا، چنانچہ عربوں نے پورے ملک کو ''اندلس'' کا نام دیا۔ آج بھی سپین کے جنوبی صوبے کا نام اندلوسیہ ہے جس میں اشبیلیہ، قرطبہ اور غرناطہ کے تاریخی شہر واقع ہیں۔ ہسپانیہ کی نسبت سے کولمبس نے ویسٹ انڈیز کے دوسرے بڑے جزیرے کا نام ہسپانیولا رکھا تھا جواب دو ملکوں ہیٹی اور ڈومینکن ریپبلک میں بٹا ہوا ہے۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن سلطان القاسمی نے اسپینش زبان میں تقریر کی،[1] جس میں ہمارے اس دورے پر اظہار مسرت کیا اور اندلس کی اسلامی تاریخ وثقافت اور آئندہ کے امکانات پر سیر حاصل گفتگو کی۔

انھوں نے کہا: ''آج ہمیں اندلس اور ہسپانوی قوم کے ساتھ ہمارے تاریخی تعلقات یاد آ رہے ہیں جن کے ذریعے سے ماضی میں یہ خطہ اسلام کی برتر تہذیب وثقافت کے ثمرات سے بہرہ ور ہوا تھا۔ تب مسلمانوں نے مسلسل آٹھ صدیوں تک اندلس پر حکومت کی۔ انھوں نے یہاں ہم آہنگ ثقافتی اور نسلی تعلقات کو فروغ دیا اور یوں ایک ممتاز مثالی معاشرہ قائم کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ کئی تہذیبوں اور ثقافتوں کے میل ملاپ سے جس تاریخی دور کا آغاز ہوا، اس میں یہاں علم و دانش کی شعاعیں پھوٹیں۔ اس کے نتیجے میں یورپ کے اندر احیائے علوم کی تحریک نے جنم لیا اور اس سے بڑے بڑے یونانی مفکرین کے افکار کے فروغ میں مدد ملی جو بھلائے جا چکے تھے۔

اس تحریک کو، خواہ یہ مشرق میں تھی یا مغرب میں، اسلامی تہذیب نے جنم دیا تھا، چنانچہ اس نے انسانی تہذیب کی پیش رفت میں اہم کردار ادا کیا جبکہ وہ مسلسل علم وحکمت کا سرچشمہ رہی اور زمین میں انسانی خلافت کا قیام اور اس کی تعمیر اسلامی تہذیب کا ہدف رہا ہے۔ یہ المناک بات ہے کہ اندلس میں اسلامی تہذیب ختم ہوگئی باوجودیکہ حالات اس تہذیبی ربط وضبط کے عمل کے جاری رہنے کے لیے سازگار تھے۔

جب مسلمان اس سرزمین میں آئے تھے تو وہ اس ملک کے اصل باشندوں کے ساتھ گھل مل گئے تھے اور انھوں نے ایک خاص نوع کے اندلسی تشخص کی تشکیل میں حصہ لیا تھا۔ انھوں نے اندلسی معاشرے کے ارتقاء میں مدد دی تھی۔ اندلس میں مسلم حکومت نے قومی عصبیت کی مختلف شکلوں اور انتہا پسندی کو فروغ دینے سے احتراز کیا تھا جو کہ تہذیبی اور علمی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہے۔

فتح اندلس کے زمانہ میں عرب و بربر مسلمانوں کی تعداد 70 ہزار سے زیادہ نہ تھی جبکہ گاتھ باشندے ایک کروڑ کی تعداد میں تھے۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اس خطے میں اسلامی فتح عسکری ہی نہیں تھی بلکہ ثقافتی و تہذیبی برتری کا نتیجہ تھی۔

[1] الشیخ خالد بن سلطان بن محمد القاسمی نے اسپین میں ''اندلس میں عربی انقلاب کے متعلق ہسپانوی ادب'' کی تعلیم حاصل کی تھی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اسلامی دور میں آئی بیرین باشندے [1] عربی زبان کے اس قدر شیدائی تھے کہ وہ اس میں گفتگو کرتے حتی کہ عربی میں شعر و شاعری بھی کرتے تھے اور شمالی اسپین کے بادشاہ جن تک اسلام نہیں پہنچا تھا، وہ اپنے مراسلات پر دستخط کرتے وقت عربی میں اپنے نام لکھتے تھے، چنانچہ کئی مخطوطوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہسپانوی مسلمان تحریر میں عربی رسم الخط استعمال کرتے تھے جسے ''خیمادو'' کہا جاتا تھا۔

افسوسناک بات یہ ہے کہ ہسپانیہ میں اسلامی وجود کو روحانیت اور قدر و قیمت کے لحاظ سے سمجھا نہیں گیا۔ اندلسی تہذیب کا مزاج امتیازی حیثیت رکھتا تھا جیسا کہ مسلم اسپین کو بڑے بڑے مفکرین نے قرونِ وسطیٰ میں دنیا میں ثقافت کی روشنی پھیلانے کا اہم ترین مرکز قرار دیا ہے۔ یہ خطہ علم و دانش، سائنس، جیومیٹری، فنون اور ادب کا بے نظیر سرچشمہ تھا جیسا کہ غرناطہ شہر اپنی طویل تاریخ میں ایجاد و اختراع اور ثقافت کے فروغ کا گڑھ تھا۔ یہ دراصل مشرق و مغرب کا نقطۂ اتصال تھا۔

عرب مفکر ابن خلدون کہتا ہے کہ ''اس دور میں انسانی فکر و فلسفہ کی روشنی پھیل رہی تھی۔'' اور یہاں ہمیں ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ہم اس قضیے (سقوط غرناطہ) کا تاریخی حقائق کی روشنی میں مثبت سوچ کے ساتھ مطالعہ کریں جس سے ہمارے حاضر اور مستقبل کی تعمیر میں مدد ملے۔

ہمارے آج کے اندلس میں انسانی حقوق اور دینی عقائد کے احترام کی نئی مثال قائم کی گئی ہے اور ایسے تعلقات استوار کرنے کی راہ ہموار ہوئی ہے جو ثقافتی تبادلے اور مختلف مذہبی عقائد اور طرز ہائے زندگی کو فروغ دینے میں مدد دیں گے اور اس طرح نئے سرے سے سلامتی و استحکام کی فضا ہموار ہوگی اور جدید اندلس میں یہی ہمارا ہدف ہے اور اسے بروئے کار لانے میں ہمیں آپ کی مدد درکار ہے۔''

استاذ عبد الصمد انتونیو رومیرو انچارج الثغرۃ کلچرل سوسائٹی نے اپنے خطاب میں اندلس کی اسلامی تاریخ پر روشنی ڈالی اور اسپین کی ملکہ صوفیہ کی طرف سے مجھے اور حاضرین کرام کو ہدیۂ تہنیت پیش کیا اور ان کا یہ پیغام پہنچایا کہ یہ دن اندلس میں اسلام کی عظمت، اس کے پیغام، اس کی تہذیب کی گہرائی اور اندلس اور انسانیت کی

[1] اسپین اور پرتگال پر مشتمل جزیرہ نما ''آئی بیریا'' (Iberia) یورپ کے جنوب مغرب میں واقع ہے، چنانچہ ہسپانوی و پرتگالی باشندوں کو ''آئی بیرین'' کہا جاتا ہے۔ عربوں نے اس پورے جزیرہ نما کو اندلس کا نام دیا تھا۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمایاں علامت سمجھا جائے گا۔ انھوں نے تقریر میں میری خدمات کا شکریہ ادا کیا جو میں نے اسپین کے مسلمانوں اور اندلس کی اسلامی تاریخ کے لیے انجام دی ہیں۔

الثغرۃ ثقافتی سوسائٹی نے میرے اعزاز میں ایک بڑا عشائیہ دیا، جس میں جناب الشیخ خالد بن سلطان بن محمد القاسمی، گورنر صوبہ اندلس کے نمائندہ جناب خوسیہ جامیثو، امارات کے سفیر جناب سلطان راشد الکیتوب اور دیگر نمایاں افراد نے شرکت کی جن میں کالجوں، یونیورسٹیوں، ثقافتی اداروں اور یورپ میں اسلامی وعربی تعلیم کے اداروں کے سربراہ شامل تھے۔

سوسائٹی کے ایک ہال میں اندلس کی فنی نمائش رکھی گئی تھی جس میں معروف مصور خوسیہ کارلوسدی لاکویفا کی پینٹنگز نمایاں تھیں، جن میں اندلس کی عمارتوں، محلات اور مساجد کے مختلف پہلوؤں کی بڑی خوبصورتی سے عکاسی کی گئی تھی۔

الثغرہ کلچرل سوسائٹی کی اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت اسلامی تنظیم برائے تعلیم، سائنس وثقافت ''اسیسکو'' نے اسلامک ڈویلپمنٹ بینک کے تعاون سے دی تھی۔ یہ کانفرنس مغرب میں اسلامی ثقافت کو فروغ دینے کے منصوبے کی پیروی میں منعقد ہوئی تھی جو اسیسکو نے وضع کیا تھا اور جس کی منظوری اسلامی کانفرنس کے وزرائے خارجہ کے ستائیسویں اجلاس میں دی گئی تھی اور نویں اسلامی سربراہ کانفرنس نے اس کی توثیق کی تھی۔

الثغرۃ کلچرل سوسائٹی کی میزبانی میں ہونے والے اس اجتماع کا مقصد یورپ میں اسلامی ثقافت کو اچھی طرح متعارف کرانا اور یورپ کے ثقافتی مراکز اور اسلامی اداروں اور تنظیموں کے مابین روابط کو مضبوط کرنا تھا، چنانچہ اس میں یورپ کے چالیس (40) سے زائد علمی ادارے اور ثقافتی تنظیمیں شریک تھیں۔

تین دن تک جاری رہنے والے اس اجتماع کے دوران یورپ میں اسلامی اداروں اور اقلیتوں کے مابین معاشرتی، ثقافتی، تربیتی اور ابلاغی ترجیحات عمل طے کی گئیں کہ وہاں ثقافتی مراکز کے رہنما تجربات سے معاشرہ استفادہ کرے، نیز عالمِ اسلام کے تارکینِ وطن کے فہم و دانش سے کام لیا جائے۔

8 جولائی 2001ء کی شام میری ملاقات اسپین کے مسلمانوں کے ایک گروپ کے ساتھ ہوئی۔ اس میں مسجد غرناطہ کا منصوبہ زیر بحث رہا، جس کے لیے تیونس، لیبیا اور ملائیشیا مالی تعاون کر چکے تھے، لیکن فی الحال یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منصوبہ سرمایے کی کمی کی وجہ سے رکا ہوا تھا۔ انھوں نے مجھ سے منصوبے کی تکمیل کے لیے مدد مانگی۔ میں نے ان کے ساتھ اتفاق کیا کہ صبح نماز فجر کے بعد میں موقع دیکھوں گا۔ میں نے موقع دیکھا تو وہاں صرف چند ستون کھڑے تھے۔ یہ مقام غرناطہ میں بیازین پہاڑی کی چوٹی پر تھا۔

جامع مسجد غرناطہ:

میں نے مسجد غرناطہ کی تکمیل کی ذمہ داری لے لی اور دو برس میں یہ مسجد مکمل ہوگئی۔ منتظمین نے اس مسجد کے افتتاح کے لیے مجھے دعوت دی، چنانچہ 9 جولائی 2003ء کو بعد از دوپہر ہم بذریعہ طیارہ غرناطہ پہنچے تاکہ مسجد غرناطہ اور اس کے تحت قائم کیے گئے مرکز ثقافت کا افتتاح کیا جائے جو مشرق کے مسلم عرب عوام اور مغربی اقوام کے مابین تہذیبی و ثقافتی روابط اور فکری گفتگو کی بنیادیں فراہم کرے۔

ہمارے استقبال کے لیے غرناطہ کے ڈپٹی میئر سبستیان بیرٹ، میڈرڈ میں متحدہ عرب امارات کے سفیر جناب راشد الکتیوب، شارجہ کے اوقاف (ٹرسٹ) کے جنرل سیکرٹری جناب جمال سالم الطریفی، الثغرۃ ثقافتی سوسائٹی اسپین کے صدر جناب عبدالصمد انتو نیورومیرو رمان، متعدد سفیر، اسپین کے اعلیٰ حکام اور متحدہ عرب امارات کے سفارتکار موجود تھے۔

غرناطہ کے ڈپٹی میئر نے ہماری آمد پر خوشی اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ اس سفر میں میری اہلیہ الشیخہ جواہر بنت محمد القاسمی اور میرا بیٹا شیخ خالد بن سلطان القاسمی بھی ہمراہ تھے۔ غرناطہ کی مجلس اوقاف کے صدر جناب مالک عبدالرحمٰن رویث نے اس منصوبے کی میرے تعاون سے تکمیل پر ہمارا شکریہ ادا کیا۔ انھوں نے کہا کہ غرناطہ کے مسلمانوں کو بہت صبر کرنا پڑا اور انھیں آج بہت خوشی بھی ہو رہی ہے۔

جناب عبدالصمد انتو نیورومیرو نے بتایا کہ اس منصوبے میں کئی عرب اسلامی ممالک اور حکومت اسپین کا تعاون بھی شامل ہے تاکہ یہ اسلام کا ایک اعلیٰ مرکز بن سکے۔

عریبک یورپین ہائی سکول (غرناطہ) میں

9 جولائی 2003ء کی شام میرے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس کا اہتمام عریبک یورپین ہائی سکول فار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مینجمنٹ کے ٹرسٹیوں نے کیا تھا۔ اس موقع پر میں نے اپنی تقریر میں کہا: ”جب سے غرناطہ شہر آباد ہوا ہے، یہ علم و دانش کا مرکز رہا ہے۔ صدیوں اس کے دروازے طلبہ اور محققین کے لیے کھلے رہے جنھوں نے بہت سے علاقوں اور دور دراز خطوں میں تہذیب، سائنس اور علم و دانش کے چراغ روشن کیے۔ یہاں علمی مدارس اور جامعات کے قیام سے غرناطہ تاریخ کے صفحات میں علم کے سورج کی حیثیت اختیار کر گیا اور آج پھر غرناطہ نے اپنی تاریخ کے انسانیت نواز دور کو دہراتے ہوئے عریبک یورپین ہائی سکول فار مینجمنٹ کی شکل اختیار کر لی ہے۔ یہ ہمیں اس شاندار ماضی کی یاد دلاتا ہے جب یہاں مختلف مذاہب کے لوگ گھل مل کر محبت، سچائی، بے غرضی اور اخلاص کی فضا میں رہ رہے تھے۔

غرناطہ میں اسلامی ثقافتی وفکری مینار

10 جولائی 2003ء کی صبح میں نے مسجد غرناطہ اور اس کے ماتحت مرکز ثقافت کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ اس میں صوبہ اندلس کے گورنر انتونیو مرتینت کیلر، سفراء، عربی و اسلامی ممالک کے سفارتکار، ثقافتی مراکز کے صدور، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، اسپین کی مساجد کے ائمہ اور خطباء نے شرکت کی۔ ایک ہزار سے زائد افراد یہاں جمع تھے۔

مسجد کے باغیچے میں باقاعدہ تقریب کا آغاز قرآن حکیم کی تلاوت سے کیا گیا۔ تلاوت مقامی مسلمانوں میں سے ایک صاحب نے کی۔ اس کے بعد سبستیان بیرٹ ڈپٹی میئر غرناطہ نے شہر کے میئر خوسیہ ٹورس اوٹاڈو کی نیابت میں گفتگو کرتے ہوئے کہا: آج کے دن پوری مملکت ہسپانیہ میں سال کا اہم واقعہ پیش آیا ہے جبکہ یہاں مسجد اور ثقافتی مرکز کا افتتاح کیا گیا ہے۔ یہ دونوں تمام اہل غرناطہ کے دلوں میں اپنا خاص مقام بنائیں گے۔ ترکی کے وزیراعظم کے نمایندے نوشاد یلطاش نے اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے ہسپانوی مسلمانوں کی حیات میں اس مسجد اور مرکز کو ایک ثقافتی وفکری مینار قرار دیتے ہوئے کہا کہ ”یہ مرکز انھیں دیگر اقوام کے ساتھ تعلقات اور مکالمے کا موقع فراہم کرے گا، خصوصاً قصر الحمراء کے سحر میں مبتلا غیر ملکی سیاح بڑی تعداد میں یہاں سے روشنی حاصل کریں گے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

جامع مسجد کمیٹی کے صدر جناب مالک عبدالرحمٰن رویث نے گفتگو کرتے ہوئے اس امید کا اظہار کیا کہ کمیٹی وہ معیار اور اہداف پیش نظر رکھے گی جو میں نے مسجد (وقف) کے لیے ان سے تعاون شروع کرتے وقت طے کیے تھے اور عربی و اسلامی تاریخ کے تناظر میں جدید غرناطہ کے لیے یہ مسجد منارۂ نور بنے گی۔

پھر میرے بیٹے الشیخ خالد بن سلطان القاسمی نے ہسپانوی زبان میں خطاب کیا۔ انھوں نے کہا: ''جب میں اس پر رونق شہر غرناطہ میں پہنچا تو میرے احساسات و جذبات اس انسان کی طرح تھے جو اپنے آباء و اجداد کی سرزمین پر لوٹ آتا ہے۔ یہاں ہر شے تہذیب و تاریخ خصوصاً اسلامی تہذیب سے مملو اور معطر نظر آئی جس کے آثار ہسپانیہ یا اندلس میں سایہ فگن ہیں۔ اس شہر میں ہمیں اس تہذیب کے خزانے خاص طور پر نظر آتے ہیں جو اس کے مکینوں کی عادات اور اس کے آثار اور اسی طرح اس کی زبان میں نمایاں ہیں۔

جب میں چھوٹا تھا تو یہ دور دراز شہر خاص طور پر جغرافیہ میں ڈھل کر میرے خوابوں میں آتا تھا اور اس کے ساتھ ہی یہ مجھے اپنے دل کے قریب محسوس ہوتا۔ اسی لیے میں نے ہسپانوی زبان سیکھنے کی کوشش کی جس میں کثیر عربی الفاظ شامل ہیں۔ اس طرح میرا حقیقی جذبہ مجھے اکساتا تھا کہ میں ہسپانوی قوم کے بارے میں معلومات حاصل کروں اور اس کے فکری اثرات اور کردار و عمل کے ادراک سے بہرہ ور ہو جاؤں، چنانچہ میں نے اس قوم کی عادات اپنی عادات کے قریب پائیں اور اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ ان دونوں میں بڑی مشابہت ہے۔ یہ عادات ان کے اور ہمارے خون میں رواں دواں ہیں اور بعض یہاں گزری آٹھ صدیوں میں اس سرزمین پر باہم گھل مل گئی ہیں جو کہ اندلس میں اسلامی عربی تہذیب کے فروغ پانے کی مدت ہے۔

اس مسجد و مرکز کا افتتاح ایک لحاظ سے میرے لیے ایک صدا اور برادرانہ میل جول کی دعوت ہے کہ اس مرکز میں اندلسی تہذیب کے عناصر اکٹھے ہو جائیں جس سے تمام ادیان کے مابین باہم گھل مل کر زندگی بسر کرنے کی صورت پیدا ہوتا کہ غرناطہ میں یہ مسجد مبارک اس دعوت اور بھائی چارے کی چلتی پھرتی تصویر بن جائے۔ جب بھی مؤذن اس مسجد کے ماذنہ سے اللہ اکبر کی صدا بلند کرے اور پرانے غرناطہ کے محلّہ البیازین کی دیواریں اذان کی صداؤں سے گونج اٹھیں تو اس سے اخوت، اکٹھ، مکالمے اور ملاپ کی دعوت بلند ہو کر دنیا بھر میں گونجتی چلی جائے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر میں نے یادگاری تختی کی نقاب کشائی کی، جو مسجد کے باغیچے کے درمیان نصب کی گئی تھی۔ یہ افتتاح گویا مسجد غرناطہ میں عبادات اور دینی سرگرمیوں کے باقاعدہ آغاز کا اعلان تھا۔

اندلسی فن تعمیر کا شاہکار

اب میرے ساتھ مملکت ہسپانیہ میں مقیم عرب ممالک کے سفیروں، ہسپانوی سرکار کے با اعتماد مسلمانوں اور مہمانوں نے مسجد کے مختلف حصے دیکھے۔ تاریخی قصر الحمراء ایک طرف بلندی پہ نظر آ رہا تھا۔ میں مسجد کے صحن میں داخل ہوا جس کی دیواریں اندلسی فن تعمیر اور نقاشی سے آراستہ تھیں جن پر قدیم غرناطی ستارہ بنا ہوا تھا۔ مسجد نہایت خوبصورت تھی اور اسلامی فن تعمیر اور نقاشی کی مختلف شکلوں سے ترقی یافتہ فن کا اظہار ہوتا تھا۔ پھر ہم نے الشیخ خالد بن سلطان القاسمی اور معزز مدعوین کے ساتھ مل کر نماز کے بڑے ہال میں دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کی۔ ہم نے مسجد کی محراب کے نقش و نگار بغور دیکھے۔ محراب مشہور مسجد قرطبہ کی محراب کا چھوٹا نمونہ تھی۔ اس کی اطراف اور گوشے قدیم عربی اندلسی نقاشی سے آراستہ تھے۔

چینی صندل کی خوشبودار لکڑی میں منقوش درج ذیل آیات مبارکہ محراب کا احاطہ کر رہی تھیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾

ان آیات بابرکات کی کتابت اور چار میٹر بلند اس محراب کی تزئین و آرائش المغرب (مراکش) کے شہر فاس کے ایک مشہور ماہر فن اور خطاط کی کاریگری کا نتیجہ ہے۔

جانب قبلہ سنگ مرمر کی محرابیں مسجد اقصیٰ کی محرابوں کے مشابہ ہیں۔ اس کی کھڑکیاں عثمانی مساجد کے فن تعمیر کی آئینہ دار ہیں، جبکہ اس کے دروازے المغرب کی مساجد کی نقاشی اور منبت کاری سے مزین ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسجد سے ہم اسلامی ثقافتی مرکز گئے، جہاں ہم نے لیکچرز اور مطالعہ کے لیے بنائے گئے ہال اور لائبریری دیکھی، جس میں دس ہزار سے زائد کتب کی گنجائش ہے۔ ان میں عربی، ہسپانوی، انگریزی، ترکی اور یورپی زبانوں کی کتب اور مطبوعات شامل تھیں۔

یہاں میری ملاقات مسجد کا نقشہ بنانے والے انجینئر رینا تورامیر بٹ اور اس خطاط سے ہوئی جس نے آیات مبارکہ کی کتابت کی تھی۔

جامع مسجد غرناطہ اور ثقافتی مرکز شہر کے تاریخی محلّہ البیازین یا الصقارین میں واقع ہیں جسے یونیسکو نے 1997ء سے انسانی وتہذیبی ورثہ قرار دے رکھا ہے، چنانچہ مسجد و مرکز کا طرزِ تعمیر البیازین کے عربی طرزِ تعمیر سے ہم آہنگ ہے۔ ان کی دیواروں پر سفید چونے کے پتھر کا پلستر ہے اور کھڑکیاں قوسوں سے مزین ہیں۔ جامع مسجد کے جنوبی جانب باغیچہ ہے جہاں سے قصر الحمراء اور سیرا نواڈا کے پہاڑ نظر آتے ہیں۔ ادھر ہی قصر الحمراء کا مشہور برآمدہ ''سان بیکولاس'' ہے جس کی طرف دنیا بھر کے سیاح کھنچے چلے آتے ہیں تاکہ قصر الحمراء سے غروب آفتاب کی ایک جھلک دیکھ سکیں۔ غرناطہ شہر میں مسلمانوں کی یہ عمارت بھی سیاحتی کشش رکھتی ہے۔ اس وقت سے سیاحوں کی تعداد 12 ہزار کے لگ بھگ ہے جن میں 5 ہزار ہسپانوی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں سمپوزیم اور سیمینار منعقد ہوں گے جن سے اسلامی عربی تہذیب اور اہلِ ہسپانیہ کے لیے دین اسلام کی فراخ دلی کو سمجھنے اور سیاحت میں مدد ملے گی۔

جامع مسجد غرناطہ اور مرکز کا کل احاطہ دو ہزار ایک سو پچاس مربع میٹر ہے۔ چھ سو مربع میٹر میں مسجد ہے اور ساڑھے سات سو مربع میٹر میں اسلامی ثقافتی مرکز ہے جبکہ آٹھ سو مربع میٹر میں امام کی رہائش گاہ، باغیچہ، واش رومز وغیرہ ہیں۔

مسجد میں چھ سو نمازیوں کی گنجائش ہے۔ ساتھ ہی عورتوں کا ہال ہے جس میں بیک وقت ڈیڑھ سو خواتین نماز ادا کرسکتی ہیں۔ مسجد کا صحن، باغیچہ اور دیگر احاطے شامل کریں تو ایک ہزار نمازیوں کی گنجائش نکل آتی ہے۔ اذان کی جگہ مسجد کے صحن سے چودہ میٹر بلند ہے اور چوکور اندلسی ماذنوں کی طرز پر بنائی گئی ہے۔ اس کی پیشانی پر ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسجد کا ماذنہ (اذان کی جگہ) باغیچے کی جانب ایستادہ ہے جس میں پھلوں اور پھولوں اور گلاب کے پودے ہیں، مالٹے کے درخت بھی ہیں، اس کے ساتھ ہی امام کی رہائش اور مسجد انتظامیہ کے دفاتر، وضو خانے، کارپارکنگ وغیرہ ہیں۔

اسلامی ثقافتی مرکز کی تین منزلیں ہیں، اس کا الگ گیٹ ہے۔ اس میں کثیر المقاصد ہال بنائے گئے ہیں، نیز کلاس روم ہیں، ایک مطالعہ ہال اور ایک لائبریری ہے۔ ثقافتی مرکز اور جامع مسجد کا باغیچہ غیر مسلموں کے ساتھ تہذیبی روابط کے لیے اساسی کردار ادا کریں گے اور وہ سیاحوں اور غیر مسلموں کے لیے کھلے رہیں گے۔

اس مرکز اور مسجد کے ملازمین اپنی مقامی ہسپانوی زبان کے علاوہ اچھی انگریزی بھی جانتے ہیں، جو مقامی اور غیر ملکی مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لیے فائدے کا باعث ہے۔ متحدہ عرب امارات کے سفیر سلطان راشد الکتیوب اور سفارتی حلقوں نے میرے اس دورے پر نہایت خوشی کا اظہار کیا کہ اس سے متحدہ عرب امارات اور اسپین کے مابین تعلقات میں بہتری آئے گی۔

جامع مسجد غرناطہ کی وقف کمیٹی کے ارکان نے میرے اعزاز میں ظہرانہ دیا، جس میں الشیخ خالد بن سلطان القاسمی، ریاست اندلس کے صدر انتونیو مرتینت کیلر، عربی و اسلامی سفراء اور یونیورسٹیوں کے سربراہوں اور سپین میں اسلامی عربی ثقافتی و علمی اداروں اور تنظیموں کے ذمہ داران نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

اس موقع پر میں نے امارات نیوز ایجنسی اور شارجہ ٹیلی وژن کے لیے اپنے پیغام میں اس دورے پر اظہار مسرت کیا۔ میں نے کہا: ''میں خوش قسمت ہوں کہ مجھے جامع مسجد کی افتتاحی تقریب میں ہسپانوی مسلمانوں کے ساتھ شرکت کا موقع ملا جبکہ یہ مسجد ان کے لیے ایک لحاظ سے خواب تھی اور ایک مدت سے مالی مشکلات کے باعث اپنی تکمیل کی منتظر تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا ہے اور ہسپانوی مسلمان جان گئے ہیں کہ مشرق میں ان کے بھائی موجود ہیں جو ان کی خوشیوں اور راحتوں میں ان کے مددگار ہیں۔

سب جانتے ہیں کہ اس شہر (غرناطہ) سے یورپ میں علم و سائنس کی روشنی پھیلی اور اب خوبصورت شکل میں اس کی واپسی ہوئی ہے۔ بے شک اس شہر کی عزت افزائی کئی علمی میدانوں میں یورپ اور عالم عرب پر اس کے احسانات کی دلالت کرتی ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ یہ مسجد و مرکز ثقافتی و معاشی میدان میں بھلائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تعاون کی روشنی پھیلانے کا ذریعہ بن جائے اور صرف عبادت کے لیے مخصوص نہ ہو۔ میں عربوں اور مسلمانوں کو دعوت دیتا ہوں جن کے اجداد اس شہر یا اس تمام خطے پر حکمران رہے تھے کہ وہ یہاں آ کر براہِ راست اس کا مشاہدہ کریں۔''

عربی خون پر ہسپانویوں کا فخر

اکثر مؤرخین نے اندلس کے جس عظیم ورثے کے گیت گائے ہیں، اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میں نے کہا:

''یہ ان کا ورثہ بننے سے پہلے دراصل ہمارا ورثہ ہے۔ میں اہلِ خیر کو دعوت دیتا ہوں کہ اندلسی ورثے کے تحفظ میں ہاتھ بٹائیں۔ ہم انھیں اس مہمان نواز شہر کے دورے کی دعوت دیتے ہیں کہ اس کے باشندے مسلمانوں اور عربوں سے محبت کرتے ہیں۔ ہم اسپین میں جس شخص سے بھی ملے، اس نے اپنا ہاتھ کھول کر آگے کر دیا اور وہ کہتا تھا: میرے ہاتھ کو دیکھیں۔ کیا آپ ان رگوں میں عربی خون دوڑتا نہیں دیکھتے؟ گویا وہ سب اپنے خون پر فخر کرتے ہیں۔''[1]

10 جولائی 2003ء کو میں نے اپنی اقامت گاہ پر غرناطہ کے میئر خوسیہ ٹورس اوناڈو کا استقبال کیا۔ انھوں نے میرا شکریہ ادا کیا اور حکومت اسپین اور اہل غرناطہ کی نمایندگی کرتے ہوئے اس مسجد و مرکز کی تعمیر میں میرے تعاون کو سراہا۔ ملاقات میں، میں نے اس امر کی ستائش کی کہ امارات اور ہسپانیہ کے مابین تعلقات خوشگوار ہیں اور یہ کہ ان دونوں کے مابین تاریخی تعلقات کا سلسلہ ماضی کی صدیوں سے جڑا ہوا ہے۔ میں نے خواہش ظاہر کی کہ ایک دفعہ میرے اسپین کے دورے کا پروگرام تشکیل دیا جائے تاکہ دونوں ملکوں میں مشترکہ تعاون کے منصوبے آگے بڑھائے جا سکیں اور دو طرفہ ثقافتی، تعلیمی اور اقتصادی روابط کے پل مضبوط کیے جائیں۔ میں نے اس وقیع امداد اور مثبت تعاون کو سراہا جو حکومت اسپین نے بالعموم اور حکومت غرناطہ نے

[1] علامہ اقبال اپنی مشہور نظم ''مسجد قرطبہ'' میں کہتے ہیں:

آج بھی اس دیس میں عام ہے چشمِ غزال — اور نگاہوں کے تیر آج بھی دل نشیں
رنگِ حجاز آج بھی اس کی نواؤں میں ہے — بوئے یمن آج بھی اس کی فضاؤں میں ہے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بالخصوص تہذیبی و ثقافتی روابط مضبوط بنانے کے لیے پیش کیا ہے۔ میں نے اکیڈمک اور علمی سطح پر شارجہ اور غرناطہ کی یونیورسٹیوں اور ثقافتی و سائنسی اداروں کے مابین تعاون کے افق وسیع کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیا جیسا کہ دس برس پہلے میڈرڈ یونیورسٹی کے شعبہ آثارِ قدیمہ نے امارات میں آثارِ قدیمہ کی کھدائی میں تعاون کیا تھا۔ ملاقات کے آخر میں میئر نے میری خدمات کے اعتراف میں مجھے شہر غرناطہ کی چابی کا تحفہ پیش کیا۔

میں نے شہر کے میئر کو عربی خنجر کا تحفہ پیش کیا جو متحدہ عرب امارات اور مملکت ہسپانیہ کے مابین گہرے تعلقات کا آئینہ دار تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواں باب

ڈگریاں اور میڈلز

میں نے ڈرہم یونیورسٹی (برطانیہ) سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے علاوہ کئی علمی اداروں سے اور انٹرنیشنل یونیورسٹیوں سے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریاں لیں۔ اس سلسلے میں حکومتوں اور علمی و ثقافتی اداروں کی طرف سے میرے اعزاز میں تقریبات بھی منعقد کی گئیں۔

ڈرہم یونیورسٹی سے جغرافیہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری

2 جولائی 1999ء کو میں اپنی اہلیہ اور بچوں کے ہمراہ تاریخی قلعہ ڈرہم پہنچا، جو برطانیہ کی ڈرہم یونیورسٹی کے زیر انتظام ہے۔ یہاں یونیورسٹی سے فارغ ہونے والے طلبہ و طالبات کے لیے تقریب فراغت منعقد ہو رہی تھی، چنانچہ اپنی اہلیہ اور بچوں کی موجودگی میں، میں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

میں نے ''خلیج میں 1620ء سے 1820ء تک قوت وتجارت کی کشمکش'' کے عنوان سے مقالہ لکھا تھا، جس پر مجھے مسلسل تین برس تک محنت کرنا پڑی تھی۔

میرا ڈاکٹریٹ کا یہ مقالہ جغرافیہ کا ایک اہم مطالعہ شمار کیا جاتا ہے، جو عرب ممالک اور دنیا کی لائبریریوں میں ایک جدید اور قیمتی اضافہ ہے۔ اس تقریب فراغت میں درج ذیل افراد خصوصاً شریک ہوئے:

- یونیورسٹی کے چانسلر، سر پیٹر اسٹینوف
- وائس چانسلر، سر کینتھ کالمان
- شعبہ کے رجسٹرار، جان ہیورڈ
- پروفیسر جان اینسٹی
- پروفیسر جیرالڈ بلیک، نگران مقالہ

یونیورسٹی کے اساتذہ، ڈاکٹریٹ، ایم اے اور گریجویشن کرنے والوں کی بڑی تعداد اور ان کے اہل خانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس مجلس میں بطور خاص شریک ہوئے۔

ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریاں

(ا) انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی آف ملائیشیا سے تربیت کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری:

8 نومبر 2000ء کو انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی (ملائیشیا) کی مجلس اعلیٰ کے صدر ڈاکٹر سنوسی بن جنید میرے دفتر تشریف لائے۔ ڈاکٹر سنوسی نے ملاقات کے بعد کہا کہ مجھے علم و ثقافت کے شہر شارجہ میں پہنچ کر بہت خوشی ہوئی ہے اور عالم اسلام کے اس گوشے میں انسانی وتہذیبی انقلاب اور شہری ترقی کے حیران کن مظاہر میرے لیے ناقابل فراموش ہیں۔ میری صدر شارجہ یونیورسٹی اور صدر امریکی یونیورسٹی (شارجہ) کی حیثیت سے اس ملاقات کے دوران شارجہ کے محکمہ اعلیٰ تعلیم اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی (ملائیشیا) کے مابین علمی تعاون کے قیام پر گفتگو ہوئی اور ڈاکٹر سنوسی بن جنید نے مجھے دورہ ملائیشیا کی دعوت دی جس میں میری علمی خدمات پر مجھے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دینے کی پیشکش کی جو میں نے قبول کر لی۔

بتایا جاتا ہے کہ جامعہ اسلامیہ عالمیہ (ملائیشیا) کی بنیاد 1983ء میں پڑی تھی۔ اس میں مسلمان طلبہ وطالبات کی تعداد پندرہ ہزار ہے، جو 93 اقوام کی نمایندگی کرتے ہیں۔ یونیورسٹی کے آٹھ شعبے ہیں جو تمام علمی تخصصات کا احاطہ کرتے ہیں۔ یہ یونیورسٹی دوہرے تخصص (Specialisation) کی تدریس میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔ اس کی عمارات ملائیشیا کے دارالحکومت کوالالمپور کے قریب ہی واقع ہیں۔

ہم 4 فروری 2001ء کی صبح شارجہ ایئر پورٹ سے روانہ ہوئے اور اسی روز شام کو کوالالمپور پہنچ گئے۔ اگلے روز اسلامک یونیورسٹی آف ملائیشیا نے میرے اعزاز میں خصوصی تقریب منعقد کی جس کی صدارت ریاست پاہانگ دارالمعمور کے حاکم سلطان حاج احمد شاہ المستعین باللہ بن سلطان ابوبکر رعایت الدین شاہ نے کی، جو کہ جامعہ اسلامیہ عالمیہ ملائیشیا کے دستوری سربراہ ہیں۔

میرے جامعہ کے دفتر میں پہنچنے پر تقریب شروع ہوئی۔ میرے استقبال کے لیے تانسری داتو سری، سنوسی بن جنید صدر مجلس اعلیٰ جامعہ اسلامیہ عالمیہ ملائیشیا، ارکان مجلس، مدیر الجامعہ، جامعہ کے شعبوں کے صدور اور ڈینز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجود تھے۔ استقبال کے بعد میں عزت مآب سلطان حاج احمد شاہ المستعین باللہ سے ملا۔ انھوں نے مجھے مخصوص گاؤن پہنایا۔

وہاں سے ہم یونیورسٹی کے ہال میں پہنچے اور ریاست پاہانگ دارالمعمور کے سلطان کی باقاعدہ اجازت سے تقریب کا آغاز ہوا۔ معاون ڈائریکٹر برائے انٹرنیشنل افیئرز وامور طلبہ ڈاکٹر رضوان جمال نے تلاوت قرآن کریم سے اس تقریب کا باقاعدہ آغاز کیا، پھر سلطان حاج احمد شاہ المستعین باللہ نے خطاب کیا۔ انھوں نے کہا:

"ہمارے لیے خوشی اور شرف واعزاز کی بات ہے کہ ہم حاکم شارجہ اور متحدہ عرب امارات کی ہائی کمان کے رکن ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی کو جامعہ اسلامیہ عالمیہ ملائیشیا کی طرف سے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری پیش کر رہے ہیں۔"

پھر سلطان حاج احمد شاہ المستعین باللہ نے باقاعدہ مجھے جامعہ اسلامیہ عالمیہ ملائیشیا کی طرف سے تربیت کے موضوع پر ڈاکٹریٹ ان ایجوکیشن کی اعزازی ڈگری اپنے دست مبارک سے عنایت فرمائی۔

اس کے بعد مجھے اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔ میں نے اعزازی ڈگری قبول کرتے ہوئے جامعہ کے آئینی صدر، جامعہ کی مجلس علمی کے صدر و اراکین، شعبوں کے ڈینز، نیز ملائیشیا کے اعلیٰ حکام کا شکریہ ادا کیا اور جامعہ اسلامیہ عالمیہ ملائیشیا سے اعزازی ڈگری کا حصول اپنے لیے باعث فخر قرار دیا۔

ب) ایڈنبرا یونیورسٹی سکاٹ لینڈ سے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری:

5 جولائی 2001ء کو مجھے سکاٹ لینڈ کی ایڈنبرا یونیورسٹی نے آداب وعلوم انسانی میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری عطا کی۔ یونیورسٹی نے میرے لیے ایک خصوصی تقریب منعقد کی۔

ہمارے استقبال کے لیے وائس چانسلر لارڈ سدرلینڈ اور یونیورسٹی کے شعبہ عربی واسلامیات کے صدر ڈاکٹر یاسر سلیمان موجود تھے۔ مجھے ڈاکٹریٹ مکمل کرنے والوں کے لیے مخصوص گاؤن اور کمر پٹکا (Sash) پہنایا گیا۔

پھر ہم وائس چانسلر، ارکانِ سینیٹ، کالجز کے ڈینز، شعبوں کے صدور اور اساتذہ کے ہمراہ یونیورسٹی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑے ہال میں پہنچے۔ میں ڈگری پانے والوں کے جلوس میں سب سے آگے تھا۔ لارڈ سدرلینڈ نے سب سے پہلے مجھے آداب وعلوم انسانی میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کی۔ انھوں نے عربی، اسلامی اور عالمی سطح پر میری علمی خدمات پر روشنی ڈالی۔ اسی طرح صدر شعبہ عربی واسلامیات ڈاکٹر یاسر سلیمان نے علمی، ثقافتی، تاریخی اور اکیڈمک شعبوں میں میری نمایاں خدمات کا ذکر کیا، نیز عجائب گھروں، تحقیقی اداروں اور یونیورسٹیوں کے قیام اور تعلیمی شعبے میں میرے انقلابی اقدامات کی تعریف کی۔

یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے سب سے پہلے مجھے اور پھر دیگر طلبہ و طالبات کو ڈگریاں دیں۔

ایڈنبرا یونیورسٹی سکاٹ لینڈ کی سب سے اعلیٰ یونیورسٹی ہے۔ یہ یورپ کی ایک قدیم ترین یونیورسٹی سمجھی جاتی ہے۔ اس کا شعبہ عربی واسلامیات تقریباً 300 برس پرانا ہے۔

ج) ساؤتھ بینک یونیورسٹی لندن سے قانون میں اعزازی ڈاکٹریٹ:

29 اپریل 2003ء کی صبح میں ساؤتھ بینک لندن یونیورسٹی کی عمارات کا وزٹ کررہا تھا، جہاں میرے استقبال کے لیے وائس چانسلر ڈیان ہوپکن اور شعبوں کے ڈینز موجود تھے۔ میرے اس یونیورسٹی کے ساتھ گہرے روابط تھے۔ میری اس کے ساتھ معاونت اور شارجہ میں یونیورسٹیوں کے قیام کے متعلق مشاورت جاری رہتی تھی۔

یونیورسٹی نے میری علمی وتحقیقی خدمات اور جامعہ شارجہ اور جامعہ ساؤتھ بینک لندن کے مابین کانفرنس اور سیمینار منعقد کرانے پر مجھے قانون میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دی۔ اس حوالے سے ایک خصوصی تقریب منعقد کی گئی، اس کا مقام یونیورسٹی کا گریٹ رائل ہال تھا۔

د) میک ماسٹر یونیورسٹی کینیڈا سے قانون کی اعزازی ڈاکٹریٹ:

6 مئی 2004ء کو میک ماسٹر یونیورسٹی ٹورنٹو، کینیڈا نے مجھے قانون میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دی۔ یہ میرے علمی مقام اور اعلیٰ تعلیم کو فروغ دینے کے اقدامات کے اعتراف میں دی گئی۔ اس کے لیے خصوصی تقریب وہاں کے میڈیکل کالج کے ہال میں منعقد ہوئی۔ میں نے تقریب میں درج ذیل گفتگو کی:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب صدرِ اعلیٰ یونیورسٹی، جناب صدر یونیورسٹی، مہمانانِ گرامی اور خواتین و حضرات!

شارجہ یونیورسٹی کے قیام میں میک ماسٹر یونیورسٹی کے پُرخلوص تعاون پر میں شکر گزار ہوں، اس ڈگری کی عنایت پر بھی شکر گزار ہوں اور اس بات پر بھی کہ آپ نے مجھے یہاں خطاب کا موقع دیا، اس تباہی و ہلاکت کے زمانے میں، خصوصاً عربوں کے لیے یہ بہت مشکل دور ہے۔

میں ایک عربی ہوں، میں ایک مسلم ہوں، میں ایک مومن ہوں اور اپنے اللہ پر ایمان میں سچا ہوں، جو اللہ اپنی کتاب عزیز میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝﴾

''کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب (علیہم السلام) اور اس کی اولاد پر نازل کیا گیا، نیز جو موسیٰ (علیہ السلام) اور عیسیٰ (علیہ السلام) اور دیگر نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے عطا کیا گیا۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اس کے فرماں بردار ہیں۔'' (البقرۃ 136:2)

میں مشرق سے آیا ہوں، میں بڑی مشکل سے بحرِمحیط (بحرِ اوقیانوس) عبور کر کے ہوا کے سخت جھونکوں کا مقابلہ دو کمزور بازوؤں کے ساتھ کر کے آیا ہوں۔ میرے چہرے پر شبہات کی موجوں کی لپٹیں ہیں، میری کمر میں مدت مدید سے ایک گہرا زخم رس رہا ہے، لیکن میں پہنچ گیا ہوں۔ میں نے اپنا کمزور جسم آپ کے جذبات و احساسات کے ساحلوں پر لا پھینکا ہے۔ میں نے اپنے بازو ان کے آگے کھول دیے ہیں جو ہمیں لوٹ کھسوٹ کا نشانہ بناتے ہیں، چنانچہ میں نے خود کو وہاں پایا ہے جہاں میں اب ہوں۔

میری زمین مقدس زمین ہے، جہاں انبیاء نے قدم رکھے اور لوگوں کو تعلیم دی۔ میری قوم نے علوم و معارف کے تہذیبی ورثے جمع کیے اور ان میں اضافے کیے، انھیں ترقی دی اور یورپ کی طرف علم و دانش کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روشنی بھیجی، جس نے انھیں صدیوں کے اندھیروں سے نکال کر ترقی کے دور میں پہنچا دیا۔[1]

میری قوم نے مغرب کو علوم عطا کیے: کیمیا، فزکس، فلکیات، الجبرا وغیرہ۔ ہم نے علوم کے ان شعبوں میں اپنے ناموں اور انگوٹھوں کے نشان ثبت کر دیے ہیں۔ جو اعداد تم آج استعمال کرتے ہو، وہ ہماری طرف سے تمھارے پاس پہنچے!

یونیورسٹی کے رئیسِ اعلیٰ صاحب! ہم نے آپ کو صفر (Zero) دیا ہے۔ آپ صفر کے بغیر آج کہاں ہوتے؟ ان باتوں پر ہم فخر نہیں کر رہے بلکہ میں یہ باتیں اظہارِ حقیقت کے لیے کر رہا ہوں کہ ہم جاہل نہیں تھے۔

عرب قوم نے قبضے پر قبضے بہت برداشت کر لیے، حتی کہ آج ہم اپنے ظلم رسیدہ دور سے گزر رہے ہیں۔

ان دنوں پورا عالم خون سے رنگا ہوا ہے۔ بغض، نفرت اور ظلم عام ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم اسی طریقے سے باہم ملیں جو طریقہ قرآن نے مسیحیوں سے خطاب کا اختیار کیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ ﴾

''کہو اے اہل کتاب! آؤ ایک کلمے کی طرف جو ہمارے اور تمھارے درمیان یکساں ہے کہ ہم عبادت نہ کریں مگر صرف اللہ کی۔'' (آل عمران 64:3)

اگر ہم یہ نہیں کر سکتے تو میں پکار کر کہتا ہوں:

اے عیسیٰ! اے اللہ کے کلمے!

تُو اتر آ! کیونکہ ہماری دنیا خون اور ظلم سے بھر گئی ہے۔

تو اتر آ! ہم تجھ سے محبت کرتے ہیں اور تیری پیروی کریں گے۔

تو اتر آ! اور زمین کو سلامتی سے بھر دے۔

تو اتر آ! سلام تجھ پر، جس دن تو پیدا ہوا، جس دن تو وفات پائے گا اور جس دن تو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

[1] اس سے وہ دور مراد ہے، جب اسلام عالم عرب اور مشرق میں روشنی پھیلا رہا تھا اور یورپ تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ کئی صدیوں پر محیط یہ دور ڈارک ایجز (قرونِ مظلمہ) کہلاتا ہے۔ خود یورپی مؤرخین کہتے ہیں کہ یورپ کو اندھیروں کے اس دور میں روشنی عالم اسلام سے ملی ہے۔ (مترجم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھے چھوڑیے! مجھے کہنے دیجیے! آج یہاں فارغ التحصیل طلبہ، ان کے باپ اور ان کی مائیں بیٹھی ہیں اور...... والدین ہماری طرف سے مبارک باد کے حق دار ہیں کہ ان کے بچوں کے اس خوش کن نتیجے تک پہنچنے میں ان کا بڑا کردار ہے۔

ہم گرم جوشی سے فارغ التحصیل طلبہ کو مبارک باد دیتے ہیں۔ ہم ان کے لیے باعزت مستقبل کے آرزومند ہیں۔

اب تم اس مقام پر آ پہنچے ہو جہاں زندگی کے راستے الگ ہوتے ہیں۔ اب یہ تمھاری مرضی ہے کہ تم راہ حق پسند کرلو یا شیطان کی گود میں کھیلو۔ حق کی راہ اپناؤ، گو کہ وہ ہمیشہ آسان نہیں ہوتی۔ اس پر آندھیاں چلتی ہیں، جن کی جڑیں نہیں ہوتیں، انھیں وہ اکھیڑ کر رکھ دیتی ہیں۔ جن کی جڑیں ہوتی ہیں، وہ جمے رہتے ہیں اور وہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔

یاد رکھو تمھارا اپنے والدین کے ساتھ تعلق تمھاری مضبوط جڑیں ہیں۔ لیکن اس سے بھی ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ تم ہمیشہ فخرمند اور خوش رہو۔''

ایوارڈز اور میڈلز

۱) شاہ فیصل عالمی ایوارڈ:

9 مارچ 2002ء کی صبح میں خدمت اسلام پر شاہ فیصل انٹرنیشنل ایوارڈ وصول کرنے کے لیے مملکت عربیہ سعودیہ پہنچا۔ یہ ایوارڈ سال 1422ھ بمطابق 2001ء کا سالانہ ایوارڈ تھا۔ اس کی بنیاد میری اسلام اور عالم عرب کے لیے تاریخی اور ثقافتی کوششیں اور اقدامات تھے۔

مملکت عربیہ سعودیہ کے دورے پر میں اس دن ظہر کے بعد الریاض پہنچا تاکہ میں اپنے اور دیگر ایوارڈ حاصل کرنے والوں کے لیے منعقد ہونے والی خصوصی تقریب میں شرکت کرسکوں۔ اس ایوارڈ کا اہتمام اس سال شاہ فیصل ویلفیئر ٹرسٹ کر رہا تھا۔

میرا استقبال کرنے والوں میں صوبہ عسیر کے گورنر اور شاہ فیصل ویلفیئر ٹرسٹ کے چیئرمین اور ایوارڈ کمیٹی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدر شہزادہ خالد الفیصل اور متحدہ عرب امارات کے الریاض میں سفیر جناب محمد بن سلطان العویس نمایاں تھے۔

شہزادہ خالد نے مجھے اور میرے وفد کو خوش آمدید کہا اور اس امید کا اظہار کیا کہ ہم مملکت عربیہ سعودیہ میں اپنے بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ قیام کو خوشگوار محسوس کریں گے۔ پھر میں استقبالیہ قطار میں کھڑے افراد سے ملا، جن میں سب سے آگے شاہ فیصل انٹرنیشنل ایوارڈ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ بن صالح العثیمین، ممتاز سعودی حکام اور الریاض میں متحدہ عرب امارات کا سفارتی عملہ شامل تھا۔ اسی شام مجھے میری خدمت اسلام کے اعتراف میں چوبیسواں عالمی شاہ فیصل ایوارڈ عطا کیا گیا۔

اس رات شہزادہ سلطان بن عبد العزیز، نائب وزیراعظم و وزیر دفاع میرے اعزاز میں منعقدہ ایک عظیم الشان تقریب میں شریک ہوئے جو شاہ فیصل ویلفیئر ٹرسٹ کے ہیڈ کوارٹر میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں میرے ارکان وفد، امارات کے سفیر جناب محمد بن سلطان العویس، وزراء، علماء، ارباب فن و ثقافت اور سعودی اعلیٰ حکام شریک ہوئے۔

سعودی عرب کا قومی ترانہ پیش کرنے کے بعد میرا اور چوبیسویں شاہ فیصل ایوارڈ برائے 1422ھ جیتنے والوں کا شہزادہ سلطان بن عبد العزیز کے ساتھ یادگاری فوٹو سیشن ہوا۔ اس کے بعد شہزادے اور گورنرز اسٹیج پررونق افروز ہوئے۔ قاری الشیخ محمد بشر نے تلاوت قرآنِ پاک فرمائی۔

پھر صوبہ عسیر کے گورنر شہزادہ خالد الفیصل بن عبدالعزیز چیئرمین شاہ فیصل ویلفیئر ٹرسٹ اور صدر ایوارڈ کمیٹی نے اس موقع پر اپنے تاثرات پیش کیے:

"بے شک ہماری تہذیب اور ہماری ثقافت ایک مقصد رکھتی ہے۔ انسانی تہذیب ایک نہیں ہے، چنانچہ حکمت الٰہیہ کا تقاضا ہے کہ یہ مشرق اور مغرب کے درمیان منتقل ہوتی رہے۔ یقین کیجیے ہماری آج کی یہ تقریب اصول پر مبنی ہے...... شاہ فیصل ایوارڈ اہلِ علم، عبقریوں کو بلاتفریق ملک و رنگ و نسل پیش کیا جاتا ہے۔ یہ تمام دنیا کے لیے دعوت ہے کہ اقوام ہماری تہذیب سے استفادہ کریں جو علمی رفعت کی طرف بلاتی ہے، علماء کا اکرام کرتی ہے اور تہذیب اور تمدن کی قدر کرتی ہے۔ علماء کی قدر میں ہم لیڈر نہیں بلکہ پیچھے چلنے والے ساتھی ہیں۔

پھر شاہ فیصل انٹرنیشنل ایوارڈ کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر عبداللہ بن صالح العثیمین نے چوبیسویں شاہ فیصل

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عالمی ایوارڈ کا اعزاز پانے والوں کے ناموں کا اعلان کیا۔

نائب وزیر اعظم اور وزیر دفاع نے اپنے خطاب میں کہا:

''رابطہ عالم اسلامی، تربیت ثقافت اور علوم کی اسلامی تنظیم (Isesco)، اسلامی کانفرنس تنظیم اور دیگر کئی تنظیموں نے خدمت اسلام کے شعبے میں ایوارڈ کے لیے الشیخ ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی کا نام تجویز کیا ہے۔

جدید عربی ادب، فلسطین کی تاریخ، کتب، رجال اور مسائل کے موضوع پر شام کے ڈاکٹر حسام الدین امین الخطیب اور اردن کے ڈاکٹر حسنی محمد حسین نے مشترکہ طور پر ایوارڈ حاصل کیا ہے۔

میڈیکل کے شعبے میں ''دل کے دائمی مریض کی روٹین کی کوتاہیاں'' کے عنوان سے ڈاکٹر فن واکسٹن اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ڈاکٹر یوجین برونلڈ مشترکہ طور پر ایوارڈ کے حق دار قرار پائے ہیں۔

سائنس میں ریاضیات کے موضوع پر روس کے ڈاکٹر یوری مانین اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ڈاکٹر پیٹر ویلی سٹون شور مشترکہ طور پر ایوارڈ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔''

جب میں نے شاہ فیصل انٹرنیشنل ایوارڈ جناب شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز کے ہاتھ سے وصول کیا تو اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے میں نے کہا:

برادر گرامی جناب شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز نائب وزیر اعظم ثانی و وزیر دفاع و ہوا بازی

معزز اراکین حکومت، علمائے کرام اور حاضرین مجلس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، وبعد!

اللہ کے فضل اور ہم پر احسانات میں سے یہ موقع بھی ہے کہ ہم آج اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے حوالے سے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اس ذات پاک کا مزید فضل وکرم یہ ہے کہ ہمارا اجتماع اس پاک ملک میں ہو رہا ہے، جسے اللہ نے پیغامِ اسلام نازل کرنے کے لیے پسند فرمایا، وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد ﷺ پر اتارا گیا۔

اس مبارک موقع پر ہمیں قطعاً شاہ فیصل بن عبدالعزیز (مغفور باذن اللہ) کی خدمات کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں ان کا کردار اور کاوشیں ایک روشن باب اور شاندار تاریخ ہے۔ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی خدمات جلیلہ اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے جن کا ذکر وشمار وقت سے ماوراء ہے، اور یہ پاکیزہ تقریب اس کی شہادت دیتی ہے۔ اس مبارک موقع پر ہمیں عزم کرنا ہے کہ ہم سب کی محبتیں خالص اللہ کی رضا اور اسلام ومسلمانوں کے لیے ہو جائیں۔

اے میرے معزز بھائیو!

ہمیں ہمیشہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے اصول وضوابط دین اسلام کے اصولوں کے مطابق ہوں اور ہم مخلص دوست بن کر کام کریں۔ ہمارا کام اللہ پاک، خالق و مالک کی رضا کے لیے خالص ہو۔ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے کہ ہمارا رابطۂ اخوت ومودت مضبوط ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان مبارک پر عمل ہو:

«مثل المسلمين في تَوادّهِم و تعاطفهم وتراحمهم مثل الجسد إذا اشتكىٰ منه عضو تداعىٰ له سائر الجسد بالسهر والحمىٰ».

''مسلمانوں کی باہم مودت، محبت اور مہربانی میں مثال ایک جسم کی طرح ہے۔ اگر اس کے کسی عضو کو تکلیف پہنچے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہوتا ہے۔'' (صحيح مسلم، البر والصلة، حديث:2586)

آج ہمارا یہاں پر اکٹھ، امت کی ترقی کے لیے مل کر چلنے کی بہترین دلیل ہے، اس طرح سب کو عزت ملے گی۔

ہم اللہ سے درخواست گزار ہیں کہ وہ ہمیں اور آپ کو اپنی رضا اور پسند والے اعمال کی توفیق بخشے، وہ ہم سب کو اپنے کلمے کی سربلندی اور اپنے دین کی نصرت کے لیے اکٹھا کر دے۔

آخر میں میں برادر گرامی، مملکت عربیہ سعودیہ کے فرماں روا، خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود اور برادر گرامی شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز نائب وزیر اعظم اور مسلح افواج کے کمانڈر ان چیف کی خدمات پر سپاس گزار ہوں کہ ان دونوں کی خاص دلچسپی سے یہ تقریب منعقد ہوئی ہے۔ اللہ پاک ان دونوں کو نیکی اور خیر کی توفیق ارزاں فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ب) مصر کے دوسرے علم میلے میں اعزاز:

24 دسمبر 2001ء کی شام کو عرب جمہوریہ مصر نے مجھے دوسرے علم میلے منعقدہ قاہرہ یونیورسٹی میں خصوصی اعزاز سے نوازا۔ اس کی بنیاد یہ تھی کہ میں وہاں کے ایک کالج سے فارغ التحصیل ہوا تھا، نیز عالم عربی و اسلامی کے لیے میری علمی وثقافتی خدمات کو مدنظر رکھا گیا۔ مزید وجہ یہ بھی تھی کہ مجھے خدمت اسلام پر انٹرنیشنل شاہ فیصل ایوارڈ برائے سال 1422ھ/2001ء مل چکا تھا۔

عزت مآب استاذ ڈاکٹر عاطف عبید وزیراعظم جمہوریہ مصر نے وزراء، فوجی افسران اور علماء کی ایک پُر رونق اور پُر ہجوم تقریب میں مجھے یہ اعزاز عطا کیا۔ یہ پروگرام قاہرہ یونیورسٹی کے تقاریب کے لیے مخصوص ہال (الجیزہ) میں منعقد ہوا۔ اس میں شریک وزراء، اعلیٰ حکام، ماہرین تعلیم، پروفیسرز اور اساتذہ کی تعداد دو ہزار سے زائد تھی۔

قاہرہ یونیورسٹی کی بنیاد پڑنے کو آج بانوے برس ہو گئے تھے۔ اس کا سنگ بنیاد رکھنے سے آج تک جو ممتاز لوگ یہاں سے فارغ ہوئے، ان میں میرا نام بار بار آیا۔ تقریب کا آغاز قاری الشیخ احمد نعینع کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ پھر عالمی ادیب اور مصنف نجیب محفوظ کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا، جس میں انھوں نے اس تقریب کے انعقاد پر اظہار مسرت کیا لیکن امت مسلمہ اور دنیا کے حالات دگرگوں ہونے، خصوصاً افغانستان اور فلسطین وغیرہ کی صورت حال پر اظہار تاسف بھی کیا۔ انھوں نے کہا کہ علم کا دن منانے سے غربت، پسماندگی اور جنگوں سے نجات کی راہیں کشادہ ہو سکتی ہیں۔

ان کے بعد استاذ ڈاکٹر نجیب جوہر الہلالی صدر قاہرہ یونیورسٹی نے اپنی تقریر میں میرے قاہرہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے کو یونیورسٹی کے لیے باعثِ اعزاز قرار دیتے ہوئے کہا کہ جامعہ قاہرہ علم و دانش اور سائنسی تحقیق کو فروغ دینے میں قوم کی امیدوں پر بڑی حد تک پوری اتری ہے جیسا کہ یہاں سے فارغ ہونے والی بڑی بڑی ہستیوں نے انقلابی تحریکوں میں سرگرم حصہ لیا ہے اور تاریخ کے صفحات پر واضح نشان چھوڑے ہیں۔ پھر وزیر اعلیٰ تعلیم اور علمی تحقیق کے وزیر مملکت ڈاکٹر مفید شہاب نے اپنی گفتگو میں مجھے اور ان چنیدہ شخصیات کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوش آمدید کہا جو عالمی ایوارڈز حاصل کر چکی ہیں۔

پھر رسم اعزاز شروع ہوئی۔ میں تقریب کے اسٹیج پر پہنچا۔ ڈاکٹر عاطف عبید وزیر اعظم مصر نے حاضرین کی تالیوں میں مجھے یادگاری شیلڈ اور اعزازی سند پیش کی۔

میرے ساتھ ہی ڈاکٹر محمد شافعی ظواہری کو صدر محمد حسنی مبارک ایوارڈ برائے سائنس عطا کیا گیا۔ نیز ڈاکٹر محمد عبدالفتاح کو الشیخ زاید عالمی ایوارڈ برائے ماحولیات کا اعزاز بخشا گیا۔ دیگر ایوارڈ یافتگان کے نام درج ذیل ہیں:

- استاذ ڈاکٹر صوفی ابو طالب، سابق صدر پارلیمنٹ
- استاذ ڈاکٹر احمد فتحی سرور، صدر مصری پارلیمنٹ
- استاذ ڈاکٹر کمال مصطفیٰ حلمی، صدر مجلس شوریٰ اور صدر اعلیٰ صحافتی کونسل
- استاذ ڈاکٹر عاطف صدقی، سابق وزیر اعظم مصر
- کویت کی ممتاز ادیبہ، ڈاکٹر پروفیسر الشیخہ سعاد الصباح
- استاذ ڈاکٹر یوسف والی، نائب وزیر اعظم
- استاذ ابراہیم نافع، صدر مجلس ادارت روزنامہ الاہرام و صدر مصری پریس یونین

نیز کئی وزراء، گورنروں، سائنسدانوں، شعبوں کے ڈینز، اساتذہ، محققین، ماہرین تعلیم اور ممتاز عربی و مصری موجدوں کو بھی اعزاز عطا کیے گئے۔

اس کے بعد عرب جمہوریہ مصر کے وزیر اعظم ڈاکٹر عاطف عبید نے مصر کا پیغام پیش کیا۔ اس میں انھوں نے اس مرتبے کا ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم کتاب میں علماء کو عطا فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴾

''کہو: کیا برابر ہیں جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے۔'' (الزمر 39:9)

پھر انھوں نے اہل علم کا مرتبہ بیان کرتے ہوئے کہا:

''آج کے سائنسدان نادر اثاثہ ہیں۔ ان کی تعداد ہزاروں میں ہے جبکہ آباد دنیا کے باشندوں کی تعداد کئی بلین ہے۔ انھوں نے اس ارضِ پاک اور قدیم یونیورسٹی میں علم حاصل کیا اور ان کی تحقیق اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش رفت کے اعزاز میں تقریبات ان کے کارناموں کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔ اس سے ان کی حقیقی قدر و قیمت آشکار ہے جو کہ پوری امت کی اولین دولت و ثروت کی نمایندگی کرتے ہیں۔‘‘

ج) جمہوریہ فرانس کا تمغہ برائے ادب و آرٹس:

21 جولائی 2003ء کی دوپہر میں فرانس کے تین روزہ دورے کے لیے دارالحکومت پیرس پہنچا۔ اس دورے میں مجھے نائٹ کمانڈر تمغہ برائے ادب و آرٹس عطا کیا جانا تھا۔ یہ میری علمی و ادبی اور ثقافتی و فنی خدمات کے اعتراف میں تھا، جو میں نے متحدہ عرب امارات اور عالم عرب کے لیے اور مشرق و مغرب کی قوموں کے مابین مکالمے اور فکری پروگراموں اور تہذیبی روابط اور ادبی تبادلے کے منصوبوں کے قیام میں انجام دیں۔

پیرس کے لابورگیہ ائیر پورٹ پہنچنے پر گورنر جاک لیبرو نے ہمارا استقبال کیا اور فرانس کے دورے کی کامیابی کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ اس کے بعد میں نے دیگر استقبالی حضرات کے ساتھ مصافحہ کیا جن میں متحدہ عرب امارات کے فرانس میں سفیر سلطان مبارک العریانی، شارجہ محکمہ اوقاف کے مدیر عام جمال سالم الطریفی، پیرس میں سفارتی عملے کے ارکان اور فرانس کے اعلیٰ حکام شامل تھے۔

22 جولائی 2003ء کی شام حکومت فرانس نے مجھے نائٹ کمانڈر برائے ادب و آرٹس کا تمغہ عطا کر کے عزت افزائی کی۔ فرانسیسی صدر جاک شیراک کی نمایندگی کرتے ہوئے ثقافت و مواصلات کے وزیر جان جاک ایاجون نے وزارت ثقافت و مواصلات کے ہیڈ کوارٹر کے بڑے ہال میں مجھے یہ اعزاز دیا۔

جان جاک ایاجون نے اس موقع پر اپنے خطاب میں کہا: ’’شارجہ میں 20 کے قریب عجائب گھر ہیں، جیسے آثار قدیمہ کا میوزیم، نیچرل ہسٹری کا میوزیم، عظیم مرکز ثقافت جس میں فرانسیسی ثقافت کے مظاہر منظم انداز میں پیش کیے گئے ہیں...... آپ کی نظرِ عنایت سے قدیم شارجہ شہر جدید شکل اختیار کر گیا ہے اور یہ ماہرین و شائقینِ فنونِ لطیفہ کا مرکزِ نگاہ بن گیا ہے۔

اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو نے 1998ء میں شارجہ کو دنیائے عرب کا ثقافتی دارالحکومت قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے شارجہ کو ایک منارہ نور بنایا ہے، جس کی روشنیاں علاقہ خلیج پر منعکس ہو رہی ہیں۔ شارجہ عالمی کتاب میلہ پورے خطے کے مفکرین اور دانشوروں کے اجتماع کا باعث بنتا ہے جبکہ شارجہ کی دو سالہ عالمی نمائش برائے فنون آپ کے فنون کو واضح اہمیت دینے کی عکاسی کرتی ہے۔

آپ نے ذاتی طور پر عربی ثقافت کی روشنیاں پھیلانے میں بہت محنت کی ہے۔ عربی اور انگریزی دونوں زبانوں میں تاریخ پر اچھا کام کیا ہے، بالخصوص آپ کی کتاب ''فرانس عمان تعلقات 1715ء تا 1905ء'' خاصے کی چیز ہے، جسے دارالارمتان نے فرانسیسی زبان میں شائع کیا ہے۔ آپ نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے اس میں معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ خلیج عربی کے قدیم نقشوں اور مخطوطات کو کام میں لا کر ایک اچھوتی تحقیق پیش کی ہے، اس کے ایک حصے کی نمائش اگلے سال عرب ورلڈ انسٹی ٹیوٹ پیرس میں ہو گی۔

شارجہ نے متحدہ عرب امارات اور فرانس کے مابین ثقافتی پروگراموں اور فنی تعاون سے دوستی اور اچھے تعلقات کے قیام میں کلیدی کردار ادا کیا ہے جو کہ فرانسیسی ماہرین کی شارجہ میں ثقافتی پروگراموں میں بھرپور شرکت سے ظاہر ہے، چنانچہ فرانسیسی ماہرین آثار قدیمہ نے شارجہ میں ان کی کھدائی سے واضح نتائج حاصل کیے ہیں جس کا آغاز 1986ء میں ہوا تھا۔

فرانس اسلامی فن کی اہمیت اور قدامت سے بخوبی واقف ہے، اس حوالے سے فرانس کی بھی ایک کوشش ہے۔ میں اشارہ کرتا جاؤں کہ جمہوریہ فرانس کے صدر نے گزشتہ ماہ اکتوبر میں لوور کے عجائب گھر میں اسلامی فن و ثقافت کی ایک گیلری قائم کی، جس میں جمع کیے گئے اسلامی فنون کے نمونوں کی تعداد ایک لاکھ سے بڑھ گئی ہے۔ ہم حاکم شارجہ کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ لوور کے عجائب گھر کے اس شعبے کے لیے ہمارے ساتھ تعاون کریں جو ایک بڑا ثقافتی منصوبہ ہے اور اس سے اچھے نتائج کی امید کی جاتی ہے۔

ہم آپ کی محنتوں کو بہت قیمتی سمجھتے ہیں، جو آپ اور آپ کی اہلیہ الشیخہ جواہر بنت محمد القاسمی فراخ دلی کے ساتھ انجام دیتے ہیں، ان کا عرب معاشرے میں معذور افراد کی امداد اور عورت کے کردار کے حوالے سے بھی قابل ذکر کام ہے۔''

پھر فرانسیسی وزیر مواصلات وثقافت نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''جمہوریہ فرانس آپ کی کاوشوں،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آپ کی صلاحیتوں اور آپ کی متعدد کامیابیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور صدر فرانس کی نمائندگی میں مجھے بڑی خوشی ہے کہ میں آپ کو نائٹ کمانڈر برائے آرٹس و ادب کا تمغہ عطا کر رہا ہوں۔" پھر حاضرین کی بڑی تعداد کی تالیوں کی گونج میں وزیر مواصلات وثقافت نے مجھے یہ میڈل پہنایا۔

اس کے بعد میں نے اپنی تقریر میں فرانس کی تعلیم وثقافت کے شعبوں میں نمایاں خدمات کو اجاگر کیا، میں نے کہا: ''فرانس کا اسلامی تہذیب، ثقافت اور علوم کی ترویج میں قابل فخر حصہ رہا ہے، نیز فرانسیسی مفکرین نے تحریکِ اصلاح اور عربی احیاء میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔ میں خصوصاً ایک صاحب علم گیون باٹل کا ذکر کرتا ہوں جس کے لیے پیرس میں عربی مطالعے کی پہلی چیئر 1539ء میں قائم ہوئی۔ یہ چیئر معروف کالج ڈو فرانس کے انسٹی ٹیوٹ میں قائم کی گئی ہے۔ اس نے اپنے دور میں عربی زبان میں درسی کتابوں کی تالیف اور نحو، صرف اور معاجم اور بنیادی کتابوں کی ترویج و اشاعت کے لیے خاص کوششیں کیں۔ پھر سافری ڈوبریف قابل ذکر آدمی ہے، جو آستانہ [1] میں 1591ء سے 1606ء تک فرانس کا سفیر رہا، پھر روم میں 1608ء سے 1614ء تک سفارتی خدمات انجام دیں۔ اس نے 1613ء میں روم میں عربی رسم الخط میں طباعت کا پہلا پریس لگایا۔ پھر دوسرا پریس اس نے لومبار (پیرس) میں تین برس بعد لگایا۔ اس کی زندگی میں اس پریس نے 1616ء میں عربی علم نحو کی ایک کتاب شائع کی۔ اس کی وفات 1628ء کے بعد بھی عربی کتب کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا۔ اس سلسلے میں انطوان کی کاوشیں بھی قابل قدر تھیں، جو شاہی پریس کا انچارج تھا اور مشرقی زبانوں میں خاص مہارت رکھتا تھا۔''

سترھویں صدی عیسوی میں برتھلمی ڈیربلو (1625ء تا 1695ء) نے سائنسی موضوعات پر کتابیں تحریر کیں جو کہ ان دنوں مکتبہ شرقیہ (اورینٹل لائبریری) سے بکثرت شائع ہو رہی تھیں۔ اس کی وفات کے بعد 1697ء میں انطوان جالان نے اس کی تحقیقات شائع کیں، جسے ایک دائرہ معارف اسلامیہ کی بنیاد کہنا چاہیے۔ جالان کے متعلق مشہور ہے کہ اسے مشرقی علوم سے خاص لگن اور اس کے ادب کا خاص ذوق تھا۔ اس گہرے تعلق کی بنا پر اٹھارویں صدی (1704ء تا 1717ء) میں اس نے مشہور الف لیلہ ولیلہ کی کہانیاں شائع کیں۔

[1] قسطنطنیہ (استنبول) میں دربارِ خلافت کو آستانہ کہا جاتا تھا۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادب میں رومانی اثرات کی شمولیت سے قبل ہم دیکھتے ہیں کہ واقعاتی، موضوعی اور تخلیقی ادب کی بہترین نمایندگی ایک صاحب علم فولنی (1757ء تا1820ء) کرتا ہے۔ اس کی کتاب ''مصر اور شام کا سفر'' سیاسی اور معاشرتی حالات کے گہرے تجزیے کی ایک عمدہ مثال ہے۔ مصر پر فرانس کے حملے کی تیاری میں اس نے ایک اہم کردار ادا کیا۔ یہ صرف عملی اور فوجی حملہ نہیں تھا بلکہ یہ اپنے اندر سائنسی اور ثقافتی پہلو بھی رکھتا تھا۔ اس میں جدید عربی انقلاب کی چنگاری کے بھڑکنے کا سامان بھی تھا۔ اس حملے میں اَڑتالیس سائنسدانوں کی ایک جماعت بھی فرانس سے آئی تھی جن کے پاس سائنسی آلات تھے۔ انھوں نے وہاں پہنچ کر ایک لائبریری بنائی، مختلف سائنسی ادبی اور فنی میدانوں میں تحقیق میں مصروف ہوئے، جس کے نتیجے میں ایک بے مثال کتاب ''مصر کی تصویر'' (وصف مصر) 1809ء تا1822ء سامنے آئی، جو آثار قدیمہ، طرز بود و باش، طب اور فنون لطیفہ کے گہرے مطالعے کا بے مثال شاہکار ہے۔

نپولین دخانی جہاز ''ایسٹ'' پر اپنے ساتھ چھاپہ خانہ لایا تھا۔ اس پر ''مصری قوم کے نام اس کا پیغام'' چھپا۔ یہ پہلا عربی پریس تھا جو مصر میں متعارف ہوا۔ نپولین نے 1798ء میں ''برید مصر'' (ایجپٹ پوسٹ) نامی اخبار بھی جاری کیا، پھر سائنسی سوسائٹی کی طرف سے العشریہ المصریہ جاری ہوا۔

انیسویں صدی عیسوی میں فرانس میں مشرقی علوم کے مطالعے کی حقیقی تحریک شروع ہوئی۔ ہر یورپی چاہتا تھا کہ وہ زندہ مشرقی زبانوں کے اسکول تک پہنچے، جسے اس کی مؤسس جماعت کونفانسیون نے پیرس میں 1795ء میں قائم کیا تھا۔ یہ ادارہ انقلاب کی پرجوش فضا میں قائم کیا گیا۔[1] اس کے لیے ایک ماہر لغت لانجلیس نے ناقابل فراموش خدمات انجام دیں اور یہاں عربی زبان کا پہلا پروفیسر سلوسٹر ڈوساسی (1759ء تا1838ء) کو مقرر کیا گیا۔ اس دوران میں ایشیا پیرس انجمن کی تاسیس عمل میں آئی۔ یہی ڈوساسی اس کا پہلا صدر تھا۔ اگلے سال میں اس نے اپنا خصوصی مجلّہ جاری کیا۔

مشرقی ادب کی اشاعت یورپ میں وکٹر ہیوگو کی مرہون منت بھی ہے، جس کی ''شرقیات'' 1829ء میں

[1] جولائی 1789ء میں فرانس میں بادشاہت کے خلاف انقلاب برپا ہوا تھا جس کے بعد دورِ دہشت میں 1793ء میں شاہ لوئی شانزدہم اور ملکہ میری انتوائٹ کے سر قلم کر دیے گئے۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے آئی جو مصور ڈولا کرواہ کے فن پاروں سے مزین تھی۔

بیسویں صدی میں کئی ممتاز دانشوروں اور مفکرین نے مشرقی ادب کی خدمت کی، ان میں ایک نمایاں نام ارنسٹ رنا (1823ء تا 1892ء) کا بھی ہے جس نے اسلام اور ابن رشد کے متعلق کتابیں لکھیں۔

اس سے بھی اہم کردار عثمانی سلطنت کے اطراف و اکناف میں فرانسیسی فکر کے تحت اصلاحات متعارف ہونے کا ہے۔ اس میدان میں قابل ذکر نام فرانسیسی سفیر شوازول جوفی کا ہے، جو فرانسیسی اکیڈمی میں شہنشاہ کا نائب تھا، وہی 1848ء میں آستانہ (قسطنطنیہ) میں سفیر مقرر کیا گیا۔ وہ استنبول (قسطنطنیہ) پہنچا تو اس کے ہمراہ ماہرین، فوجی حکام، نقاشوں، ماہرین ٹوپوگرافی،[1] شعراء، کاریگروں اور آرٹسٹوں کی ایک جماعت تھی۔ یہ ٹیم ہمیں نپولین کے ہمراہ آنے والی ٹیم کی یاد دلاتی ہے۔

فرانس کے انقلابی افکار کئی ذرائع سے پھیلے، خصوصاً سفر نامے، سفیروں کی رپورٹیں اور عثمانی وقائع نگاروں کی رپورٹیں اور ڈائریاں ہیں جو وہ سلطان تک پہنچاتے تھے۔ اٹھارویں صدی کے اختتام سے پہلے دو مسلمانوں محمود رئیف اور سید مصطفیٰ کی فرانسیسی زبان میں تالیفات کی استنبول سے اشاعت بھی فرانسیسی اثرات کے فروغ کا باعث ہوئی۔ اصلاحی فکر کے ترک داعیوں کی طرف سے جو آزادی کی جدید تحریک سے متاثر تھے، فرانسیسی زبان میں کتابوں کی اشاعت بھی فرانسیسی اثرات قبول کرنے کا باعث بنی، جیسا کہ ہم مترجمین کی تربیت کے اسکول میں دیکھتے ہیں جو استنبول کے فرانسیسی سفارتخانے میں قائم کیا گیا تھا۔ وہ فرانسیسی کو ''نوجوانوں کی زبان'' کہتے تھے۔ اس اسکول کا اہل فرانس میں عربی، فارسی اور عثمانی (ترکی) زبان پھیلانے میں بڑا کردار ہے۔ اس کے نتیجے میں بہت سے مشرقی ادب پارے فرانسیسی میں ترجمہ ہو گئے۔

سترھویں صدی میں دو فرانسیسی افراد جین بپٹسٹ تفرینیہ اور جین تشارڈین نے اپنا فارس کا سفرنامہ لکھا، یہ ادبی سطح پر ایران کا پہلا تعارف تھا۔

میں بتا چکا ہوں کہ خلیج کے ایرانی ساحل کا ایک عمدہ تعارف فرانسیسی سیاحوں جین ٹیفنو اور بار تھلیمی کارے نے 1660ء تا 1670ء کے عرصے میں پیش کیا جیسا کہ وہ سب سے پہلے فرانسیسی ہیں جنھوں نے ساحل فارس

[1] ٹوپوگرافی جغرافیے کی ایک شاخ ہے جس میں کسی علاقے یا شہر وغیرہ کی جغرافیائی خصوصیات اور تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے عربوں کا تعارف 1670ء میں کرایا۔

جوزف آرتھر گوبینو فارس (ایران) کے لیے سفارتی مشن کا سیکرٹری (1855ء تا1858ء) اور پھر فارس میں سفیر (1862ء تا1863ء) فرانس کے ممتاز ماہرین ثقافت میں سے ایک ہے۔ اس نے مشرق کے متعلق چھوٹے چھوٹے خوبصورت قصے لکھے ہیں، ان میں ''سفر مسقط کا خوبصورت قصہ'' (1855ء) بھی ہے۔

محترمہ جون گولفا آثار قدیمہ کی ماہر تھیں۔ انھوں نے اپنا کام آثارِ قدیمہ کی فرانسیسی ٹیم کے ساتھ ایران میں 1888ء میں کھدائی سے شروع کیا تھا۔ ان کے تحقیقی کام کئی دفعہ چھپ چکے ہیں۔ یہ تاریخی دریافت صرف توضیحی نقشوں کی وجہ سے نہیں بلکہ خلیج فارس کے ساحل پر عربی اور ایرانی معاشرے کے گہرے مشاہدہ کی بنا پر بڑی وقیع ہے۔

انیسویں صدی میں نئے تصورات آ گئے۔ یہ فرانسیسی انقلاب کے تصورات تھے، مثلاً وطن کا تصور، جمہوریت کا تصور، حریت اور مساوات کا تصور۔ یہ تصورات عرب میں پھیلائے گئے۔ میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ بیسویں صدی جس علمی اور ثقافتی دولت سے مالا مال ہے، وہ انسانیت کا مشترکہ علمی وثقافتی ورثہ ہے جس کا سرچشمہ خشک نہیں ہوتا اور نہ اس کی قیمت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔''

تقریب کے اختتام سے قبل میں نے فرانسیسی وزیر ثقافت ومواصلات کو ایک عربی خنجر بطور یادگاری تحفہ پیش کیا۔ اس کے ساتھ ہی فرانسیسی وزیر نے مجھے ایک کتاب کا تحفہ پیش کیا جو فرانس میں ادب وثقافت کے متعلق تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دسواں باب

سرکاری و برادرانہ دورے

تین برسوں کے عرصے کے دوران میں نے کچھ سرکاری اور برادرانہ دورے کیے، جن کا آغاز میں نے مئی 2000ء سے کیا اور ان کا اختتام 2004ء میں ہوا، ان کا ذکر درج ذیل ہے:

سلطنت عمان کا سرکاری دورہ:

دس سال پہلے میں نے سلطنت عمان کا خیر سگالی دورہ کیا تھا۔ وہ دورہ 10 دسمبر 1991ء کی صبح کو ہوا تھا اور چند گھنٹوں پر مشتمل تھا۔ میں نے اس دورے میں صاحب الجلالۃ سلطان قابوس بن سعید، سلطان عمان کے ساتھ صوبہ صحار کے بہجۃ الانصار فارم میں ملاقات کی تھی جس میں دونوں ملکوں کے مابین برادرانہ تعلقات کی مضبوطی پر زور دیا گیا تھا۔

اس دورے پر طویل مدت گزرنے کے بعد سلطان قابوس بن سعید آل بوسعید نے مجھے عمان کے سرکاری دورے کی توجہ دلائی، چنانچہ 9 مئی 2001ء کی صبح ہم اس دورے کے لیے مسقط ائیر پورٹ پہنچے۔

ہمارے لیے خاص سلطانی طیارہ بھیجا گیا تھا۔ ائیر پورٹ پر میرے استقبال کے لیے آنے والوں میں نائب وزیر اعظم جناب السید فہد محمود آل سعید وزیر خارجہ جناب یوسف بن علوی، وزیر داخلہ جناب یوسف بن حمود، اماراتی سفیر جناب عیسیٰ خلفان الحریمل اور امارات میں عُمانی سفیر الشیخ محمد بن مرہون المعمری بھی موجود تھے۔ انھوں نے مجھے خوش آمدید کہا۔ سید فہد محمود مجھے ہمراہ لے کر سلامی کے چبوترے پر چڑھے۔ وہاں پولیس کے بینڈ نے متحدہ عرب امارات اور عمان کے قومی ترانوں کی دھنیں بجائیں۔ پھر ہم نے گارڈ آف آنرز کا معاینہ کیا۔ پھر میں نے نمایاں استقبالی افراد سے مصافحہ کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر ہم ایئر پورٹ پر خاص سلطانی مہمان نوازی ہال میں گئے۔ میرے ساتھ درج ذیل وفد تھا:

- جناب الشیخ سلطان بن محمد بن سلطان القاسمی، ولی عہد اور نائب حاکم شارجہ
- الشیخ عبداللہ بن سالم القاسمی، صدر دیوان امیری
- الشیخ محمد بن سعود القاسمی، رئیس مرکزی محکمہ مال
- الشیخ سلطان بن احمد بن سلطان القاسمی، نائب صدر آئل کمپنی، شارجہ
- جناب عبدالرحمٰن بن علی الجروان، مشیر دیوان امیری
- اور جناب راشد بن احمد بن الشیخ، مدیر دیوان امیری۔

ہم جلالۃ السلطان قابوس بن سعید، سلطان عمان کی ملاقات کے لیے گئے۔ انھوں نے ہمارا استقبال اپنے دفتر بیت البرکۃ میں کیا۔ اس ملاقات کے دوران دونوں برادر ملکوں کے مابین دوطرفہ تعلقات پر گفتگو ہوئی۔ تمام شعبوں میں متحدہ عرب امارات کی حکومت اور سلطنت عمان کے مابین تعاون بڑھانے پر غور کیا گیا۔

ہماری اقامت مسقط کے قصر بستان میں تھی۔ وہیں میں نے جناب بدر بن سعود بن حارب بوسعیدی، وزیر برائے امور دفاع اور جناب حمد بن حمود بوسعیدی، مشیر خاص برائے سلطان قابوس سے الگ الگ ملاقات کی۔

جلالۃ السلطان قابوس بن سعید، سلطان عمان نے میرے اعزاز میں بیت البرکۃ میں عشائیہ دیا۔ 10 مئی 2001ء کی صبح سلطنت عمان سے واپسی پر ایئر پورٹ کے راستے میں ہم نے بہت بڑی جامع مسجد سلطان قابوس دیکھی۔ ہمارا یہ دورہ دو دن کا تھا۔

عمان کے سلطانی ایئر پورٹ پر ہمیں رخصت کرنے کے لیے نائب وزیراعظم، وزیر داخلہ اور صدر پروٹوکول کمیٹی، وزیر برائے امور خارجہ، امارات کے عمان میں سفیر، عمان کے امارات میں سفیر، عمائدین اور سویلین اور فوجی افسران موجود تھے۔

مسقط ایئر پورٹ کو چھوڑتے ہوئے میں نے صاحب الجلالۃ سلطان قابوس بن سعید کے نام شکریے کا تار بھیجا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرب جمہوریہ مصر کا برادرانہ دورہ:

23 مئی 2001ء کو میں قاہرہ روانہ ہوا اور اسی دن ظہر سے پہلے مصر پہنچ گیا۔ مصر میں متحدہ عرب امارات کے سفیر جناب محمد احمد المحمود اور ڈاکٹر مفید شہاب، وزیر برائے اعلیٰ تعلیم و سائنسی تحقیق نے مجھے خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد میں نے نمایاں استقبالی حضرات سے مصافحہ کیا۔ ان میں ڈاکٹر احمد عمر ہاشم، صدر الازہر یونیورسٹی، ڈاکٹر نجیب ہلالی جوہر، صدر قاہرہ یونیورسٹی، محترمہ ڈاکٹر سلویٰ بیومی، ڈین ایگریکلچر کالج، قاہرہ یونیورسٹی، علم وراثت کے ماہر ڈاکٹر احمد مستجیر اور قاہرہ میں متحدہ عرب امارات کے سفارتخانے کے اراکین موجود تھے۔

عرب جمہوریہ مصر کے اس دورے میں میرے ہمراہ الشیخ عصام بن صقر القاسمی، صدر محکمہ ثقافت واطلاعات شارجہ، الشیخ سلطان بن احمد بن سلطان القاسمی، نائب صدر آئل کمپنی، شارجہ، جناب راشد بن احمد بن الشیخ، مدیر عام دیوان امیری شارجہ، ڈاکٹر عبدالحمید حلاب، مشیر حاکم شارجہ برائے اعلیٰ تعلیم اور ڈاکٹر عصام زعبلاوی، مدیر شارجہ یونیورسٹی بھی تھے۔

میں اپنے وفد کے ہمراہ اپنی اقامت گاہ پہنچا، جہاں میں نے عرب لیگ کے تحت ادارۂ ترقی کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر محمد ابراہیم تویجری اور صدر رائٹرز جنرل گلڈ ڈاکٹر سمیر سرحان اور متعدد ذمہ داران سے ملاقات کی۔ اسی روز شام کو میں نے جمعیت مصری برائے تاریخی مطالعہ کے نئے ہیڈکوارٹر کا افتتاح کیا۔ یہ قاہرہ کے پاس نصر شہر میں واقع ہے۔ وہاں مجھے اس جمعیت کے اعزازی صدر کا عہدہ دیا گیا۔

جمعیت کے ہیڈکوارٹر پہنچنے پر میرا استقبال ڈاکٹر مفید شہاب، وزیر برائے اعلیٰ تعلیم اور سائنسی تحقیق نے کیا۔ ان کے ہمراہ جمعیت مصری برائے تاریخی مطالعہ کے صدر ڈاکٹر رؤف عباس حامد، متعدد محققین، مصری یونیورسٹیوں کے اساتذۂ تاریخ اور سائنسی تحقیق سے وابستہ کئی لوگ شامل تھے۔

یہ ہیڈکوارٹر میرے خرچ پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کی افتتاحی تقریبات کا آغاز میرے فیتہ کاٹنے سے ہوا، پھر میں نے یادگاری تختی کی نقاب کشائی کی، جس پر تاریخ عرب کی حفاظت میں میرا کردار نمایاں کیا گیا تھا۔ میں نے اس منصوبے کے انجینئر سے تعمیرِ عمارت کی تفصیلات سنیں، اس کے بعد تین منزلوں پر مشتمل اس جدید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمارت کے مختلف حصوں کا دورہ کیا۔

میں نے عربی و اسلامی تاریخ کی حفاظت پر بریفنگ سنی، جس کا اہتمام یہ جمعیت کر رہی ہے کہ کس طرح اسے زیادتی، چوری اور مسخ کرنے سے بچانے کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں مستقبل کے منصوبوں اور اشاعتی و ادبی پروگراموں سے مجھے آگاہ کیا گیا۔

پھر مجھے جمعیت کی جانب سے اعزازی صدر کا سرٹیفکیٹ عطا کیا گیا۔ اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد جمعیت کی مجلس ادارت کے صدر ڈاکٹر رؤف عباس حامد نے گفتگو کرتے ہوئے جمعیت اور مؤرخین کے لیے میری تعلیمی خدمات کو سراہا، خصوصاً وہ خدمات جو میں اسلامی و عربی تاریخ کی حفاظت کے لیے پورے خطے میں کر رہا ہوں۔

عین شمس یونیورسٹی کے استاذِ تاریخ ڈاکٹر محمد رفعت نے ایک شعری قصیدہ پڑھا جس میں میرے اس اعزاز اور عالمِ عرب میں سائنس اور سائنسدانوں کے لیے میری عظیم خدمات پر میری قدر افزائی اور ستائش کا تذکرہ کیا۔ میں نے ''خلیج تاریخ کے آئینے میں'' کے موضوع پر لیکچر دیا جس میں مختلف ادوار میں خلیج عربی کی تاریخ کے مختلف پہلو پیش کیے۔ پھر میں نے اپنی طرف سے اس بلڈنگ کو جمعیت کی خاص ملکیت میں دینے کے ہبہ نامہ پر دستخط کیے۔ جمعیت اس بلڈنگ کا استعمال ان مقاصد کے لیے کرے گی جو بنیادی قوانین میں لکھ دیے گئے ہیں۔ یہ بلڈنگ قاہرہ کے نصر شہر میں سات سو مربع میٹر پر محیط ہے۔ بلڈنگ کی تین منزلیں ہیں۔ اس کے ڈیزائن میں میری سوچ کو اسلامی فن تعمیر کی حسین ترین شکل میں ڈھالا گیا ہے۔ گراؤنڈ فلور پر ایک حصہ دفتر، ملازمین کے ڈیسکوں اور لیکچرز ہال پر مشتمل ہے۔ دوسری اور تیسری منزل پر لائبریری ہے جس کا کل رقبہ چھ سو مربع میٹر ہے، یعنی ہر منزل پر تین سو مربع میٹر۔

لائبریری میں پچاس ہزار کتب اور مراجع کی گنجائش ہے۔ اس وقت بیس ہزار ٹائٹل ہیں۔ تاریخ و تعلیم اور سائنسی تحقیق پر مبنی ڈیڑھ ہزار عربی اور ڈھائی ہزار دیگر زبانوں کے جرائد بھی ہیں۔ یہاں کمپیوٹر لائبریری بھی ہے۔ کانفرنس ہال میں ڈیڑھ سو سیٹیں ہیں۔ زمین اور تعمیرات پر لاگت کا کل تخمینہ چار ملین درہم تھا۔ میری طرف سے مسلسل نگرانی کے باعث تعمیر میں صرف دس ماہ صرف ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

اس روز شام کو عرب جمہوریہ مصر کے وزیرِ ثقافت فاروق حسنی نے میرے اعزاز میں عشائیہ دیا، جس میں جناب عمرو موسیٰ سیکرٹری جنرل عرب لیگ اور ڈاکٹر مفید شہاب بھی شریک ہوئے۔ کھانے کے دوران عالم عرب کی ثقافتی، ادبی، فنی، ڈرامائی اور تخلیقی صورتِ حال کے مختلف پہلوؤں اور ان رکاوٹوں اور ان کے ترقی پسندانہ عملی حل پر گفتگو رہی جو ان کے فروغ اور اثرات کو روکتی ہیں جبکہ اسلامی عربی ثقافتی شناخت کے ممتاز ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی حفاظت اور ترقی کے لیے مسلسل کوشش کی جائے۔

24 مئی 2001ء کی صبح مصر کے صدر جناب محمد حسنی مبارک نے جمہوری محل میں مجھے ملاقات کے لیے بلایا۔ اس ملاقات میں دونوں ملکوں کے درمیان امتیازی برادرانہ تعلقات اور تعاون کی راہوں پر گفتگو ہوئی۔ یہ تعلقات جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان، صدر متحدہ عرب امارات اور ان کے بھائی جناب صدر حسنی مبارک کی قیادت میں پروان چڑھ رہے تھے۔ علاوہ ازیں خلیجی و عربی میدانوں میں حالیہ ترقیات اور مشترک اہم معاملات زیرِ بحث آئے۔

مصری صدر نے عرب اور اسلام کے لیے میری علمی اور ثقافتی کاوشوں کو سراہا۔ انھوں نے مصری جمعیت برائے مطالعہ تاریخ اور قاہرہ یونیورسٹی کے کلیہ زراعت کی لائبریری اور انفارمیشن آفس کی بلڈنگز بنوانے پر میرا شکریہ ادا کیا، کہ یہ سب مصر میں علمی تحقیق و ترقی کو پروان چڑھائیں گی۔

صدر جناب محمد حسنی مبارک سے ملاقات کے بعد میں قاہرہ یونیورسٹی کے ایگریکلچر کالج گیا جہاں الجیزۃ کے علاقے میں اس کی لائبریری اور انفارمیشن آفس کی عمارت کا مجھے افتتاح کرنا تھا، وہاں وزیرِ اعلیٰ تعلیم و سائنس تحقیق ڈاکٹر مفید شہاب اور ڈاکٹر نجیب ہلالی جوہر بھی موجود تھے۔

یادگاری تختی کی نقاب کشائی کے بعد میں نے لائبریری کا افتتاحی فیتہ کاٹا، پھر اس نئی دو منزلہ لائبریری کے مختلف حصوں کا وزٹ کیا، جہاں محققین کے لیے علمی خدمات اور تیز رفتار معلومات کی فراہمی کی خاطر جدید ساز و سامان کا بندوبست کیا گیا تھا، نیز کتب، جرائد، کتب مراجع، ڈاکٹریٹ اور ایم اے کے مقالات اور دیگر علمی مقالات مطالعے کے لیے رکھے گئے تھے۔

لائبریری کے بڑے کانفرنس ہال میں تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مملکت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امارات اور ریاست شارجہ کے متعلق دستاویزی فلم نیز زرعی کالج کے بارے میں فلم دکھائی گئی۔ ڈاکٹر سلویٰ بیومی، ڈین کلیہ زراعت نے اس مناسبت سے خطاب کرتے ہوئے، میرے ایگریکلچر کالج کے ساتھ تعاون کو سراہا کہ میں یہاں ایک علم کی شمع روشن کر رہا ہوں۔

ڈاکٹر مفید شہاب نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میری علمی امداد مصر اور امارات کے مابین برادرانہ تعلقات کی عکاسی کرتی ہے۔ پھر میں نے اپنی تقریر میں زمانہ قدیم و جدید مصر کے علمی میدان میں قائدانہ کردار، عرب قوم کی خدمت اور امارات میں تعلیمی بیداری میں گرانقدر امداد دینے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ لائبریری مصر کے اس خوبصورت کردار پر ہمارا نذرانہ شمار ہوگی اور علم وعرفان کے لیے ہماری یادگار ہوگی۔

قاہرہ یونیورسٹی، کلیہ زراعت کے فاضلین کی تنظیم کی جانب سے مجھے یادگاری شیلڈ پیش کی گئی۔

زرعی کالج میں لائبریری اور مرکز معلومات کے قیام کے میرے اس عطیے کو اپنی قسم کی پہلی علمی اور سائنسی کاوش شمار کیا گیا، یہ ایسی تعلیمی و سائنسی عربی کامیابی ہے جس کی پہلے مثال نہیں ملتی۔ عالم عرب میں علوم زراعت کے شعبے میں یہ ایک اہم خدمت سمجھی گئی ہے۔

یہ لائبریری جو شارع جامعہ قاہرہ کے شرق میں اور الجیزہ کے میدان کے سامنے ہے، اس میں پچاس ہزار ٹائٹل اور مراجع کی کتب ہیں۔ ڈاکٹریٹ اور ایم ایس سی کے مقالات، رسائل تبادلہ اور جرائد ان کے علاوہ ہیں۔ مختلف مقاصد کے لیے یہاں 132 کمپیوٹر رکھے گئے ہیں، دیگر وسائل اور الیکٹرونک لائبریری کا ایک اضافی ہال بھی ہے، یہاں لیزر ہارڈ ڈسکیں رکھی گئی ہیں جن میں ببلوگرافی (کتابیات) محفوظ کی گئی ہے۔ دنیا بھر کے مکتبات کے ساتھ روابط کا انٹرنیٹ سسٹم بھی مہیا کیا گیا ہے۔ یہ لائبریری دو منزلہ ہے، ہر منزل کا کورڈ ایریا پندرہ سو مربع میٹر ہے، یہ ایک نایاب فن تعمیر کا شاہکار ہے، جسے شاندار اسلامی عربی طرزِ تعمیر پر تیار کیا گیا ہے۔ فرش سنگ مرمر اور سنگِ خارا سے بنے ہیں اور ربڑ کی تہ والے فرش بھی ہیں تاکہ آواز پیدا نہ ہو۔ خوشنما مصنوعی پتھر سے بھی کام لیا گیا ہے۔ عمارت کے مختلف حصے اور اپارٹمنٹ بہت عمدہ لکڑی سے آراستہ کیے گئے ہیں جو ''مشربیات'' کہلاتے ہیں۔ ستون اور فانوس ان کے علاوہ ہیں۔ زلزلے اور ہنگامی حالات کے پیش نظر یہاں بہتر حفاظتی اقدامات بھی کیے گئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لائبریری کی دونوں منزلوں پر چار ہال ہیں۔ ایک کانفرنس ہال الگ ہے، جس میں دستاویزی فلمیں دکھانے کا اہتمام بھی ہے۔ تین کمرے فوری ترجمے کے لیے بنائے گئے ہیں جن میں زیریں سرخ (انفراریڈ) شعاعوں سے کام لیا گیا ہے۔ اس ہال کا ایک مستقل ساؤنڈ سسٹم بھی ہے۔ گراؤنڈ فلور پر دس کمرے ہیں۔ ایک میں لائبریری آفس ہے۔ ایک اساتذہ اور محققین کے اجتماعات کے لیے ہے اور ایک وائیوا کے لیے۔ ایک استقبالیہ ہے اور ایک کمرہ آمدہ کتب و جرائد کے ریکارڈ کے لیے مخصوص ہے۔ ایک کمرہ فہرستوں کے لیے ہے اور ایک کمپیوٹر پر تازہ رپورٹیں محفوظ کرنے کے لیے۔ ایک کمرہ کالج میگزین کے لیے اور ذرائع ابلاغ کے لیے ہے اور ایک کمرہ کتابوں کی حفاظت اور جلد سازی کے لیے خاص ہے۔

چونکہ میں شارجہ یونیورسٹی اور امریکی یونیورسٹی (شارجہ) کا سرپرست اعلیٰ ہوں، اس لحاظ سے قاہرہ یونیورسٹی میں میرے ساتھ ایک نشست رکھی گئی۔ اس میں قاہرہ یونیورسٹی کے صدر ڈاکٹر نجیب ہلالی جوہر، ان کے معاونین اور کالجز کے ڈینز نے شرکت کی۔ اس مجلس میں عرب ممالک میں اعلیٰ تعلیمی ترقی کے امکانات پر غور کیا گیا۔ میں نے متحدہ عرب امارات میں اعلیٰ تعلیم اور جامعہ شارجہ نیز امریکی یونیورسٹی کے تجربات پیش کرتے ہوئے بتایا کہ یہ عرب میں جدید ترین یونیورسٹیاں ہیں۔ میں نے ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (شارجہ) کے منصوبے کا بھی ذکر کیا۔

اسی روز شام کو عرب لیگ کے نئے سیکرٹری جنرل جناب عمرو موسیٰ کے ساتھ ملاقات ہوئی، جس میں، میں نے اپنے یقین اور عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل کی تائید سے عرب ممالک کے اس یقین کا اظہار کیا کہ عرب دنیا کے مشترکہ میدانِ عمل کے حالیہ اور آیندہ مرحلے کے تقاضوں سے عہدہ برا ہوا جا سکتا ہے، نیز میں نے یقین دہانی کرائی کہ عرب دنیا کے مسائل کے حل کے لیے عرب لیگ کی کوششوں میں متحدہ عرب امارات ہمیشہ مدد دینے کو تیار ہے۔ عرب لیگ کے سیکرٹریٹ میں ہونے والی اس ملاقات میں خلیج تعاون کونسل کے مدیر انتظامی جناب ابراہیم بن سعید بھی موجود تھے۔ میں نے یونیورسٹی کی وزیٹر بک میں اپنے تاثرات درج کیے جن میں سیکرٹری جنرل کی خدمات کی ستائش کی اور اپنے اس یقین کا اظہار کیا کہ آیندہ عرب لیگ کا کردار بڑا اہم ہوگا، نیز اس قدیم ادارے کی کامیابی کے لیے نیک تمنائیں ظاہر کیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب عمرو موسیٰ نے میری آمد کو باعثِ خیر قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ ملاقات عالم عرب کے مفادات کے حق میں امید افزا ہوگی۔

اسی روز شام کو ڈاکٹر مفید شہاب نے مصری ڈپلومیٹک کلب میں میرے اعزاز میں عشائیہ دیا، جس میں وزیر ثقافت فاروق حسنی، وزیر خارجہ احمد ماہر اور صدر جمہوریہ مصر کے مشیر ڈاکٹر اسامہ الباز نے شرکت کی۔ مصر میں متحدہ عرب امارات کے سفیر، الجیزہ کے گورنر محمود ابواللیل، ڈاکٹر نجیب ہلالی جوہر، عین شمس یونیورسٹی کے صدر ڈاکٹر حسن غلابہ اور حلوان یونیورسٹی کے صدر ڈاکٹر حسن حسنی بھی اس تقریب عشائیہ میں شامل ہوئے۔

25 مئی 2001ء کی صبح قاہرہ یونیورسٹی کے ایگریکلچر کالج کے فاضلین کی تنظیم ''رابطہ'' نے قاہرہ کے فور سیزنز ہوٹل میں میرے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب منعقد کی، کیونکہ مجھے اس تنظیم کا اعزازی صدر بنایا گیا تھا۔ اس تقریب میں قاہرہ یونیورسٹی کے صدر ڈاکٹر نجیب ہلالی جوہر بھی شریک ہوئے۔ یہاں فاضلینِ زرعی کالج کے علاوہ کالج کے ڈینز اور اساتذہ، سکالرز، صحافیوں اور مصری ادیبوں سے ملاقات ہوئی۔

اس کے بعد میں نے مصری صدر جناب محمد حسنی مبارک کے سیاسی مشیر ڈاکٹر اسامہ الباز کا اپنی اقامت گاہ پر استقبال کیا۔ اس ملاقات میں برادر ممالک متحدہ عرب امارات اور عرب جمہوریہ مصر کے مابین دوطرفہ تعلقات زیر بحث آئے اور تمام شعبوں میں مشترک تعاون کے امکانات پر غور کیا گیا۔

اس روز شام کو متحدہ عرب امارات کے مصر میں سفیر اور عرب لیگ میں ڈپلومیٹک کور (قاہرہ) کے سربراہ محمد احمد المحمود نے ہمارے اعزاز میں عشائیہ دیا۔ سفیر کی رہائش گاہ پر پیش کیے گئے اس عشائیے میں عرب جمہوریہ مصر کے وزیر اعظم جناب ڈاکٹر عاطف عبید، ڈاکٹر مفید شہاب، میرے وفد، خلیج تعاون کونسل کے ممالک کے قاہرہ میں متعین سفیروں، یونیورسٹیوں کے سربراہان اور متعدد مصری حکام نے شرکت کی۔

26 مئی 2001ء کی صبح میں شارجہ کی طرف لوٹا تاکہ میں ظہر سے پہلے وہاں پہنچ سکوں۔

مملکت قطر کا برادرانہ دورہ:

3 مارچ 2001ء کی صبح میں مملکت قطر کے ایک روزہ برادرانہ دورے کے لیے دوحہ روانہ ہوا۔ اس کی دعوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

مجھے امیر حکومت قطر جناب الشیخ حمد بن خلیفہ آل ثانی نے دی تھی۔ دوحہ ایئرپورٹ پر امیر قطر نے میرا استقبال کیا۔ ان کے ہمراہ قطر میں متحدہ عرب امارات کے سفیر عبدالرضا عبداللہ خوری بھی تھے۔ انھوں نے ہمیں خوش آمدید کہا۔ استقبالی حضرات میں ڈاکٹر احمد خلیفہ بوشر باک المصوری، وزیر تعلیم وتربیت قطر اور صدر پروٹوکول کمیٹی، الشیخ محمد بن فہد آل ثانی، صدر شاہی پروٹوکول، الشیخ عبداللہ بن محمد آل ثانی، صدر شہری ہوا بازی قطر، متحدہ عرب امارات میں قطر کے سفیر جناب عبداللہ محمد العثمان اور دوحہ میں متحدہ عرب امارات کے سفارتخانے کے اراکین بھی شامل تھے۔

اسی دن دوپہر کے وقت امیر حکومت قطر جناب الشیخ حمد بن خلیفہ آل ثانی نے دوحہ کے ایوان حاکم میں میرا استقبال کیا۔ اس ملاقات میں دونوں ممالک کے مابین دوطرفہ برادرانہ تعلقات میں اضافے کی اہمیت اور امکانات زیرغور آئے۔ یہ تعلقات صدر متحدہ عرب امارات جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان اور ان کے برادر جناب امیر قطر کی قیادت میں پروان چڑھ رہے تھے۔ امیر قطر نے عالمی، عربی اور خلیجی سطح پر میری تعلیمی کاوشوں اور خدمات کا ذکر کیا، خاص طور پر انھوں نے مجھے خدمت اسلام کے لیے شاہ فیصل ایوارڈ برائے 1422ء کا اعزاز ملنے پر مبارک باد پیش کی۔

اس دن ظہر کے بعد میرے شارجہ یونیورسٹی اور امریکی یونیورسٹی شارجہ کے سرپرست اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے قطر یونیورسٹی کے ذمہ داران کے ساتھ ایک اجلاس رکھا گیا۔ میرے ہمراہ قطری وزیر تعلیم وتربیت ڈاکٹر احمد بن خلیفہ بوشر باک المصوری بھی تھے۔ جامعہ قطر کے مدیر ڈاکٹر عبداللہ صالح الخلیفی نے ہمارا استقبال کیا۔

انھوں نے اپنے خطاب میں فروغ علم اور اہلِ علم کے لیے میری مسلسل خدمات کا ذکر کیا۔ انھوں نے کہا کہ قطر یونیورسٹی اکیسویں صدی اور تیسری ہزاری کا آغاز واضح اہداف کے ساتھ کر رہی ہے، جو عصر حاضر کے چیلنجز سے نمٹنے کے لیے کامیاب اور اپنی تہذیبی اور اسلامی وراثت کے امین ہوں گے۔

ڈاکٹر الخلیفی نے بتایا کہ قطر یونیورسٹی 1973ء میں بنائی گئی۔ شروع میں دو کالج تھے۔ اب اس کے چھ کالج ہوگئے ہیں: ٹریننگ کالج، کلیہ انسانیات و معاشرتی علوم، سائنس کالج، شریعت و قانون اور اسلامی تعلیمات کا کالج، انجینئرنگ کالج اور اقتصادیات اور مینجمنٹ کا کالج۔ ان میں چالیس کے قریب سائنسی شعبے ہیں اور ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکیڈمی ہے۔ چھ مراکز تحقیق ہیں، ان میں مرکز سائنسی و علمی تحقیق، مرکز تحقیق سنت و سیرت نبوی، مرکز تحقیق تربیت، مرکز وثائق وانسانی مطالعہ اور مرکز برائے اقتصادی تحقیق شامل ہیں۔

یونیورسٹی کے مدیر نے اپنی گفتگو کے آخر میں کہا:

یونیورسٹی نے امتیازی انسانی صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے قطری و عربی معاشرے کی پیشرفت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس یونیورسٹی کا فارغ ہونے والا پہلا بیج 158 طلبہ وطالبات پر مشتمل تھا۔ جبکہ چوبیسواں بیج 1451 طلبہ وطالبات پر مشتمل ہے۔ کل فاضلین کی تعداد اکیس ہزار سے زائد ہو چکی ہے۔ شعبہ تدریس میں 1976ء میں 151 اساتذہ تھے، 2001ء تک یہ تعداد 657 ہوگئی ہے، ان میں تیس سے زیادہ یونیورسٹی کے قطری اساتذہ ہیں۔

اس کے بعد مدیر یونیورسٹی نے مجھے اعزازی شیلڈ پیش کی۔ پھر میں نے مختلف شعبوں کا وزٹ کیا۔

قطر کے اس مختصر برادرانہ دورے کے بعد شام کو میں دوحہ سے واپس وطن روانہ ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیارھواں باب

القرین میلہ

برادر ملک کویت سے مجھے سرکاری طور پر دعوت دی گئی کہ القرین ثقافتی میلے کو دس برس ہو گئے ہیں۔ اب کے بار آپ کو میلے کی خاص شخصیت، یعنی مہمانِ اعزاز بنایا جائے گا۔

مجھے یہ اعزاز میری علمی اور ثقافتی سرگرمیوں پر بخشا گیا۔ اس کے لیے 6 دسمبر 2003ء کی صبح کویت کی قومی کمیٹی برائے ثقافت اور فنون و آداب کے سیکرٹری جنرل جناب بدر الرفاعی میرے دفتر تشریف لائے، انھوں نے مجھے جناب محمد ابوالحسن وزیر اطلاعات اور صدر کویتی قومی کمیٹی برائے ثقافت اور فنون و آداب کی جانب سے دعوت پیش کی۔ اس موقع پر میں نے کویت کی علمی وثقافتی سرگرمیوں اور ان شعبوں کی سرپرستی کو سراہا، میں نے کہا:

ثقافت، سائنس اور علم ہی قوموں کی ترقی کے لیے بنیادی وسیلہ ہیں، لہٰذا ثقافت اور ثقافت سے وابستگان کے ساتھ ہمارا تعاون ضروری ہے جو کہ لائبریریاں، ناشرین کتب اور اس طرح کے رسمی وسرکاری ادارے ہیں۔

میں نے مزید کہا: ماضی قریب پر نگاہ دوڑائیں تو ہمیں خلیج کے علاقے میں دانشور اور مفکرین اس نسبت سے کم تعداد میں ملتے ہیں جو دیگر عرب ممالک میں ہوئے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہاں کی زندگی میں ٹھہراؤ کا نہ ہونا ہے، اب جبکہ اللہ پاک کے فضل سے خلیجی قومیں خوشحالی اور ٹھہراؤ سے بہرہ ور ہوئی ہیں۔ اب مفکرین اور دانشور سامنے آرہے ہیں۔

10 جنوری 2004ء کو میں نے کویت کا سرکاری دورہ شروع کیا۔ میرے وہاں پہنچنے پر کویت کے وزیر اعظم جناب الشیخ صباح الاحمد الجابر الصباح، الشیخ نواف الاحمد الجابر الصباح، اول نائب وزیر اعظم اور وزیر داخلہ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشیخ جابر المبارک الحمد الصباح، نائب وزیراعظم اور وزیر دفاع کبار شیوخ اور اعلیٰ حکام نے استقبال کیا۔ پھر ہم اپنی قیام گاہ قصر بیان کی طرف چل پڑے۔

کویت میں ملاقاتیں اور زیارتیں

آزادی ٹاور کویت:

4 جنوری 2004ء کو میں اپنے وفد کے ہمراہ آزادی ٹاور (کویت) کے وزٹ پر گیا۔ یہ کویت کا اہم ترین مقام ہے۔ اسے دیکھنے کے بعد میں نے انباء الامارات اور جریدہ الوطن الکویتیہ کے صحافیوں کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے، کویت کے اس علاقے میں قائدانہ کردار کا ذکر کیا جس کی علاقے کے لوگ زندگی کے مختلف شعبوں میں پیروی کر رہے ہیں۔ میں نے کویت کی قومی کمیٹی برائے ثقافت، فنون و آداب کی نتیجہ خیز کوششوں کا بھی ذکر کیا، جو ثقافتی حلقوں میں کویت سے باہر تک اپنے فوائد پہنچا رہی تھیں مگر پھر برے حالات نے کویت کی پیشرفت روک دی،[1] پھر میں نے شارجہ کے ساتھ گزشتہ پچاس برس سے کویت کے ثقافتی تعاون کا ذکر کیا۔

حکومت کویت نے مرحوم الشیخ عبداللہ السالم الصباح کے دور میں شارجہ کی درخواست قبول کرتے ہوئے، نہ صرف درسی و ثقافتی اور اسی طرح کے سامان کی شکل میں مدد فراہم کی بلکہ اساتذہ بھی بھیجے۔

یہ تبدیلی کا نقطہ آغاز بنا جس نے تعلیمی ترقی کا پہیہ گھما دیا، جس سے ہم اپنی ثقافتی اور تعلیمی سرگرمیوں کے کامیاب راستے پر چل پڑے۔ یہ خدمات صرف شارجہ کے لیے نہیں بلکہ کویت نے اپنا تعاون امارات اور خلیج کے دیگر سب ممالک کو بھی فراہم کیا ہے۔

القرین ثقافتی میلے میں اس سال کی شخصیت ٹھہرانے کا اعزاز میرے لیے خوش آئند ہے۔ میں کویت کی حکومت اور عوام کی ہر قسم کی کامیابی اور ترقی کا متمنی ہوں۔ میں نے کویت کے نمایاں مقامات خاص

[1] جناب الشیخ سلطان القاسمی کا اشارہ اگست 1990ء میں کویت کے خلاف عراقی آمر صدام حسین کی جارجیت کی طرف ہے جو سات ماہ بعد فروری 1991ء میں اتحادیوں کے ہاتھوں عراق کی شکست اور کویت کی آزادی پر منتج ہوئی۔ آزادی ٹاور عراقی تسلط سے نجات کی یادگار ہے۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طور پر آزادی ٹاور کی اہمیت کا ذکر بھی کیا۔

عرب فنکاروں کی ایک رات:

عرب فنکاروں، دانشوروں اور ادیبوں کو بھی اس میلے کی تقریبات میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ ایک پروگرام ''عرب فنکاروں کی ایک رات'' کے زیرِعنوان تھا۔ اس میں مجھے بھی میلے کی اعزازی شخصیت ہونے کے باعث دعوت دی گئی تھی۔

قومی کمیٹی برائے ثقافت، فنون وآداب کے سیکرٹری جنرل بدر عبدالوہاب الرفاعی نے عربی ثقافت کو فروغ دینے میں میری خدمات کو گرانقدر قرار دیا، جو تصنیف وتالیف، تخلیق، تعلیم اور سائنسی منصوبوں کے حوالے سے ہیں۔ پھر ان ڈراموں کی چند جھلکیاں دکھائی گئیں جو میں نے لکھے تھے اور شارجہ ڈرامہ ڈیز میں پیش کیے جا چکے تھے۔ ان سے قبل ''دن اور رات کا مناظرہ'' کے عنوان سے فنکاروں کی ایک ٹیم نے ٹیبلو پیش کیا۔ پھر ادیب ودانشور اور اس میلے کے نگران طالب الرفاعی نے مجھے گفتگو کے لیے دعوت دی۔

میں نے اپنی گفتگو کا آغاز تاریخ عرب کی چند مثالوں کے ساتھ کیا، ان میں سے ایک بڑی شکست خوردگی اور منفی نوعیت کی تھی، جب عرب ''بیت اللہ'' (کعبہ) کے دفاع سے ہٹ کر پہاڑوں میں چھپ گئے تھے۔ تب اَبرہہ حبشی نے کعبہ کو گرانے کا ارادہ کیا تھا۔

پھر چالیس برس کے بعد یہ صورت حال کیسے تبدیل ہوتی ہے کہ مخلوقات میں سب سے بہتر ہستی حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت ہوتی ہے۔ آپ ﷺ پر اقرأ سے قرآن کریم کی پہلی آیات نازل ہوتی ہیں۔ یہ آیات عربوں کو منفی کردار اور شکست خوردگی سے نکال کر تہذیبوں کے سفر کا پیشرو بنا دیتی ہیں۔

نسلوں کی تبدیلی کے نظریے کا ذکر کرتے ہوئے میں نے کہا: وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لوگ تھے، جو چالیس برس تک صحرائے سینا میں سرگرداں رہے، حتی کہ نئی نسل آئی تو ان کے ہاتھوں بہتری کے امکانات پیدا ہو گئے۔

عربی اٹھان کے روشن ترین دور، یعنی عہدِ عباسی میں دارالحکمت کے قیام پر غور کریں، وہاں کتنے ہی کاتب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور مترجم بیٹھے تھے۔ انھوں نے فارسیوں کی ہر اچھی چیز لے لی اور بہت سے علمی مواد کا ترجمہ بھی کیا مگر وہ مجوسی فکر سے ہرگز مرعوب نہ ہوئے۔ انھوں نے رومیوں کے علمی ذخیرے سے ترجمے کیے [1] اور وہ مسیحی فکر سے مرعوب نہ ہوئے۔ انھوں نے نہ صرف ثقافتوں کے ساتھ ملاپ کیا بلکہ دنیا بھر میں ان کی تصحیح و اشاعت بھی کی۔

پھر عرب مسلمانوں نے ایک اور صورت میں اندلس میں ترقی کی، حتیٰ کہ کرسٹوفر کولمبس آتا ہے۔ وہ عالم عرب سے نقشے حاصل کرتا ہے، جو نقشے اسے نئی دنیا کی طرف لے جاتے ہیں۔''

کئی اہم مسائل پر بات چیت ہوئی جو فن اور ڈرامے سے متعلق تھے۔ میں نے کہا: کچھ مسائل عربی وطن میں تہذیب و تربیت کے ہیں اور کچھ مسائل دوسروں کے ساتھ ڈائیلاگ کے ہیں، جن میں اہم ترین میں یہ سمجھتا ہوں کہ عربی ثقافت کی ہر شکل کو مغرب سے دیس نکالا دے دیا گیا۔

11 جنوری 2004ء کی صبح میں نے اپنی رہائش گاہ پر حکومت کویت کے وزیر اطلاعات جناب محمد ابوالحسن کے ساتھ ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ثقافت و اطلاعات کے شعبوں کے متعلق گفتگو ہوئی۔ عرب معاشروں میں ترقی اور عوام کے علمی افق کو وسعت دینے کے متعلق ذرائع ابلاغ کا کردار بھی زیر بحث آیا۔ وزیر محترم نے اس میلے میں میری آمد اور میلے کے مہمان ہونے پر دلی خوشی کا اظہار کیا۔

امیر کویت کے ساتھ ملاقات:

11 جنوری 2004ء کی صبح امیر حکومت کویت جناب الشیخ جابر الاحمد الجابر الصباح نے قصر بیان میں میرا استقبال کیا۔ ان کے ساتھ وزیر اعظم جناب الشیخ صباح الاحمد الجابر الصباح بھی موجود تھے۔ امیر کویت نے مجھے خوش آمدید کہا اور دونوں ملکوں کے مابین برادرانہ تعلقات پر اظہار مسرت کیا۔ میں نے بھی برادر ملک کویت کے امارات کے ساتھ تعاون پر شکریہ ادا کیا، خاص طور پر وہ تعاون جو اتحاد سے پہلے ان ریاستوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اس ملاقات کے اختتام پر میں نے امیر کویت کو اپنی کتاب ''بیان الکویت ..... حالات زندگی

[1] مصنف نے یونانی علوم سے مسلمانوں کے استفادے کے ذکر میں یونانیوں کے بجائے ''رومیوں'' کا نام لیا ہے، اس لیے کہ رومیوں نے یونان فتح کر کے قسطنطنیہ کو دارالسلطنت بنالیا تھا۔ یوں رومیوں پر یونانی تہذیب کا گہرا رنگ چڑھ گیا تھا اور دونوں تہذیبیں مل کر ایک ہوگئی تھیں۔ (محسن فارانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشیخ مبارک الصباح" پیش کی، جو اسی سال چھپی تھی۔

کویتی پارلیمنٹ میں:

11 جنوری 2004ء کو میں نے کویتی پارلیمنٹ کا دورہ کیا، میں نے پارلیمنٹ کے صدر، سپیکر جاسم محمد الخرافی اور متعدد ارکان پارلیمنٹ کے ساتھ ملاقات کی اور کویت میں جمہوری تجربے کی کامیابی اور جمہوریت کے ارتقاء میں پارلیمنٹ کے بنیادی کردار کا ذکر کیا جس سے معاشرے کی خدمت ہو رہی ہے اور ملکی معاملات مضبوط ہو رہے ہیں۔ اس سے شخصی آزادی اور انسانی حقوق کی بھی حفاظت ہوتی ہے۔ میں نے زندگی کے تمام معاشرتی، ثقافتی، سیاسی اور تعلیمی شعبوں میں عورت کے کردار کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی اور اس سلسلے میں دین اسلام کی شرعی حدود اور عورت کی پاکدامنی کا خاص طور پر ذکر کیا۔

میں نے معاشرے میں جمہوری شعور اجاگر کرنے اور نئی نسل کی جمہوری تربیت کی اہمیت پر زور دیا۔ میں نے بتایا کہ ہم نے شارجہ کے طول وعرض میں مراکز اطفال قائم کیے ہیں اور ان کے انتخابات سے اور بچوں کی پارلیمنٹ کی تشکیل کا کامیاب تجربہ کیا ہے۔

11 جنوری 2004ء کی شام میں نے حکومت کویت کے ولی عہد جناب الشیخ سعد عبداللہ السالم الصباح سے ملاقات کی۔ انھوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے دوران قیام کے متعلق نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ میں نے انھیں اپنی کتاب "بیان کویت ..... حالات زندگی الشیخ مبارک الصباح" پیش کی۔

تھیٹر کا تمغہ:

میں نے 11 جنوری 2004ء کی شام اپنی اقامت گاہ قصر بیان میں عربی کویتی تھیٹر کے وفد سے ملاقات کی جنھوں نے عرب ممالک اور خلیج میں تھیٹر کے لیے میری خدمات کے اعتراف میں مجھے عربی کویتی تھیٹر میڈل عطا کیا۔

میں نے اس ملاقات میں معاشرے کے لیے تھیٹر کی اہمیت اجاگر کی، بشرطیکہ اس کا استعمال اچھا ہو۔ میں نے عالم عرب میں تھیٹر کی پروقار پیشرفت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے زمانے میں اس کے سازوسامان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اسلوب کو ترقی دینے کی ضرورت ہے۔ اسی تناظر میں میں نے بتایا کہ برطانیہ میں شیکسپیئر کے ڈرامے سو سال سے پیش کیے جا رہے ہیں لیکن لوگوں کے لیے تھیٹر میں ایک ہفتہ پہلے بکنگ کے بغیر جانا ممکن نہیں ہوتا۔

12 جنوری 2004ء کی صبح میں نے حکومت کویت کے اوّل نائب وزیرِاعظم اور وزیرِ داخلہ الشیخ نواف الاحمد الجابر الصباح کے ساتھ، ایوان وزارت داخلہ میں ملاقات کی اور ان کو "بیان الکویت ...... حالات زندگی الشیخ مبارک الصباح" کتاب کا نسخہ پیش کیا۔

کویتی ادارہ برائے سائنسی پیشرفت کا دورہ:

12 جنوری 2004ء کو قبل از دوپہر میں نے "کویتی ادارہ برائے سائنسی پیشرفت" کے ارکان سے ملاقات کی۔ اس کے شعبوں کے نگران بھی اس ملاقات میں موجود تھے۔ میں نے اس ملاقات میں ادارے کے اہداف، منصوبوں اور کارکردگی کا جائزہ لیا اور کویت اور عرب دنیا میں اس کے سائنسی تحقیق اور محققین کو مدد فراہم کرنے کے اقدامات سے آگاہی حاصل کی۔ یہ ادارہ امیر حکومت کویت الشیخ جابر الاحمد الصباح کی سربراہی میں قائم ہوا تھا جب موصوف کویت کے ولی عہد تھے۔ میں نے ادارے کے قیام اور اہداف کے حصول میں اس کی کامیابیوں پر فخر وحیرت کا اظہار کیا۔

کویتی شپ یارڈ کے وفد سے ملاقات:

12 جنوری 2004ء کو میں نے اپنی اقامت گاہ قصر بیان میں کویتی شپ یارڈ کے ذمہ داران سے ملاقات کی، جو مجھے سلام کرنے آئے تھے۔ میں نے شپ یارڈ کے وفد کو خوش آمدید کہتے ہوئے اس ادارے کے سمندروں اور جہاز رانی کے حوالے سے طویل اور گہرے تجربے کو سراہا کہ کویت کے بحری جہاز پوری دنیا میں گھومے ہیں اور ہر بندرگاہ پر وہ لنگر انداز ہوئے ہیں۔

اس وفد نے میرے سائنسی ترقیاتی پروگرام اور سیاسی جغرافیے کے علم کو فروغ دینے اور نادر و نایاب نقشوں کی حفاظت کرنے پر میری کاوشوں کو سراہا۔ انھوں نے مجھے سمندروں اور جہاز رانی کے متعلق کئی معلوماتی کتب کا تحفہ دیا، نیز ایک چارٹ بھی عطا کیا جس میں مختلف بحری راستے واضح کیے گئے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

القرین ثقافتی میلہ:

برادر حکومت کویت کے القرین ثقافتی میلے پر دس برس گزرنے اور اس میں میرے اعزاز اور میلے کی شخصیت کے طور پر میرے انتخاب کی مناسبت سے، کویت میں متحدہ عرب امارات کے سفارتخانے کے شعبہ اطلاعات نے بتیس صفحات کا ایک کتابچہ شائع کیا۔ اس کے آغاز میں سفیر امارات کا تحریر کردہ دیباچہ ہے۔ اس میں میری ثقافتی کامیابیوں اور میری علمی، فکری اور انسانی خدمات کا مختصر تذکرہ ہے، جس کی وجہ سے میری شخصیت کو اس سال کی ثقافتی شخصیت کے طور پر منتخب کیا گیا۔ اس کتابچے میں تعلیم، تربیت اور اطلاعات و ثقافت پر میری ہدایات اور اساسی اصولوں کا بیان ہے جن کی بنیاد پر ایک مسلم عرب شخصیت قائم ہوتی ہے، جس کا عقیدہ اور ایمان صحیح ہو۔ اور انھی خوبیوں کی وجہ سے ہم بہترامت تھے اور آئندہ بہترامت رہ سکتے ہیں جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے۔

اس کتابچے میں میری تصنیفات کا تذکرہ بھی ہے اور ان اداروں اور شعبوں کا ذکر بھی ہے جن کی میں نے بنیاد رکھی ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کی خدمات کے لیے میری کاوشوں اور کامیابیوں کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس کے فلیپ پر شعبہ اطلاعات وثقافت شارجہ کی تصاویر، ثقافتی ترقی میں حکومت شارجہ کا کردار، شارجہ کے سیاحتی مقامات اور اہم معلومات کی تصاویر کے علاوہ میری یہ بات بھی لکھ دی گئی ہے کہ ''ہم نے کنکریٹ کی ترقی بہت کرلی، اب ہمیں صحیح انسان بنانے کی طرف لوٹنا ہے۔''

12 جنوری 2004ء کی شام کو تقریب اعزاز منعقد کی گئی، جس کا اہتمام قومی کمیٹی برائے ثقافت، فنون وآداب، حکومت کویت نے کیا تھا۔

الدسمہ تھیٹر کے بڑے کانفرنس ہال میں یہ تقریب منعقد ہوئی، اس میں الشیخ نواف الاحمد الجابر الصباح، اول نائب وزیراعظم اور وزیر داخلہ اور پروٹوکول کمیٹی کے صدر اور الجہراء کے گورنر الشیخ علی الجابر الاحمد الصباح بھی شریک ہوئے۔

کویتی وزیر اطلاعات اور قومی کمیٹی برائے ثقافت، فنون وآداب کے صدر نے اپنی گفتگو میں میرے اعزاز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور میلے کی شخصیت کے طور پر میرے انتخاب پر روشنی ڈالی۔"

اس کے بعد رابطہ ادباء کے سیکرٹری جنرل نے گفتگو کی۔ انھوں نے میری قیادت میں شارجہ کو ثقافتی ترقی کا منارہ نور قرار دیا جس کی روشنی خلیج عربی کو منور کر رہی ہے اور میری تصانیف اور کارناموں کے ذریعے سے عالمِ عرب اور دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیل رہی ہے۔ بعد ازیں امارتِ شارجہ اور میری شخصی زندگی کے حوالے سے میرے معاہدات اور دستاویزات کی نمائش ہوئی جس کا اہتمام السید علی الریس نے کیا تھا۔ پھر مجھے اعزاز کے ساتھ اسٹیج پر صدر نشین کیا گیا۔ کویت کے بڑے ادیب اور ناول نگار اسماعیل فہد اسماعیل نے، ثقافتی میلے کی شخصیت کے متعلق اپنی تصنیف "صاحب السمو الشیخ ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی، تاریخ، متنوع تحریر" کا نسخہ مجھے پیش کیا۔

وزیر اعظم الشیخ صباح الاحمد جابر الصباح کی جانب سے، مجھے کرسٹل سے بنی یادگاری شیلڈ الشیخ نواف الاحمد الجابر الصباح نے پیش کی۔ اس دوران مبارک باد اور تالیوں کی آوازوں سے الدسمہ کا تھیٹر ہال گونجتا رہا۔ اس مناسبت سے میں نے اپنی گفتگو میں کہا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على أشرف المرسلين سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

معزز حاضرین!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ!

ایک اچھا موقع اور حسن اتفاق ہے کہ میں اس مبارک دن پر محبت وسلامتی کی سرزمین پر آپ کے درمیان موجود ہوں۔ یہ سرزمین اصل عرب کی سرزمین ہے۔ یہ ہمیشہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس طرح رہے گی کہ اس کے باسی اور اس کی قوم اپنے دین پر قائم رہیں گے، وہ اپنے اصولوں اور بنیادوں پر استوار رہے گی۔ زمانہ قدیم سے یہ سرزمین جس چیز کی علم بردار ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کویت ایک عرب ملک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ہاں یہ عرب ملک ہے، مکمل طور پر عرب ہے۔اس میں امن وامان ہے، اس میں محبت اور سلام ہے، یہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کا مددگار ملک ہے، تکالیف ومصائب پر یہ دوستوں کی مدد کرتا ہے کہ اسے کسی جزا اور شکریے کا انتظار نہیں ہوتا۔

میں کویت کے لیے محبت اور عزت بھرا، نیک خواہشات کا تحفہ پیش کر رہا ہوں، جو مجھے جناب الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان صدر متحدہ عرب امارات اور اتحاد کی مجلس اعلیٰ کے ارکان نے دے کر بھیجا ہے۔ میں وہ تحفہ جناب امیر کویت الشیخ جابر الاحمد الصباح، کویت کی اچھی حکومت اور کویت کی خود دار قوم کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

میرے معزز بھائیو! عرب کے اس نازک دور میں، عرب قوم اور اسلام پر ہر طرف سے ہونے والی یلغار اور تیزی سے بدلتے ہوئے حالات نے عربوں کے سامنے اپنی اصل تہذیب وثقافت کی طرف رجوع کے سوا کامیابی کا کوئی راستہ نہیں چھوڑا۔ ہم علم ومعرفت اور اپنے تشخص سے وابستگی کے ساتھ تعمیر وترقی کی جانب بڑھ سکتے ہیں۔ سیاسی بلاک اور معاہدے عارضی اور تغیر پذیر ہوتے ہیں جبکہ اپنی فکر اور ثقافت دو باقی رہنے والے محاذ ہیں۔ ان کے ذریعے سے ہم اپنی مضبوط بنیاد کو لوٹا سکتے ہیں جو گمراہ کن اور بے ثمر سیاست کی تند و تیز ہواؤں کی زد میں رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کویت نے عربوں کی پسماندگی اور گراوٹ کے زمانے کے دکھ اٹھائے ہیں اور کڑوے گھونٹ پیے ہیں لیکن اللہ بزرگ وبرتر کے فضل سے اور ہم وطنوں کے پختہ ارادے نیز اپنے جوانوں کی جواں ہمتی کے باعث اب یہ مضبوط اور مستحکم مملکت بن گیا ہے۔اب یہ اس تکلیف کے دور سے نکل آیا ہے اور نئے سرے سے ایک آزاد اور مستحکم ملک کی حیثیت سے تاریخ وتہذیب میں اپنا کردار ادا کر سکے گا۔

معزز بھائیو! آج آپ نے مجھے جو اعزاز بخشا ہے اور اپنے ثقافتی وفکری میلے کی شخصیت بنایا ہے، یہ قوموں اور معاشروں کی تعمیر میں میری امدادی وفکری کاوشوں کی توثیق وتصدیق کی علامت ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ میں آپ کے حسن ظن اور اس انتخاب کا صحیح مصداق بن سکوں۔

میں مبالغہ نہیں کرتا اور نہ چشم پوشی کرتا ہوں کہ جن اہم مصادر ومراجع سے میں نے اپنی تعلیم وثقافت کا آغاز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے، ان میں بنیادی مقام کویت ہی کو حاصل ہے۔ زندگی کے ابتدائی دور میں میں نے یہیں سے علم حاصل کیا ہے۔ یہاں فکروفن کے فروزاں ستارے اور نورِ علم کے روشن چراغ تھے جن کے افکار نے میری تربیت کی اور جن کا معاشرتی اصلاح میں بڑا نام ہے، مثلاً الشیخ علامہ عبدالعزیز الرشید، الشیخ علامہ یوسف بن عیسیٰ القناعی اور الاستاذ احمد بشر رومی اور الاستاذ عبدالعزیز الحسین۔ اللہ ان سب پر وسیع رحمتیں فرمائے۔

میں کویت کے اخبارات، مجلات، کتب اور اشاعتی سلسلوں کو بھی فراموش نہیں کرسکتا، جن کے کئی گونہ اغراض ومقاصد تھے۔ ان میں نمایاں طور پر مجلّہ العربی ہے۔ انھوں نے مجھے فکروفہم اور علم کی چادر پہنائی، جوانی کے بھرپور دور میں انھوں نے مجھے قومی وابستگی اور عربیت سکھائی۔ یہ کویت ہی ہے جو زندگی کے سفر میں، میری یادداشتوں کا ایک ذخیرہ ہے اور میرے علمی رسوخ کا باعث ہے۔

معزز بھائیو! اس مبارک موقع پر میں بہت خوشی اور مسرت سے چند افراد کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ سب سے پہلے میں امیر حکومت کویت الشیخ جابر الاحمد الصباح، پھر ولی عہد الشیخ عبداللہ السالم الصباح اور وزیر اعظم الشیخ صباح الاحمد الجابر الصباح کا شکر گزار ہوں۔ انھوں نے میرے استقبال اور تکریم میں بہت محبت کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں ان کی صحت، عافیت اور عمرِ دراز کا آرزومند ہوں۔ الشیخ نواف الاحمد الجابر الصباح، اوّل نائب وزیر اعظم اور وزیر داخلہ، الشیخ علی الجابر الاحمد الصباح، گورنر الجہراء، الاستاذ محمد عبداللہ ابوالحسن، وزیر اطلاعات وصدر قومی کمیٹی برائے ثقافت، فنون وآداب، اس کمیٹی کے سیکرٹری جنرل الاستاذ بدر الرفاعی، اور ان کے ساتھ کام کرنے والے ارکان کا بھی میں شکر گزار ہوں۔ یہ سب لوگ میرے گھر کے لوگ ہیں، میرے دوسرے وطن کویت میں یہ کوئی نئے لوگ نہیں ہیں۔

جب کویت نے میری عزت افزائی کی ہے، مجھے اصل عربی تکریم بخشی ہے، مجھے اس دسویں قومی ثقافتی میلے کی شخصیت بنایا ہے، تو مجھے بھی بدلے میں کوئی تحفہ دینا چاہیے، اور ان کے جذبات اور احساسات کا شکرانہ بھرنا چاہیے مگر میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہاں کے بزرگوں اور بھائیوں کو میں کتنا ہی قیمتی تحفہ دوں، وہ کویت کا حق ادا نہیں کرسکتا، لہٰذا: میں معذرت ہی کرتا ہوں اور اچھے لوگوں کے ہاں معذرت قبول کی جاتی ہے۔

معزز حاضرین! جب یہ ایک ثقافتی تقریب ہے تو میں نے مناسب سمجھا کہ میں کویت اور اس کے باسیوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کو اس کی معاصر تاریخ بتانے والا ایک تحفہ پیش کروں، جو مؤرخین کی غفلت کا پہلو آشکار کرے، جس کے متعلق ان سے سستی ہوئی ہے۔ گزشتہ چند ماہ سے میں اس کی تکمیل میں بہت لگن سے کام کرتا رہا ہوں، وہ کتاب ''بیان الکویت'' ہے، جو اس کے مرحوم و مغفور حاکم الشیخ مبارک الصباح کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ کتاب آپ کے سامنے ہے۔ اس میں عربی، برطانوی، جرمن اور ترکی زبانوں کی کئی دستاویزات شامل ہیں، جو پہلی مرتبہ منظر عام پر آرہی ہیں۔ اس میں نقشے اور تصاویر ہیں۔ ابھی نمائش ہوگی، اس میں کویت کی پوری نشاندہی کی گئی ہے، پندرھویں صدی سے انیسویں صدی تک خلیج کے جغرافیائی احوال، نقشوں کے ساتھ دکھائے گئے ہیں۔ اس میں کئی نقشے پہلی دفعہ سامنے لائے گئے ہیں، یہ سب کے سب کویت کی گزشتہ پانچ صدیوں کے آئینہ دار ہیں۔

محترم بھائیو! لمبی بات پر معذرت، کویت اپنے تاریخی اور قائدانہ کردار کے سبب ہم سے شرح وبسط کے ساتھ تفصیلی گفتگو کا تقاضا کرتا ہے۔

میں اپنی گفتگو کے آخر میں دوبارہ کویت، اس کے امیر، اس کی حکومت اور اس کے باشعور عوام کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے میری اس قدر عزت افزائی کی ہے۔ میں اللہ سے درخواست گزار ہوں کہ وہ کویت کی حفاظت فرمائے، اس کے نیک شہداء کی مغفرت فرمائے، جنھوں نے اس کے دفاع کا پورا حق ادا کیا تھا اور اللہ انھیں جزیل اجر وثواب عنایت فرمائے۔ بے شک وہی سننے والا ہے، وہ قریب ہے اور دعائیں قبول فرمانے والا ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پھر میں نے شہر سے متصل بستی عبداللہ السالم میں آرٹس گیلری (قاعۃ الفنون) میں نمائش کا افتتاح کیا، جس میں پندرھویں سے انیسویں صدی تک کویت اور خلیج کے حالات کی وضاحت تاریخ اور نقشوں سے کی گئی ہے۔

اس کے بعد قومی کمیٹی برائے ثقافت اور فنون وآداب نے میرے اعزاز میں ہوٹل ابراج الکویت میں عشائیہ دیا، جس میں شیوخ اور کبار مدعوین شامل ہوئے۔

13 جنوری 2004ء کو میں نے الشیخ علی جابر الاحمد الصباح گورنر الجہراء کے ساتھ رسمی ملاقات کی۔ اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد میں نے حکومت کویت کے سائنسی مرکز کا دورہ بھی کیا، وہاں میرا استقبال جناب بدر الرفاعی نے کیا۔ صدر مجلس ادارت اور اس مرکز کے اعزازی رکن انجینئر مجیل سلیمان المطوع بھی اس موقع پر موجود تھے۔

13 جنوری 2004ء کو ظہر سے پہلے میں کویت کا چار روزہ مصروف دورہ مکمل کر کے واپس شارجہ روانہ ہو گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارھواں باب

وطن اور امت کا مرحوم قائد

2 نومبر 2004ء کی شام متحدہ عرب امارات کے صدر الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان، اللہ کی رحمت کی طرف منتقل ہو گئے۔ وہ باذن اللہ مرحوم و مغفور ہیں۔

الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان 1918ء کو ابوظبی میں پیدا ہوئے۔ 1946ء میں وہ العین شہر اور گردونواح کے گورنر بنے جو ریاست ابوظبی کے مشرقی علاقوں پر مشتمل ہے۔ یہ ذمہ داری انھیں ان کے بھائی، ابوظبی کے حکمران الشیخ شخبوط بن سلطان آل نہیان نے دی تھی۔ انھوں نے تعلیمی، تجارتی، زراعتی غرضیکہ تمام شعبوں میں اس ریاست کو ترقی دی۔

6 اگست 1966ء کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ریاست ابوظبی کی حکمرانی کی کنجی ان کے ہاتھوں میں دے دی گئی۔ 2 دسمبر 1971ء کو دبئی کے حاکم الشیخ راشد بن سعید آل مکتوم اور امارات کے دیگر حکمرانوں کے ساتھ مل کر انھوں نے عرب امارات کا اتحاد قائم کیا۔

پورا متحدہ عرب امارات گم شدہ ہیرے کو رخصت کرتا ہے

3 نومبر 2004ء کو عصر کے بعد، متحدہ عرب امارات نے سرکاری اور قومی طور پر، وطن کے کھو جانے والے عظیم ہیرے کو رخصت کیا۔ اللہ کے حکم سے بخشے ہوئے الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان صدر متحدہ عرب امارات کو بادشاہوں، صدور، سربراہان حکومت اور دنیا کے مختلف ممالک کے نمایندوں نے خود رخصت کیا۔

رخصت کنندگان میں سب سے آگے جناب الشیخ خلیفہ بن زاید آل نہیان، صدر مملکت تھے۔ ان کے ساتھ جناب الشیخ مکتوم بن راشد آل مکتوم، نائب صدر مملکت، وزیراعظم اور حاکم دبئ، ان دونوں کے بھائی، امارات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ہائی کمان (مجلس اعلیٰ) کے ارکان، جناب الشیخ محمد بن زاید ولی عہد ابوظبی، جناب الشیخ سلطان بن زاید نائب وزیر اعظم، ریاستوں کے ولی عہد اور الشیخ زاید بن سلطان کی اولاد و احفاد تھے۔ ان کے علاوہ شیوخ، وزراء، اعلیٰ سول و عسکری حکام، ملکی اور غیر ملکی شہریوں کے جم غفیر، عرب اور دوست ممالک کے سربراہان اور وفود اور عرب و اسلامی ممالک کے سفیروں نے مسجد الشیخ سلطان بن زاید الاول (قصر البطین) میں مرحوم کی نماز جنازہ پڑھی۔

عالمی سربراہ شیخ زاید کے جنازہ اور تدفین میں:

شیخ زاید بن سلطان آل نہیان کی نماز جنازہ اور تدفین میں درجِ ذیل عالمی سربراہوں نے شرکت کی:

❁ سلطان قابوس بن سعید، سلطان سلطنت عُمان ❁ بحرین کے بادشاہ حمد بن عیسیٰ آل خلیفہ ❁ اردن کے حکمران، شاہ عبداللہ دوم ❁ سعودی عرب کے ولی عہد، اول نائب وزیر اعظم اور سعودی مسلح افواج کے کمانڈر شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز ❁ الجزائر کے صدر عبدالعزیز بوتفلیقہ ❁ شام کے صدر بشار الاسد ❁ یمن کے صدر علی عبداللہ صالح ❁ عراقی صدر غازی مشعل عجیل الیاور ❁ سوڈان کے صدر عمر حسن البشیر ❁ پاکستان کے صدر پرویز مشرف ❁ افغانستان کے صدر حامد کرزئی ❁ قطر کے ولی عہد الشیخ تمیم بن حمد آل ثانی ❁ مملکت مغربیہ (مراکش) کے ولی عہد شہزادہ رشید ❁ بحرین کے وزیر اعظم الشیخ خلیفہ بن سلمان ❁ عراق کے وزیر اعظم ایاد علاوی ❁ لیبیا کے لیڈر کرنل معمر قذافی کے بیٹے سیف الاسلام قذافی۔

نماز جنازہ کے بعد مرحوم کے امارات کے پرچم میں لپٹے جسد خاکی کو، شرکاء کے ہاتھوں خاص میت گاڑی پر سوار کیا گیا۔ وہ گاڑی خلیج العربی روڈ اور السعادۃ روڈ سے گزر کر المقطع پل کے قریب ابوظبی شہر کے داخلی راستے میں مسجد الشیخ زاید بن سلطان پہنچی۔

قوم و ملت کے اس لیڈر کی جدائی پر اسلامیان عالم پر غم و اندوہ کے بادل چھا گئے۔ مقامی اور غیر مقامی افراد نے نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے مسجد الشیخ سلطان بن زاید الاول کا رخ کیا تھا۔ لوگ صبح سے ہی یہاں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ صبح سے ہی لوگ مسجد کو جانے والی سڑکوں پر قطاروں میں جمع ہو کر مرحوم کے جسد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاکی کی آمد کے منتظر تھے تاکہ امت کے اس عظیم لیڈر کا آخری دیدار کر سکیں۔ علاقے کی گلیاں اور بازار لوگوں سے بھرے ہوئے تھے۔ان کے دل ''زاید الخیر'' کی جدائی پر غمگین اور دکھی تھے۔ وہ اللہ علی وقدیر سے شیخ زاید بن سلطان کے لیے رحمت ومغفرت کے سوالی تھے جنھوں نے اپنی زندگی وطن اور عربی واسلامی امت کے لیے وقف کر رکھی تھی، اوران کے لیے دعا گو تھے کہ اللہ انھیں اپنی وسیع رحمت میں ڈھانپ لے اوران کو اپنی کشادہ جنتوں میں جگہ دے اور آل نہیان، امارات کے عوام اور عربی واسلامی اقوام کو یہ صدمہ صبر وسکون سے جھیلنے کی توفیق دے۔

آہوں اور سسکیوں کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں امارات کے باسیوں اور غیر مقامیوں نے اپنے اس عظیم اور بے مثال لیڈر کو بادیدۂ نم رحمت باری تعالیٰ کے سپرد کیا، جو زندگی بھر ان کی تعمیر وترقی کے لیے ناقابل فراموش قربانیاں پیش کرتا رہا۔انھیں مسجد الشیخ زاید بن سلطان الکبیر میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

ہائی کمان صدر مملکت کا جانشین منتخب کرتی ہے:

3 نومبر 2004ء کی شام کو متحدہ عرب امارات کی مجلس اعلیٰ نے متفقہ طور پر ریاست ابوظبی کے حاکم جناب الشیخ خلیفہ بن زاید آل نہیان کو نیا صدر منتخب کر لیا۔

اتحاد کی مجلس اعلیٰ کی یہ میٹنگ ابوظبی کے البطین محل میں نائب صدر، حاکم دبئی اور وزیر اعظم جناب الشیخ مکتوم بن راشد آل مکتوم کے زیر صدارت منعقد ہوئی۔

اس میٹنگ میں ❁ الشیخ خلیفہ بن زاید آل نہیان، حاکم ابوظبی ❁ الشیخ ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی، حاکم شارجہ ❁ الشیخ صقر بن محمد القاسمی، اس وقت کے حاکم راس الخیمہ ❁ الشیخ حمد بن محمد الشرقی، حاکم الفجیرہ ❁ الشیخ راشد بن احمد المعلا، اس وقت کے حاکم ام القیوین ❁ اور الشیخ حمید بن راشد النعیمی، حاکم عجمان شریک ہوئے۔

اتحاد کی ہائی کمان (مجلس اعلیٰ) کے ارکان نے اس بات پر زور دیا کہ جس طرح سفرِ آخرت کرنے والے ہمارے عظیم لیڈر اور بانی مملکت نے مشکل حالات میں قوم و ملک کو سنبھالا تھا، اور قیادت وحکومت کی اعلیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثالیں قائم کیں، ہمیں بھی انھی خطوط پر کام کرنا چاہیے اور حق وعدل اور خیر کے ویسے ہی روشن نمونے پیش کرنے چاہئیں۔

مجلسِ اعلیٰ کے ارکان نے پورے بھروسے اور کامل یقین کا اظہار کیا کہ جناب الشیخ خلیفہ بن زاید آل نہیان بخوبی ملک وقوم کی خدمت سے عہدہ برآ ہوں گے۔ ان کے لیے دعا کی گئی کہ اللہ عزوجل انھیں اپنے فضل و کرم سے نوازے اور ان کو وطن اور قومِ امارات کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

الشیخ خلیفہ بن زاید آل نہیان، نئے صدر مملکت نے اپنے انتخاب پر اپنے بھائیوں، یعنی امارات کے حاکموں کا شکریہ ادا کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ میں اسی نہج پر چلوں گا اور اپنے بھائیوں، یعنی اتحاد کی ہائی کمان سے مشاورت جاری رکھوں گا تاکہ امارات کا ملک اور قوم اپنی شاندار ترقی اور روشن مستقبل کا سفر بدستور جاری رکھ سکیں۔

الشیخ زاید کتاب ایوارڈ

2 مارچ 2010ء کی شام، ابوظبی میں الشیخ زاید کتاب ایوارڈ کے سلسلے میں چوتھے ایوارڈ کی تقریب منعقد ہوئی جس میں مجھے اس سال کی ثقافتی شخصیت قرار دیا گیا۔ جب میں یہ ایوارڈ وصول کرنے کے لیے اسٹیج پر پہنچا تو مجھے ایوارڈ انتظامیہ نے موقع کی مناسبت سے گفتگو کا حکم دیا۔ میں نے فی البدیہ، یہ چند کلمات گزارش کر دیے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں الشیخ زاید کتاب ایوارڈ کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنھوں نے مجھے 2009-2010ء کے لیے سال کی ثقافتی شخصیت کے طور پر منتخب کیا ہے۔

اس موقع پر میں ایوارڈ اور اس کی عالمگیریت کے متعلق کچھ نہیں کہوں گا بلکہ میں اس شخصیت کے متعلق کچھ عرض کروں گا، جس کے نام سے یہ ایوارڈ منسوب کیا گیا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان بن محمد القاسمی

چالیس سال پہلے کی بات ہے۔ اس سرزمین پر برطانوی لیبر پارٹی کی حکومت کا وزیر خارجہ آیا اور اس نے سب کے سامنے پریقین الفاظ میں کہا: برطانیہ نہر سویز تک اپنے علاقوں سے ہرگز انخلاء نہیں کرے گا۔ چھ ماہ ہی گزرے تھے کہ اسی حکومت کا وہی وزیر یہاں آ کے اچانک انخلاء کا اعلان کرتا ہے۔

یہ اعلان سب کے لیے ایک صدمہ تھا۔ لوگ بارش والی رات میں بکریوں کی طرح ہو گئے، گروہ اور پارٹیاں متفرق ہو گئیں۔ ایک دوسرے کو برے القاب دیے جانے لگے اور قومیں ہم پر دعوے کرنے لگیں۔ تب اس سرزمین کے افق پر اچانک ایک ستارہ نمودار ہوتا ہے، وہ ستارہ الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان تھے۔ وہ ایک شخص تھے مگر کئی اشخاص کی ہمت رکھتے تھے۔ وہ تیز قدم چلتے اور راہوں کو سمیٹتے تھے۔ وہ خوف زدہ کو امن دیتے تھے ہے، بھوکے کو کھلاتے تھے اور جاہل کو سمجھاتے تھے۔ وہ لوگوں کو ایک امت بنا گئے ...... میں کہتا ہوں: وہ خود ایک امت تھے۔

وہ اس نوخیز حکومت کو دنیا کی حکومتوں میں آگے لے گئے۔ اور ان کی حکیمانہ سیاست کے طفیل اس مملکت نے ہر سچائی، ہر وفا اور ہر محبت روئے زمین کے تمام ممالک سے حاصل کی۔

اچانک ایک دن آیا...... از ایامِ رمضان، اس میں ہوا ایک اعلان، جس کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھے کان، اس سے ٹوٹ گیا وجدان...... کہ وفات پا گئے زاید بن سلطان۔

آنسوؤں سے رخسار تر ہو گئے۔ گلوں سے آوازیں نکلنا مشکل ہو گئیں۔ ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ بس ایک ہی بات، سب کی زبانوں پر ایک ہی بات:

اے اللہ! کوئی گلہ نہیں۔ اے اللہ! کوئی گلہ نہیں۔ اے اللہ کوئی گلہ نہیں۔

ہمارے دن گزرتے جا رہے ہیں، اور اس عرصے میں ہم تماشے میں بہت مصروف ہوتے ہیں، ہم بہت ہنستے ہیں، ہم بہت کچھ ضائع کرتے ہیں۔

اور ہم وہ ہیں جنھوں نے زاید کے ہاتھوں تربیت پائی ہے۔ ہم وہ ہیں جنھوں نے زاید کے گھاٹوں سے پیا ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ ہم زاید سے وفا کرنے والے نہیں ہیں۔

اس حال میں، اس منبر سے، میں سب حاضرین کو اور ٹیلی وژن دیکھنے والے سب ناظرین کو دعوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہوں......اے ماں......اے باپ......

قلم پکڑ، اپنے بچوں کو اپنے اردگرد بٹھا، تحریر کر اور لکھ:

یہ چیز ہے جو زاید کو پسند تھی۔ یہ چیز ہے جو زاید کو ناپسند تھی۔ پھر یہ اوراق ہم جمع کر لیں، انھیں ہم رف استعمال نہ کریں، ان کے ملفوظات کو ساز کے ساتھ نہ گائیں بلکہ انھیں (سینوں) میں محفوظ رکھیں اور ان کو آئین کے مقدمے کی زینت بنائیں۔

اس طرح کی وفا ہی سے ہم اس شخص کا حق ادا کر پائیں گے۔

آپ سب کے توجہ سے سننے اور کان دھرنے کا شکریہ۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سلطان محمد القاسمی

- متحدہ عرب امارات کی امارت شارجہ کے حاکم 1972ء سے۔
- متحدہ عرب امارات کی ہائی کمان کے رکن 1972ء سے۔
- بی ایس سی (زراعت)، زرعی کالج، قاہرہ یونیورسٹی (1972ء)۔
- پی ایچ ڈی (تاریخ)، ایکسٹر یونیورسٹی، برطانیہ (1985ء)۔
- پی ایچ ڈی (خلیج کا سیاسی جغرافیہ)، ڈرہم یونیورسٹی، برطانیہ (1999ء)۔
- چانسلر جامعہ شارجہ (1997ء) سے۔
- چانسلر امریکن یونیورسٹی، شارجہ (1997ء سے)۔

مؤلف کی تصانیف

- أسطورة القرصنة العربية في الخليج (انگریزی، فارسی)
- الاحتلال البريطاني لعدن (عربی)
- تقسيم الإمبراطورية العُمانية (عربی، انگریزی، فرانسیسی، فارسی)
- الخليج في الخرائط التاريخية (انگریزی دو جلدوں میں)
- صراع القوى والتجارة في الخليج (انگریزی، فارسی)
- بيان للمؤرخين الاماجد في براءة ابن ماجد (عربی، ہسپانوی، روسی)
- بيان الكويت (سيرة الشيخ مبارك الصباح) (عربی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- الوثائق العربية. العمانية في مراكز الأرشيف الفرنسية (عربی)
- العلاقات العمانية الفرنسية 1715م - 1900م (عربی، فرانسیسی، انگریزی)
- الحقد الدفين (عربی، انگریزی، ہسپانوی، روسی، اُردو)
- سرد الذات (عربی، انگریزی، ہسپانوی، جرمنی، فرانسیسی، اردو)
- القواسم والعدوان البريطاني (1797م- 1820م) (عربی)
- زنوبيا. ملكة تدمر (عربی)
- الشيخ الأبيض (عربی، انگریزی، فرانسیسی، روسی، اردو، اطالوی، جرمنی، ہسپانوی)
- الأمير الثائر (عربی، انگریزی، فرانسیسی، اردو، اطالوی، جرمنی، ہسپانوی)
- حديث الذاكرة ج 1 (عربی، انگریزی، جرمنی، فرانسیسی، ہسپانوی، اردو)
- حديث الذاكرة ج 2 (عربی، انگریزی، اردو)
- مراسلات سلاطين زنجبار (عربی)

www.kitabosunnat.com

33070

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

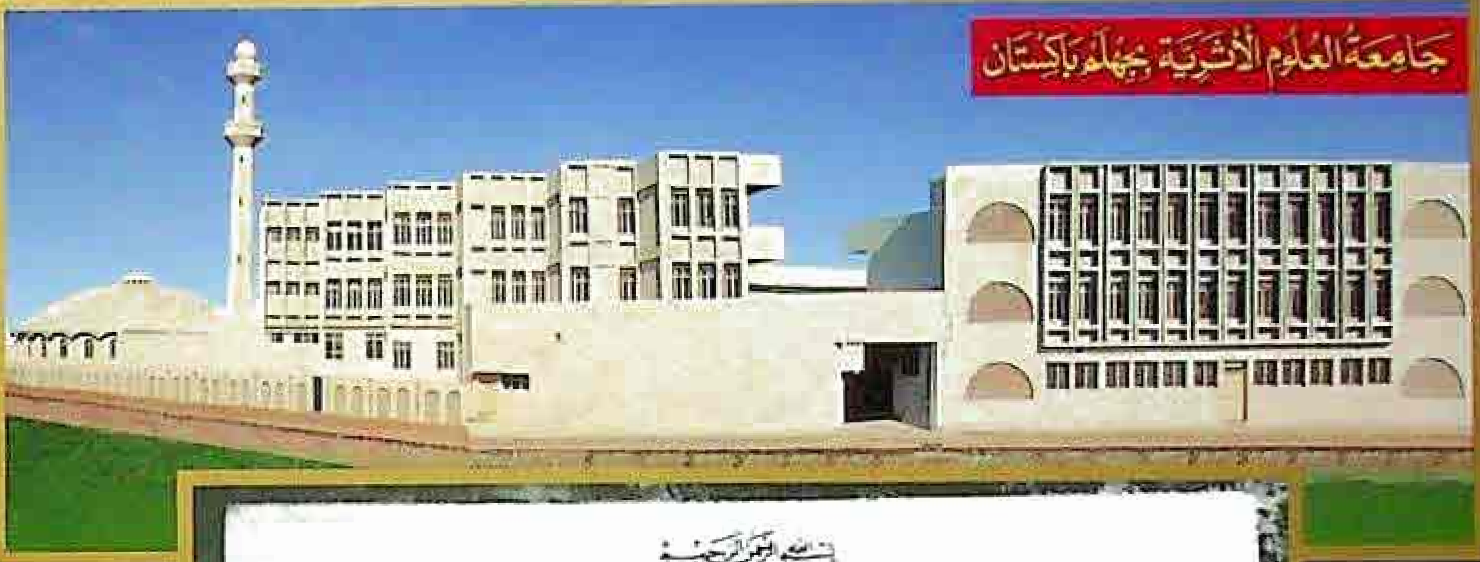

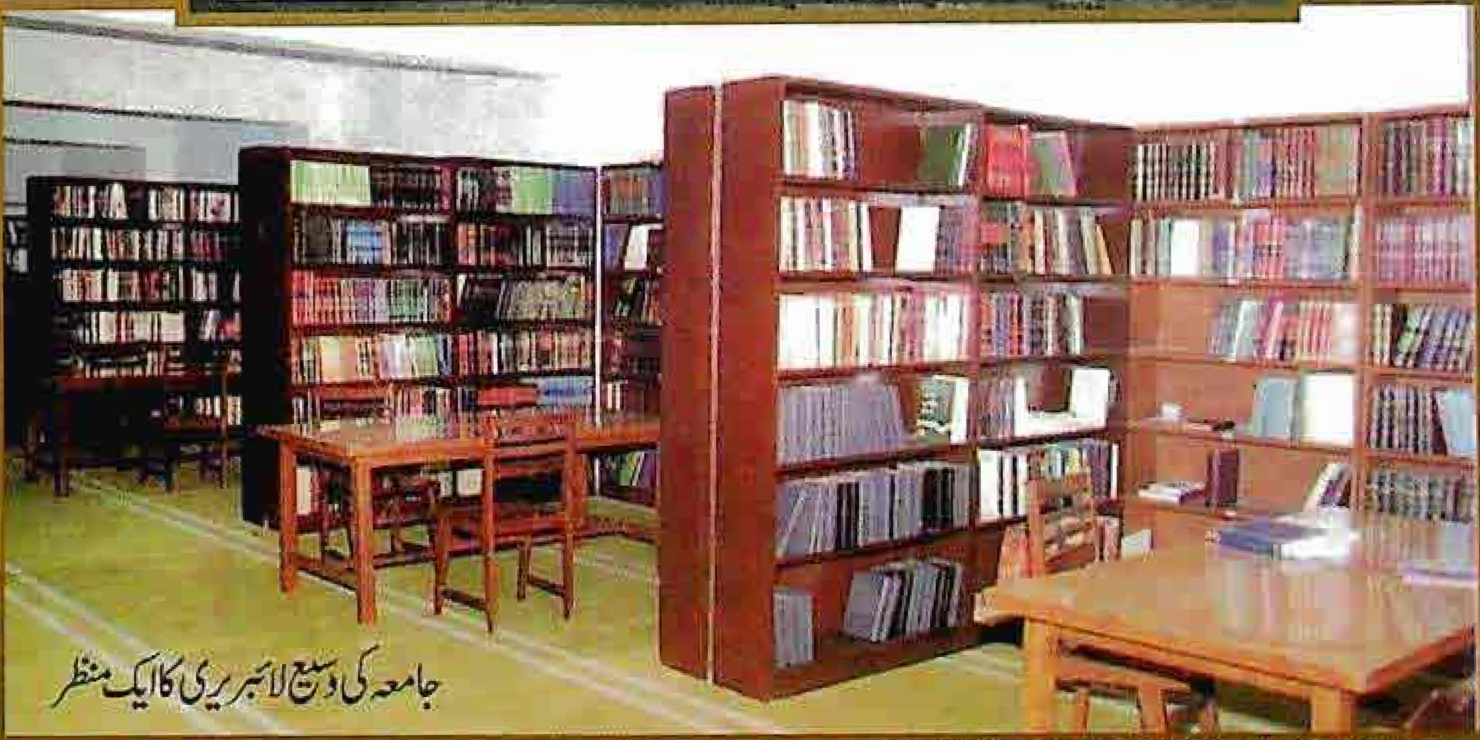

جامعہ کی وسیع لائبریری کا ایک منظر

الناشر: حافظ عبد الحمید عامر چیئرمین الاثریہ فاؤنڈیشن جہلم پاکستان

092 544 61 36 70 | 0092 544 61 36 84 | only Whatsapp 0092 321 540 70 72